عون الفتاح
شرح
نور الایضاح
مؤلف
حضرت علامہ عبدالقیوم العطاری المدنی
مدرس جامعۃ المدینہ مال روڈ لاہور
ناشر
مکتبہ گلشن عطار لاہور
0312-5252593

بسم الله الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔عون الفتاح اردو شرح نور الایضاح

مؤلف۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت علامہ عبد القیوم العطاری المدنی مدظلہ العالی

صفحات۔۔۔۔۔۔۔۔ 536

قیمت۔۔۔۔۔۔۔۔۔600

اشاعت۔۔۔۔۔۔شوال المکرم 1438ھ اگست 2017ء

ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔مکتبہ گلشن عطار پنج پیرا چھرہ، لاہور

فون: 0312-5252593

ملنے کے پتے:

مکتبہ قادریہ، داتا دربار مارکیٹ، لاہور

مکتبہ اعلیٰ حضرت، داتا دربار مارکیٹ، لاہور

میلاد پبلیکیشنز داتا دربار مارکیٹ، لاہور

مکتبہ فیضان رضا جوہر ٹاؤن لاہور

مکتبہ غوثیہ، کراچی

مکتبہ غوثیہ، راولپنڈی

مکتبہ قادریہ، کراچی

مکتبہ فیضان اسلام، فیصل آباد

کتب خانہ امام احمد رضا داتا دربار مارکیٹ، لاہور

مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور

نعیمہ بک سٹال، اردو بازار لاہور

مکتبہ المدینہ رائیونڈ

الغنی پبلیکیشنز، کراچی

مکتبہ فیضان زم زم حیدر آباد

انتساب

راقم، اس کتاب کو اپنے پیر ومرشد رہبر طریقت، ماحی بدعت، امیر اہلسنت ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کی بارگاہ میں پیش کرتا ھے، جن کے فیض سے لاکھوں فرزندان اسلام گناہوں بھری زندگی چھوڑ کر صلوۃ وصوم کے پابند بن گئے ہیں۔

اوران اساتذہ کرام کی بارگاہ میں بھی پیش کرتا ہوں جن کے وسیلے سے مجھے نورالایضاح کی شرح لکھنے کی توفیق ہوئی۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ یہ کتاب عام مسلمانوں کے لئے نافع ہواوراس کا نفع ہمیشہ قائم ودائم رہے۔

عبدالقیوم المدنی

مقدمہ

یہ مقدمہ تین ابواب پر مشتمل ہے

(۱) تدوین فقہ

(۲) اصطلاحات فقہیہ

(۳) صاحب کتاب کا تعارف

الباب الاول

تدوین فقہ

صاحب درمختار علامہ حصکفی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ علماء نے فرمایا" حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فقہ کی زراعت کی۔ اس زراعت کو سیراب حضرت علقمہ نے کیا۔ حضرت ابراہیم نخعی نے اسی کی کھیتی کاٹی۔ حضرت حماد نے اس کھیتی کو اگایا۔ امام اعظم ابوحنیفہ نے اس سے آٹا بنایا۔ امام ابو یوسف نے اس آٹے کو گوندھا۔ امام محمد نے اس گوندھے ہوئے آٹے سے روٹی بنائی اور اب تمام لوگ اسی روٹی سے کھا رہے ہیں۔

وضاحت

(۱) یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے فروعی مسائل کے استنباط پر گفتگو کی۔ آپ جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار کبار صحابہ میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام قبول کیا۔ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تمام صحابہ کے علم کی انتہا چھ صحابہ علیہم الرضوان پر ہوتی ہے یعنی حضرت عمر وعلی،، ابوالدرداء اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم۔ پھر ان صحابہ کے علم کی انتہاء حضرت علی اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے علم پر ہوتی ہے۔

(۲) حضرت علقمہ کے سیراب کرنے سے مراد فقہ کی وضاحت ہے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سرکار علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں پیدا ہوئے اور آپ نے قرآن کا علم حضرت ابن مسعود، حضرت عمر، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہم وغیرہ سے حاصل کیا۔

(۳) حضرت ابراہیم نخعی کی کھیتی کاٹنے سے مراد یہ ہے کہ فقہ کے مسائل کے فوائد جو متفرق جگہ جمع تھے انہیں آپ رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ جمع فرمایا۔ آپ علیہ الرحمہ کا وصال ۸۵ھ میں ہوا۔

(۴) حضرت حماد نے فقہ کی کھیتی کو اس طرح گاہا کہ فقہ کے مسائل کی توضیح اور کانٹ چھانٹ میں مشغول رہے۔ آپ علیہ الرحمۃ کا وصال ۱۲۰ھ میں ہوا۔

(۵) امام اعظم علیہ الرحمۃ نے فقہ کے بہت سارے بنیادی اصول بتائے۔ آپ علیہ الرحمۃ کا لقب سراج

الائمہ ہے۔آپ علیہ الرحمۃ وہ پہلی ہستی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے فقہ کی تدوین کی۔نیز اس کی ابواب بندی اور فقہ کے ابواب کو کتاب کی صورت میں پیش کیا۔امام مالک نے موطا امام مالک میں امام اعظم رحمہ اللہ کی اتباع کی ہے۔

(۶) امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے امام اعظم رحمہ اللہ کے بیان کردہ قواعد میں مزید دقیق نظری سے کام لیا۔مزید احکام کا استنباط کیا۔آپ علیہ الرحمہ نے سب سے پہلے امام اعظم رحمہ اللہ کے مذہب پر اصول فقہ کی کتب لکھیں۔آپ علیہ الرحمہ ۱۱۳ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۸۲ھ کو بغداد میں آپ کا وصال ہوا۔

(۷) امام محمد علیہ الرحمۃ امام اعظم کے شاگرد ہیں۔آپ علیہ الرحمۃ نے امام اعظم کے مذہب کو کتابی شکل میں تحریر کیا۔آپ علیہ الرحمہ ۱۳۲ھ میں پیدا ہوئے اور آپ علیہ الرحمۃ کا وصال ۱۸۹ھ میں ہوا۔

الباب الثانی

فقہ کی تعریف

فقہ ان افعال کے جاننے کا نام ہے جو اس کے لئے حلال یا حرام ہیں۔

فقہ کا موضوع

فعل مکلّف ہے۔

غرض وغایت

دونوں جہاں کی بھلائیاں حاصل کرنا فقہ کی غرض وغایت ہے۔

طبقات فقہاء

علامہ شمس الدین احمد بن سلیمان جن کی شہرت ابن کمال پاشا سے ہے اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ "مقلد مفتی کے لئے یہ ضروری ہے کہ جس کے قول پر فتوی دے رہا ہے اس کی حالت کا اسے معلوم ہو یعنی مسائل روایت کرنے میں اس کا کیا مقام ہے۔ اسی لئے ذیل میں طبقات فقہاء ذکر کیے جا رہے ہیں۔

فقہاء کے سات طبقے ہیں:

پہلا طبقہ

مجتہدین مطلق کا ہے جنہوں نے شریعت میں اجتہاد کیا اور ادلہ اربعہ (۱) قرآن (۲) حدیث (۳) اجماع (۴) قیاس۔ سے براہ راست احکام اخذ کیے۔ مثلاً آئمہ اربعہ۔

دوسرا طبقہ

مجتہدین فی المذہب کا ہے۔ جو اپنے استاذ کے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق ادلہ اربعہ سے احکام اخذ کرنے پر پوری طرح قادر ہیں۔ بعض جزئیات میں یہ اگرچہ اپنے استاذ کی مخالفت کر دیتے ہیں مگر اصول میں اپنے اساتذہ کی ہی پیروی کرتے ہیں مثلاً امام ابو یوسف، امام محمد وغیرہ۔

تیسرا طبقہ

جن مسائل میں امام اعظم اور آپ کے تلامذہ سے کوئی قول منقول نہ ہو یہ اپنے اجتہاد سے اس کے احکامات بیان کرتے ہیں یہ طبقہ مجتہدین فی المسائل کا ہے یہ افراد امام اعظم کی نہ تو اصول میں مخالفت کرتے ہیں نہ ہی فروع میں مثلاً کرخی وغیرہ۔

چوتھا طبقہ

اصحاب تخریج کا ہے۔ یہ حضرات مقلد ہوتے ہیں۔ ان حضرات کو اصحاب تخریج اس لئے کہتے ہیں۔ کہ ان کے امام سے جو اگر کوئی ایسا قول منقول ہو جو کہ دو معنی کا احتمال رکھتا ہو تو یہ اس کی وضاحت کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ ھدایہ میں کہیں کہیں آتا ہے " کذا فی تخریج الکرخی "۔

پانچواں طبقہ

یہ حضرات بھی مقلد ہوتے ہیں اور اصحاب ترجیح کہلاتے ہیں۔ ان فقہاء کا کام مختلف روایتوں میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا ہوتا ہے۔ جیسا کہ قدوری، صاحب ہدایہ وغیرہ۔ یہ حضرات ترجیح کے یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں (۱) ھذا اولیٰ (۲) ھذا اوفق الناس وغیرہ۔

چھٹا طبقہ

اصحاب تمیز کا ہے۔ یہ حضرات اقوی، قوی اور ضعیف اقوال میں تمیز کر سکتے ہیں مثلاً متون معتبرہ کنز الدقائق، وقایہ وغیرہ کے مصنفین۔

ساتواں طبقہ

ان فقہاء کا ہے کہ جو مقلد محض ہوتے ہیں۔ مختلف اقوال میں تمیز بھی نہیں کر سکتے۔ انہیں جہاں سے کچھ ملتا ہے لے لیتے ہیں۔ ان کا حال رات میں لکڑیاں جمع کرنے والے کی طرح ہوتا ہے۔

(ملخصا آداب فتوی۔ ص/۵۳ تا ۵۶)

فقہ حنفی کے مسائل کی اقسام

اس کی تین قسمیں ہیں:

مسائل کی پہلی قسم

پہلی قسم کو "ظاہرالروایۃ" کہتے ہیں یہ وہ مسائل ہیں جوامام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد سے مروی ہیں اور امام محمد کی ان چھ کتب میں مذکور ہیں۔

(۱) مبسوط (۲) زیادات (۳) جامع صغیر (۴) جامع کبیر (۵) سیر صغیر (٦) سیر کبیر۔ ان کتابوں کو ظاہر الروایۃ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ کتابیں امام محمد علیہ الرحمۃ سے متواتر سندوں کے ساتھ مروی ہیں۔

مسائل کی دوسری قسم

ان مسائل کو "نادرالروایۃ" کہتے ہیں۔ اس میں متعدد قسم کے مسائل داخل ہیں (۱) وہ مسائل جو امام محمد کی چھ کتب کے علاوہ دیگر کتابوں میں مذکور ہیں۔ (۲) امام محمد علیہ الرحمۃ کے علاوہ امام اعظم رحمہ اللہ کے دیگر شاگردوں کی کتابوں میں مذکور مسائل جیسے امام ابو یوسف کے لکھوائے ہوئے مسائل پر مشتمل کتاب " کتاب الامالی" وغیرہ۔

مسائل کی تیسری قسم

تیسری قسم کو فتاوی و واقعات کہتے ہیں۔ یہ وہ مسائل ہیں جن کے بارے میں آئمہ متقدمین سے کوئی روایت منقول نہیں ہے بعد میں آنے والے مجتہدین نے اپنے اجتہاد سے ان مسائل کا جواب دیا ہے امام ابواللیث رحمہ اللہ کی " کتاب النوازل" وغیرہ۔

فقہ حنفی میں مختلف اقوال کیوں؟

یہ ایک عام مشاہدہ ہے کہ فقہ حنفی میں اگر ایک قول "امام اعظم" کا ہے تو دوسرا قول "امام ابو یوسف "یا"امام محمد" کا ہوتا ہے۔ جب ہم حنفی ہیں تو امام اعظم کے علاوہ کسی اور کے قول پر عمل کیوں کرتے ہیں؟ اس کی وجہ علماء نے یہ بیان فرمائی ہے کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کسی مسئلے کے بارے میں ایک قول ارشاد فرماتے۔ اس میں

مزید غور فرماتے تو دوسرا قول ارشاد فرماتے اور بعض اوقات کئی قول ارشاد فرماتے۔ پھر دلائل کی روشنی میں کسی ایک قول کے اختیار فرمالیا کرتے تھے۔ جبکہ آپ کے شاگرد آپ کے ہی بیان کردہ اقوال میں سے کوئی دوسرا قول لے لیتے، در یہ اس لئے تھا کہ امام اعظم نے انہیں اجازت دے رکھی تھی کہ دلائل کی روشنی میں اگر تم میرے قول کے مخالف دوسرے قول کو سمجھو تو بیان کردیا کرو۔ گویا اقوال امام اعظم ہی کے ہوتے تھے آپ علیہ الرحمہ کے تلامذہ آپ ہی کے کسی قول کو لے لیتے ہیں۔

فقہی کتابوں کی تین اقسام

(۱) متون

(۲) شروح

(۳) فتاوی

متون

معتبر متون یہ ہیں (۱) ہدایہ (۲) قدوری (۳) مختار (۴) نقایہ (۵) وقایہ (۶) کنز الدقائق (۷) ملتقی۔

نوٹ: ھدایہ ویسے تو شروح میں سے ہے مگر اعلیٰ حضرت نے اسے متون میں شمار کیا ہے۔

شروح

(۱) مبسوط امام سرخسی (۲) بدائع الصنائع (۳) فتح القدیر (۴) عنایہ (۵) بنایہ (۶) البحر الرائق (۷) نہر الفائق (۸) درمختار وغیرہ۔

فتاوی

(۱) خانیہ (۲) خلاصہ (۳) بزازیہ (۴) ہندیہ وغیرہ۔

نوٹ: متون میں بیان کردہ مسائل، شروح اور فتاوی پر مقدم ہیں۔ جبکہ شروح میں بیان کردہ مسائل فتاوی پر مقدم ہوتے ہیں البتہ متون کے مقابلے میں شروح وفتاوی یا شروح کے مقابلے میں فتاوی کے کسی مسئلے کو علمانے راجح قرار دیا ہو تو اسی کے مطابق عمل کریں گے۔

کتب فقہ میں عموماً استعمال ہونے والے الفاظ کا حکم

(۱) سب سے قوی تر لفظ "علیہ عمل الامۃ" ہے

(۲) جن اقوال میں "فتوی" کا لفظ پایا جائے اس کو دیگر اقوال پر ترجیح ہوتی ہے کیونکہ کسی قول کے صحیح ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسی کے مطابق فتوی بھی ہو۔

(۳) "علیہ الفتوی" اور "بہ یفتی" کے الفاظ "الفتوی علیہ" سے زیادہ قوی ہیں۔

(۴) "الاحوط" کے الفاظ "الاحتیاط" سے زیادہ قوی ہیں۔

(۵) "ھو الاصح" کے الفاظ "ھو الصحیح" کے مقابلہ میں زیادہ قوی ہیں۔

(ملخص از آداب فتوی)

الباب الثالث

حالات زندگی

نام ونسب

شیخ حسن بن عمار بن علی ابوالاخلاص المصری الشرنبلالی الفقیہ الحنفی۔

تاریخ پیدائش

آپ رحمہ اللہ شبرابلولہ میں ۹۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔آپ کو خلاف قیاس شرنبلالی کہا جاتا ہے۔

ابتدائی تعلیم

آپ علیہ الرحمۃ اس کے بعد قاہرہ (مصر) تشریف لے گئے اور جامع ازہر میں تعلیم حاصل کی۔جہاں پر آپ علیہ الرحمہ نے شیخ محمد حموی، شیخ عبدالرحمٰن المسیری اور عبداللہ النحریری سے پڑھا۔آپ کے مشہور شاگردوں میں علامہ اسماعیل نابلسی، السید السند احمد حموی اور علامہ مناوی شامل ہیں۔

آپ رحمہ اللہ کا وصال

آپ رحمہ اللہ کا وصال ۱۰۶۹ھ میں قاہرہ میں ہوا اس وقت آپ کی عمر ۷۵ سال تھی۔

آپ رحمہ اللہ کی تصنیفات

(۱) نورالایضاح (۲) مراقی الفلاح شرح نور الایضاح (۳) غنیۃ ذوی الاحکام (۴) مراقی السعادۃ (۵) شرح منظومہ ابن وہبان (۶) تحفۃ الاکمل (۷) التحقیقات القدسیہ (۸) العقد الفرید فی التقلید (۹) رسائل الشرنبلالی۔

الحمد للہ علی احسانہ

فہرست مضامین

خطبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی سید نامحمد خاتم النبیین وعلی اله الطاهرین وصحابته اجمعین O

قَالَ العبدُالفقیرُ الی مولَاه الغنی ابوالاخلاصِ حسن الوفائی الشرنبلالی الحنفی انه التمس مِنی بعضُ الاخِلاءِ (عامَلنا الله وایاهم بلطفِه الخَفی)ان اَعملَ مقدمة فی العِباداتِ تقرُب علی المبتَدی ماتشتت من المسائلِ فی المطولات فاستعنتُ بالله تعالی واجبته طالبا للثواب ولا اذکر الاماجزم بصحته اهلُ الترجیحِ من اطنابِ (وسمیتُه)نورالایضاح ونجاة الارواح والله اسالُ ان ینفعَ به عبادة ویدیم به افادة.

ترجمہ: اللہ[1] کے نام سے شروع جونہایت مہربان رحم والا[2]۔

تمام تعریفیں[3] تمام اوقات میں تمام کرنے والوں کی اللہ تعالی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں[4] کا رب ہے اور درود وسلام[5] ہو ہمارے سردار[6] حضرت محمد یعنی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم[7] آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی مقدس آل اور تمام صحابہ کرام پر، بے نیاز مولا کے محتاج بندے ابوالاخلاص "حسن الوفائی الشرنبلالی حنفی کہتا ہے کہ میرے بعض دوستوں نے (اللہ تعالی ہمیں اور خاص طور پر ان دوستوں کو اپنے خاص لطف سے نوازے جنہوں نے) گذارش کی کہ میں عبادات کا ایک مقدمہ لکھوں، جو فقہ کی بڑی بڑی کتب میں بکھرے ہوئے مسائل کو ابتدائی طالب علم کے قریب کردے۔ پس میں نے اللہ تعالی سے مدد چاہتے ہوئے حصول ثواب کے لیے ان کے مطالبہ کو قبول کیا۔ میں نے بغیر کسی طوالت کے اس میں صرف وہی مسائل ذکر کئے ہیں جن پر اہل ترجیح[8] نے جزم کیا ہے۔ اور میں نے اس کتاب کا نام "نور الایضاح ونجاۃ الارواح" رکھا ہے۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اس کتاب کے ذریعے اپنے بندوں کو نفع دے[9] اور اس کے ذریعے دائمی فائدہ دے۔

تشریح:

(۱): لفظ اللہ اسم ہے یا علم اس میں اختلاف ہے۔ جو کہتے ہیں کہ اسم نہیں ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ اسم غیر کے اشتراک سے مانع نہیں ہے۔ لہٰذا یہ کلمہ توحید کے منافی ہے۔

اللہ: واجب الوجود کا علم ہے جو تمام صفات کمالیہ کو شامل ہے: (مناظرہ رشیدیہ، ۳)

(۲): رحمٰن اور رحیم دونوں صفت مشبہ کے صیغے ہیں رحمٰن کو رحیم پر مقدم کرنے کی چند صورتیں ہیں۔

الف: رحمٰن میں الفاظ کی زیادتی ہے اور الفاظ کی زیادتی مبالغہ پر دلالت کرتی ہے۔ لہٰذا رحمٰن کو رحیم پر مقدم کیا۔

(ب): صفت رحمٰن عام ہے کیونکہ یہ دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی۔ جبکہ رحیم صرف دنیا کے ساتھ خاص ہے۔ یہاں پر اعتراض ہوتا ہے کہ رحمٰن و رحیم، رحمت سے مشتق ہیں اور رحمت کہتے ہیں رقت قلبی کو جو اللہ کی صفت نہیں ہے؟ تو اس کا جواب دیا یہاں رقت قلبی سے مراد اس کا انعام ہے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۶)

(۳): حمد کہتے ہیں کہ زبان کے ساتھ کسی کی ایسی خوبی پر تعریف کرنا جو اس کے اختیار میں ہو خواہ وہ خوبی نعمت واحسان کے قبیل سے ہو یا نہ ہو۔

مدح: کسی کی ایسی خوبی پر اس کی تعریف کرنا جو اس کے اختیار میں ہو یا نہ ہو۔ (شکر) انعام کرنے والے کی منعم ہونے کے اعتبار سے تعظیم کرنا شکر کہلاتا ہے۔ برابر ہے کہ یہ تعظیم زبان، افعال اور ارکان کے ساتھ ہو۔

اعتراض: مصنف نے اپنی کتاب کو بسم اللہ اور تحمید سے کیوں شروع کیا؟

جواب: قرآن مجید کی اتباع کرتے ہوئے کیونکہ قرآن مجید کی ابتداء بھی تسمیہ وتحمید سے ہوئی۔

(۴): اللہ تعالیٰ کے ماسوا کو عالم کہتے ہیں۔ عالم اٹھارہ ہیں۔ اور ہر ایک میں کثرت مخلوق کے سبب اسے ہزار سے تعبیر کیا۔ عالم یہ ہیں۔ (۱) جمادات (بے جان چیزیں)، (۲) نباتات (پودے، سبزیوغیرہ)، (۳) عالم حیوانات، (۴، ۵، ۶، ۷) چاروں عناصر (آگ، پانی، ہوا، مٹی)، (۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴) سات آسمان اور (۱۵) ثوابت (وہ آسمان جس پر کوئی ستارہ نہیں)، (۱۶) کرسی، (۱۷) فرش۔

(رہنمائے کامل، ص ۲۴۴)

(۵): (۱)درود کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتو اس سے مراد ہے رحمت بھیجنا،(۲)اگر ملائکہ کی طرف نسبت ہوتو اس سے مراد ہے استغفار کرنا۔(۳)اگر مومنین کی طرف اس کی نسبت ہوتو اس سے مراد ہے دعا کرنا۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح ،ص۱۶)

(۶): آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"انا سید ولد آدم ولا فخر" میں اولاد آدم کا سردار ہوں مگر میں اس پر فخر نہیں کرتا۔ (مناظرہ رشیدیہ ،ص۵)

(۷): یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا"میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک عمارت بنائی اور اس کو انتہائی حسین وجمیل بنایا مگر اس کے دیواروں میں سے ایک دیوار سے ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔لوگ اس کے گھر کا چکر لگانا شروع ہو گئے لوگ اس پر تعجب کر کے بولے یہ اینٹ کیوں نہیں لگاتے۔سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا"میں ہی اس عمارت کی اینٹ ہوں میں خاتم النبیین ہوں۔"

(۸): سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا"میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی اقتداء کرو گے کامیاب ہو جاؤ گے۔"

(۹): طبقات فقہاء میں سے ان کا درجہ پانچواں ہے۔جیسا کہ امام قدوری،صاحب ہدایہ وغیرہ۔

(۱۰): سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا"جس سے ہو سکے اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچائے۔"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الطَّهَارَةِ

اَلْـمِيَاهُ الَّتِي يَجُوْزُ التَّطْهِيْرُ بِهَا سَبْعَةُ مِيَاهٍ مَاءُ السَّمَاءِ وَمَاءُ الْبَحْرِ وَمَاءُ النَّهْرِ وَمَاءُ الْبِئْرِ وَمَاءُ الثَّلْجِ وَمَـاءُ الْبَـرَدِ وَمَـاءُ الْعَيْنِ ثُمَّ الْمِيَاهُ عَلٰى خَمْسَةِ اَقْسَامٍ اَلْاَوَّلُ طَاهِرٌ مُطَهِّرٌ غَيْرُ مَكْرُوْهٍ وَهُوَالْمَاءُ الْمُطْلَقُ وَالثَّانِي طَاهِرٌ مُطَهِّرٌ مَكْرُوْهٌ وَهُوَمَا شَرِبَ مِنْهُ الْهِرَّةُ وَنَحْوُهَا وَكَانَ قَلِيْلاً۔۔۔۔۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تطهیر:	پاک کرنا(مصدر باب تفعیل)	ماء البئر:	کنواں کا پانی
الثلج:	برف	البرد:	اولہ
طاهر :	پاک ہونا	مطهر:	پاک کرنے والا

ترجمہ:

یہ کتاب طہارت[1] کے بارے میں ہے

وہ پانی[2] جن سے پاکیزگی حاصل کرنا جائز ہے[3] سات ہیں[4]۔

پہلا: آسمان کا پانی[5]

دوسرا: دریا کا پانی[6]

تیسرا: نہر کا پانی

چوتھا: کنوئیں کا پانی

پانچواں: برف کا پانی

چھٹا: اولوں سے پگھلا ہوا پانی

ساتواں: چشمے کا پانی

پھر پانی کی (طہارت کے اعتبار سے) پانچ قسمیں ہیں۔(۱) پاک کرنے والا ہے مکروہ نہیں ہے وہ ماء مطلق ہے[7]۔(۲) پاک ہے پاک کرنے والا ہے مگر اس کا استعمال مکروہ ہے[8]۔ یہ وہ پانی ہے جسے بلی یا اس کی مثل (۹) دوسرے جانوروں نے پیا ہو اور وہ قلیل پانی ہو۔

3/3

تشریح:

(ا): کتاب

کتاب کتابت سے مشتق ہے اور کتابت کے لغوی معنی ہیں حروف کا جمع کرنا۔اور اصطلاح میں کتاب مسائل کے مستقل مجموعہ کو کہتے ہیں جو معتبر ہو اور مختلف انواع پر مشتمل ہو یا نہ ہو۔

(بحر الرائق ص۲۰ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

یعنی اس کتاب میں ایک ہی طرح کے مسائل ذکر ہوتے ہیں مثلا کتاب الصلوۃ ہے تو اس میں صرف نماز کے مسائل ذکر کیے جائیں گے طہارت کے نہیں۔

طہارت:

(الف) بفتح الطاء مصدر ہے اور نظافت کے معنی میں ہے۔(ب) بکسر الطاء سے مراد (طِہارت) آلہ نظافت ہے۔(ج) بضم الطاء (طُہارت) اس پانی کا نام ہے جس سے پاکی حاصل کی جائے۔

(بحر الرائق، ج۱،ص۲۱)

اصطلاحی معنی:

شریعت میں حدث اور خبث کو دور کرنے کا نام طہارت ہے۔

طہارت کی اقسام:

طہارت کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) طہارت صغری (۲) طہارت کبری

طہارت صغری وضو اور طہارت کبری غسل کو کہتے ہیں۔

نوٹ: جن چیزوں سے غسل فرض ہوا سے حدث اکبر کہتے ہیں اور جن چیزوں سے صرف وضو لازم ہوا سے حدث اصغر کہتے ہیں۔

سوال: طہارت کو نماز پر مقدم کیوں کیا؟

جواب: اس کی وجہ یہ ہیکہ مشروعات چار ہیں (۱) خالص حقوق اللہ (۲) خالص حقوق العباد (۳) دونوں حق جمع ہو جائیں مگر حق اللہ غالب ہو (۴) یا دونوں حق جمع ہو جائیں مگر حق العبد غالب ہو۔ حقوق اللہ کو دیگر مشروعات پر اس لیے مقدم کیا کہ حق اللہ کی عظمت دیگر حقوق سے زیادہ۔

اب عبادات بھی پانچ ہیں:

(۱)نماز (۲)زکوٰۃ (۳)روزہ (۴)حج (۵)جہاد

نماز کو مقدم کیا باقی عبادات سے اس لئے کہ یہ ارکان اسلام میں سب سے اقوی رکن ہے۔اور طہارت چونکہ نماز کی شرط ہے اور شرط شئی ،شئی سے مقدم ہوتی ہے۔اس لئے طہارت کو نماز پر مقدم کیا۔

(حوالہ حاشیہ ھدایہ نورالایضاح)

(۲): **قوله المياه**

جمع کثرت ہے اوراس کی جمع قلت امواہ ہے جمع کثرت اور جمع قلت میں فرق یہ ہے کہ جمع قلت وضع کے اعتبار سے تین سے لے کر دس تک دلالت کرتی ہے اور جمع کثرت دس سے لے کر آگے تک دلالت کرتی ہے۔

(میاہ:اصل میں مواہ تھا س پر میزان والا قاعدہ جاری ہوا۔)ماء:ایک جوہر شفاف لطیف سیال مائع ہے۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۱۹)

(۳): **يجوز**

یہاں پر یجوز بمعنی یصح کے ہے کیونکہ یہاں پر کلام اس بارے میں ہے کہ جس کے ساتھ پاکیزگی حاصل کرنا صحیح ہے۔ کیونکہ صحت جواز سے عام ہے۔مثلاً اگر کسی نے غیر کے پانی سے بغیر اس کی اجازت کے جو کہ اس شخص نے پینے کے لئے یا کسی ضرورت کے لئے رکھا ہے وضو کرنا تو صحیح ہے لیکن اس کا یہ فعل ناجائز ہے۔

فائدہ:

بخلاف کنویں کے پانی کے اگر کنویں کے پانی سے بغیر اجازت مالک وضو کرلیا تو صحیح ہے اس لئے کہ کنویں کا پانی جب تک کنویں سے باہر نہ نکال لیا جائے کسی کی ملک نہیں ہوتا لہذا کنویں کے پانی سے وضو کرنا جائز بھی ہے اور صحیح بھی ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد ۲ ص ۴۹۴ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

(۴): **سبعة مياه**

پانی کی تین اقسام ہیں۔(۱)مباح ،کسی کی ملک نہیں ہے۔(۲)کسی کی ملک ہے لیکن مباح نہیں ہے۔(۳)مباح بھی اور مملوک بھی ہے۔

(۱)**مباح غیر مملوک:** دریاؤں،نہروں کا پانی،تالابوں جھیلوں کے پانی وغیرہ۔

(۲)**مملوک غیر مباح:** برتنوں کا پانی کہ آدمی نے اپنے گھر کے خرچ (استعمال) کے لئے بھراوایا یا بھروا کر

رکھا وہ خاص اس کی ملک ہے۔اس کی اجازت کے بغیر کسی کو اس میں تصرف کی اجازت نہیں ہے۔

(۴)مملوک مباح: سبیل کا پانی کہ کسی نے خود بھرایا اپنے مال سے بھروایا بہر حال اس کی ملک ہو گیا۔اور اس نے لوگوں کے لئے اس کا استعمال مباح بھی کر دیا وہ بعد اباحت بھی اسی کی ملک رہتا ہے، یہ پانی مملوک بھی ہے اور مباح بھی ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد دوئم،ص۴۹۴)

(۵)ماء السماء

اللہ عزوجل فرماتا ہے "وانزلنا من السماء ماء طھورا" (۲۵:۴۸) یعنی ہم نے آسمان سے پانی اتارا پاک کرنے والا

(۶)ماء البحر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا ہم دریائی سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لے جاتے ہیں اگر اس سے وضو کریں تو پیاسے رہ جائیں گے۔تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کریں۔فرمایا اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے (یعنی مچھلی)

(بہار شریعت بحوالہ ابوداؤد، ترمذی، ج ا،ص ۱۰۴ مطبوعہ شبیر برادرز)

نوٹ: ماء العین، ماء السما، ماء البحران سب میں اضافت تعریف کے لئے ہے تقیید کے لئے نہیں ہے۔

(طحطاوی ج ا،ص ۲۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۷)وھو الماء المطلق

ماء مطلق کی تعریف میں مختلف اقوال ہیں:

(۱) مطلق وہ کہ شئے کی نفس ذات پر دلالت کرے۔اور کسی صفت سے غرض نہ رکھے،

(۲) مطلق وہ کہ اپنی تعریف میں ذات میں دوسری شئے کا محتاج نہ ہو۔

(۳) مطلق وہ کہ اپنے پیدائشی اوصاف پر باقی ہو۔

(۴) مطلق وہ کہ اپنی رقت وسیلان پر باقی ہو۔

(۵) مطلق وہ جس کے لئے کوئی نیا نام نہ پیدا ہوا ہو۔

(۶) مطلق وہ ہے جسے دیکھنے والا دیکھ کر پانی کہے۔

(۷) مطلق وہ کہ جسے بے کسی قید کے بڑھائے مطلق کہہ سکیں۔

(۸) مطلق وہ ہے کہ جس سے پانی کی نفی نہ ہوسکے۔

(۹) مطلق وہ کہ جس سے پانی کا نام زائل نہ ہو۔

ان سب تعریفوں کے بعد اعلیٰ حضرت کی تحقیق کے مطابق ماء مطلق کی تعریف یہ ہے کہ "وہ پانی کہ اپنی رقت طبعی پر باقی ہے اور اس کے ساتھ کوئی ایسی شئے نہ ملے جو اس سے مقدار میں زائد یا مساوی ہے، نہ ایسی شئے جو اس کے ساتھ مل کر مجموع ایک دوسری شئے (بن کر) کسی جدا مقصد کے لئے کہلائے۔

(فتاوی رضویہ جلد دوئم ص ۶۵۲ تا ۶۷۹ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

(۸) طاهر مطهر مكروه وهو ماشرب منه الهرة

تین قسم کے پانی پینا مکروہ ہے (۱) مائے مستعمل یہ ہمیشہ مکروہ ہے۔ (۲) اور اجنبی کا جھوٹا صرف بحالت لذت۔ (۳) اور گھروں میں رہنے والے جانور اور حشرات الارض دموی (خون والے) جیسے سانپ گرگٹ چھپکلی وغیرہ۔ (فقیر کے لیے مکروہ نہیں) وہ پانی جو (طاہر مطہر مکروہ ہے) اس کا استعمال مکروہ تنزیہی ہے۔ اصح یہی ہے پھر وہ پانی ہے جسے بلی نے پیا ہو یعنی پالتو بلی نے کیوں کہ جنگلی بلی کا جوٹھا نجس ہے۔ (مراقی الفلاح علی نور الایضاح)

تنبیہ:

یہ حکم یعنی اس کے مکروہ ہونے کا اس وقت ہے کہ جب نجاست کا معلوم نہ ہو اور اگر معلوم ہو کہ اس کے نجاست لگی ہوئی تھی تو اس کا جھوٹا مکروہ نہیں بلکہ نجس ہوگا نیز جو جانور دم سائل نہیں رکھتے ان کا جھوٹا مکروہ نہیں۔ خواہ حشرات الارض سے ہو یا نہ ہو۔ جیسے بچھو، مکھی، زنبور، وغیرہ۔

نوٹ: اس پانی کے مکروہ ہونے کا حکم اس وقت ہے کہ جب کہ اچھا پانی موجود ہو اور اگر اچھا پانی موجود نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے۔

(بہار شریعت حصہ اول ص ۱۱۰ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

(۹): ونحوها

جیسے چوہے، چھچھوندر اور شکاری پرندوں جیسے باز، شکرا، چیل، وغیرہ کا جھوٹا بھی مکروہ ہے۔

(۱۰): وکان قلیلا

قلیل پانی کی قید سے اس طرف اشارہ ہے کہ جاری پانی میں سے اگر یہ جانور پانی پئیں گے تو یہ مکروہ نہ ہوگا۔

وَطَاهِرٌ غَيْرُ مُطَهِّرٍ وَهُوَ مَا اسْتُعْمِلَ لِرَفْعِ حَدَثٍ أَوْلِقُرْبَةٍ كَالْوضوءِ عَلَى الْوضوءِ بِنِيَّتِهٖ وَيَصِيْرُ الْمَاءُ مُسْتَعمَلاً بِمجرَّدِ اِنْفِصَالِهٖ عَنِ الْجَسَدِ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
لرفع:	اٹھانا	لقربۃ:	نیکی کا کام
یصیر:	ہوجائے گا	مجرد:	محض
انفصال:	جدائی۔علیحدگی		

ترجمہ:

اور طاہر [۱] غیر مطہر ہو پانی ہے جو رفع حدث یا قربت کے لئے استعمال کیا گیا ہو جیسے [۲] وضو کی نیت سے وضو پر وضو کرنا اور پانی محض جسم سے جدا ہوتے ہی مستعمل [۳] ہوجاتا ہے۔

تشریح:

(۱): طاہر

سے مراد یہ ہے کہ یہ پانی بذات خود پاک ہے لیکن اس کا استعمال (پینا) مکروہ ہے۔اور غیر مطہر اس اعتبار سے ہے کہ یہ حدث کو دور نہیں کرتا ہے بخلاف نجاست کے۔ (مراقی الفلاح علی نور الایضاح)

فائدہ:

مستعمل پانی پاک ہے لہذا اگر مستعمل پانی سے ناپاک کپڑا دھوئیں گے تو وہ پاک ہوجائے گا۔

ماء مستعمل کی تعریف:

اعلیٰ حضرت نے مائے مستعمل کی جو تعریف بیان کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے "مائے مستعمل وہ قلیل پانی ہے جس نے یا تو تطہیر نجاست حکمیہ سے کسی واجب کو ساقط کیا یعنی وہ پانی انسان کے کسی ایسے پارہ جسم کو مس ہوا جس کو پاک کرنا وضو یا غسل میں واجب تھا۔یا ظاہر بدن پر اس کا استعمال خود کار ثواب تھا۔اور استعمال کرنے والے نے اپنے بدن پر اسی امر ثواب کی نیت سے استعمال کیا۔اور یوں جس حصہ کو پاک کرنا واجب تھا اس واجب کو ساقط کر کے یا اقامت قربت کر کے عضو سے جدا ہوا اگر چہ ہنوز کسی جگہ نہ ٹھہرا بلکہ روانی میں ہے۔

فوائد:

(۱) قلیل پانی کی قید سے جاری پانی خارج ہوگیا۔(۲) اور یہ قید کے محل نجاست حکمیہ سے مس کر کے اتنے ٹکڑے کی

تطہیر واجب کو ذمہ مکلف سے ساقط کردے لہذا کسی شخص نے جو کہ بے وضو ہے اعضائے دھوئے اگرچہ وضو کی نیت کے بغیر محض ٹھنڈ یا میل دور کرنی کے لیے پانی استعمال کیا پانی مستعمل ہوگیا۔(۳) اور یہ قید کے ظاہر بدن پر اس کا استعمال ثواب تھا لہذا وضو پر وضو کی نیت سے استعمال ہونے والا پانی مستعمل ہو جائے گا۔(۴) جسم کی قید لگائی نہ کہ مکلف کی تاکہ غسل میت میں جو پانی استعمال کیا جاتا ہے وہ بھی شامل ہو جائے۔

نوٹ: وضو پر وضو بغیر نیت کے کیا تو نہ اب اسقاط واجب ہے نہ اقامت قربت لہذا پانی مستعمل نہ ہوگا۔

(فتاوی رضویہ جلد دوم ۴۴ تا ۴۵، رضا فاؤنڈیشن)

مستعمل پانی کو پاک کرنے کا طریقہ

پانی میں محدث کا ہاتھ پڑ گیا تو پانی مستعمل ہوگیا اور یہ چاہیں کہ کام کا ہو جائے تو اچھا پانی اس میں اس سے زیادہ ملا دیں۔ نیز اس کا طریقہ یہ بھی ہے کہ اس میں ایک طرف سے پانی ڈالیں کے دوسری طرف سے بہہ جائے۔ سب کام کا ہو جائے گا۔

مسئلہ:

مستعمل پانی اگر غیر مستعمل پانی میں مل جائے مثلاً وضو یا غسل کرتے وقت قطرے لوٹے یا بالٹی میں ٹپکے تو اگر اچھا پانی زیادہ ہے تو یہ وضو اور غسل کے کام کا ہے ورنہ سب بیکار ہوگیا۔ (بہار شریعت ص ۱۰۶ حصہ اول)

(۲) قولہ وضو کی نیت سے وضو پر وضو کرنا

علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں فرماتے ہیں کہ وضو پر وضو اگر ایک مجلس میں ہو تو یہ مکروہ ہے اگر مجلس بدل کر ہو تو یہ مکروہ نہیں ہے۔

نوٹ: مجلس سے مراد یہ ہے کہ اس محفل میں ایک ہی وقت میں ایک ہی کام ہو رہا ہو۔

فائدہ: اعلی حضرت فتاوی رضویہ ج اص ۱۱۷ پر تجدید وضوء یعنی وضو پر وضو کے بارے میں مختلف اقوال نقل کر کے اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں:

اقول: وباللہ التوفیق وضوئے جدید میں کوئی غرض صحیح مقبول شرع ہے یا نہیں۔ اگر کوئی غرض صحیح مقبول شرع نہیں ہے تو واجب کہ مطلقاً تجدید (وضو) مکروہ وممنوع ہو۔ اگرچہ ایک ہی بار، اگرچہ مجلس بدل کر اگرچہ ایک نماز پڑھ کر بیکار بہانا ہی اسراف ہے اور اسراف ناجائز ہے۔ اور اگر غرض صحیح ہے تو پھر دو حال سے خالی نہیں ہے کہ وہ غرض زیادت کو قبول کرتی ہے یا نہیں۔ اگر وہ غرض زیادت کو قبول نہیں کرتی تو ایک ہی بار کی اجازت چاہیے اگرچہ مجلس بدل جائے۔ وہ کون سی غرض شرعی ہے کہ ایک جگہ بیٹھے

تو قابل زیادت نہیں تو وہاں سے ایک قدم ہٹا کر دوسری جگہ بیٹھ جائے تو زیادت پائے۔ اگر غرض زیادت کو قبول کرتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ مجلس میں دوبارہ تکرار کی اجازت نہ ہو۔

حاصل کلام:

جگہ بدلنے کو اسباب میں کوئی دخل نظر نہیں آتا تو قدم قدم ہٹ کر سو بار وضو پر وضو کی اجازت اور بے ہٹے ایک بار سے زیادہ کی ممانعت کوئی وجہ نہیں رکھتی ہے۔ احادیث بے شک مطلق ہیں اور ہمارے آئمہ کا متفق علیہ فیصلہ بھی یقیناً مطلق ہے۔ لہذا وضو علی وضو غرض صحیح شرعی کے ساتھ جائز ہے۔

(۳) پانی مستعمل کب ہوگا۔

تو اس کے بارے میں اختلاف ہے اس لئے کہ سفیان ثوری، ابراہیم نخعی رحمہما اللہ کے نزدیک پانی مستعمل اس وقت ہوگا جب پانی جسم سے جدا ہو کر زمین پر قرار پکڑے۔

(حاشیہ ھدایہ ص ۲۳ مطبوعہ ضیاء القرآن)

اور صاحب ہدایہ نے جس قول کو اختیار کیا ہے جو کہ مفتی بہ قول ہے اسی قول کو صاحب نور الایضاح نے نقل کیا ہے وہ یہ ہے "ماء مستعمل صحیح مذہب پر عضو سے جدا ہوتے ہی مستعمل ہو جاتا ہے اس لئے کہ عضو سے جدا ہونے سے پہلے مستعمل کا حکم نہ لگانا وہ ضرورت کی وجہ سے ہے۔ اور جدا ہونے کی بعد کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (ہدایہ اولین ص ۲۲)

وَلَا يَجُوزُ بماءِ شَجَرٍ وثَمَرٍ ولو خَرَجَ بِنَفْسِهِ مِنْ غَيْرِ عَصْرٍ فِى الْأَظْهَرِ ولَا بِمَاءٍ زَالَ طَبْعُهُ بِالطَّبْخِ أَوْ بِغَلَبَةِ غَيْرِهِ عليه.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
غیر عصر:	بغیر نچوڑے	طبع:	طبیعت سے مراد پانی کا بہاؤ

ترجمہ:

وضو درخت اور پھل کے پانی سے جائز نہیں ہے اگر چہ اظہر قول [۱] کے مطابق بغیر نچوڑے خود بخود بھی پانی نکلے (تو بھی وضو جائز نہیں ہے) اور نہ ایسے پانی سے وضو جائز ہے کہ جس کی طبیعت [۲] پکانے [۳] یا پانی پر غیر [۴] کے غلبہ کی وجہ سے زائل ہوگئی ہو۔

تشریح:

(۱) فی الاظہر کہہ کر مصنف نے صاحب ہدایہ اور امام زیلعی کے قول سے احتراز کیا ہے۔ کیونکہ صاحب ھدایہ فرمات ہے ہیں کہ صاحب قدوری نے اعتصار کی شرط لگائی ہے۔ یعنی پانی کو نچوڑا گیا ہو لہذا اگر پانی خود بخود نکل آئے گا تو اس سے وضو جائز ہے۔

(ھدایہ باب الماء الذی لایجوز الوضوء به)

نوٹ: ان میں اصل یہ ہے کہ پانی اگر چہ اعتصار کے ذریعے نکالا جائے یا خود بخود نکلے اگر اپنی رقت وسیلانیت پر باقی ہے تو اس سے وضو جائز ہے۔

(۲) پانی کی طبیعت سے مراد اس کا وہ وصف ہے جو پانی کو لازم ہے جو کہ پانی سے جدا نہیں ہوسکتا۔

(ماخوذ از فتاوی رضویہ جلد سوئم ص ۴۱)

سیلان:

جسم واحد کے اجزاء میں سلسلہ وار حرکت کا نام سیلان ہے۔ جیسے ہر ثقیل کا میل طبعی جانب تحت ہے۔ پہلے اجزاء حرکت میں پچھلوں کا انتظار کریں گے۔ ان کے آگے بڑھتے ہی ان کے متصل جو اجزاء تھے جگہ پائیں گے تو اس طرح سلسلہ وار حرکت پیدا ہوگی۔ یعنی لگا تار حرکت پیدا ہوگی اس کا نام سیلان ہے۔

رقت:

مائع جس قدر اجزاء پر منقسم ہو سکے گا اتنے ہی تنگ منفذ (سوراخ) میں نفوذ (داخل) کر جائے گا۔ اسے رقت کہتے ہیں۔

نوٹ: یعنی اس کے اندر بہنے کی صلاحیت ہو اگر چہ وہ بالفعل نہ ہو۔

(فتاوی رضویہ جدید ج سوئم ص ۵۵)

(۳):(قولہ طبخ)

تنہا پانی کا جوش دینا پکانا نہ کہا جائے گا۔ جب تک اس میں کوئی اور چیز نہ ڈالی جائے۔ کہ پکنا خلط کرنے سے عبارت ہے اگر صرف پانی گرم کیا جائے تو یہ پکانا نہ کہلائے گا۔

نوٹ: پکانے کے لئے ضروری ہے کہ وہ شئے مقصود ہو۔ اگر پانی میں جوش دینے سے مقصود صرف پانی ہے تو پکانا نہ کہیں گے۔

(فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۱۰۴)

فائدہ: پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال کر پکائیں جس سے مقصود میل کاٹنا نہ ہو۔ جیسے شوربا، چائے، گلاب یا عرق اس سے وضوء وغسل صحیح نہیں ہے۔ اگر ایسی چیز ملا کر پکائیں جس سے مقصود میل کاٹنا ہو۔ جیسے صابون، یا بیری کے پتے تو وضو صحیح ہے۔ جب تک اس کی رقت کو زائل نہ کردے اور اگر ستو کی مثل گاڑھا ہو گیا تو وضو صحیح نہیں ہے۔

(بہار شریعت ص ۱۰۴، حصہ اول)

(۴) قولہ وغیر کا غلبہ

اعلی حضرت فتاوی رضویہ جلد سوئم ص ۸۸ پر پانی پر غیر کے غلبہ سے کیا مراد ہے بیان کرتے ہیں کہ بحث اول کس امر میں غلبہ مراد ہے۔

اقول: یہاں چار چیزیں ہیں۔(۱): طبیعت (۲) اجزاء (۳) اوصاف (۴) مقاصد

(۱) (غلبہ بحسب اوصاف) یہ امام محمد کا قول ہے۔ باقی تین میں غلبہ مجمع علیہ ہے۔

(۲) غلبہ بحسب طبع زوال رقت ہے۔

(۳) غلبہ بحسب اجزاء کہ خاص مذہب امام ابو یوسف کہا گیا ہے جیسا کہ صاحب ھدایہ، امام قاضی خان، امام کردی، امام نسفی وغیرہ اکابر نے اس کی تصحیح کی۔ (تقریبا ۲۴ کتابوں کے حوالہ جات سے اس قول کی تائید ذکر کی)۔

بحث دوئم: غلبہ اجزاء سے کیا مراد ہے؟

کثرت اجزاء سے مراد یہ ہے کہ پانی میں ملنے والی شئے پانی کے مساوی یا زائد ہو۔ تو غلبہ اجزاء مراد ہوگا۔

بحث سوم: ان میں سے کس قول کو ترجیح حاصل ہے؟

ان میں امام ابو یوسف کے قول کو ترجیح حاصل ہے اس کا ارادہ الیق انسب کہ محیط صور وضابطہ کلیہ ہو۔

(فتاوی رضویہ ج۳،ص۱۰۱)

اعلیٰ حضرت نے کس قول کو اختیار کیا ہے؟

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ فتاوی رضویہ جلد۳،ص۵۷۵پر مختلف ضابطے بیان کرتے ہوئے ضابطہ امام ابو یوسف کا ذکر کرتے ہیں کہ جب پانی کا سیلان زائل ہوجائے یا رقت نہ رہے اگر چہ بے کسی چیز کے ملنے یا اس پانی میں اس (پانی) کا غیر، کہ مقدار میں برابر یا پانی سے زائد ہومل جائے یا دوسری شے سے مل کر ایک مرکب (ہوکر) کسی دوسرے مقصد کے لئے استعمال ہونا شروع ہوجائے اگر چہ وہ دوسری شئے پانی میں اس سے مقدار میں کتنی ہی کم ہوان صورتوں میں پانی مقید ہوگیا اور قابل وضو نہ رہا۔ ورنہ مطلقاً مائے مطلق ہے۔ اگر چہ رنگ، مزہ، بوسب بدل جائیں۔

مختلف ضابطہ بیان کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت، جلد۳،ص۲۱۲پر پانی میں غیر کی غلبہ کی صورت میں ضابطہ رضویہ بیان کرتے ہیں "سبحان اللہ فقیر بھی کوئی شئے ہے کہ احکام میں زبان کھول سکے حاشا ضابطہ وہی ضابطہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ باقی تفصیل فتاوی رضویہ کے اسی صفحہ پر دیکھئے کہ جہاں پر اعلیٰ حضرت نے اس ضابطہ پر مزید جزئیات نقل کیں ہیں۔ ان کو لکھنے کی صورت میں کتاب کے طویل ہونے کا خدشہ ہے۔

تنبیہ: اعلیٰ حضرت فتاوی رضویہ جلد۳،صفحہ۸۹میں فرماتے ہیں امام محمد کا قول امام ابو یوسف کے مخالف نہیں ہے کہ امام محمد اجزاء کے ساتھ اوصاف کا بھی اعتبار کرتے ہیں۔ اور امام ابو یوسف فقط اجزاء کا اعتبار کرتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

وَالْغَلَبَةُ فِی مُخَالَطَةِ الْجَامِدَاتِ بِإِخْرَاجِ الْمَاءِ عَنْ رِقَّتِهِ وَسَیَلَانِهِ وَلَا یَضُرُّ تَغَیُّرُ أَوْصَافِهِ کُلِّهَا بِجَامِدٍ کَزَعْفَرَانٍ وَفَاکِهَةٍ وَوَرَقِ شَجَرٍ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مخالطة:	باہم ملنا	جامدات:	ٹھوس چیزیں
فاکھة:	میوہ جات، پھل وغیرہ	ورق:	پتے

ترجمہ:

اورغلبہ (پاک) جامدات[1] کا پانی میں ملنے سے اس وقت حاصل ہوتا ہے جب وہ (جامدات کا غلبہ) پانی کو اس کی رقت اور سیلانیت سے نکال دے۔اور (جب پانی اپنی رقت وسیلانیت پر باقی ہو) تو پانی کے اوصاف ثلثہ کا ایسے جامد کے ساتھ (یعنی جس کو بغیر پکائے پانی میں ملایا ہو) تبدیل ہوجانا کچھ مضر نہیں ہے (یعنی اس پانی کے ساتھ وضو کے جواز کا مانع کوئی شئے نہیں ہے)۔جیسے زعفران، پھلوں اور درختوں کے پتے۔

تشریح:

غلبہ کب ہوگا؟

(۱): جامد کسے کہتے ہیں:

جامد ایسی شئے ہے کہ جب تک خارج سے کوئی سبب پیدا نہ ہو انفکاک (جدا) نہیں ہوتا ہے ایسی ہی شئے کا نام جامد ہے۔ (فتاوی رضویہ (جدید)، ج۳، ص۵۵)

نوٹ: پانی میں کوئی دوسری جرم دار شئے (جامد) ملنے کی تین صورتیں ہیں (۱) استہلاک (۲) اختلاط (۳) امتزاج۔

(۱) استہلاک:

جرم دار شئے اس میں حل کر گم ہوجائے پانی میں اس کا جرم ظاہر نہ ہو۔جیسے چھنا ہوا شربت کہ اس میں شکر کے اجزاء ضرور ہیں مگر ان کا جرم اصلاً محسوس نہ رہا اس کو بہایئے تو خالص پانی کی طرح اس کے سب اجزاء بہہ جائیں گے۔

(۲) اختلاط:

جرم دار شئے کا جرم پانی میں حل کر کلا یا حصا باقی رہے۔مگر پانی کو جرم دار نہ کرے۔جیسے بے چھنا شربت جس میں شکر یا بتاشوں کے کچھ ریزے رہ گئے ہوں۔

(۳)امتزاج:

یہ کہ پانی اور وہ شئے مل کرایک ذات ہو گئے، پانی اس کو چھوڑ کر نہ بہہ سکے بلکہ ہر جگہ وہ اس کے ساتھ گھل مل کر رہے۔

(فتاوی رضویہ جلد۲،ص۸۵)

نوٹ: پہلی دو صورتوں میں پانی اپنی رقت پر باقی ہے۔مگر آخری صورت میں پانی اپنی رقت پر باقی نہیں ہے۔

وَالْغَلَبَةُ فِي الْمَائِعَاتِ بِظُهُورِ وَصْفٍ وَاحِدٍ مِن مَّائِعٍ لَهُ وَصْفَانِ فَقَطْ كَاللَّبَنِ لَهُ اللَّوْنُ وَالطَّعْمُ وَلَا رَائِحَةَ لَهُ وَبِظُهُورِ وَصْفَيْنِ من مَائِعٍ لَهُ ثَلَاثَةٌ كَالْخَلِّ وَالْغَلَبَةُ فِي الْمَائِعِ الَّذِي لَا وَصْفَ لَهُ كَالْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ وَمَاءِ الْوَرْدِ الْمُنْقَطِعِ الرَّائِحَةِ تَكُونُ بِالْوَزْنِ فَإِنْ اِخْتَلَطَ رَطلانِ من الْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ برَطل مِن الْمُطْلَقِ لَا يَجُوزُ بِهِ الْوُضُوءِ وَبِعَكْسِهِ جَازَ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
طعم:	ذائقہ	رائحة:	خوشبو
خل:	سرکہ		

ترجمہ:

مائع اشیاء کے پانی میں ملنے کی صورت میں غلبہ اس وقت شمار ہوگا کہ جب کسی شے کے دو وصفوں میں سے ایک وصف ظاہر ہو جائے۔جیسا کہ دودھ اس کا رنگ اور ذائقہ ہے اس کی بو نہیں ہے۔اگر اس مائع چیز کے تین اوصاف ہوں تو دو وصفوں کے ظاہر ہونے سے غلبہ شمار ہوگا[1] اور ایسی بہنے والی چیز جس کا کوئی وصف نہیں ہے اس میں غلبہ وزن کے اعتبار سے ہوگا۔ جیسا کہ ماء مستعمل اور گلاب کا وہ پانی جس کی خوشبو ختم ہوگئی ہو۔پس اگر دو رطل[2] ماء مستعمل ایک رطل ماء مطلق میں مل گیا تو اس پانی سے وضو جائز نہیں ہے۔اس کے برعکس[3] سے وضو کرنا جائز ہے۔

تشریح:

(۱) یہ قول امام محمد کا ہے کہ مائع یعنی بہنے والی چیز اگر پانی میں مل جائے تو وہ اوصاف کا اعتبار کرتے ہیں۔اوصاف سے مراد رنگ، مزہ اور بو ہے۔پانی میں اگر کوئی بہتی ہوئی چیز ملے تو اولاً امام محمد رنگ کا اعتبار کرتے ہیں۔کہ اس شئے کا رنگ پانی کے موافق ہے یا نہیں۔اگر اس شے کا رنگ پانی کے موافق نہ ہو تو اگر رنگ پانی پر غالب آجائے تو اس سے وضو صحیح نہیں ہے ورنہ

صحیح ہے۔اگر پانی کے رنگ کے موافق ہو تو اس میں ذائقہ کا اعتبار کرتے ہیں۔اس کا مزہ غالب ہو تو وضو نا صحیح نہیں ورنہ صحیح ہے۔اور جس کا مزہ بھی مخالف نہ ہو اور نہ ہی رنگ مخالف ہو اس میں اجزاء پر نظر فرماتے ہیں۔اگر برابر یا زیادہ پانی میں مل جائے تو وضو صحیح نہیں ورنہ صحیح ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد ۳،ص ۱۴۱)

نــــوٹ: یہ مذہب امام محمد کا ہے کہ اوصاف کے ساتھ اجزاء کے غلبہ کا اعتبار بھی کرتے ہیں۔مگر پیچھے یہ بیان ہو چکا ہے کہ اعلی حضرت کی تحقیق کے مطابق غلبہ بحسب الاجزاء ہوگا جو کہ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کا مذہب ہے۔اعلی حضرت جلد ۳،صفحہ ۲۱۳ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر پانی کے علاوہ کوئی شے مل گئی تو "اگر طاہر ہے تو اسکی دو صورتیں ہیں اس کا خلط آگ پر ہوا ہوگا یا الگ۔اگر آگ سے الگ ہوا اور وہ شے جامد ہے تو ہمارے آئمہ کرام رحمہم اللہ کے اجماع سے اور مائع ہے تو مذہب صحیح معتمد میں پانی مطلقا آب مطلق ولائق وضو رہے گا اگرچہ رنگ،مزہ،بو سب بدل جائیں۔مگر یہ کہ اس میں رقت نہ رہے یا شہد وغیرہ کی طرح۔متقصد دیگر (دوسرے مقصد کے لیے) شے دیگر (دوسری بن جاتی ہے) ہو جائے۔اس سے بھی پتہ چلا کہ غلبہ بحسب الاجزاء ہے جو کہ امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کا قول ہے۔

(۲): ایک رطل میں آدھا سیر ہوتا ہے اور دو رطل میں ایک سیر ہوتا ہے۔

(۳): (قولہ بعکسہ) یعنی اگر مطلق پانی زیادہ ہو اور ماء مستعمل یا گلاب کا پانی کم ہو تو وضو کرنا جائز ہے۔واللہ اعلم

نــــوٹ: اگر مطلق پانی اور ماء مستعمل پانی برابر ہو تو ظاہر الروایت میں حکم اس کا مذکور نہیں ہے۔تو احتیاطا اسکا حکم بھی مغلوب (مستعمل) پانی کا ہونا چاہیے۔ (مراقی الفلاح علی نور الایضاح،ص ۳۰)

وَالرَّابِعُ مَاءٌ نَجِسٌ وَهُوَ الَّذِي حَلَّتْ فِيْهِ نَجَاسَةٌ وَكَانَ رَاكِدًا قَلِيْلاً وَالْقَلِيْلُ مَا دُوْنَ عَشْرٍ فِي عَشْرٍ فَيَنْجُسُ وَإِنْ لَمْ يَظْهَرْ أَثَرُهَا فِيْهِ أَوْ جَارِيًا وَظَهَرَ فِيْهِ أَثَرُهَا وَالْأَثَرُ طَعْمٌ أَوْ لَوْنٌ أَوْ رِيْحٌ.

راکدا: ٹھہرا ہوا

ترجمہ:

پانی کی چوتھی قسم ماء نجس ہے اور ماء نجس وہ ہے جس میں نجاست گر گئی ہو۔ اس حال میں کہ وہ پانی ٹھہرا ہوا قلیل ہو۔ اور قلیل پانی وہ ہے کہ جو دہ دردہ (سوگز) سے کم ہو۔ پس قلیل پانی میں اگر چہ نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو (نجاست کے اس گرنے میں) پانی نجس ہو جاتا ہے[1] یا "مائے[2] جاری جس میں نجاست کا اثر ظاہر ہو جائے نجس ہو جاتا ہے۔ اور اثر سے مراد ذائقہ، رنگ اور بو ہے۔

تشریح:

(۱): قلیل اور ٹھہرے ہوئے پانی میں نجاست گرنے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے لہذا سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا "لایبولن احدکم فی الماء الدائم ولا یغتسلن فیہ من الجنابۃ" کہ تم میں سے کوئی بھی ٹھہرے ہوئے پانی میں وضو نہ کرے اور نہ ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل جنابت کرے۔)

نوٹ: قلیل پانی میں نجاست تھوڑی ہو یا زیادہ گرنے سے پانی نجس ہو جاتا ہے۔

(۲): اس لئے کہ ماء جاری میں پانی کے جاری ہونے کی وجہ سے نجاست استقرار نہیں پکڑتی ہے ماء جاری کی مختلف تعریفات کی گئی ہیں مثلا

(۱) ماء جاری وہ ہے جس کا استعمال بار بار نہ کیا گیا ہو۔ یعنی ہر مرتبہ جب پانی لیا جائے تو نیا پانی ہاتھ میں آئے۔

(۲) بعض نے کہا کہ جو تنکا بہالے جائے۔

(۳) بعض نے کہا کہ جس کو لوگ جاری پانی شمار کرتے ہوں۔ مفتی بہ تعریف وہی ہے جو کہ تنکا بہالے جائے۔ جاری پانی کی گہرائی اتنا ہونا ضروری ہے کہ اگر چلو پانی لیں تو نیچے سے زمین نہ کھلے۔

(ہدایہ اولین ص ۲۰، مکتبہ ضیاء القرآن لاہور)

تنبیہ: حوض کے چھوٹے بڑے ہونے میں خود اس حوض کا اعتبار نہیں۔ یعنی حوض کی پیمائش کا اعتبار نہ ہوگا۔ بلکہ اس میں جو پانی ہے اس کی بالائی سطح دیکھی جائے گی تو اگر حوض بڑا ہے مگر پانی دہ دردہ سے کم ہے تو اسے بڑا حوض نہ کہیں گے۔ اور یہ جو کہا

جاتا ہے کہ لپ یا چلو میں پانی لینے سے زمین نہ کھلے اس کی حاجت اس کے کثیر رہنے میں ہے کہ وقت استعمال اگر پانی اٹھانے سے زمین کھل گئی تو پانی سو ہاتھ کی مساحت میں نہ رہا۔ ایسے حوض کا پانی بہتے پانی کے حکم میں ہے۔ نجاست پڑنے سے ناپاک نہ ہوگا جب تک نجاست سے رنگ یا مزہ یا بو نہ بدلے۔

(بہار شریعت حصہ اول ص ۱۰۵)

فائدہ: ماءِ جاری کا جو حکم بیان ہوا کہ پانی اس وقت تک نجس نہ ہوگا جب تک اس نجاست سے پانی کا رنگ، مزہ اور بو میں سے کوئی ایک وصف نہ بدلے۔ یہ حکم مائع نجاست کے بارے میں ہے۔ اگر کوئی مردہ جانور اس میں ہو تو اس وقت حکم یہ ہوگا کہ اگر پانی اس پر سے گزر کر آتا ہے یا اس کے اکثر یا اس کے نصف سے کم حصہ پر سے گزرتا ہے تو وضو کرنا جائز ہے۔

(اللباب فی شرح الکتاب، ص ۴۵)

وَالْخَامِسِ مَاءٌ مَشْكُوكٌ فِي طَهُورِيَّتِهِ وَهُوَمَا شَرِبَ منه حِمَارٌ أَوْ بَغْلٌ.

(بغل: خچر)

ترجمہ:

پانی کی پانچویں قسم مشکوک پانی ہے اور وہ پانی ہے کہ جس کے پاک کرنے میں شک ہے۔ مشکوک پانی وہ ہے جس کو گدھے یا خچر نے پیا ہو۔[۱]

تشریح:

(۱): امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں امام ابوحنیفہ نے خبر دی، وہ حضرت حماد اور وہ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے (حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ) نے فرمایا:

خچر اور گدھے کے جھوٹھے میں کوئی بھلائی نہیں اور کوئی شخص خچر اور گدھے کے جھوٹے سے وضو نہ کرے البتہ گھوڑے اور برذون (ترکی گھوڑے) بکری اور اونٹ کے جھوٹھے سے وضو کرے۔

(کتاب الآثار مترجم ص ۳۰۰)

نوٹ: فقہائے کرام نے گدھے اور خچر کے جھوٹے کو مشکوک قرار دیا ہے اور فرمایا کہ اس کے ساتھ وضو کرنے کی صورت میں تیمم بھی کرے۔

نوٹ: اس کے پاک کرنے میں شک ہے نہ کہ اس کے پاک ہونے میں۔

(مراقی الفلاح علیٰ نور الایضاح)

گدھے اور خچر کا جوٹھا پانی مشکوک کہلاتا ہے۔ یعنی اس میں شک ہے کہ یہ پانی وضو یا غسل کے قابل ہے یا نہیں، لہذا اچھا پانی ہوتے ہوئے اس سے وضو و غسل صحیح نہیں اور اگر اچھا پانی نہ ہو تو اسی سے وضو کرے اور پھر تیمم بھی کرے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ (گلدستہ عقائد و اعمال، ص ۱۰۱، مطبوعہ ضیاء القرآن)

سوال: خچر اور گدھے کے جھوٹے کو مشکوک کیوں کہتے ہیں؟

جواب: کیونکہ گدھے کی حلت و حرمت میں ادلہ کا اختلاف ہے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے درمیان بھی اس کی نجاست اور طہارت میں اختلاف ہے۔ اس لئے گدھے کا جھوٹا مشکوک ہے اور خچر گدھے کی نسل سے ہی ہے۔

(ہدایہ اولین، ص ۳۰، مطبوعہ ضیاء القرآن)

فَصلٌ :فِی بَیَانِ أَحْکَامِ السُّؤرِ

وَالْمَاءُ الْقَلِیْلُ إذا شرب منه حَیَوَانٌ یکون عَلٰی أَرْبَعَةِ أَقْسَامٍ ویُسَمّٰی سُؤراً الأَوَّلُ طاهر مطهر وهو ما شَرِبَ منه آدمِیٌّ او فرس او مَا یُؤکَلُ لَحْمُهُ وَالثَّانِی نَجِسٌ لَا یَجُوزُ اِسْتِعْمَالُهُ وهو مَا شَرِبَ مِنْهُ الْکَلْبُ او الخِنْزِیْرُ او شَیءٌ من سِبَاعِ الْبَهَائِمِ کَالْفَهْدِ والذِئبِ .والثالث مَکْرُوْهٌ اِسْتِعْمَالُهُ مَعَ وُجُودِ غَیْرِهِ وَهُوَ سُؤْرُ الْهِرَّةِ وَالدَّجَاجَةِ الْمُخَلَّاةِ وسِبَاعِ الطَّیْرِ کَالصَقْرِ وَالشَّاهِیْنِ والحِدَاةِ وَسَوَاکِنِ الْبُیُوتِ کَالْفَأرَةِ لا الْعَقْرَبِ والرابع مَشْکُوکٌ فی طَهُورِیَّتِهٖ وَهُوَ سُؤْرُ الْبَغْلِ وَالْحِمَارِ فإن لم یَجِدْ غَیْرَهُ تَوَضَّأ بِهٖ وَتَیَمَّمَ ثُمَّ صَلّٰی.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
یؤکل:	وہ جانور جس کا گوشت کھایا جاتا ہے	سباع:	چیر پھاڑ کرنے والے درندے
فهد:	چیتا	ذئب:	بھیڑیا
دجاجة المخلاة:	وہ مرغی جو آوارہ پھرتی ہو	صقر:	باز
حداة:	چیل	فارة:	چوہا
عقرب:	بچھو		

ترجمہ:

یہ فصل[1] جوٹھے کے احکام کے بارے میں ہے

قلیل پانی[2] سے جب کسی جانور نے پیا تو اس کی چار اقسام ہیں اور اس کا نام جوٹھا رکھا جاتا ہے۔

پہلی قسم: پاک ہے پاک کرنے والا ہے اور وہ پانی ہے جس میں سے کسی[3] آدمی، گھوڑا[4] یا وہ جانور جس کا گوشت کھایا جاتا ہو پیا ہو۔

دوسری قسم: نجس پانی ہے اس کا استعمال جائز نہیں اور نجس پانی وہ ہے جس کو کتے[5] خنزیر یا پھاڑنے والے درندے مثلاً چیتا، بھیڑیا وغیرہ نے پیا ہو۔

تیسری قسم: وہ پانی ہے جس کا استعمال پاک پانی کے ہوتے ہوئے مکروہ ہے۔اور یہ وہ پانی ہے جس کو بلی[6] گلی محلے

میں پھرنے والی مرغی(۷)، پھاڑنے(۸) والے پرندے مثلاً شکرا، باز، چیل اور گھروں میں رہنے والے جانور جیسا کہ چوہا وغیرہ نے پیا ہو۔ نہ کہ وہ پانی جسے بچھو نے پیا ہو۔

چوتھی قسم: مشکوک پانی ہے جس کے پاک کرنے میں شک ہے اور وہ خچر اور گدھے کا جوٹھا پانی ہے پس اگر اسکے علاوہ پانی موجود نہ ہو۔ اس کے ساتھ وضو کرے اور تیمم بھی کرے پھر(۹) نماز پڑھے۔

تشریح:

(۱) **فصل:**

کتاب کی تعریف یہ ہے کہ جس میں مختلف انواع ہوں، ہر نوع کو باب کہتے ہیں اور اس نوع کے تحت جو خاص مسائل ذکر کیے جاتے ہیں وہ فصل ہے۔

(حاشیہ نور الایضاح بذریعۃ الانجاح)

السید الشریف الجرجانی اپنی کتاب التعریفات میں فصل کی تعریف کچھ یوں نقل فرماتے ہیں "قطعة من الباب مستقلة بنفسها منفصلة عما سواها" یعنی فصل باب کا ایک حصہ ہے جو فی نفسہ مستقل ہے (یعنی اس میں ایک ہی طرح کے مسائل ذکر ہوں گے جس باب کے تحت یہ فصل ہے) اس کے علاوہ مسائل سے جدا ہے۔

(التعریفات باب الفاء، ص ۱۱۹، مطبوعہ دار المنار)

(۲) قوله الماء القليل

ماء قلیل وہ ہے جو کہ دہ دردہ (یعنی سو ہاتھ) سے کم ہو اور جاری پانی نہ ہو۔

نوٹ: ماء قلیل کا ذکر کیا کہ جب کوئی جانور اس سے پانی پیے گا تو تب پانی جھوٹا ہوگا اگر ماء کثیر یا جاری پانی سے ان جانوروں میں سے کوئی پی لے گا تو پانی جوٹھا نہ ہوگا۔

(۳) آدمی کا جھوٹا پاک ہے۔

مگر لذت کی خاطر غیر کا جھوٹھا پینا مکروہ ہے۔ مگر میاں بیوی ایک دوسرے کا جھوٹھا پی سکتے ہیں۔

(طحطاوی، ص ۲۹، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

نوٹ: آدمی چاہے جنبی ہو یا حیض ونفاس والی عورت اس کا جھوٹھا پاک ہے۔ کافر کا جھوٹھا بھی پاک ہے مگر اس سے بچنا چاہیے جیسے تھوک، رینٹھ، کھنکار کہ پاک ہیں مگر ان سے آدمی گھن کرتا ہے اس سے کہیں بدتر کافر کے جھوٹے کو سمجھنا چاہیے۔

(بہار شریعت، ص ۱۰۹، باب آدمی اور جانوروں کے جھوٹے کا بیان)

(۴): امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک پہلے یہ حکم تھا کہ گھوڑے کا گوشت پاک ہے مگر اس کی تکریم کی وجہ سے اس کا گوشت کھانا حرام ہے۔ پس گھوڑے کے گوشت کی حرمت آدمی کے گوشت کی حرمت کی طرح ہے۔ مگر امام اعظم نے حرمت کے قول سے اپنی وفات سے تین دن قبل رجوع فرمالیا تھا۔ اور ظاہر الروایۃ میں یہ ہے کہ اس کا گوشت کھانا مکروہ تنزیہی ہے۔

(۵): اس باب میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ آدمی اور جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کا جھوٹا پاک ہے جیسے بھیڑ، بکری، گائے، بھینس وغیرہ۔ جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کا جھوٹا ناپاک ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری، جلد ۱، صفحہ ۲۲، ۲۳ مصری)

(۶): بلی کا جھوٹا مکروہ ہے نجس نہیں ہے دفع حرج کی وجہ سے۔ کیونکہ یہ بکثرت گھروں میں آتی رہتی ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اس کا جوٹھا نجس نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تم پر (گھر میں) بکثرت چکر لگاتی رہتی ہے۔" (او کما قال علیہ السلام) امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ لیکن اس کا جھوٹھا مکروہ ہے کیونکہ یہ نجاست سے نہیں بچتی۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح ص ۳۱، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

نوٹ: بلی نے اگر کسی کا ہاتھ چاٹنا شروع کیا اور یونہی چھوڑ دینا کہ چاٹتی رہی مکروہ ہے۔

(بہار شریعت حصہ اول، ص ۱۱۰)

(۷): اگر مرغی گھر وغیرہ میں بند رہتی ہو تو اس کا جھوٹھا پاک ہے۔ کیونکہ اس صورت میں اس کا نجاست سے بچنے کا یقین ہوتا ہے۔

(۸): یہی حکم کوے کا ہے (اس کا جھوٹا بھی مکروہ ہے) اگر ان کو پال کر شکار کے لیے سکھالیا ہو اور چونچ میں نجاست نہ لگی ہو تو اس کا جھوٹا پاک ہے۔

(۹): یہ حکم اس لئے ہے کہ اسکے پاک ہونے میں شک ہے لہذا وضو بھی کرے اور تیمم بھی کرے تاکہ یقین سے فریضہ ادا ہو جائے۔ کیونکہ اگر درحقیقت پانی ہو تو وضو ہو گیا۔ اور اگر پانی نہیں تو تیمم ہو گیا۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۲، صفحہ ۶۲۶)

فصل فی التحری

لَوِ اخْتَلَطَ اَوَانٍ اَكْثَرُهَا طَاهِرٌ تَحَرّٰى لِلتَّوَضُّوْ وَالشُّرْبِ وَاِنْ كَانَ اَكْثَرُهَا نَجِسًا لَايَتَحَرّٰى اِلَّا لِلشُّرْبِ وَفِي الثِّيَابِ الْمُخْتَلَطَةِ يَتَحَرّٰى سَوَاءٌ كَانَ اَكْثَرُهَا طَاهِرًا اَوْ نَجِسًا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اوان:	برتن	للتوضوء:	وضو کرنے کے لیے
والشرب:	پینا	مختلطة:	مل جانا

ترجمہ:

یہ فصل تحری (سوچ بچار) کے بارے میں ہے

اگر بہت سے (پانی والے) برتن مل جائیں ان میں سے اکثر پاک ہوں (یعنی ان میں پاک پانی ہو) تو وضو اور پینے کے لئے غور وفکر کر اور ان میں سے اکثر نجس ہوں (یعنی ان میں پانی نجس ہو) تو صرف پینے کے لئے غور وفکر کر (وضو کے لئے تحری نہ کر) اور پاک وناپاک کپڑوں کے ملنے کی صورت میں غور وفکر کرے خواہ ان میں سے اکثر پاک ہوں یا ناپاک۔ (۱)

تشریح:

(۱): پہلی صورت یہ ہے کہ بہت سے پانی والے برتن ہیں۔اب یہ تو معلوم ہے کہ ان میں اکثر پاک ہیں مگر جو ناپاک ہیں ان کا معلوم نہیں ہے،تو وضو اور پینے کے لئے تحری کرے اور سوچ بچار کے بعد جس برتن کی طرف زیادہ ذہن جمے اس سے وضو کر لے اور پانی پی لے۔کیونکہ فقہ کا قاعدہ ہے الیقین لا یزول بالشك۔ (الاشباہ والنظائر،ص۱۲،قدیمی کتب خانہ)
یعنی اتنی بات تو یقینی ہے کہ ان میں سے بعض پاک ہیں تو وضو اور پانی دونوں کے لئے تحری کرے۔اور اگر ناپاک پانی والے برتن زیادہ ہیں تو صرف پانی پینے کے لئے تحری کرے کیوں کہ اس کے اکثر کے نجس ہونے کا یقین ہے لہذا وضو کی جگہ تیمم کرے کیونکہ اس وضو کا خلیفہ موجود ہے۔اور پانی پینا ضروری ہے اور اس کا خلیفہ بھی موجود نہیں لہذا اب پانی بھی پی لے۔اور کپڑوں والی صورت کا حکم یہ ہے کہ ان میں تحری کرے چاہے اکثر پاک ہوں یا ناپاک پھر جس کی طرف زیادہ دل جمے اس سے پہن کر نماز پڑھ لے۔کہ کپڑے پہن کر نماز پڑھنا ننگے پڑھنے سے بہتر ہے۔کہ ننگے نماز پڑھنے میں حکم یہ ہے کہ قیام نہ کرے بلکہ بیٹھ کر پڑھے مگر کپڑے پہننے کی صورت میں قیام مل جائے گا۔
پہلی صورت میں حکم یہ ہے کہ وضو کا خلیفہ موجود ہے لہذا اس کے نائب کی طرف رجوع کریں گے مگر کپڑوں والی

صورت میں کپڑے کا کوئی خلیفہ نہیں ہے لھذا تحری کرے۔

(حاشیہ نور الایضاح بذریعۃ النجاح)

فصل فی مسائل الآبار

تُنزَحُ البِئرُ الصغيرةُ بِوُقُوعِ نَجَاسةٍ وإن قَلَّتْ من غيرِ الأَرْوَاثِ كقطرةِ دمٍ أو خمرٍ وبوُقُوعِ خنزيرٍ ولو خرَجَ حيّاً ولَمْ يُصِبْ فَمُهُ الْماءَ وبموتِ كَلْبٍ أو شَاةٍ او آدمِيٍّ فيها وبِانْتِفَاخِ حَيَوَانٍ ولو صغيراً ومِائَتَا دَلْوٍ لَو لَمْ يُمْكِنْ نَزْحُهَا، وإن مات فيها دَجَاجَةٌ أو هِرَّةٌ أو نحوهُمَا لَزِمَ نَزْحُ أَرْبَعِيْنَ دلواً وإن ماتَ فِيها فَأرَةٌ أو نَحْوُهَا لَزِمَ نَزْحُ عِشْرِيْنَ دَلْواً وكَانَ ذٰلِكَ طَهَارَةً لِلبِئْرِ والدَّلْوِ والرِشَاءِ ويَدِ الْمُسْتَقِي ولا تَنْجسُ البِئْرُ بِالبَعْرِ والرَوْثِ وَالخِثى إلا ان يَسْتَكْثِرَهُ النَّاظِرُ أو أن لا يَخلُوَ دَلْوٌ عن بَعْرَةٍ وَلا يُفْسِدُ الْمَاءَ بِخُرْءِ حَمَامٍ وعُصْفُورٍ ولاَ بِمَوْتِ مَالَا دَمَ لَهُ فِيْهِ كَسَمَكٍ وضِفْدَعٍ وحَيَوَانِ الْمَاءِ وبَقٍّ وذُبَابٍ وزُنْبُورٍ وعَقْرَبٍ ولَا بِوُقُوعِ آدَمِيٍّ وَمَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ إذَا خَرَجَ حيًّا ولَمْ يَكُنْ عَلٰى بَدَنِهِ نَجَاسَةٌ وَلَا بِوُقُوعِ بَغْلٍ وحِمَارٍ وسِبَاعِ طَيْرٍ ووَحْشٍ فِي الصَّحِيْحِ وان وَصَلَ لُعَابُ الْوَاقِعِ إلَى الْمَاءِ أَخَذَ حُكْمَهُ ووجودُ حَيَوَانٍ مَيِّتٍ فِيْهَا يُنجِسُهَا مِن يَومٍ ولَيْلَةٍ ومُنْتَفِخٍ مِن ثَلاثَةِ أَيَّامٍ ولَيَالِيْهَا إنْ لم يُعْلَمْ وَقْتُ وُقُوعِهِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تنزح:	نکالنا، خالی کرنا	الاوراث:	مینگنیاں
خمر:	شراب	انتفاخ:	جسم کا پھول جانا
دلو:	ڈول	رشاء:	ڈول کی رسی
ید المستقی:	پانی نکالنے والے کا ہاتھ	بعر:	مینگنی
روث:	لید	خثی:	گوبر
بخرء حمام :	کبوتر کی بیٹ	ضفدع:	مینڈک
بق:	پسو	ذباب:	مکھی
زنبور:	بھڑ	وحش:	وہ جانور جو قابو میں نہ آئے

ترجمہ:

یہ فصل کنوئیں کے مسائل کے بارے میں ہے

سوائے لید کے کنویں میں نجاست کے گرنے کی وجہ سے اگر چہ نجاست کم ہو جیسا کہ شراب یا خون کا قطرہ، چھوٹے کنوئیں کا تمام پانی نکالا[1] جائے گا۔اور خنزیر کے کنوئیں میں گرنے کی وجہ سے بھی تمام پانی نکالا جائے گا۔اگر چہ وہ زندہ نکلا ہو اور اس کا منہ پانی تک نہ پہنچا ہو[2] اور کتے[3]، بکری اور آدمی کے اس میں مرنے کی وجہ سے بھی تمام پانی نکالا جائے گا اور حیوان کے پھول جانے کی وجہ سے اگر چہ چھوٹا ہو چھوٹے کنوئیں کا تمام پانی نکالا جائے گا اگر تمام پانی نکالنا ممکن نہ ہو تو (مندرجہ بالا صورت میں) دو[4] سو ڈول پانی نکالا جائے۔اگر چھوٹے کنویں میں مرغی، بلی یا اس طرح کا کوئی جانور گر کر مر گیا تو چالیس ڈول نکالے جائیں گے۔اگر چھوٹے[5] کنویں میں چوہا یا اس کی مثل کا کوئی جانور گر کر مر گیا تو بیس ڈول نکالنا ضروری ہے۔اور یہ عمل کرنا کنویں، ڈول، رسی اور نکالنے والے کے ہاتھ کے لئے طہارت ہے۔

مینگنی، لید اور گوبر سے کنواں اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا ہے کہ جب تک دیکھنے والے اس کو کثیر خیال نہ کریں یا کوئی بھی ڈول مینگنی وغیرہ سے خالی نہ ہو[6]۔کبوتر اور چڑیا کی بیٹ سے پانی نجس نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی اس جانور کی موت سے جس میں دم سائل (بہنے والا خون) نہیں ہے۔جیسا کہ مچھلی، مینڈک[7] پانی کے جانور، پسو، مکھی، بھڑ، بچھو اور آدمی اور جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کے گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا جبکہ وہ جانور زندہ نکل آئے اور اس کے بدن پر نجاست نہ ہو۔

تشریح:

(۱): کل پانی نکالنے کے یہ معنی ہیں کہ اتنا پانی نکال لیا جائے کہ اب ڈول ڈالیں تو آدھا بھی نہ بھرے۔اس کی مٹی نکالنے کی ضرورت نہیں نہ دیوار دھونے کی حاجت ہے کہ وہ پاک ہو گئی۔

(بہار شریعت حصہ اول، ص ۱۰۸)

(۲): کیونکہ یہ نجس العین ہے۔

(۳): کتے کے ساتھ موت کی قید لگائی کیونکہ یہ نجس العین نہیں ہے۔پس اگر کتا کنوئیں سے زندہ نکل آیا اور اس کا منہ پانی کو نہیں پہنچا تو کنواں پاک ہے۔جبکہ اس پر نجاست بھی نہ ہو۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح ص ۵۱، مطبوعہ صدیقی پبلشرز کراچی)

(۴): یہ جو حکم دیا گیا ہے اتنا اتنا پانی نکالیں اس کا یہ مطلب ہے کہ جو چیز اس میں گری ہے اس کو نکالیں پھر اتنا پانی نکالیں اگر

وہ چیز پانی میں پڑی رہی تو کتنا ہی پانی نکالیں بے کار ہے۔

(بہار شریعت باب کنوئیں کا بیان، حصہ اول، ص ۱۰۸)

نوٹ : جس قدر کنوئیں کا پانی نجس ہوا جب تک سارا پانی نکال نہ لیا جائے کنواں نجس ہی رہے گا۔ ظاہر ہے کہ جب وقت وقوع نجاست ہزار ڈول پانی کنوئیں میں ہے تو یہ سارا ہی پانی نجس ہے تو پانچ سو سے کم یا پانچ سو ڈول نکالنے کی صورت میں سارا پانی نہ نکلا تو کیوں کر پاک ہوا۔ یہ جو ذکر کیا جاتا ہے کہ اتنا ڈول نکالیں یہ حکم وہاں ہوتا تھا کہ جہاں کنوؤں میں پانی ہی اتنا ہوتا تھا جیسے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے کنوؤں کے لئے سو ڈول نکالنے کا حکم فرمایا۔

(فتاوی مصطفویہ ص ۱۴۰، ۱۴۱)

(۵): حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس قول کی وجہ سے کہ اگر چوہا کنوئیں میں گر کر مر جائے تو بیس ڈول نکالے جائیں۔ مستحب یہ ہے کہ تیس ڈول نکال لے۔ یہ حکم اس وقت ہے جب چوہا پھول کر پھٹا نہ ہو۔

(امداد الفتاح، ص ۵۳)

(۶): یہ ضرورت کی بناء پر ہے۔ (یعنی عموماً جنگلوں وغیرہ میں ایسے کنوئیں ہوتے تھے جنکی منڈیر وغیرہ نہیں ہوتی تھی) مینگنی، گوبر، لید، خشک ہو یا تر ثابت ہو یا ریزہ ریزہ کنوئیں میں گر جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور فتح القدیر میں ہے یہی اوجہ ہے۔ نیز درمختار میں ہے ضرورت نجاست کے خود بخود واقع ہونے میں ہے قصداً ڈالنے میں نہیں۔ ردالمحتار میں ہے کہ جب اس نے نجس کو پانی میں قصداً پھینکا تو ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ تو اس کا اپنا فعل ہے۔ (لہذا خود ایک مینگنی پھینک دینے سے بھی پانی نجس ہو جائے گا۔

(فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۲۸۵)

(۷): اس میں خشکی اور پانی کے مینڈک کا ایک ہی حکم ہے یعنی اس کے مرنے بلکہ سڑنے سے بھی پانی نجس نہ ہوگا۔ مگر جنگل کا بڑا مینڈک جس میں بہنے کے قابل خون ہوتا ہے اس کا حکم چوہے کی مثل ہے۔ پانی کے مینڈک کی انگلیوں کے درمیان جھلی ہوتی ہے اور خشکی کے نہیں۔

(بہار شریعت باب کنوئیں کا بیان، ص ۱۰۸)

(۸): جس کا جھوٹا پاک ہے اس کا لعاب بھی پاک ہے جس کا جھوٹا ناپاک، اسکا لعاب بھی ناپاک اور جس کا جھوٹا مکروہ ہے اس کا لعاب بھی مکروہ ہے۔

(بہار شریعت آدمی اور جانوروں کے جھوٹے کا بیان، ص ۱۱۰)

(۹): اس مسئلہ میں دو اقوال ہیں ایک طرف امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں اور دوسری طرف صاحبین ہیں۔ امام اعظم کے نزدیک اگر جانور پھولا پھٹا نہ ہو تو ایک دن رات کی نمازوں کا اعادہ کیا جائیگا اور جانور پھول پھٹ گیا تو تین دن رات کی

نمازوں کا اعادہ کیا جائے گا۔ جبکہ صاحبین کے نزدیک جس وقت خبر ہوئی اس وقت سے کنوئیں کے نجس ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اسی پر فتوی ہے جیسا کہ فتاوی امجدیہ میں ہے کہ جس وقت سے خبر ہوئی اس وقت سے کنوئیں کے نجس ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔ تیسرا اسی پر فتوی دیا جاتا ہے۔ لہذا اس سے پہلے کی نمازوں کا اعادہ واجب نہیں اور جو پانی پہلے کپڑوں وغیرہ پر لگا اس کو دھونا بھی ضروری نہیں۔ ہاں اگر معلوم ہونے کے بعد وہ پانی کپڑوں یا بدن پر لگا پاک کیا جائے گا اور اگر اس پانی سے وضو کیا تو نمازوں کا اعادہ بھی ضروری ہے۔

(فتاوی امجدیہ، ج اول، ص ۲۱)

مگر احتیاط اسی میں ہے کہ اختلاف سے بچنے کے لئے نمازیں لوٹا لیں۔

(حبیب الفتاوی، ص ۸۹)

فَصْلٌ :فِی الْاِسْتِنْجَاء

يَلْزَمُ الرَّجُلَ الْاِسْتِبْرَاءُ حَتّٰى يَزُوْلَ أَثَرُ الْبَوْلِ وَيَطْمَئِنَّ قَلْبُهُ عَلٰى حَسْبِ عَادَتِهٖ إِمَّا بِالْمَشْيِ أَوِ التَّنَحْنُحِ أَوِ الْاِضْطِجَاعِ أَوْ غَيْرِهٖ وَلَا يَجُوْزُ لَهُ الشُّرُوْعُ فِي الْوُضُوْءِ حَتّٰى يَطْمَئِنَّ بِزَوَالِ رَشْحِ الْبَوْلِ وَالْاِسْتِنْجَاءُ سُنَّةٌ مِنْ نَجَسٍ يَخْرُجُ مِنَ السَّبِيْلَيْنِ مَا لَمْ يَتَجَاوَزِ الْمَخْرَجَ وَإِنْ تَجَاوَزَ وَكَانَ قَدْرَ الدِّرْهَمِ وَجَبَ إِزَالَتُهُ بِالْمَاءِ وَإِنْ زَادَ عَلَى الدِّرْهَمِ افْتَرَضَ غَسْلُهُ وَيَفْتَرِضُ غَسْلُ مَا فِي الْمَخْرَجِ عِنْدَ الْاِغْتِسَالِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَالْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ وَإِنْ كَانَ مَا فِي الْمَخْرَجِ قَلِيْلاً وَ أَنْ يَسْتَنْجِيَ بِحَجَرٍ مُنَقٍّ وَنَحْوِهٖ وَالْغَسْلُ بِالْمَاءِ أَحَبُّ وَالْأَفْضَلُ اَلْجَمْعُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالْحَجَرِ فَيَمْسَحُ ثُمَّ يَغْسِلُ وَيَجُوْزُ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى الْمَاءِ أَوِ الْحَجَرِ وَالسُّنَّةُ إِنْقَاءُ الْمَحَلِّ وَالْعَدَدُ فِي الْأَحْجَارِ مَنْدُوْبٌ لَا سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ فَيَسْتَنْجِي بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ نَدْبًا إِنْ حَصَلَ التَّنْظِيْفُ بِدُوْنِهَا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
يزول:	الگ ہونا، زائل ہونا	حسب عادته:	عادت کے مطابق
التنحنح:	کھانسنا	الاضطجاع:	پہلو کے بل
رشح البول:	پیشاب کا ٹپکنا	بحجر منق:	صاف ستھرا پتھر
اقتصار:	اکتفاء کرنا	التنظيف:	پاک کرنا

ترجمہ:

فصل استنجاء[1] کے بیان میں ہے

مرد کو پاکیزگی (استبراء)[2] حاصل کرنا لازم ہے یہاں تک کہ پیشاب کا اثر ختم ہوجائے اور عادت کے مطابق اس کا دل مطمئن ہوجائے (کہ قطرے وغیرہ نکل جائے) چاہے یہ عمل[3] چلنے، کھنکارنے، کروٹ بدلنے یا اس کے علاوہ کسی اور طریقے سے حاصل ہو۔

جب تک پیشاب کے قطروں کے زائل ہونے سے مطمئن نہ ہوجائے اس کے لئے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔ ایسی نجاست جو کہ سبیلین سے خارج ہو اور مخرج سے تجاوز نہ کرے (ایسی صورت میں) استنجاء کرنا سنت ہے۔ اور اگر نجاست اپنے مقام سے تجاوز کر جائے اور وہ نجاست درہم کی مقدار ہو تو اس نجاست کا دور کرنا واجب ہے۔ اور اگر درہم سے زائد ہے تو اس

نجاست کا دھونا فرض ہے (۴)۔ جنابت، حیض اور نفاس سے غسل کرتے وقت جو کچھ مخرج میں ہے اس کا دھونا فرض ہے اگرچہ جو کچھ مخرج میں ہے تھوڑا ہو۔ اور وہ پاک صاف پتھر سے استنجاء کرے یا پتھر کی مثل دوسری اشیاء سے اور پانی کے ساتھ دھونا زیادہ پسندیدہ ہے اور افضل یہ ہے کہ پانی اور پتھر دونوں کا استعمال کرے پتھر سے رگڑے پھر اس مقام کو دھوئے۔ (۵)

یہ بھی جائز ہے کہ وہ فقط پانی استعمال کرے یا پتھر اور سنت تو محل نجاست کو پاک کرنا ہے اور پتھروں کے بارے میں جو تعداد (ذکر کی گئی ہے) یہ مستحب ہے سنت موکدہ نہیں (۶) تو تین پتھروں کے ساتھ استنجاء کرنا مستحب ہے۔ اگرچہ تین سے کم میں بھی صفائی حاصل ہو جائے۔

تشریح:

(۱): استنجاء کہتے ہیں محل نجاست کو پتھر یا پانی سے صاف کرنا۔

(۲): پیشاب کرنے کے بعد ایسا عمل کرنا کہ اگر قطرہ وغیرہ رکا ہو تو گر جائے اسے استبراء کہتے ہیں اور یہ عمل کرنا واجب ہے۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص ۱۴۰)

(۳): ٹہلنے کی مقدار بعض علماء کرام نے چالیس قدم رکھی مگر صحیح یہ ہے کہ جتنے قدم سے اطمینان حاصل ہو جائے۔

نوٹ: یہ استبراء کا حکم مردوں کے لئے ہے عورت تھوڑی دیر وقفہ کر کے طہارت کرے۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص ۱۴۰)

(۴): ڈھیلوں سے طہارت اس وقت حاصل ہوگی جب نجاست سے مخرج کے آس پاس کی جگہ ایک درہم سے زائد آلودہ نہ ہو اگر درہم سے زائد سن جائے تو دھونا فرض ہے مگر ڈھیلے لینا اب بھی سنت رہے گا۔

(۵): افضل یہ ہے کہ پانی اور ڈھیلا دونوں کو جمع کرے اس ترتیب سے کہ پہلے ڈھیلے سے استنجاء کرے اس کے بعد پانی سے دھولے۔ پانی اور ڈھیلے کا جمع کرنا ہر موسم میں علی الاطلاق سنت ہے یہی صحیح ہے اور اسی پر فتوی ہے۔

(مراقی الفلاح علی نور الایضاح مع حاشیۃ الطحطاوی، ص ۴۵، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

(۶): سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس نے ڈھیلوں سے استنجاء کیا وہ طاق تعداد میں ڈھیلے استعمال کرے اور جس نے ایسا کیا اس نے اچھا عمل کیا اور جو ایسا نہ کر سکا تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(ابو داؤد فی الطہارۃ باب الاستتار فی الخلاء۔ امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۵۹، مطبوعہ صدیقی پبلشرز)

وَكَيْفِيَّةُ الْإِسْتِنْجَاءِ أَنْ يَمْسَحَ بِالْحَجَرِ الْأَوَّلِ مِنْ جِهَةِ الْمُقَدَّمِ إِلٰى خَلْفٍ وَبِالثَّانِي مِنْ خَلْفٍ إِلٰى قُدَّامٍ وَبِالثَّالِثِ مِنْ قُدَّامٍ إِلٰى خَلْفٍ إِذَا كَانَتِ الْخُصْيَةُ مدلاةً وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ مُدَلَّاةٍ يَبْتَدِىءُ مِنْ خَلْفٍ إِلٰى قُدَّامٍ وَالْمَرْأَةُ تَبْتَدِىءُ مِنْ قُدَّامٍ إِلٰى خَلْفٍ خَشْيَةَ تَلْوِيْثِ فَرْجِهَا ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَهُ أَوَّلاً بِالْمَاءِ ثم يُدَلِّكَ الْمَحَلَّ بِالْمَاءِ بِبَاطِنِ إِصْبَعٍ أَوْ إِصْبَعَيْنِ أو ثلاثة إِنِ احْتَاجَ وَيُصَعِّدُ الرَّجُلُ إِصْبَعَهُ الْوُسْطٰى عَلٰى غيرها فِي ابْتِدَاءِ الْإِسْتِنْجَاءِ ثُمَّ يُصَعِّد بِنُصَرِه ولا يَقْتَصِرُ عَلٰى إِصْبَعٍ واحدةٍ وَالْمَرْأَةُ تُصَعِّدُ بِنْصَرَهَا وأوسط أصابعها معاً ابتداءً خَشْيَةَ حُصُولِ اللَّذَّةِ وَيُبَالِغُ فِي التَّنْظِيْفِ حَتّٰى يَقْطَعَ الرَّائِحَةَ الْكَرِيْهَةَ وَفِي إِرْخَاءِ الْمَقْعَدَةِ إِنْ لم يَكُنْ صَائِمًا، فإذا فَرَغَ غَسَلَ يَدَهُ ثَانِيًا ونَشَّفَ مقعدتَهُ قبلَ الْقِيَامِ إِذَا كَانَ صَائِمًا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مدلاة:	لٹکنا (اسم فاعل تفعل)	يدلك:	رگڑنا، خوب صاف کرنا
يصعد:	بلند کرنا	بنصر:	چھنگلیا کے ساتھ والی انگلی
رائحة الكريهة:	بدبو		

ترجمہ:

استنجاء کا طریقہ

جب خصیتین لٹک رہے ہوں[۱] تو اس وقت استنجاء کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے ڈھیلے کے ساتھ آگے سے پیچھے کی طرف پونچھے۔ دوسرے ڈھیلے کے ساتھ پیچھے سے آگے کی طرف اور تیسرے پتھر کے ساتھ آگے سے پیچھے کی طرف لیجاتے ہوئے پونچھے۔ اگر خصیتین لٹک نہ رہے ہوں تو پیچھے سے آگے کی طرف ابتداء کرے[۲] اور عورت[۳] شرم گاہ کے آلودہ ہونے کے خوف کی وجہ سے آگے سے پیچھے کی طرف لیکر جائے پھر پانی کے ساتھ پہلے ہاتھ دھوئے پھر اس کے بعد محل نجاست کو پانی کے ساتھ ایک انگلی، دو انگلیاں اگر ضرورت ہو تو تین انگلیوں سے صاف کرے۔ اور استنجاء کی ابتداء میں درمیانی انگلی کو دوسری انگلی پر چڑھائے پھر بنصر کو اس (درمیانی انگلی) پر چڑھائے اور ایک ہی انگلی[۴] پر اکتفا نہ کرے۔ اور عورت ابتداء ہی سے لذت کے خوف کی وجہ سے درمیانی انگلی اور بنصر کو اکٹھا ایک دوسرے پر چڑھائے[۵]۔ صفائی حاصل کرنے میں مبالغہ کرے یہاں تک کہ بدبو ختم ہو جائے۔ اگر روزہ دار نہ ہو تو مقعد کو خوب ڈھیلا چھوڑے۔ جب فارغ ہو جائے تو اپنے ہاتھوں کو دوبارہ دھوئے۔ اگر روزہ دار ہے تو اٹھنے سے پہلے مقعد کو خشک کرے[۶]۔

تشریح:

(۱): گرمی ہو یا سردی دونوں صورتوں میں ایک ہی حکم ہے تا کہ نجاست لگنے کا خدشہ باقی نہ رہے۔

(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح،ص۴۶)

(۲): کیونکہ اس صورت میں زیادہ صفائی حاصل ہوگی۔

(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح،ص۴۷ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

(۳): مجبوب (جس کا آلہ تناسل کٹا ہوا ہو) اور خصی یہ دونوں عورت کے حکم میں ہوں گے اور خنثیٰ جو ہے یہ مرد کے حکم میں ہوگا۔ (طحطاوی ص۴۶، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۴): کیونکہ ایک انگلی سے کرنے کی صورت میں مرض پیدا ہونے کا خوف ہے اور ایک انگلی کے ساتھ زیادہ پاکیزگی حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔ (مراقی الفلاح شرح نورالایضاح،ص۴۷)

(۵): کیونکہ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جب عوت ایک انگلی کے ساتھ ابتداء کرتی ہے اس پر غسل فرض ہوجاتا ہے ہاتھ کی ہتھیلی کے ساتھ عورتیں استنجاء کرتی ہیں تا کہ لذت زائل ہوجائے۔

(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح،ص۴۸)

نوٹ: اس بارے میں اختلاف ہے کہ ابتداء قبل سے کرے یا دبر سے۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دبر سے ابتداء کرے کیونکہ وہ اہم ہے۔ (یعنی جو مسئلہ مذکور ہوا یہ دبر کے بارے میں ہے کہ آگے سے پیچھے الخ) صاحبین کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ قبل کے بارے میں ہے کیونکہ وہ پہلے ہے اور فتوی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول پر ہے۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح،ص۴۸)

(۶): پاخانہ کا مقام باہر نکل پڑا تو حکم یہ ہے کہ کپڑے سے خوب صاف کر کے اٹھے کہ تری بلکل نہ رہے، اگر پاخانہ کے مقام پر پانی باقی تھا اور کھڑا ہوگیا کہ پانی اندر چلا گیا تو روزہ فاسد ہوگیا اسی وجہ سے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ روزہ دار استنجاء کرنے میں سانس نہ لے۔

(بہار شریعت حصہ پنجم روزہ توڑنے والی چیزوں کے بیان میں،ص۱۱۷)

فَصْلٌ: فِيمَا يَجُوْزُ بِهِ الْاِسْتِنْجَاءُ

لاَ يَجُوْزُ كَشْفُ الْعَوْرَةِ لِلْاِسْتِنْجَاءِ وَإِنْ تَجَاوَزَتِ النَّجَاسَةُ مَخْرَجَهَا وَزَادَ الْمُتَجَاوِزُ عَلٰى قَدْرِ الدِّرْهَمِ لَا تَصِحُّ مَعَهُ الصَّلَاةُ إِذَا وَجَدَ مَا يُزِيْلُهُ وَيَحْتَالُ لِإِزَالَتِهِ مِنْ غَيْرِ كَشْفِ العورةِ عِنْدَ مَنْ يَّرَاهُ وَيُكْرَهُ الْاِسْتِنْجَاءُ بِعَظْمٍ وطعامٍ لِآدَمِيٍّ أَوْ بَهِيْمَةٍ وَآجرٍ وَخَزَفٍ وَفَحْمٍ وزُجَاجٍ وجصٍ وَشَيْءٍ محترمٍ كَخَرْقَةِ دِيْبَاجٍ وَقُطْنٍ، وبِالْيَدِ الْيُمْنٰى إلا من عذرٍ ويَدخلُ الْخَلاءَ بِرِجْلِهِ الْيُسْرٰى ويَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ قبلَ دُخُولِهِ وَيَجْلِسُ مُعْتَمِدًا عَلٰى يَسَارِهِ وَلاَ يَتَكَلَّمُ إِلَّا لِضَرُوْرَةٍ وَيُكْرَهُ تحريماً اِسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ واِسْتِدْبَارُهَا وَلَوْ فِي الْبُنْيَانِ واِسْتِقْبَالُ عَيْنِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ ومَهَبِّ الرِّيْحِ ويُكْرَهُ أَنْ يَّبُوْلَ أو يَتَغَوَّطَ فِي الْمَاءِ وَالظِّلِّ وَالْجُحْرِ والطَّرِيْقِ وتحت شجرةٍ مُثْمَرَةٍ وَالْبَوْلُ قَائِمًا إلا مِنْ عُذْرٍ .وَيَخْرُجُ مِنَ الْخَلاءِ بِرِجْلِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی أَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِی.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
كشف العورة:	شرمگاہ کو ظاہر کرنا	يحتال:	حیلہ کرنا، طریقہ ڈھونڈنا
آجر:	اینٹ	خزف:	ٹھیکری
فحم:	کوئلہ	زجاج:	شیشہ
ديباج:	ریشم	قطن:	روئی
معتمدا:	سہارا لینا	استدبار:	پیٹھ کرنا
بنيان:	عمارت	مهب الريح:	ہوا کا چلنا
جص:	گچ۔چونہ	ظل:	سایہ
جحر:	سوراخ	مثمرة:	پھل دار درخت
اذٰی:	تکلیف	مهب:	ہوا چلنے کی جگہ

ترجمہ:

فصل [1]: یہ فصل ان چیزوں کے بیان میں ہے جن سے استنجاء کرنا جائز ہے

استنجاء[۲] کرنے کے لئے (کسی کے سامنے) شرم گاہ کو ظاہر کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر نجاست مخرج سے تجاوز کر جائے اور تجاوز کرنے والی نجاست درہم کی مقدار کے برابر ہو تو اس کے ساتھ نماز ادا کرنا جائز نہیں[۳]۔

جبکہ اس نجاست کو دور کرنے کے لئے کوئی ایسی چیز پائے جو اس کو دور کر دے۔ تو اگر کوئی اس کو دیکھ رہا ہے تو شرم گاہ کو ظاہر کئے بغیر اس کو دور کرنے کا حیلہ کرے[۴]۔

مکروھات استنجاء

ھڈی، آدمی یا جانور کی خوراک، اینٹ، ٹھیکری، کوئلہ، شیشہ، چونہ اور قابل احترام چیز جیسے ریشمی کپڑا، روئی اور عذر کے بغیر دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا مکروہ ہے[۵]۔

بیت الخلاء میں اپنا بایاں قدم داخل کرے۔ اور داخل ہونے سے پہلے شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگے۔ یعنی تعوذ پڑھے اور بائیں قدم پر زور دے کر بیٹھے اور ضرورت کے سوا کلام نہ کرے۔ قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے (استنجاء کرنا) مکروہ تحریمی ہے اگر چہ آبادی میں ہو[۶]۔

(اور استنجاء کرتے ہوئے) سورج اور چاند کی طرف اور ہوا جس طرف سے آرہی ہے ادھر منہ کرنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ پانی، سائے، سوراخ، راستے اور پھل دار درخت کے نیچے بول و براز کرنا مکروہ ہے۔ بغیر عذر کے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے[۷]۔

اور بیت الخلاء سے دایاں قدم باہر نکالے پھر کہے کہ تمام تعریفیں اس ذات کی ہیں جس نے مجھے تکلیف سے نجات دی اور عافیت دی۔

تشریح:

(۱): یعنی اس فصل میں تین چیزوں کا بیان ہوگا۔ (۱) جن چیزوں کے ساتھ استنجاء کرنا جائز ہے۔ (۲) جن چیزوں کے ساتھ استنجاء کرنا مکروہ ہے (۳) اور قضائے حاجت کے دوران کیا فعل کرنا مکروہ ہے۔

(۲): استنجاء کے چار ارکان ہیں (۱) استنجاء کرنے والا شخص (۲) جس چیز کے ساتھ استنجاء کیا ہے۔ (۳) اور وہ نجاست جو سبیلین سے خارج ہوئی (۴) مخرج (یعنی دبر یا قبل)

(۳): نجاست کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) غلیظہ (۲) خفیفہ

نجاست غلیظہ اگر ایک درہم سے زائد لگی تو نماز نہ ہوگی اگر درہم کی مقدار ہے تو بے پاک کئے نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی یعنی نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے بے پاک کئے نماز پڑھ لی نماز ہوگئی۔

نجاست خفیفہ بدن یا کپڑے کے چوتھائی حصہ سے زائد لگی تو نماز نہ ہوگی۔

نوٹ: نجاست غلیظہ دو قسم کی ہے (۱) جسم والی (۲) مائع

(۱) جسم والی جیسے لید گوبر وغیرہ اس میں وزن کا اعتبار ہوگا۔ یعنی ساڑھے چار ماشے وزن ہو

(۲) مائع (جیسے پیشاب) وغیرہ میں درہم کی مساحت کے برابر ہوگا یعنی ہتھیلی خوب پھیلا کر ہموار رکھیں اس میں آہستہ سے اتنا پانی ڈالیں کہ اس سے زیادہ پانی نہ رک سکے اب پانی کا جتنا پھیلاؤ ہے اتنا بڑا درہم سمجھا جائے۔

(بہار شریعت نجاستوں کے متعلق احکام، ص ۱۳۱)

(۴): تا کہ جس قدر ممکن ہے حرام کام سے بچ سکے۔

(مراقی الفلاح ص ۴۹)

(۵): ہڈی اور گوبر سے استنجاء کرنا ممنوع ہے۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا "تم گوبر اور ہڈی کے ساتھ استنجاء نہ کرو کیونکہ یہ دونوں تمہارے جنات بھائیوں کی خوراک ہیں"

(مسلم باب الجهر فی القراۃ فی لصبح و القراء علی الجن)

جانور کی خوراک سے استنجاء کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں مال کا ضائع کرنا ہے جو کہ اسراف ہے۔

اینٹ: اینٹ سے مراد پکی اینٹ ہے یہ نجاست کے محل کو صاف نہیں کرتی بلکہ اس کو تکلیف دیتی ہے۔

ٹھیکری: کیونکہ یہ بہت چھوٹی ہوتی ہے اور اس سے محل کا صاف کرنا ممکن نہیں ہوتا ہے اور اس سے ہاتھ گندے ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔

چونا اور شیشہ: اس لئے کہ یہ محل نجاست کو نقصان دیتے ہیں۔

شئی محترم: یونہی کاغذ سے استنجاء کرنا بھی مکروہ وممنوع ہے اور سنت نصاری ہے کاغذ کی تعظیم کا حکم ہے اگر چہ سادہ ہو اور لکھا ہو تو بدرجہ اولیٰ ہے۔

(فتاوی افریقہ ص ۱۶، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد)

نوٹ: ٹوئلٹ پیپرز سے استنجاء کرنا جائز ہے۔

دائیں ہاتھ سے استنجاء: سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ "جب تم میں سے کوئی ایک پیشاب کرے تو

اپنے ذکر کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے۔ اور جب وہ بیت الخلاء کو آئے تو دائیں ہاتھ سے محل نجاست کو صاف نہ کرے۔ اور جب وہ پانی پیے تو اس میں سانس نہ لے۔"

(بخاری کتاب الطهارة باب النهی عن الاستنجاء باليمنى)

(۶): حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم قبلہ رخ (استنجاء) نہ کریں اور نہ قبلہ کی طرف پیٹھ کریں۔

(کتاب الآثار مترجم، ص ۴۳)

(۷): کھڑے ہو کر پیشاب کرنا (بغیر عذر کے) مکروہ اور سنت نصاری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "من الجفاء ان يبول الرجل قائما" بے ادبی اور بدتہذیبی ہے کہ آدمی کھڑے ہو کر پیشاب کرے۔

(رواه البزار للسند صحيح عن بريده۔ فتاوی افریقہ، ص ۱۴)

نوٹ: جو سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے کھڑے ہو کر بول مبارک فرمایا تھا وہ عذر کی وجہ سے تھا جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

(حاشیہ نور الایضاح بذریعۃ النجاح، ص ۲۰)

فصل: فِی أَحْکَامِ الْوُضُوءِ

أَرْکَانُ الْوُضُوءِ أَرْبَعَةٌ وَهِیَ فَرَائِضُهُ: اَلْاَوَّلُ غَسْلُ الْوَجْهِ وَحَدُّهُ طُولاً من مَبْدَإِ سَطْحِ الْجَبْهَةِ اِلٰی أَسْفَلِ الذَّقْنِ، وَحَدُّهُ عَرْضًا مَا بَیْنَ شَحْمَتَیِ الْاُذُنَیْنِ وَالثَّانِی غَسْلُ یَدَیْهِ مَعَ مِرْفَقَیْهِ وَالثَّالِثُ غَسْلُ رِجْلَیْهِ مَعَ کَعْبَیْهِ وَالرَّابِعُ مَسْحُ رُبْعِ رَأْسِهِ وسببُهُ اِسْتِبَاحَةُ مَا لاَ یَحِلُّ إِلَّا بِهِ وهو حکمُهُ الدُّنْیَوِیُّ وحکمُهُ الْاُخْرَوِیُّ الثَّوَابُ فِی الْآخِرَةِ وَشَرْطُ وُجُوبِهِ اَلْعَقْلُ وَالْبُلُوغُ وَالْاِسْلَامُ وقُدْرَةُ عَلٰی اِسْتِعْمَالِ الْمَاءِ الْکَافِی ووُجُودُ الْحَدَثِ وَعَدَمُ الْحَیْضِ وَالنِّفَاسِ وضیقِ الْوَقْتِ وشَرْطُ صِحَّتِهِ ثلاثةُ عُمُومُ الْبَشَرَةِ بِالْمَاءِ الطَّهُورِ وَانْقِطَاعُ مَا یُنَافِیْهِ مِنْ حَیْضٍ ونِفاسٍ وحدَثٍ، وَزَوَالُ مَا یَمْنَعُ وصولَ الْمَاءِ اِلٰی الْجَسَدِ کَشَمْعٍ وشَحْمٍ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مبدا:	شروع کرنے کی جگہ	جبھة:	پیشانی
ذقن:	ٹھوڑی	شحمت:	کان کی لو
مرفق:	کہنی	کعب:	ٹخنہ
استباحة:	مباح ہونا، جائز ہونا	جسد:	جسم
بشرہ:	کھال کا اوپر کا حصہ	انقطاع:	ختم ہوجانا
شمع:	موم	شحم:	چربی

ترجمہ:

یہ فصل وضو[۱] کے احکام کے بارے میں ہے

ارکان[۲] وضو چار ہیں اور وہ وضو کے فرائض ہیں۔

پہلا فرض: چہرہ دھونا، طول (لمبائی) میں چہرہ کی حد پیشانی کی سطح کی ابتداء سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور چوڑائی میں چہرے کی حد (وہ جگہ ہے) جو دونوں کانوں کی لو کے درمیان ہے[۳]۔

دوسرا فرض: اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا۔

تیسرا فرض: دونوں پاؤں کا ٹخنوں سمیت دھونا[۴]۔

چوتھا فرض: چوتھائی سر کا مسح کرنا[۵]۔

وضو کا سبب یہ ہے کہ جو چیز وضو کے بغیر جائز نہیں وہ مباح ہو جائے۔اور یہ اس کا حکم دنیوی ہے اور وضو کا حکم اخروی آخرت میں ثواب کا مستحق ہونا ہے۔

وضو کی شرائط:

عقل، بلوغ[6]، اسلام[7]، کافی پانی کے استعمال پر قدرت ہونا، حدث کا ہونا، حیض، نفاس اور وقت کی تنگی کا نہ ہونا۔

وضو کی شرائط صحت:

وضو کی شرائط صحت تین ہیں۔(۱) پاک پانی کا تمام کھال کے اوپر والے حصہ پر بہہ جانا۔(۲) حیض نفاس اور حدث جو کہ وضو کے منافی ہے ان چیزوں کا ختم ہو جانا۔(۳) اور جو چیز جسم تک پانی پہنچنے کے مانع ہو اس کا زائل ہونا[8] جیسا کہ موم اور چربی۔

تشریح:

(۱) وضو: بالضم الواؤ یہ مصدر ہے۔یعنی طہارت حاصل کرنا اور واؤ مفتوح کے ساتھ اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ساتھ وضو کیا جائے مثلاً پانی اور وِضو بالکسر الواؤ وہ برتن جس میں وضو کے لئے پانی رکھا گیا ہو۔

(۲): ارکان رکن کی جمع ہے اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ "رکن الشئی مایتم به وهو داخل فيه بخلاف شرطه وهو خارج عنه" رکن وہ ہے جس کے ساتھ وہ شے مکمل ہو۔اور وہ اس میں داخل ہو۔بخلاف شرط کہ وہ شے اس چیز سے باہر ہو۔

(التعریفات، ص۸۲، مطبوعہ دار المنار)

(۳): اس لئے کہ "وجہ" مشتق ہے مواجھت سے اور مواجھت اس پورے حصے کو کہتے ہیں۔

(۴): بعض حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ وضو میں پاؤں دھونا فرض نہیں ہے بلکہ ان پر مسح کرنا فرض ہے یہ مذہب باطل ہے، جس کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

دلیل نمبر ۱: پارہ ۶، سورۃ الانعام میں رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "یاایها الذین امنوا اذاقمتم الی الصلوة فاغسلوا وجوهكم وايديكم الى المرافق وامسحو برء وسكم وارجلكم الى الكعبين"

دلیل نمبر ۲: آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیر دھونے پر ہی عمل ہے چنانچہ مشکوٰۃ بحوالہ مسلم شریف یہ حدیث پاک مرقوم ہے کہ "جب بندہ مسلمان یا مومن وضو کرتا ہے اور وہ اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو چہرے سے ہر خطا دور ہو جاتی ہے الخ اور جب پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں کی ہر خطا دور ہو جاتی ہے الخ"۔

دلیل نمبر ۳: اسی میں ہے وضو میں پیر نہ دھونے والے کو عذاب جہنم کی خبر ہے جامع الصغیر لجلال الدین سیوطی جلد دوم ص۱۹۷ پر ہے " کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آگ سے ویل کی وعید ہے جو ٹخنے خشک رکھتا ہے "۔ایک اور حدیث اسی جگہ پر ذکر کی کہ "ہلاکت ہو ان ایڑیوں کے لئے جو وضو میں خشک رہ گئی" اتنی سخت وعید سے معلوم ہوتا ہے کہ وضو میں پاؤں دھونا فرض ہے۔

دلیل نمبر ۴: وضو میں پاؤں دھونے پر تمام صحابہ کرام کا اجماع قطعی ہو چکا ہے اور اجماع منسوخ نہیں ہو سکتا ہے۔

دلیل نمبر ۵: آئمہ اربعہ کا موقف بھی غسل رجلین ہے۔

(العطایا الاحمدیہ فی فتاوی نعیمیہ ص۱۶، ۱۷)

(۵): وضو میں مسح راس کا بہتر طریقہ:

سر کا استیعاب سنت ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی ہتھیلیاں اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں تر کر لے اور ہر ہتھیلی کی تین انگلیوں کا پیٹ سر کے اگلے حصے پر رکھے اور شہادت کی انگلیاں اور انگوٹھوں کو الگ کیا رہے اور ہتھیلیوں کو بھی جدا رکھے اور انگلیوں کو سر کے پچھلے حصہ تک کھینچ لائے پھر دونوں کروٹوں کا ہتھیلیوں سے مسح کرے اور کانوں کے اوپری حصہ کا انگوٹھوں کے پیٹ سے مسح کرے تاکہ اس کا مسح ایسی تری سے ہو جو مستعمل نہ ہو۔

(فتاوی رضویہ، جلد۳، ص۷۳۰)

(۶): اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ پر وضو فرض نہیں ہے۔اعلی حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر بچہ نے پانی میں ہاتھ ڈالا اور یہ علم تھا کہ اس کے ہاتھ پر کوئی نجاست موجود نہیں ہے تو اس سے وضو جائز ہے۔اور اس کی طہارت میں شک ہو تو مستحب یہ ہے کہ اس پانی سے وضو نہ کرے اگر وضو کیا تو جائز ہے۔یہ اس صورت میں ہے جبکہ بچہ نے اس سے وضو نہ کیا ہو اگر نیت کے ساتھ وضو کیا ہو تو متاخرین کا اس میں اختلاف ہے۔اور پسندیدہ قول یہ ہے کہ وہ عاقل ہو تو مستعمل قرار پائے گا کیونکہ اس نے معتبر قربت کی نیت کی ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج۲، ص۷۱)

(۷): لہٰذا کافر پر وضو فرض نہیں ہاں اگر کافر وضو یا غسل کر کے اسلام لایا اور اس کے بعد حدث نہ ہوا اسی وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد۳، ص۵۵۴)

(۸): ہر قسم کے ناجائز و جائز گہنے، چھلے، انگوٹھیاں الخ اگر اتنے تنگ ہوں نیچے پانی نہ پہنچے تو اتار کر دھونا فرض ہے۔

نوٹ: وضو میں چار فرض اعتقادی ہیں اور ۱۲ واجب اعتقادی (فرض عملی) ہیں۔

(فتاوی رضویہ جلد اول، ص۱۹۹، ۲۱۳)

نوٹ: جس چیز کی آدمی کو عموماً یا خصوصاً ضرورت پڑتی رہتی ہے اور اس کی نگہداشت واحتیاج میں حرج ہو، ناخنوں کے اندر یا اوپر یا کسی اور دھونے کی جگہ پر اسکے لگے رہ جانے سے اگر چہ جرم دار ہو، اگر چہ اسکے نیچے پانی نہ پہنچے، اگر چہ سخت چیز ہو، وضو ہو جائے گا۔ جیسے آٹا پکانے گوندھنے والوں کے لئے آٹا، رنگریز کے لئے رنگ کا جرم، عورتوں کے لئے مہندی کا جرم لکھنے والوں کے لئے روشنائی کا جرم، مزدور کے لئے گارا مٹی، عام لوگوں کے لئے کوئے یا پلک میں سرمہ کا جرم اسی طرح بدن کا میل، مٹی، غبار، مکھی، مچھر کی بیٹ وغیرہ یہ سب معاف ہیں۔ (لیکن پتا لگنے پر اتار کر دھونا فرض ہے)

(بہار شریعت ص۸۹، جلد۲)

فصل :فِی تَمَامِ أَحْکَامِ الْوُضُوءِ

یَجِبُ غَسْلُ ظَاھِرِ اللِّحْیَةِ الْکَثَّةِ فِی أَصَحِّ مَا یُفْتٰی بِہٖ وَیَجِبُ إِیْصَالُ الْمَاءِ إِلٰی بَشْرَةِ اللِّحْیَةِ الْخَفِیْفَةِ وَلاَ یَجِبُ إِیْصَالُ الْمَاءِ إِلَی الْمُسْتَرْسِلِ من الشَّعْرِ عَنْ دَائِرَةِ الْوَجْہِ وَلاَ إِلٰی مَا انْکَتَمَ مِنَ الشَّفَتَیْنِ عِنْدَ الْاِنْضِمَامِ ولو انْضَمَتِ الْاَصَابِعُ أو طَالَ الظُّفْرُ فَغَطّٰی الْأَنْمِلَةَ أو کَانَ فِیْہِ مَا یَمْنَعُ الْمَاءَ کَعَجِیْنٍ وَجَبَ غَسْلُ مَا تَحْتَہٗ وَلاَ یَمْنَعُ الدَّرَنُ وَخُرْءُ الْبَرَاغِیْثِ وَنَحْوُھَا وَیَجِبُ تَحْرِیکُ الْخَاتَمِ الضَّیِّقِ ولو ضَرَّہٗ غَسْلُ شُقُوقِ رِجْلَیْہِ جَازَ إِمْرَارُ الْمَاءِ عَلَی الدَّوَاءِ الذی وَضَعَہٗ فِیْھَا وَلاَ یُعَادُ الْمَسْحُ ولا الْغَسْلُ عَلٰی مَوضِعِ الشَّعْرِ بَعْدَ حَلْقِہٖ ولاَ الْغَسْلُ بِقَصِّ ظُفْرِہٖ وَشَارِبِہٖ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
لحیة الکثة:	گھنی داڑھی	لحیة الخفیفة:	ہلکی داڑھی
مسترسل:	لٹکے ہوئے	عجین:	گوندھا ہوا آٹا
درن:	میل کچیل	خرء:	بیٹ
خاتم:	انگوٹھی	شقوق:	زخم
امرار الماء:	پانی کا گزارنا	ولا یعاد:	اعادہ نہیں کیا جائے گا
قص:	کاٹنا	ظفر:	ناخن
شارب:	مونچھیں		

ترجمہ:

فصل احکام وضو کے تکمیل کے بیان میں ہے

اصح اور مفتی بہ قول کے مطابق گھنی داڑھی [۱] کے ظاہر کا دھونا فرض ہے۔اور ہلکی [۲] داڑھی کی صورت میں جلد تک پانی پہنچانا فرض ہے۔چہرے کی حد سے جو بال لٹک رہے ہوں ان پر پانی بہانا فرض نہیں ہے۔دونوں ہونٹوں کے ملاتے وقت جو جگہ چھپ جائے اس جگہ تک بھی پانی پہنچانا فرض نہیں ہے [۳]۔

اگر انگلیاں مل جائیں یا ناخن بڑھ جائیں اور ناخن پوروں کو ڈھانپ لیں یا ان میں ایسی چیز ہو جو پانی کے پہنچنے کو مانع ہو جیسا کہ گوندھا ہوا آٹا تو اس کے نیچے کے حصہ کا دھونا واجب ہے۔

میل اور مچھر کی بیٹ وغیرہ پانی کے پہنچنے کو نہیں روکتی۔تنگ انگوٹھی کوحرکت دینا واجب ہے۔(۴)اگر پاؤں کے زخموں کودھونا نقصان کرتا ہوتو وہ دوائی جواس زخم میں لگی ہوئی ہےاس پر سے پانی گزارنا جائز ہے (۵)۔سر منڈانے کے بعد بالوں کی جگہ پر دوبارہ مسح نہ کیا جائے نہ اس کو دھویا جائے۔ناخن.اور مونچھوں کوکاٹنے کے بعد بھی دھونے کی ضرورت نہیں ہے (۶)۔

تشریح:

(۱): (گھنی داڑھی وہ ہے کہ جس سے بالوں کے اندر کی جلدنظر نہ آئے)مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ بہارشریعت میں تحریر کرتے ہیں کہ اگر داڑھی کے بال گھنے ہوں تو گلے کی طرف دبانے سے جس قدر چہرے کے اردگرد میں آئیں ان کا دھونا فرض ہے جڑوں کا دھونا فرض نہیں اور جو حلقے سے نیچے ہوں ان کا دھونا ضروری نہیں اور اگر کچھ حصہ میں گھنے ہوں اور کچھ چھدرے تو جہاں گھنے ہوں وہاں بال اور جہاں چھدرے ہوں اس جگہ جلد کا دھونا ضروری ہے۔(بہارشریعت،حصہ دوم،ص ۸۸)

(۲): جلد تک پانی پہچانا اور بالوں کا دھونا دونوں ضروری ہیں (جدالممتار)

(۳): صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی فرماتے ہیں"مونھ دھوتے وقت اگر آنکھیں زور سے میچ لیں کہ پلک کے متصل ایک تحریری بندھ گئی۔اور اس پر پانی نہ بہااور وہ عادۃً بند کرنے سے ظاہر رہتی ہوتو وضو ہو جائے گا۔مگر ایسا کرنا نہ چاہیے۔اگر کچھ زیادہ دہلنے سے رہ گیا تو وضو نہ ہوگا۔

(بہارشریعت،حصہ دوم،ص ۲۹۰)

(۴): کیوں کہ سرکار علیہ السلام اپنی انگوٹھی کوحرکت دیتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضوفرماتے تھے۔

(ابن ماجه باب تخليل الاصابع من حديث ابی رافع)

نوٹ:اس سے ثابت ہوا کہ وضو کرتے وقت انگوٹھی کوحرکت دینا سنت ہے۔اگر جسم تک پانی نہ پہنچے تو انگوٹھی کوحرکت دینالازم ہوگا تاکہ جلد تک پانی پہنچ جائے۔

(۵): شگافوں(زخموں)کے مسئلہ سے اگر یہ مراد ہیکہ ان پر دوا چھوڑ رکھی ہواور ان پر پانی گذارنے کا یہ معنی ہے کہ ان شگافوں پر جو دوا ہے اس پر پانی بہائے تو یہ درست ہے ورنہ قدرت ہوتو ان زخموں پرمسح کرے۔ورنہ جو دوایا پٹی لگار کھی ہے اس پر پانی بہایئے اگر ہوسکے،ورنہ مسح کرے اگر ممکن ہو ورنہ مسح بھی چھوڑ دے

(فتاوی رضویہ،ج ۳،ص ۵۱۷)

(٦): سر کے بال یا مونچھیں کاٹنے کے بعد حدث طاری نہیں ہوتا ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۷۲)

فصل: فِی سُنَنِ الْوُضُوءِ

يَسُنُّ فِى الْوُضُوءِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا غَسْلُ الْيَدَيْنِ إِلَى الرُّسْغَيْنِ وَالتَّسْمِيَةُ اِبْتِدَاءً والسِوَاكُ فِي اِبْتِدَائِهِ وَلَو بِالْإِصْبَعِ عِندَ فَقْدِهِ وَالْمَضْمَضَةُ ثلاثاً ولو بغُرْفَةٍ وَالْإِسْتِنْشَاقُ بِثَلَاثِ غُرَفَاتٍ والمُبَالَغَةُ فِي الْمَضْمَضَةِ وَالْإِسْتِنْشَاقِ لِغَيْرِ الصَّائِمِ وَتَخْلِيلُ اللِّحْيَةِ الْكَثَّةِ بِكَفِّ مَاءٍ مِنْ أَسْفَلِهَا وتَخْلِيلُ الْاَصَابِعِ وتثليثُ الْغَسْلِ واستيعَابُ الرَّاسِ بِالْمَسْحِ مرةً ومَسْحُ الْاُذُنَيْنِ ولو بماءِ الرَّاسِ، والدَّلْكُ وَالْوِلاءُ وَالنِّيَّةُ، وَالتَّرْتِيبُ كَمَا نَصَّ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى كِتَابِهِ والبِداءةُ بِالْمَيَامِنِ ورُؤُوسِ الْاَصَابِعِ وَمُقَدَّمِ الرَّأْسِ وَمَسْحُ الرَّقَبَةِ لا الحُلْقُومِ وقِيْلَ إن الاربعةَ الْاَخِيْرَةَ مُسْتَحَبَّةٌ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سنن:	سنت کی جمع، طریقہ	رسغین:	ہاتھوں کے پہنچے
تسمیۃ:	بسم اللہ پڑھنا	فقد:	کسی شے کا ختم ہو جانا
غرفۃ:	چلو	استنشاق:	ناک میں پانی چڑھانا
تخلیل:	خلال کرنا	استیعاب:	مکمل، سارا
والدلک:	مَل مَل کے دھونا	والولاء:	ایک عضو خشک نہ ہو دوسرا دھل جائے
میامن:	دائیں طرف، میمنہ کی جمع	رؤوس:	کنارے
مقدم:	اگلا حصہ	رقبۃ:	گردن
حلقوم:	گلہ		

ترجمہ:

فصل: وضو کی سنتیں

وضو میں اٹھارہ سنتیں ہیں۔

(۱) دونوں ہاتھوں کا پہنچوں تک دھونا[1]۔ (۲) بسم اللہ سے ابتداء کرنا (۳) وضو کی ابتداء میں مسواک[2] کرنا اور مسواک نہ ہونے کی صورت میں انگلی[3] کے ساتھ مسواک کرنا۔ (۴) تین[4] مرتبہ کلی کرنا اگرچہ ایک چلو پانی سے ہو (۵) تین چلو پانی سے (تین مرتبہ) ناک میں[5] پانی چڑھانا (۶) جس کا روزہ نہ ہو اس کا کلی اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا[6]۔ (۷) گھنی داڑھی کا ہاتھ کے پانی کے ساتھ اس کے نیچے سے[7] خلال کرنا (۸) انگلیوں کا خلال[8] کرنا (۹) تین مرتبہ[9] اعضاء کا دھونا (۱۰) ایک ہی مرتبہ پورے سر کا مسح کرنا۔ (۱۱) کانوں کا مسح کرنا اگرچہ سر کے پانی کے ساتھ ہو[10]۔ (۱۲) اعضائے وضو پر ہاتھ پھیرنا (۱۳) پے در پے وضو کرنا (۱۴) نیت (۱۱) کرنا (۱۵) ترتیب قائم رکھنا یعنی جیسا کہ رب تعالی نے قرآن پاک میں حکم فرمایا ہے۔ (۱۶) انگلیوں کے سروں سے ابتداء کرنا۔ (۱۷) اور پاؤں کے اگلے حصہ سے ابتداء کرنا۔ (۱۸) گردن کا مسح کرنا نہ کہ گلے[12] کا مسح کرنا۔ اور کہا گیا ہے کہ آخری چار مستحب ہیں۔ (۱۳)

تشریح:

(سنت وہ ہے جس پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے کبھی کبھار ترک کے ساتھ ہیشگی فرمائی ہو)

(۱): حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس نے بسم اللہ کہہ کر وضو کر لیا اس کا سر سے پاؤں تک سارا جسم پاک ہو گیا۔ اور جس نے بغیر بسم اللہ کہے وضو کیا اس کا اتنا ہی بدن پاک ہوگا جتنے پر پانی گزرا۔

(نماز کے احکام ص ۵، وضو کا طریقہ حنفی مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

(۲): حضرت حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں وضو نصف ایمان ہے اور مسواک کرنا نصف وضو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، فیضان سنت قدیم، ص ۸۷۰)

نوٹ: مسواک وضو کی سنت قبلیہ ہے البتہ سنت موکدہ اس وقت ہے جب منہ میں بد بو ہو۔

(فتاوی رضویہ ج ۱، ص ۱۲۳)

۹ (۳): طبرانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! جس شخص کے منہ میں دانت نہ ہوں وہ بھی مسواک کرے گا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں! میں نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) پوچھا کیسے کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی

انگلی اپنے منہ میں داخل کرے۔ (فتح القدیر سنن الطہارۃ)

(۴): مضمضہ لغت میں حرکت دینے کو کہتے ہیں اصطلاح میں تمام منہ میں پانی کا پہنچانا ہے۔

(امداد الفتاح، ص۷۶ مطبوعہ صدیقی پبلشرز)

اور اس کے سنت ہونے کی دلیل یہ ہے کہ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے اس پر مواظبت فرمائی ہے۔ تین مرتبہ کلی کرے سرکار علیہ والصلوۃ والسلام اسی طرح کرتے تھے اور ہر بار کلی کے لئے نیا پانی لیتے تھے۔

(طبرانی فی الاوسط حدیث نمبر ۲۲۹۸)

(۵): استنشاق لغت میں نشق کو کہتے ہیں۔ جس کا مطلب ہے پانی کا جذب کرنا اور اصطلاح میں پانی کا ناک کی نرم ہڈی تک پہنچانا استنشاق ہے۔

(۶): غیر صائم کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کی صورت میں مبالغہ کرے۔ کیوں کہ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا" کامل وضو کرو، انگلیوں کا خلال کرو اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرو۔

(امداد الفتاح، ص۷۶ مطبوعہ صدیقی پبلشرز کراچی)

(۷): "داڑھی میں خلال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انگلیوں کو گردن کی طرف سے داخل کرے اور سامنے سے نکالے اور سرکار علیہ الصلوۃ والسلام بھی داڑھی میں خلال کیا کرتے تھے۔

(امداد الفتاح، ص۷۷ مطبوعہ صدیقی پبلشرز)

(۸): ہاتھ اور پاؤں دونوں کی انگلیوں کا خلال کرنا سنت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" جب تم وضو کرو تو اپنے ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرو (ترمذی، باب ماجاء فی تخلیل الاصابع)

اور اس کے عدم وجوب پر ابوداؤد شریف کی وہ حدیث پاک ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعرابی کو وضو کی تعلیم ارشاد فرمائی مگر تخلیل کا تذکرہ نہیں کیا۔ (امداد الفتاح، ص۷۷)

نوٹ: اگر بے خلال کیے پانی انگلیوں کے اندر سے نہ بہتا ہو تو خلال فرض ہے یعنی پانی پہنچانا اگرچہ بے خلال ہو۔

(بہار شریعت، حصہ دوم، ص۲۹۵)

(۹): تین مرتبہ دھونا سنت ہے حدیث پاک میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اس نے عرض کیا ہم پاکی کیسے حاصل کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک برتن منگوایا۔ پس اپنے ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا الخ پھر پاؤں تین مرتبہ دھوئے۔

(١٠): حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ "اپنے کانوں کے اگلے حصہ کو چہرہ کے ساتھ دھوؤ اور کانوں کے پچھلے حصہ کا مسح سر کے (مسح کے) ساتھ کرو۔ (کتاب الآثار مترجم، ص ٢٨)

(١١): وضو میں نیت کرنا سنت موکدہ ہے۔ ترک کی عادت بنانے سے گناہگار ہوگا۔

(فتاوی رضویہ ج ١، ص ٦٨٠)

(١٢): حدیث پاک میں ہے "سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اپنے ہاتھوں سے سر کے اگلے حصہ سے ابتداء کی یہاں تک کہ دونوں ہاتھ کے ساتھ گردن کے نیچے تک پہنچ گئے۔ اپنی گدی کی پچھلی جانب۔"

(طبرانی فی الکبیر، ٢٢/٥٠)

(١٣): ان میں مستحبات یہ ہیں: دائیں جانب سے ابتدا کرنا، ہاتھ اور پاؤں دھونے میں انگلیوں کے کناروں سے ابتدا کرنا، گردن کا مسح کرنا،

فصل: مِنْ آدَابِ الْوُضُوْءِ

مِنْ آدَابِ الْوُضُوْءِ أَرْبَعَةَ عَشَرَ شَيْئاً: الجَلوسُ فِي مَكَانٍ مُرْتَفِعٍ واسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ وعدمُ الْإِسْتِعَانَةِ بِغيرِهِ وعدمُ التَّكَلُّمِ بِكَلَامِ النَّاسِ والجَمْعُ بَيْنَ نِيَّةِ الْقَلْبِ وفِعْلِ اللِّسَانِ وَالدُّعَاءُ بِالْمَأْثُورِ والتَّسْمِيَةُ عِنْدَ كُلِّ عُضْوٍ، وَإِدْخَالُ خِنْصَرِهِ فِي صِمَاخِ أُذُنَيْهِ وتَحْرِيكُ خَاتِمِهِ الْوَاسِعِ وَالْمَضْمَضَةُ وَالْإِسْتِنْشَاقُ بِالْيَدِ الْيُمْنَى وَالْإِمْتِخَاطُ بِالْيُسْرَى وَالتَّوَضُّؤُ قَبْلَ دُخُولِ الْوَقْتِ لِغَيْرِ الْمَعْذُورِ وَالْإِتْيَانُ بِالشَّهَادَتَيْنِ بَعْدَهُ وأن يَشْرَبَ مِنْ فَضْلِ الْوُضُوْءِ قَائِمًا وَأَنْ يَقُولَ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مرتفع:	بلند جگہ	الاستعانة:	مدد طلب کرنا
توابین:	توبہ کرنے والے	صماخ اذنیه:	کانوں کے سوراخ
واسع:	کشادہ	امتخاط:	رینٹھ
وَضُو:	وضو کا بچا ہوا پانی	متطھرین:	پاک رہنے والے

ترجمہ:

فصل: وضو کے مستحبات[1] کے بیان میں

وضو کے چودہ مستحبات ہیں (۱) بلند[2] جگہ پر بیٹھنا (۲) قبلہ کی طرف منہ کرنا (۳) کسی دوسرے کی مدد نہ لینا (۴) لوگوں کے کلام کی طرح گفتگو[3] نہ کرنا (۵) زبان اور دل دنوں کیساتھ نیت کرنا (۶) دعائے ماثورہ پڑھنا (۷) ہر عضو دھوتے وقت بسم اللہ پڑھنا (۸) کانوں کے سوراخوں میں چھنگلیا کو داخل کرنا (۹) کشادہ انگوٹھی کو حرکت دینا (۱۰) دائیں ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا (۱۱) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۱۲) غیر معذور کا وقت کے داخل ہونے سے پہلے[4] وضو کرنا (۱۳) وضو کے بعد دونوں شہادتوں[5] کا کہنا (۱۴) وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا اور اس طرح[6] کہے "اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور پاک ہونے والوں میں سے بنا۔

تشریح:

(۱): آداب ادب کی جمع ہے۔ اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ جس کو ادا کرنے کی صورت میں مکلف کو ثواب ملے گا

اورترک کی صورت میں اس کی مذمت نہیں کی جائے گی۔ بعض نے کہا ادب وہ ہے جس کو سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک مرتبہ یا دومرتبہ کیا اور اس پر مواظبت نہ فرمائی۔

(۲): بلند جگہ پر اس لئے بیٹھنے کا کہا تا کہ مستعمل پانی کے قطروں سے بچ سکیں۔

(۳): کیوں کہ اس صورت میں جو دعائے ماثورہ ہیں ان کا ترک ہوگا۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی فتاوی امجدیہ جلد اول میں وضو کے دوران کلام کے متعلق استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں "اثنائے وضو میں کلام دنیا مکروہ ہے جبکہ بغیر حاجت ہو۔ (وضو کے دوران اگر کوئی سلام کر دے تو) ظاہر یہی ہے کہ سلام کا جواب دیا جائے۔

(فتاوی امجدیہ، ص ۷، جلد ۱)

(۴): کیونکہ معذور کا وضو وقت کے خارج ہونے سے ٹوٹ جاتا ہے یہ ہمارے نزدیک ہے اور امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وقت کے داخل ہونے سے معذور کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(۵): حدیث پاک میں جس نے اچھی طرح وضو کیا اور پھر آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور کلمہ شہادت پڑھا اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس سے چاہے اندر داخل ہو۔

(نماز کے احکام، ص ۱۲ بحوالہ صحیح مسلم ج ۱، ص ۱۲۲)

(۶): قبلہ کی طرف منہ کرتے ہوئے، یا بیٹھ کر پیے، اس لئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کا بچا ہوا پانی اور آب زم زم کھڑے ہو کر پیتے تھے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تم میں سے کوئی کھڑا ہو کر پانی نہ پیے پس جو بھول جائے وہ قے کر لے"۔ علماء نے کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ تنزیہی کہا ہے۔ کیونکہ یہ امر طبی ہے نہ کہ دینی۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۷۷ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

نوٹ: صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کے بچے ہوئے پانی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسالہ کو زمین پر نہ گرنے دیتے تھے۔ اگر پانی ختم ہو جاتا تو ایک دوسرے کے ہاتھوں کی تری لیکر ایک دوسرے پر مل دیتے تھے۔ جیسا کہ مشکوۃ شریف باب السترہ میں ہے کہا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث پاک مروی ہے کہ صحابہ کرام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسالہ کو زمین پر گرنے نہ دیتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی پی جاتے تھے۔

فصل: فِی الْمَکْرُوْهَاتِ

وَیُکْرَهُ لِلْمُتَوَضِّی سِتَّةُ أَشْیَاءَ: اَلْإِسْرَافُ فِی الْمَاءِ وَالتَّقْتِیْرُ فِیْهِ وضَرْبُ الْوَجْهِ بِهٖ وَالتَّکَلُّمُ بِکَلَامِ النَّاسِ وَالْإِسْتِعَانَةُ بِغَیْرِهٖ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ وَتَثْلِیْثُ الْمَسْحِ بِمَاءٍ جَدِیْدٍ.

الفاظ	معانی
اسراف:	فضول چیز، حد سے زیادہ کسی چیز کا استعمال
تقتیر:	انتہائی کم پانی استعمال کرنا
ماء جدید:	نئے پانی کے ساتھ

ترجمہ:

یہ فصل مکروہات وضو کے بیان میں

وضو کرنے والے کے لئے چھ باتیں مکروہ ہیں (۱) پانی زیادہ خرچ [۱] کرنا (۲) بہت کم پانی استعمال [۲] کرنا (۳) پانی کو زور کے ساتھ منہ پر مارنا (۴) دنیاوی گفتگو کرنا (۵) بغیر عذر (۳) کے کسی دوسرے کی مدد لینا (۶) ماء جدید کے ساتھ تین بار مسح کرنا [۴]۔

تشریح:

(۱): اسراف کی تفسیر میں کلمات متعدد وجوہ پر آئے۔ "غیر حق میں صرف کرنا" یہ تفسیر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمائی ہے۔

اعلیٰ حضرت فتاوی رضویہ جلد اول ص ۶۹۶ میں فرماتے ہیں کہ یہی تعریف سب سے جامع ونافع وواضح تر ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ اس عبداللہ کی تعریف ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم کی گٹھڑی فرماتے اور جو خلفائے اربعہ کے بعد تمام جہاں سے علم میں زائد ہیں اور جو امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ جیسے امام الائمہ کا مورث علم ہیں۔

نوٹ: اس تعریف کی بناء پر کہ "غیر حق میں صرف کرنا" اسراف ہے مطلقاً حکم ممانعت مسلم نہ ہوگا مثلاً میل چھڑانے یا شدت گرما میں ٹھنڈک کی نیت سے زیادت کی تو اسراف نہیں کہہ سکتے کہ غرض صحیح جائز میں خرچ ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد اول، ص ۶۹۴)

نوٹ: جاری پانی میں اسراف مکروہ تنزیہی اور غیر جاری پانی میں اسراف مکروہ تحریمی ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد اول، ص۶۸۸ مطبوعہ رضا فاونڈیشن لاہور)

اسراف سے بچنے کی تدابیر معلوم کرنے کے لئے نماز کے احکام کا مطالعہ فرمائیں۔

(۲): اس سے مراد یہ ہے کہ اتنا کم پانی خرچ کرنا کہ جس سے سنت ادا نہ ہو۔اعلی حضرت فتاوی رضویہ جلد اول میں نقل فرماتے ہیں کہ " آئمہ دین وعلمائے معتمدین مثل امام ابوذکریا نووی شرح صحیح مسلم، امام محمد بدر عینی شرح صحیح بخاری اور امام محمد بن امیر الحاج شرح منیہ اور ملا علی قاری شرح مشکوۃ میں اجماع امت نقل فرماتے ہیں کہ (وضو کے بارے میں جو مقادیر) ان مقادیر پر قصر نہیں مقصود یہ ہے کہ پانی بلا وجہ محض زیادہ خرچ نہ ہو۔نہ ادائے سنت میں تقصیر رہے پھر کس قدر ہو کوئی بندش نہیں حدیث وظاہر الروایہ میں جو مقادیر مد اور چار مد آئیں ان سے مراد ادنی مقدار سنت ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد اول، ص۶۲۶)

(۳): وضو میں دوسرے سے مدد نہ لینا مستحب ہے اور اس کا خلاف مکروہ نہ ہوگا بلکہ خلاف اولی۔

(۴): تین مختلف پانیوں کے ساتھ تین مرتبہ مسح کرنا مکروہ ہے۔کیونکہ حکم سر کے مسح کرنے کا ہے اور اس صورت میں تو دھونا ہو جائے گا۔جس کا حکم نہیں ہے یہ تو اس کی عقلی دلیل ہے۔نقلی دلیل یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وضو کیا تین تین مرتبہ اور ایک مرتبہ سر کا مسح کیا۔ (الہدایہ کتاب الطہارۃ، ص۱۲)

فصل: فی أوصاف الوُضوء

اَلْوُضُوءُ عَلٰی ثَلاثَةِ أَقْسَامٍ :اَلْاَوَّلُ فَرْضٌ عَلَی الْمُحْدِثِ لِلصَّلاةِ وَلَوْ كَانَتْ نَفْلاً وَلِصَلاةِ الْجَنَازَةِ وَسَجْدَةِ التِّلَاوَةِ وَلِمَسِّ الْقُرْآنِ وَلَوْ آيَةً وَالثَّانِي :وَاجِبٌ لِلطَّوَافِ بِالْكَعْبَةِ وَالثَّالِثُ مَنْدُوبٌ لِلنَّوْمِ عَلٰی طَهَارَةٍ وَإِذَا اسْتَيْقَظَ مِنْهُ وَلِلْمُدَاوَمَةِ عَلَيْهِ وَلِلْوُضُوءِ علی الْوُضُوءِ وبَعْد غِيْبَةٍ وكِذْبٍ ونَمِيْمَةٍ وكُلِّ خَطِيْئَةٍ وإِنْشَادِ شِعْرٍ وقَهْقَهَةٍ خَارِجَ الصَّلاةِ وغُسْلِ مَيِّتٍ وحَمْلِهِ ولِوَقْتِ كُلِّ صَلاةٍ وقَبْلَ غُسْلِ الْجَنَابَةِ ولِلْجُنُبِ عِنْدَ أَكْلٍ وشُرْبٍ ونَوْمٍ ووَطْءٍ وَلِغَضَبٍ وَقُرْآن و حَدِيْثٍ وَرِوَايَتِهٖ ودَرَاسَةِ عِلْمٍ وأَذَانٍ وإِقَامَةٍ وخُطْبَةٍ وزِيَارَةِ سيدنا النبيّ صلى الله عليه وسلم ووُقُوفٍ بِعَرَفَةَ ولِلسَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وأَكْلِ لَحْمِ جَزُوْرٍ ولِلْخُرُوجِ مِنْ خِلَافِ الْعُلَمَاءِ كَمَا إِذَا مَسَّ امْرَأَةً.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
محدث:	بے وضو	مس:	چھونا
مندوب:	مستحب	استیقظ:	جب وہ بیدار ہو
مداومة:	ہمیشگی	ونمیمة:	چغلی کرنا
انشاد:	شعر سنانا	غضب:	غصہ کرنا
دراسة:	درس دینا	جزور:	ذبح شدہ اونٹنی
خروج:	نکلنا	امراة:	عورت

ترجمہ:

فصل وضو کی اقسام کے بیان میں

وضو کی تین اقسام ہیں۔

فرض(۱):

بے وضو جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرے اگرچہ نفل نماز ہو، نماز جنازہ کے لئے (۲) سجدہ تلاوت کرنے کے لئے اور قرآن پاک [۳] چھونے کے لئے اگرچہ ایک ہی آیت ہو وضو کرنا فرض ہے۔

واجب[۴]:

طواف خانہ کعبہ کے لئے وضو کرنا واجب ہے(۵)۔

مستحب:

طہارت[6] پر سونے کے لئے، نیند سے بیدار ہونے پر، ہمیشہ[7] باوضو رہنے کے لئے، وضو پر وضو[8] کرنے کی نیت سے، غیبت، جھوٹ، چغلی کے بعد، ہر خطاء کے بعد، شعر کہنے کے بعد، خارج نماز قہقہہ لگانے کی صورت میں، میت[9] کو نہلانے کے بعد، اس کو اٹھانے کے بعد، ہر نماز کے وقت کے لئے، غسل جنابت سے پہلے، جنبی کے لئے کھانے پینے، سونے اور جماع[10] کا ارادہ کرنے کے وقت، غصے کے وقت، قرآن اور حدیث پڑھنے کے لئے، حدیث کو بیان کرتے وقت، عالم کو درس دیتے وقت، اذان، اقامت اور خطبہ دیتے وقت، روضہ انور کی زیارت کرتے وقت، وقوف عرفہ کے وقت، صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ لگاتے وقت، اونٹ کا گوشت کھاتے وقت، علماء کے اختلاف[11] سے نکلنے کے لئے جیسا کہ کسی نے عورت کو چھوا ہو۔

تشریح:

(۱) **فرض:** فرض وہ ہے کہ جو دلیل قطعی سے ثابت ہوا اس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو۔

(کتاب التعریفات، ص ۱۷۴)

حکم:

اس کا انکار کرنے والا کافر ہے اور اس کے ترک کرنے پر عذاب نار کا مستحق ہے۔

نوٹ: یہاں فرض سے مراد وہ ہے جو کہ دلیل قطعی سے ثابت ہو جیسا کہ مسح اور غسل بہر حال جو حدیں وغیرہ اعضاء کے دھونے میں بیان کی گئیں ہیں ان کا انکار کرنے والا کافر نہیں ہے۔

(۲): غیر ولی کو نماز جنازہ فوت ہو جانے کا خوف ہو تو تیمم جائز ہے اگر چہ وضو کے لیے پانی ہو۔

(۳) فاضل محقق مفتی الحاج الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "محدث کو مصحف چھونا مطلقاً حرام ہے خواہ اس میں صرف نظم (الفاظ) قرآن عظیم مکتوب ہوں یا اس کے ساتھ ترجمہ تفسیر ورسم الخط وغیرھا بھی کہ ان کے لکھنے سے نام مصحف زائل نہ ہوگا۔ آخر اسے قرآن مجید ہی کہا جائے گا۔ ترجمہ تفسیر یا کوئی اور نام نہ رکھا جائے گا۔ یہ زوائد قرآن عظیم کے توابع ہیں اور مصحف شریف سے جدا نہیں۔

(۴) واجب:

واجب کا لغوی معنی سقوط ہے اور اصطلاحی معنی وہ حکم جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جس میں شبہ ہو۔

(کتاب التعریفات، باب الواؤ، ص ۱۷۴)

(۵): سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" خانہ کعبہ کے گرد طواف نماز کی مثل ہے مگر یہ کہ اس میں تم آپس میں گفتگو کرتے ہو۔ پس جو اعتکاف میں گفتگو کرے تو اچھی بات ہی کرے"۔

ہم نے اس میں طہارت کے وجوب کا حکم لگایا ہے کہ طواف من وجہ صلوٰۃ کے مشابہ ہے، اور من وجہ صلوٰۃ کے مشابہ نہیں ہے۔ اگر کوئی طواف زیارۃ بے وضو کرے گا تو اس پر دم واجب ہوگا اور اگر جنبی کرے گا تو اس پر بدنہ ہوگا اور طواف واجب جیسا کہ طواف الوداع یا نفلی طواف کرنے والا اگر محدث ہو تو اس پر صدقہ ہے اور اگر جنبی کرے گا تو اس پر دم واجب ہوگا۔

(طحطاوی، مراقی الفلاح، ص ۸۲، ۸۳، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

(۶): حدیث پاک میں ہے" باوضو سونے والا روزہ رکھ کر عبادت کرنے والے کی طرح ہے"۔

(نماز کے احکام، ص ۵، بحوالہ کنز العمال، ج ۹، ص ۱۲۳، حدیث ۲۵۹۹۴ مکتبۃ المدینہ)

(۷): میرے آقا اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، بعض عارفین (رحمہم اللہ) نے فرمایا، جو ہمیشہ باوضو رہے اللہ تعالیٰ اس کو سات فضیلتوں سے مشرف فرمائے، (۱) ملائکہ اس کی صحبت میں رغبت کریں، (۲) قلم اس کی نیکیاں لکھتا رہے، (۳) اس کے اعضاء تسبیح کریں، (۴) اس سے تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو، (۵) جب سوئے تو اللہ تعالیٰ کچھ فرشتے بھیجے کہ جن وانس کے شر سے اس کی حفاظت کریں، (۶) سکرات موت اس پر آسان ہو، (۷) جب تک باوضو رہے امان الٰہی میں رہے۔

(نماز کے احکام، ص ۷)

(۸): ابوداؤد، ترمذی، وغیرہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" جو باوضو ہوتے ہوئے وضو کرے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ مناوی نے تیسیر میں کیا یعنی دس بار وضو کرنے کا ثواب لکھا جائے گا۔

(فتاوی رضویہ، جلد اول، ص ۷۰۵)

(۹): سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جس نے میت کو غسل دیا چاہیے کہ وہ غسل کرلے اور جس نے اٹھایا اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ وضو کرے۔ یہ حکم بطور استحباب ہے۔

(مراقی الفلاح، ص ۸۴، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

(۱۰): وضو کی دو قسمیں ہیں (۱) وضو کبیر (۲) وضو صغیر:

وضو کبیر جیسے ہم عام طور پر وضو کرتے ہیں یہ والا دو جماعوں کے درمیان کرنا چاہیے اور سونے سے پہلے وضو صغیر یعنی دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھونا اور کلی کرنا یہ کھانے سے پہلے کرنا چاہیے، اس لئے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ارادہ کرتے کسی چیز کا اس حال میں کہ آپ جنبی ہوتے تو آپ دونوں ہاتھوں کو دھوتے، اور یہ جمہور علماء کا قول ہے کہ بغیر منہ اور ہاتھ دھوئے کھانا کھانا یہ فقر کا سبب ہوتا ہے۔

(طحطاوی، ص۸۴، ۸۵، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

(۱۱): اعلیٰ حضرت فتاوی رضویہ شریف میں نقل فرماتے ہیں "اختلاف سے بچنا بالاجماع مستحب ہے بشرطیکہ اپنے مذہب کے مکروہ پر عمل لازم نہ آتا ہو۔

(فتاوی رضویہ، جلد اول، ص۷۴۴، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

فائدہ: درج ذیل کاموں کے لیے وضو کرنا سنت ہے۔ غسل جنابت سے پہلے، جب کو کھانے پینے اور سونے، اذان و اقامت، خطبہ جمعہ وعیدین سے پہلے، روضہ رسول اللہ، وقوف عرفہ، صفا ومروہ کے درمیان سعی کے لیے۔

(بہار شریعت، حصہ دوم، ص۳۰۲)

فصل: فِی نَوَاقِضِ الْوُضُوْءِ

يَنْقُضُ الْوُضُوْءَ اِثْنَا عَشَرَ شَيْئاً مَا خَرَجَ مِنَ السَّبِيْلَيْنِ إِلَّا رِيْحُ الْقُبُلِ فِي الْأَصَحِّ وَيَنْقُضُهُ وِلَادَةٌ مِنْ غَيْرِ رُؤْيَةِ دَمٍ ,ونَجَاسَةٌ سَائِلَةٌ مِنْ غَيْرِهِمَا كَدَمٍ وقَيْحٍ وقَيْءِ طعامٍ أَوْ ماءٍ أَو عَلَقٍ أَوْ مِرَّةٍ إِذَا مَلَأَ الْفَمَ وَهُوَ مَا لَا يَنْطَبِقُ عَلَيْهِ الْفَمُ إِلَّا بِتَكَلُّفٍ عَلَى الْأَصَحِّ وَيُجْمَعُ مُتَفَرِّقُ الْقَيْءِ إِذَا اِتَّحَدَ سَبَبُهُ ودَمٌ غَلَبَ عَلَى الْبُزَاقِ أَو سَاوَاهُ ونَوْمٌ لَمْ تَتَمَكَّنْ فِيْهِ الْمَقْعَدَةُ مِنَ الْأَرْضِ وارْتِفَاعُ مَقْعَدَةِ نَائِمٍ قَبْلَ اِنْتِبَاهِهِ وَإِنْ لَمْ يَسْقُطْ فِي الظَّاهِرِ وَإِغْمَاءٌ وجُنُونٌ وسُكْرٌ وقَهْقَهةُ بَالِغٍ يَقْظَانَ فِي صَلَاةِ ذَاتِ رُكُوعٍ وسُجُوْدٍ وَلَو تَعَمَّدَ الْخُرُوجَ بِهَا مِنَ الصَّلَاةِ ومَسُّ فَرْجٍ بِذَكَرٍ مُنْتَصِبٍ بِلَا حَائِلٍ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
نقض:	توڑنا	قُبل:	مردو عورت کے آگے کا مقام
نجاسة سائلة:	بہنے والی نجاست	قیح:	پیپ
علق:	جما ہوا خون	مرة:	پیلے رنگ کا کڑوا پانی
ملأ الفم:	جو منہ بھر دے	بزاق:	تھوک
انتباه:	بیدار ہونا	اغماء:	بے ہوشی
سکر:	نشہ	یقظان:	بیدار
ذکر منتصب:	منتشر آلہ		

ترجمہ:

یہ فصل ان چیزوں کے بارے میں ہے جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

بارہ چیزیں وضو کو توڑ دیتی ہیں۔(۱) جو کچھ دونوں راستوں سے نکلے مگر اصح قول کے مطابق آگے کے مقام سے ریح نکلنے کی صورت میں وضو نہیں ٹوٹے گا[1]۔(۲) بچے کی پیدائش بھی وضو کو توڑ دیتی ہے اگر چہ خون نظر نہ آئے۔(۳) دونوں راستوں کے علاوہ کسی حصہ سے بہنے والی نجاست کا نکلنا[2]، مثلاً خون اور پیپ (۴) کھانے، پانی، جمے ہوئے خون یا پتے کی قے جبکہ منہ بھر آئے۔ اور صحیح قول کے مطابق منہ بھر قے یہ ہے کہ جس کو بغیر تکلف کے روکا نہ جا سکے[3] اگر متفرق قے کا سبب ایک ہو تو متفرق قے کو جمع کیا جائے۔(۵) تھوک کا خون پر غالب آنا یا تھوک کے برابر ہونا۔(۶) نیند جس میں مقعد کو قرار

حاصل نہ ہو[۴]۔(۷)سونے والے کی مقعد کا بیدار ہونے سے پہلے اٹھ جانا اگرچہ وہ نہ گرے،ظاہر مذہب کے مطابق(۵)۔(۸)بے ہوشی(۹)جنون(۱۰)نشہ[۶]۔(۱۱)رکوع وسجود والی نماز میں زور سے ہنسنا اگرچہ اس نے قہقہہ کے ساتھ نماز سے باہر آنے کا ارادہ کیا ہو[۷]۔(۱۲)منتشر آلہ تناسل کے ساتھ بلا حائل شرم گاہ کو چھونا۔

تشریح:

(۱)نقض لغوی معنی توڑنا ہے۔نقض کی نسبت جب اجسام کی طرف ہو تو اس سے مراد اس کی تالیف وترکیب کو باطل کرنا ہے اور اگر نقض کی اضافت معانی کی طرف کی جائے جیسا کہ وضو وغیرہ تو اس سے مراد یہ ہے مفید مطلوب ہونے سے اس شے کو نکال دینا۔یہاں پر مفید مطلوب نماز کا مباح ہونا۔

(مراقی الفلاح،ص۸۶،مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

سبیلین سے نکلنے والی چیز ناقض وضوء ہے اس کی دلیل رب تعالی کا فرمان ہے "او جاء احد کم من الغائط "اگر تم میں سے قضا حاجت سے ہوکر آئے تو اگر پانی نہ پائے تو تیمم کرے۔تو ثابت ہوا کہ سبیلین سے نکلنے والی چیز ناقض وضوہے،ورنہ تیمم کا حکم نہ دیا جاتا۔

حدیث پاک میں ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئی۔حدث کیا ہے؟ارشاد فرمایا جو کچھ سبیلین سے خارج ہو۔(ہدایہ فصل نواقض الوضو)آگے کے مقام سے نکلنے والی ہوا ناقض وضو نہیں ہے،کیونکہ اس میں نجاست نہیں ہوتی ہے۔دبر کی ہوا کیونکہ نجاست سے ہوکر آتی ہے اس لئے ناقض وضو ہے۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح،ص۸۶،مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

(۲): سبیلین کے علاوہ کہیں اور سے خروج نجاست اسی وقت ناقض وضو ہوگا جب کہ وہ بدن کے ظاہری حصہ کی طرف نکلے۔

(فتاوی رضویہ،جلد اول،ص۳۲۱)

نوٹ: (۱)گوشت میں انجکشن لگانے کی صورت میں وضو تب ہی ٹوٹے گا جب کہ بہنے کی مقدار میں خون نکلے۔

(۲)جبکہ نس کا انجکشن لگا کر پہلے اوپر کی طرف خون کھینچتے ہیں جو کہ بہنے کی مقدار ہوتا ہے لہذا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(نماز کے احکام،ص۲۶)

(۳): جو قے تکلف کے بغیر نہ روکی جاسکے اسے منہ بھر قے کہتے ہیں منہ بھر قے پیشاب کی طرح ناپاک ہوتی ہے اس کی

چھینٹوں سے اپنے کپڑے اور بدن کو بچانا ضروری ہے۔

(نماز کے احکام،ص ۲۹، بحوالہ درمختار مع ردالمحتار)

قے اگر متفرق ہوتو اس کو جمع کیا جائیگا اگر سبب ایک ہو۔ اتحاد مجلس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اور یہی قول صحیح ہے۔

(۴): نیند دو شرطوں سے ناقض وضو ہے۔(۱) دونوں سرین اس وقت خوب جمے نہ ہوں۔(۲) ایسی ھیأت (حالت) پر سویا ہو جو غافل ہو کر نیند آنے کو مانع نہ ہو۔

سونے کے وہ دس انداز ہیں جن سے وضو نہیں ٹوٹتا۔(۱) دونوں سرین زمین پر ہیں اور دونوں پاؤں ایک طرف پھیلے ہوئے (کرسی، ریل اور بس کی سیٹ کا بھی یہی حکم ہے)(۲) اس طرح بیٹھنا کہ دونوں سرین زمین پر ہوں اور پنڈلیوں کو دونوں ہاتھوں کے حلقے میں لے لے (۳) دوزانو سیدھا بیٹھا ہو(۴) چار زانو پالتی مارے(۵) گھوڑے یا خچر پر زین رکھ کر سوار ہو(۶) ننگی پیٹھ پر سوار ہو جبکہ جانور چڑھائی چڑھ رہا ہو(۷) تکیہ سے ٹیک لگا کر بیٹھا ہے کہ سرین زمین پر جمے ہوتے ہیں۔(۸) قیام(۹) رکوع کی حالت میں (۱۰) مردوں کا سنت کے مطابق سجدہ کرتے ہوئے سو جانا۔

(فتاوی رضویہ، جلد اول، ص ۳۶۵، ۳۶۶)

نوٹ: اونگھ ناقض وضو نہیں جبکہ ایسا ہوشیار رہے کہ پاس کے لوگ جو باتیں کرتے ہوں اکثر پر مطلع ہو اگرچہ بعض سے غفلت بھی ہو جاتی ہو۔

مدینہ: مزید معلومات کے لئے اعلیٰ حضرت کا رسالہ "نبہ القوم ان الوضوء من ای نوم" جلد اول، ص ۳۶۵ پر مطالعہ فرمائیں۔

فائدہ: انبیاء علیہم السلام کا سونا ناقض وضو نہیں ان کی آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتے ہیں۔ علاوہ نیند کے اور ناقض سے انبیاء علیہم السلام کا وضو جاتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے " صحیح یہ ہے کہ جاتا رہتا ہے بوجہ ان کی عظمت شان کے نہ بسبب نجاست کے۔ کہ ان کے فضلات طیبہ پاک اور ان کا کھانا حلال ہے۔

(بہار شریعت، حصہ دوم، ص ۹۵)

(۵) اگر مقعد کے زمین سے اٹھتے ہی فوراً بیدار ہو گیا تو وضو نہیں ٹوٹا اگرچہ گر ہی جائے اور فوراً بیدار نہ ہوا تو وضو جاتا رہا۔

(۶): نشہ سے اس صورت میں وضو ٹوٹے گا جب چلنے میں پاؤں لڑکھڑائیں۔

(بہار شریعت، حصہ دوم، ص ۹۵)

(۷): یہاں پر تین چیزیں ہیں جن کا حکم علیحدہ علیحدہ ہے۔(۱) مسکرانا: یہ ہے کہ جس میں آواز پیدا نہ ہو محض دانت ظاہر ہوں (اسے مسکرانا کہتے ہیں)۔(۲) ہنسنا: اپنی آواز صرف خود سن لے اور دوسرا نہ سنے تو اسے ضحک کہتے ہیں۔(۳) قہقہہ اتنی آواز سے ہنسنا کہ اردگرد والے سن لیں۔ (فتاوی رضویہ، جلد اول، ص ۴۴۷)

مسکرانے سے نہ نماز جائے نہ وضو، ہنسنے سے وضو تو نہ ٹوٹے گا مگر نماز جاتی رہے گی، قہقہہ لگانے سے وضو بھی ٹوٹ جائے گا اور نماز بھی فاسد ہو جائے گی۔ یہ حکم تب ہے جب نماز رکوع وسجود والی ہو۔ (بہار شریعت، حصہ دوم، ص ۳۰۸)

فصل: عَشْرَةُ أَشْيَاءَ لَا تَنْقُضُ الْوُضُوْءَ

عَشْرَةُ أَشْيَاءَ لَا تَنْقُضُ الْوُضُوْءَ ظُهُوْرُ دَمٍ لَمْ يَسِلْ عَنْ مَحَلِّهِ وسُقُوطُ لَحْمٍ مِنْ غَيْرِ سَيَلَانِ دَمٍ كَالْعِرْقِ الْمَدَنِيِّ الَّذِي يُقَالُ لَهُ رِشْتَهْ ,وخُرُوجُ دُوْدَةٍ مِنْ جُرْحٍ وَأُذُنٍ وَأَنْفٍ ومَسُّ ذَكَرٍ وَمَسُّ اِمْرَأَةٍ وقَيْءٌ لَا يَمْلَأُ الْفَمَ وقَيْءُ بَلْغَمٍ وَلَوْ كَثِيْراً وتَمَايُلُ نَائِمٍ اِحْتَمَلَ زَوَالُ مَقْعَدَتِهِ ونَوْمُ مُتَمَكِّنٍ وَلَوْ مُسْتَنِدًا اِلَى شَيْءٍ لَوْ أُزِيْلَ سَقَطَ عَلَى الظَّاهِرِ فِيْهِمَا ونَوْمُ مُصَلٍّ وَلَوْ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا عَلَى جِهَةِ السُّنَّةِ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سيل:	بہنا	دودة:	کیڑا
تمايل:	جھک جانا	زوال:	زائل ہونا
مستندا:	ٹیک لگانا	نوم مصل:	نمازی کا سونا
موفق:	توفیق دینے والا		

ترجمہ:

فصل: دس چیزیں ایسی ہیں جو وضو نہیں توڑتیں

(۱) خون کا ظاہر ہونا جب تک کہ اپنے محل سے بہا[1] نہ ہو، (۲) بغیر خون کے بہاؤ کے گوشت کا گر جانا، جیسا کہ عرق مدنی جس کو "رشتہ" بھی کہا جاتا ہے۔(۳) زخم جیسے کان، منہ، ناک سے کیڑے کا نکلنا، (۴) آلہ تناسل کو چھونا، (۵) عورت[2] کو چھونا (۶) قے جب کہ منہ بھر نہ ہو۔(۷) بلغم کی[3] قے اگرچہ کثیر ہو۔(۸) سونے[4] والے کا اس قدر جھک جانا کہ جس سے اس کی مقعد زائل ہونے کا احتمال ہو۔(۹) اس شخص کا سونا جس کی مقعد قرار پذیر ہو اگرچہ وہ ایسی شے کے ساتھ ٹیک

لگائے ہوئے ہو کہ اگر اس کو ہٹا دیا جائے تو یہ گر جائے ظاہر الروایہ کے مطابق یہ حکم دونوں مسئلوں میں ہے[۵]۔(۱۰) نماز پڑھنے والے کا سنت کے طریقہ کیمطابق رکوع یا سجدہ کرتے ہوئے سو جانا[۶]۔

تشریح:

(۱): یہاں پر تین صورتیں ہیں۔(۱) چھلکنا (۲) ابھرنا (۳) بہنا

چھلکنا: خون نے اپنی جگہ سے اصلا تجاوز نہ کیا۔ بلکہ اس پر جو کھال کا پردہ تھا ہٹ گیا۔ جس کے سبب وہ شئے اپنی جگہ پر نظر آنے لگی اس سے بالاتفاق وضو نہیں جاتا۔

فائدہ: اگر مذکورہ صورت میں کسی نے کوئی شئے کھائی اور اس خون کا اثر اس شئے میں آ گیا تو پھر بھی وضو نہیں ٹوٹے گا۔

فائدہ: اگر خارش کے دانوں پر کپڑا مختلف جگہ سے بار بار لگا اور دانوں کے منہ پر جو چپک پیدا ہوتی ہے جس میں خود باہر آنے اور بہنے کی قوت نہیں ہوتی۔ اس چپک سے سارا کپڑا ابھر گیا کپڑا ناپاک نہ ہوگا۔

ابھرنا: خون اپنی جگہ سے بڑھ کر جسم کی سطح یا دانے کے منہ سے اوپر ایک بولے کی صورت اختیار کر گیا۔ مگر نہ وہاں سے ڈھلکا نہ ڈھلکنے کی قوت رکھتا ہے۔ جیسے سوئی چبھونے میں ہوتا ہے کہ خون کی خفیف بوند نکلی اور نقطے یا دانے کی شکل پر ہو کر رہ گئی ان میں بھی ہمارے علمائے مذہب کے اصح قول کے مطابق وضو نہیں جاتا۔

بہنا: ابھر کر ڈھلک بھی جائے یا اس کے اندر فی نفسہ بہنے کی صلاحیت تو ہو مگر کسی مانع کی وجہ سے نہ بہہ سکے تو اس صورت میں ہمارے آئمہ کے اجماع سے ناقض وضو ہے۔

(ماخوذ از فتاوی رضویہ، جلد اول، ص ۲۸۰ تا ۲۸۱)

(۲): کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بعض ازواج کا بوسہ لیا کرتے تھے پھر بغیر وضو کیے نماز پڑھتے تھے۔ اور اس آیت مبارکہ "وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن" میں مساس (چھونے) سے مراد جماع ہے۔

(مراقی الفلاح مع طحطاری ص ۹۴)

(۳): بلغم کی قے دو قسم کی ہے (۱) ایک وہ جو دماغ سے آئے۔ (۲) دوسری وہ جو معدے سے آئے۔ پہلی قے بالاتفاق ناقض وضو نہیں ہے جبکہ معدے سے آنے والی قے بھی طرفین کے نزدیک ناقض وضو نہیں ہے۔

(۴): اس کی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نماز عشاء میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کرتے تھے

اور نیند کے جھونکے لیتے تھے پھر وہ وضو کیے بغیر ہی نماز پڑھتے تھے۔

(ابوداؤد، بحوالہ مراقی الفلاح ص ۹۴)

(۵): کیونکہ ان دونوں صورتوں میں مقعد زمین پر قرار پذیر ہے۔لہذا کسی شے کے خارج ہونے کا امکان نہیں ہے۔۔۔(اونگھنے یا بیٹھے بیٹھے جھومنے سے یا جھوم کا گر پڑا اور فورا بیدار ہو گیا وضو نہ گیا)۔

(مراقی الفلاح، ص ۹۴)

(۶): اعلی حضرت فرماتے ہیں "سجدہ کی حالت میں سونے کے سلسلہ میں کافی اختلافات پائے جاتے ہین (یہاں پر کل چھ صورتیں ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے)

(۱) مسنون طریقے کے مطابق سجدہ کرنا اور اسی حالت میں سو جانا۔

حکم: اس صورت میں بالاتفاق وضو نہیں ٹوٹتا۔

(۲) سجدہ کی غیر مسنون ھیت پر بلانیت سجدہ سونا یا غیر مشروع (سجدہ شکر) سجدہ میں سونا۔

حکم: اس صورت میں بالاتفاق وضو ٹوٹ جائے گا۔

اب باقی چار صورتیں ہیں۔(۱) سجدہ مشروعہ (سجدہ تلاوت وغیرہ) میں سنت کے مطابق بیرون نماز سونا،(۲) سجدہ مشروعہ (سجدہ تلاوت) میں غیر مسنون طریقے پر بیرون نماز سو جانا،(۳) نماز یعنی غیر مسنون طریقے پر سونا (۴) غیر مسنون طریقے پر بیرون نماز سجدہ مشروعہ میں سو جانا۔

اعلی حضرت فرماتے ہیں ان چار صورتوں کے متعلق کتب میں چار اقوال پائے جاتے ہیں۔

پہلا قول:

اگر وہ مسنون ھیت پر ہے تو وضو نہ ٹوٹے گا۔خواہ نماز کے باہر ہی کیوں نہ سویا ہو اور اگر ھیت مسنونہ پر نہ ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اگر چہ نماز کے اندر ہی کیوں نہ ہو۔

دوسرا قول:

اگر نیند نماز میں ہو تو بالکل وضو نہیں ٹوٹتا اور نماز کے باہر بہر صورت (ہر صورت) میں ٹوٹتا ہے۔خواہ مشروع سجدہ ہی میں مسنون ھیت پر ہو۔

تیسرا قول:

نماز میں مطلقا وضو نہ ٹوٹے گا اور خارج نماز مسنون طریقے پر سونے کی صورت میں وضو نہیں ٹوٹے گا ورنہ (اگر مسنون

طریقے پر نہ سویا ہو) وضوٹوٹ جائے گا۔

یہ بھی تیسری صورت ہی کی طرح ہے اس میں صرف اتنا ہے کہ ہر مشروع سجدہ کا حکم نماز کے سجدہ کا ہے۔لہذا ھیئت صرف غیر مشروع سجدہ میں ہی ہے۔

اعلیٰ حضرت کا موقف:

میرے نزدیک پہلا قول ہی معتمد ہے اور راجح ہے اس کی چند وجوہ ہیں۔

(۱) اکثر فقہاء کی یہی رائے ہے اور قاعدہ یہی ہے کہ اکثر قول پر عمل کیا جاتا ہے۔(۲) متون کتب میں یہی ہے۔

نوٹ: سجدہ مسنونہ کی ھیئت سے مراد یہ ہے کہ پیٹ رانوں سے جدا ہو اور کلائیاں پسلیوں سے جدا ہوں۔

(ماخوذ از فتاوی رضویہ، جلد۱، ۳۷۷ تا ۳۹۵)

فائدہ: اگر عورت ران کو پیٹ سے ملا کر سجدہ کرے جو اس کے لیے افضل ہے اور سو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا

فصل :مَا يُوجِبُ الْاِغْتِسَال

يَفْتَرِضُ الْغُسْلُ بِوَاحِدٍ مِنْ سَبْعَةِ أَشْيَاءَ خُرُوجُ الْمَنِيِّ إِلَى ظَاهِرِ الْجَسَدِ إِذَا انْفَصَلَ عَنْ مَقَرِّهِ بِشَهْوَةٍ مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ ,وتَوَارِيْ حَشْفَةٍ وَقَدْرِهَا مِنْ مَقْطُوعِهَا فِي أَحَدِ سَبِيْلَى آدَمِيٍّ حَيٍّ وَإِنْزَالُ الْمَنِيِّ بِوَطْءِ مَيْتَةٍ أَوْ بَهِيْمَةٍ وَوُجُودُ ماءٍ رَقِيْقٍ بَعْدَ النَّوْمِ إِذَا لَمْ يَكُنْ ذَكَرُهُ مُنْتَشِرًا قَبْلَ النَّوْمِ ووُجُودُ بَلَلٍ ظَنَّهُ مَنِيًّا بَعْدَ إِفَاقَتِهِ مِنْ سُكْرٍ وإِغْمَاءٍ وبِحَيْضٍ ونِفَاسٍ وَلَوْ حَصَلَتِ الْأَشْيَاءُ الْمَذْكُورَةُ قَبْلَ الْإِسْلَامِ فِي الْأَصَحِّ وَيَفْتَرِضُ تَغْسِيْلُ الْمَيِّتِ كِفَايَةً.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
انفصل:	جب وہ جدا ہوا	مقر:	ٹھہرنے کی جگہ
تواری:	چھپنا	بهيمة:	جانور
ماء رقيق:	پتلا پانی	منتشرا:	حرکت
بلل:	تری	تغسيل الميت:	میت کو نہلانا

ترجمہ:

یہ فصل ان چیزوں کے بیان میں ہے جن سے غسل فرض ہوجاتاہے

سات باتوں میں سے کسی ایک کے پائے جانے کے ساتھ غسل فرض ہو جاتا ہے۔

(۱) منی کا جسم کے ظاہر کی طرف نکلنا جبکہ منی بغیر جماع کے اپنے مقام سے شہوت کے ساتھ جدا[۱] ہوئی ہو۔

(۲) حشفہ (آلہ تناسل کا سب سے آگے والا حصہ) اور حشفہ کے کٹے ہونے کی صورت میں حشفہ کی مقدار (آلہ تناسل) کا زندہ آدمی کے دونوں راستوں (قبل ودبر) میں چھپ جانا[۲]۔

(۳) مردے یا جانور کے ساتھ وطی کرنے کی صورت میں منی کا نکلنا۔

(۴) سونے کے بعد پتلے پانی کا پایا جانا جبکہ سونے سے پہلے اس کا آلہ تناسل منتشر نہ ہو[۳]۔

(۵) نشے یا بے ہوشی سے افاقہ کے بعد تری کا پایا جانا جسے وہ منی گمان کرتا ہے۔

(٦) حیض یا نفاس کے بعد اگر چہ یہ مذکورہ کام اسلام لانے سے پہلے پائے جائیں تو اصح قول کے مطابق غسل فرض ہوگا[۴]۔ میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے[۵]۔

تشریح:

(۱): منی کا مقام مرد میں اس کی پیٹھ ہے۔

فائدہ: اگر منی اپنے مقام سے شہوت کے ساتھ جدا ہوگئی اور مرد نے آلہ تناسل کو زور سے پکڑ لیا کہ منی آلہ تناسل سے باہر نہ آئی پھر جب شھوت جاتی رہی اب منی باہر آئی غسل فرض ہے۔

(۲): حشفہ آلہ تناسل کے آگے والے ابھرے ہوئے حصہ کو کہتے ہیں۔ اس حدیث پاک کی وجہ سے غسل فرض ہو جاتا ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" کہ جب دو شرمگاہیں آپس میں ملیں اور حشفہ غائب ہو جائے تو غسل فرض ہو جاتا ہے انزال ہو یا نہ ہو۔

(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح، ص ۹۸)

(۳): سونے کے بعد بیدار ہونے پر کسی نے تری دیکھی تو اس کی کل بارہ صورتیں بنتی ہیں۔

اس کو یقین ہے کہ یہ (۱) منی (۲) مذی (۳) یا ودی ہے اور احتلام ہونا بھی یاد ہے۔

اس کو شک ہے کہ منی یا مذی، منی یا ودی، مذی یا ودی ہے اور احتلام ہونا یاد ہے۔

اس کو یقین ہے کہ یہ منی یا مذی یا ودی ہے۔ مگر احتلام ہونا یاد نہیں ہے۔

اس کو شک ہے، منی یا مذی، منی یا ودی، مذی یا ودی ہونے میں مگر احتلام ہونا یاد نہیں ہے۔

درج بالا صورتوں میں وہ صورتیں ذکر کی جاتی ہیں جن میں بالاتفاق غسل فرض ہو جاتا ہے۔

(۱) منی کا یقین ہے احتلام یاد ہو یا نہ ہو۔

(۲) مذی کا یقین ہے مگر احتلام یاد ہے۔

(۳) شک ہے کہ "منی" ہے یا "مذی" مگر احتلام یاد ہے۔

(۴) منی یا ودی میں شک ہے مگر احتلام یاد ہے۔

(۵) مذی یا ودی میں شک ہے مگر احتلام یاد ہے۔

درج ذیل صورتوں میں بالاتفاق غسل فرض نہیں ہوگا۔

(۱) یقین ہے کہ ودی ہے احتلام یاد ہو یا نہ ہو۔

(۲) شک ہے کہ مذی ہے یا ودی مگر احتلام یاد نہیں ہے۔

(۳) یقین ہے کہ مذی ہی ہے مگر احتلام یاد نہیں ہے۔

دو صورتیں ایسی ہیں جس میں ہمارے علماء کا اختلاف ہے۔

(۱) اگر شک ہے کہ منی ہے یا مذی مگر احتلام یاد نہیں۔

(۲) شک ہے کہ منی یا ودی مگر احتلام یاد نہیں۔

(ان میں پہلی صورت میں غسل فرض ہو جائے گا۔ اور دوسری صورت میں بھی احتیاطاً غسل کر لے۔)

(حبیب الفتاوی، ص۷۵تا۷۷)

(۴): ابوالبرکات محمد مصطفیٰ رضا قادری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ "کافر غیر جنبی ہے تو بعد اسلام اس پر غسل مستحب ہے۔ اور کافر جنبی پر بعد اسلام وجوب غسل میں اختلاف روایۃ ہے ایک روایت میں واجب اور ایک روایت میں واجب نہیں ہے۔

نوٹ: کافر جنبی پر بعد اسلام اصح قول کے مطابق غسل کرنا واجب ہے۔

(بہار شریعت، حصہ دوم، ص۳۲۴)

ضروری تنبیہ: اگر کوئی کافر مسلمان ہونے کے لئے آیا تو اس کو فوراً مسلمان کر دیں جنبی ہو یا نہ ہو کیونکہ اسلام قبول کرنے کے لئے غسل کرنا کوئی فرض نہیں ہے اگر اسلام قبول نہ کروایا بلکہ پہلے غسل کرنے کا کہا جیسا کہ آج کل کے جہلاء کا حال ہے تو رضا بالکفر لازم آئے گا اور علماء نے رضا بالکفر کو بھی کفر لکھا ہے۔

(فتاوی مصطفویہ، ص۲۳،۲۴)

(۵): لہذا اگر کوئی شخص سمندر میں ڈوب کر مر گیا اور اس کا سارا جسم بھیگ گیا تو زندوں پر بھی غسل دینا ضروری ہے کہ ان پر فرض فی الحال باقی ہے۔

فَصلٌ: عَشرَةُ أشيَاءَ لَا يُغتَسلُ مِنهَا

مَذْيٌ وَوَدْيٌ وَاحْتِلَامٌ بِلَا بَلَلٍ وَوِلَادَةٌ مِنْ غَيْرِ رُؤْيَةِ دَمٍ بَعْدَهَا فِي الصَّحِيحِ وَإِيلَاجٌ بِخِرْقَةٍ مَانِعَةٍ مِنْ وُجُودِ اللَّذَّةِ وَحُقْنَةٌ وَإِدْخَالُ إِصْبَعٍ وَنَحْوِهِ فِي أَحَدِ السَّبِيلَيْنِ وَوَطْءُ بَهِيمَةٍ أَوْ مَيْتَةٍ مِنْ غَيْرِ إِنْزَالٍ وَإِصَابَةُ بِكْرٍ لَمْ تَزُلْ بَكَارَتُهَا مِنْ غَيْرِ إِنْزَالٍ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ولادة:	پیدائش	ایلاج:	داخل کرنا
خرقة:	کپڑا	حقنه:	فضلات کو نکالنے کے لیے جو دوائی دبر میں لی جاتی ہے اس فعل کو حقنہ کہتے ہیں

ترجمہ:

دس چیزوں سے غسل فرض نہیں ہوتا (۱) مذی [۱]، (۲) ودی [۲]، (۳) رطوبت [۳] کے بغیر احتلام، (۴) صحیح مذہب [۴] کے مطابق بچے کی پیدائش جس کے بعد خون نہیں دیکھا گیا۔ (۵) (آلہ تناسل) کو ایسے کپڑے کے ساتھ شرمگاہ میں داخل کرنا جو وجود لذت سے مانع ہو۔ (۶) حقنہ (۷) انگلی اور اسکی مثل (جیسا کہ مصنوعی ذکر) دونوں شرمگاہوں میں سے کسی ایک میں داخل کرنا۔ (۸) جانور (۹) یا مردے سے وطی کرنا جبکہ انزال نہ ہوا ہو۔ (۱۰) ایسی کنواری [۵] لڑکی جس کا پردہ بکارت ابھی زائل نہ ہوا ہو سے جماع کرنا جبکہ انزال نہ ہوا ہو۔

تشریح:

(۱): مذی وہ پتلا سفید پانی ہے جو شہوت کے وقت خارج ہوتا ہے اس پانی کی نہ تو بو ہوتی ہے اور نہ ہی یہ پانی اچھل کر جدا ہوتا ہے اور یہ مردوں کی بہ نسبت عورتوں میں زیادہ ہوتی ہے اور اس کو مذی کہتے ہیں۔

(۲): وہ پتلا سفید پانی ہے جو کہ پیشاب سے پہلے یا پیشاب کے بعد نکلتا ہے۔

(۳): انبیاء کرام علیہم السلام احتلام سے محفوظ ہیں کیونکہ اس میں شیطانی مداخلت ہوتی ہے بلکہ امہات المؤمنین بھی احتلام سے محفوظ ہیں جیسا کہ صاحب بہار شریعت نے غسل کے بیان میں اس کو ذکر کر دیا ہے۔

(بہار شریعت، حصہ دوم، ص ۳۶)

(۴): کیونکہ نفاس نہیں پایا گیا یہ قول صاحبین کے مذہب پر ہے مگر امام اعظم کے نزدیک احتیاطاً غسل ہے اس لئے کہ

تھوڑا بہت خون آتا ہی ہے اسی پر فتوی ہے۔ (مراقی الفلاح،ص۱۰۱)

(۵): اس لئے کہ پردہ بکارت (فرج داخل کے اوپر ایک جھلی سی ہوتی ہے جس کو پردہ بکارت کہتے ہیں) دونوں شرمگاہوں کو آپس میں ملنے سے مانع ہوتا ہے۔لیکن انزال کی صورت میں غسل فرض ہو جائے گا۔

فصل: يَفْتَرِضُ فِى الِاغْتِسَالِ أَحَدَ عَشَرَ شَيْئًا

غَسْلُ الْفَمِ وَالْاَنَفِ وَالْبَدَنِ مَرَّةً وَدَاخِلِ قُلْفَةٍ لَا عُسْرَ فِي فَسْخِهَا وسُرَّةٍ وثَقْبٍ غَيْرِ مُنْضَمٍ ودَاخِلِ الْمَضْفُورِ مِنْ شَعْرِ الرَّجُلِ مُطْلَقًا لاَ الْمَضْفُورِ مِنْ شَعْرِ الْمَرْأَةِ إِنْ سَرَى الماءُ فِي أُصُولِهِ, وبَشَرَةِ اللِّحْيَةِ وبَشَرَةِ الشَّارِبِ وَالْحَاجِبِ وَالْفَرْجِ الْخَارِجِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
انف:	ناک	قلفة:	آلہ تناسل کے اوپر کی کھال
عسر:	تکلیف، پریشانی	فسخ:	کھولنا
سرة:	ناف	ثقب:	سوراخ
منضم:	جو ملا ہوا ہو	مضفور:	گوندھے ہوئے بال
ان سریٰ:	اگر سرایت کر جائے	اصول:	جڑ
بشرة:	جلد	لحية:	داڑھی
شارب:	مونچھیں	حاجب:	ابرو

ترجمہ:

فصل: غسل کے فرائض

غسل میں گیارہ کام فرض ہیں۔(۱) منہ (۲) ناک (۳) اور سارے بدن کو ایک مرتبہ دھونا[1] (۴) قلفہ[2] کے اندر والا حصہ کو جس کے کھولنے میں دشواری نہ ہو۔(۵) ناف کے اندرونی حصہ کو۔(۶) ایسے سوراخ کو جو ملا ہوا نہ ہو[3]۔(۷) مرد کا اپنے گوندے ہوئے بالوں کو کھول کر نہ کہ عورتوں کو اپنے گوندھے ہوئے بال کھولنا اگر پانی ان کی جڑ تک پہنچ جا تا ہے۔(۸) داڑھی (۹) مونچھوں (۱۰) ابروؤں کے کھال کو دھونا (۱۱) اور فرج خارج کو دھونا غسل میں فرض[4] ہے۔

تشریح:

(۱): غسل میں تین ہی فرض ہیں اور اس غسل سے مراد وہ غسل ہے جو کہ فرض ہو مثلاً حیض ونفاس سے فارغ ہونے کے بعد یا پیچھے جو غسل فرض ہونے کے اسباب ذکر کیئے گئے ورنہ عام حالت میں یا پھر غسل مسنون میں یہ کام محض سنت ہیں فرض نہیں ہیں۔ (درمختار، ص۳۳۱ مکتبہ رشیدیہ)

(۲): قلفہ اس کھال کو کہتے ہیں جو آلہ تناسل کے کنارے کو چھپائے ہوئے ہوتی ہے۔ ختنہ کرنے والا اس کو کاٹ دیتا ہے۔
(طحطاوی، ص۱۰۲، قدیمی کتب خانہ)

(۳): اصل ان مسائل میں یہ ہے کہ اگر جسم پر کوئی زخم وغیرہ ہو اور اس کو دھونا بغیر حرج کے ممکن ہو تو دھولے ورنہ پورے عضو کا مسح کرے۔ اور یہ بھی نہ ہوسکے تو پٹی پر مسح کرے۔ اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو معاف ہے۔ اسی طرح جو لوگ ایسا کام کرتے ہوں کہ ان کے لئے اس سے بچنا ممکن نہ ہو تو ان چیزوں کے جرم بھی معاف ہیں جیسا کہ رنگ ساز کے لئے رنگ، آٹا گوندھنے والے کے لئے اگر آٹا ناخنوں میں پھنس جائے تو معاف ہے۔ اسی طرح مچھر کی بیٹ وغیرہ اگر ناخنوں کے اندر ہے تو وہ بھی معاف ہے۔۔

ہاں اگر بعد کو معلوم ہوا کہ یہ چیزیں جسم میں لگی ہوئی ہیں تو ان چیزوں کو جدا کرنا اور اس جگہ کو دھونا ضروری ہے پہلے جو نماز پڑھی ہوگئی۔ (بہار شریعت، حصہ دوم، ص۴۱)

اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں حرج کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) اس جگہ تک پانی پہنچانے میں نقصان ہو جیسے آنکھ کے اندر۔

(۲) مشقت ہو جیسا کہ عورت کی گندھی ہوئی چوٹی۔

(۳) بعد علم واطلاع کوئی ضرر ومشقت تو نہیں مگر ان کی نگہداشت میں حرج ہے جیسے مکھی مچھر کی بیٹ۔

قسم اول وثانی کی معافی تو ظاہر اور قسم سوم میں بعد اطلاع ازالہ مانع ضرور ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد اول، ص۴۵۵)

(۴): فرج داخل کو دھونا فرض نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد اول، ص۴۵۴)

کیونکہ فرج کی دو قسمیں ہیں ایک فرج خارج اور دوسری فرج داخل۔

فصل: فِی سُنَنِ الْغُسْلِ

یَسُنُّ فِی الْاِغْتِسَالِ اِثْنَا عَشَرَ شَیْئًا الاِبْتِدَاءُ بِالتَّسْمِیَةِ وَالنِّیَّةُ وَغَسْلُ الْیَدَیْنِ اِلَی الرُّسْغَیْنِ وَغَسْلُ نَجَاسَةٍ لَوْ کَانَتْ بِانْفِرَادِهَا وَغَسْلُ فَرْجِهٖ ثُمَّ یَتَوَضَّأُ کَوُضُوئِهٖ لِلصَّلَاةِ فَیُثَلِّثُ الْغَسْلَ وَیَمْسَحُ الرَّأْسَ وَلٰکِنَّهٗ یُؤَخِّرُ غَسْلَ الرِّجْلَیْنِ اِنْ کَانَ یَقِفُ فِی مَحَلٍّ یَجْتَمِعُ فِیْهِ الْمَاءُ ثُمَّ یُفِیْضُ الْمَاءَ عَلٰی بَدَنِهٖ ثَلَاثًا وَلَوْ اِنْغَمَسَ فِی الْمَاءِ الْجَارِیْ اَوْ مَا فِیْ حُکْمِهٖ وَمَکَثَ فَقَدْ اَکْمَلَ السُّنَّةَ وَیَبْتَدِیْءُ فِیْ صَبِّ الْمَاءِ بِرَاْسِهٖ وَیَغْسِلُ بَعْدَهَا مَنْکِبَهُ الْاَیْمَنَ ثُمَّ الْاَیْسَرَ وَیُدَلِّکُ جَسَدَهٗ وَیُوَالِیْ غَسْلَهٗ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
انفراد:	علیحدہ	فرج:	شرم گاہ
فیثلث:	تین بار	یقف:	کھڑا ہونا
یفیض:	بہانا	انغمس:	اگر اس نے غوطہ لگایا
مکث:	ٹھہرنا	صب:	بہانا

ترجمہ:

فصل: غسل کی سنتوں کے بارے میں ہے

غسل میں بارہ چیزیں سنت ہیں (۱) بسم اللہ کے ساتھ ابتداء[۱] کرنا (۲) نیت کرنا (۳) دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک[۲] دھونا۔ (۴) نجاست اگر علیحدہ سے لگی ہو تو اس کو دھونا (۵) شرم گاہ دھونا۔ (۶) پھر وضو کرے جیسا نماز کے لئے کیا جاتا ہے۔ دھونے میں تثلیث کرے اور سر کا مسح کرے[۳] اگر ایسی جگہ کھڑا ہو جہاں پانی جمع ہو جاتا ہو تو پاؤں کو نہ دھوئے[۴]۔ (۷) پھر تین بار جسم پر پانی بہائے۔ اگر جاری[۵] پانی میں یا اس میں جو جاری[۶] پانی کے حکم میں ہے غوطہ لگائے اور کچھ دیر ٹھہرے تو اس نے سنت کو مکمل کر لیا[۷]۔ (۸) پانی بہانے میں سر سے ابتداء کرے۔ (۹) اس کے بعد دائیں کاندھے[۸] کو دھوئے۔ (۱۰) پھر بائیں کاندھے کو دھوئے۔ (۱۱) جسم کو ملے (۱۲) پے در پے اعضائے غسل کو دھوئے۔

تشریح:

(۱): سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی اہم کام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بغیر شروع کیا جاتا ہے وہ

ادھورا اور ناکمل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حدیث عام ہے۔ تو جو بھی ذی شان کام ہو اس سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہوگا

(۲): اگر چہ نجاست نہ لگی ہو غسل سے پہلے دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک دھوئے۔

(۳): کیونکہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فعل ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے غسل کرتے وقت اپنے اعضاء کو تین تین بار دھویا۔

(بخاری شریف، کتاب الطہارۃ، باب: المضمضۃ والاستنشاق)

(۴): ظاہر الروایہ میں ایسا ہی ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ مسح نہ کرے کیونکہ جب اس نے پانی بہا دیا تو مسح خود بخود اس میں داخل ہو گیا۔ اصح قول یہی ہے کہ وہ سر کا مسح کرے (امداد الفتاح، ص ۱۰۹)

(۵): جاری پانی کی تعریف یہ ہے کہ وہ پانی جو تنکا بہا کر لے جائے۔

(کنز التعریفات، مصنف مولانا ظفر)

(۶): یعنی جو دس ہاتھ چوڑا اور دس ہاتھ لمبا ہو۔

(۷): مگر غسل فرض ہونے کی صورت میں علیحدہ سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا پڑے گا۔ کیونکہ یہ غسل فرض ہونے کی صورت میں فرض ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص بارش میں نہائے اور اس کا سارا جسم بھیگ جائے تو غسل ادا ہو جائے گا۔

(۸): کیونکہ دائیں طرف سے شروع کرنا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے حد پسند تھا۔ مفتی امجد علی اعظمی لکھتے ہیں کہ پہلے دائیں پھر بائیں پر پانی بہائے پھر سر پر بہائے۔

نوٹ: لفظ پھر کے ساتھ جس سنت کا تذکرہ ہو وہ فی نفسہ بھی سنت ہے اور اسکا ترتیب کے ساتھ ہونا علیحدہ سنت ہے۔

فصل: فِی آدابِ الاغْتِسَالِ

وآدابُ الْاِ غْتِسَالِ هِیَ آدابُ الْوُضوءِ اِلَّا اَنَّهُ لاَ یَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ لِاَنَّهُ یَکُونُ غَالِبًا مَعَ کَشْفِ الْعَوْرَةِ وَکُرِهَ فِیْهِ مَا کُرِهَ فِی الْوُضُوءِ .

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
استقبال:	رخ کرنا	کشف:	ظاہر ہونا

ترجمہ:

یہ فصل غسل کے آداب کے بیان میں ہے۔

غسل کے آداب وہی ہیں جو وضو کے آداب [۱] ہیں۔مگر غسل کرنے والے قبلہ رخ نہ ہو۔کیونکہ غسل کرنے والے کا عام طور پر ستر [۲] ظاہر ہوتا ہے۔جو چیزیں وضو میں مکروہ ہیں وہی غسل میں مکروہ ہیں [۳]۔

تشریح:

(۱): آداب سے مراد مستحبات ہیں۔غسل کرنے والے کے لئے یہ مستحب ہے کہ وہ کسی کے ساتھ کلام نہ کرے۔اور نہ ہی غسل کرنے والی جگہ پر دعا کرے کیونکہ وہاں پر ناپاک پانی بھی جمع ہوتا ہے۔

(حاشیۃ طحطاوی علی مراقی الفلاح،ص۱۰۶)

(۲): ایسی جگہ نہائے کہ کوئی نہ دیکھے۔کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" بے شک اللہ عزوجل حیا فرمانے والا پردہ ڈالنے والا ہے اللہ تعالی حیا کرنے والے اور ستر کرنے والے کو پسند کرتا ہے۔پس جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو وہ پردہ کرے۔

(سنن ابی داود،کتاب الحمام،باب النھی عن التعری)

(۳): صحیح قول یہ ہے کہ وضو وغسل کے لئے پانی کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے کہ غسل کے لئے ایک صاع اور وضو کے لئے ایک مد لیا جائے کیونکہ پانی کو استعمال کرنے والوں کے احوال مختلف ہوتے ہیں۔مگر اتنا زیادہ پانی بھی استعمال نہ کرے جو اسے وسوسے میں مبتلا کردے۔

(امداد الفتاح،ص۱۱۲)

فصل :يسنّ الاغتسال لأربعة أشياء

صَلَاةُ الْجُمُعَةِ ,وَصَلَاةُ الْعِيْدَيْنِ وَلِلْإِحْرَامِ وَلِلْحَاجِّ فِي عَرُفَةَ بَعْدَ الزَّوَالِ .

للاحرام: احرام باندھنا

ترجمہ:

فصل: چار کاموں کے لئے غسل کرنا سنت ہے۔

(۱) جُمُعَہ کی نماز [۱] کے لئے (۲) عیدین کی نماز [۲] کے لئے (۳) احرام باندھنے [۳] کے لئے۔ (۴) حاجیوں کیلئے زوال کے بعد میدان عرفات میں [۴] غسل کرنا سنت ہے۔

تشریح:

(۱): سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو جُمُعَہ کے دن وضو کرے تو اچھا ہے اور جو غسل کرے تو یہ افضل ہے۔" (ابوداؤد، کتاب الطہارۃ باب الرخصۃ فی ترک الغسل یوم الجمعۃ۔ حدیث ۳۵۴)

فائدہ: اس بارے میں علما کا اختلاف ہے کہ غسل کرنا جُمُعَہ کے دن کے لئے سنت ہے یا نمازِ جُمُعَہ کے لئے، اس اختلاف کا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر کسی نے نمازِ جُمُعَہ کے بعد غسل کیا تو ایک قول کے مطابق اس کو سنت پر عمل کرنے کا ثواب ملے گا مگر صحیح یہی ہے کہ یہ غسل جُمُعَہ کی نماز کے لئے ہے۔ (ماخوذ از امداد الفتاح شرح نور الایضاح، صفحہ 114)

(۲): کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر، عید الاضحیٰ اور عرفہ کے دن غسل فرماتے تھے۔

(۳): احرام چاہے حج کا باندھا ہو یا عمرہ کا اور یہ غسل کرنا صفائی ستھرائی کے لئے ہے نہ کہ پاکی حاصل کرنے کے لئے۔ (امداد الفتاح، ص ۱۱۴)

(۴): حاجی کی قید سے غیر حاجی نکل گئے۔ (زوال کے بعد) یعنی زوال سے پہلے نہیں (میدان عرفات) یعنی میدان عرفات میں حاضر ہونے والے پر غسل کرنا سنت ہے۔ اس کے علاوہ کے لئے یوم عرفہ میں غسل کرنا سنت نہیں ہے۔

(امداد الفتاح، ص ۱۱۴، ۱۱۵)

وَيَنْدُبُ الْإِغْتِسَالُ فِي سِتَّةَ عَشَرَ شَيْئًا لِمَنْ أَسْلَمَ طَاهِرًا وَلِمَنْ بَلَغَ بِالسِّنِّ وَلِمَنْ أَفَاقَ مِنْ جُنُونٍ وعِنْدَ حِجَامَةٍ وغُسْلِ مَيِّتٍ وفِي لَيْلَةِ بَرَاءَةٍ ولَيْلَةِ الْقَدْرِ إِذَا رَآهَا ولِدُخُولِ مَدِينَةِ سَيِّدِنَا النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ولِلْوُقُوفِ بِمُزْدَلِفَةَ غَدَاةَ يَوْمِ النَّحْرِ وعِنْدَ دُخُولِ مَكَّةَ لِطَوَافِ الزِّيَارَةِ وَلِصَلَاةِ كُسُوفٍ واسْتِسْقَاءٍ وفَزَعٍ وظُلْمَةٍ ورِيحٍ شَدِيدٍ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
طاهر:	پاک ہونا	بالسن:	عمر کے اعتبار سے
جنون:	پاگل پن	حجامة:	پچھنے لگانے کا عمل
غداة:	صبح	فزع:	گھبراہٹ
ظلمة:	اندھیرا	ریح شدید:	تیز ہوا

ترجمہ:

سولہ کاموں کے لئے غسل کرنا مستحب ہے

(۱) جو آدمی پاکیزگی کی حالت میں اسلام [1] لایا۔(۲) جو بچہ عمر کے اعتبار سے بالغ [2] ہوا۔(۳) جو جنون (پاگل پن) سے صحت یاب [3] ہوا۔(۴) پچھنے لگوانے کے [4] بعد،(۵) غسل میت کے [5] بعد (۶) شب برات میں (۷) لیلۃ القدر میں جب اسے [6] دیکھے۔(۸) مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے وقت (۹) قربانی کی صبح مزدلفہ میں ٹھہرنے کے لئے (۱۰) مکہ مکرمہ میں داخل [7] ہوتے وقت (۱۱) طواف زیارۃ کے لئے (۱۲) صلوۃ کسوف [8] کے لئے (۱۳) نماز استسقاء کے لئے (۱۴) خوف کے وقت (۱۵) سخت اندھیرے کے وقت (۱۶) تیز آندھی کے وقت [9]۔

تشریح:

(۱): تو اس کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔

فائدہ: مگر کوئی غیر مسلم اسلام قبول کرنے کے لئے آئے تو اسے یہ کہنا کہ پہلے غسل کر کے آؤ۔ غلط بات ہے۔ کیونکہ اسلام قبول کرنے کے لئے جب وہ آیا تو اسے فوراً کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کرنا لازم ہے۔ کیونکہ غسل کا حکم دینے کی صورت میں یہ لازم آتا ہے کہ اتنی دیر اس کی کفر کی حالت میں رضا ہے اور رضا بالکفر بھی کفر ہے۔

(ماخوذ از فتاوی مصطفویہ)

(۲): بالغ ہونے کی دوصورتیں ہیں (۱) بلوغت کی کوئی علامت پائی جائے۔ مثلا مرد وعورت میں احتلام وحیض کا ہونا۔(۲) یا بچے کی عمر ۱۵ سال ہوجائے۔ لہٰذا اگر بچہ اور بچی بالترتیب بارہ اور نو سال کے بعد بالغ ہونے کا دعوی کریں اور ان کی حالت بھی ایسی ہو کہ لگتا ہو کہ یہ سچ کہہ رہے ہیں۔ تو ان پر بالغ کے احکامات لگ جائیں گے۔ یاد رہے جو بچہ و بچی احتلام وحیض سے بالغ ہو ان پر غسل واجب ہوجاتا ہے نہ کہ مستحب۔

(۳): شکرانے کے طور پر کہ اللہ تعالی نے اس کو تندرستی کی نعمت عطا فرمائی۔

(حاشیہ الطحطاوی علی المراقی الفلاح، ص ۱۰۸)

(۴): ایک خاص قسم کا آلہ ہوتا ہے جس کے ذریعے جسم سے فاسد خون نکالا جاتا ہے۔

(۵): دراصل اختلاف یہ ہے کہ انسان کی موت نجاست حقیقیہ ہے یا حکمیہ بصورت اول غسل کرنا فرض ہوگا کہ جب موت حقیقیہ ہے تو اس کے بدن سے جدا ہونے والا پانی ناپاک ہوگا اور جسم کے ساتھ لگنے کی صورت میں جسم بھی ناپاک ہوجائے گا۔
اگر حکمیہ مانیں تو پانی فقط مستعمل ہوگا جو کہ ناپاک نہیں ہوتا۔ اور صحیح قول یہی ہے کہ موت نجاست حکمیہ ہے اسی پر فتوی ہے۔ (جیسا کہ بحرالرائق میں ہے) (فتاوی رضویہ، جلد ۲، ص ۴۵)
اور ہر وہ اختلاف جس سے اپنے مذہب کا خلاف لازم نہ آئے اس پر عمل کرنا مستحب ہے۔

(٦): یا تو لیلۃ القدر کو کشف کے ذریعے جانے یا علماء نے جو لیلۃ القدر کی نشانیاں بتلائی ہیں وہ ظاہر ہو جائیں۔

(حاشیہ الطحطاوی شرح مراقی الفلاح، ص ۱۰۸)

(۷): حضرت نافع فرماتے ہیں کہ ابن عمر مکہ میں داخل نہ ہوتے مگر پہلے صبح تک ذی طوی میں رات گذارتے۔ غسل کرتے ---------- اور فرماتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ عمل کرتے تھے۔

(متفق علیہ، مشکوۃ، باب دخول مکۃ والطواف، ج ۴، ص ۱۲۶)

فائدہ: مکہ افضل ہے یا مدینہ اس بات میں اصل یہ ہے کہ وہ جگہ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضۂ انور ہے جو زمین آپ کے جسم سے متصل ہے وہ عرش بلکہ کرسی سے بھی افضل ہے اور اس کے علاوہ کی جگہ سے مکہ افضل ہے۔

(حاشیہ الطحطاوی علی المراقی الفلاح، ص ۱۰۹)

(۸): صلوۃ کسوف سے مراد سورج گرہن کے وقت پڑھی جانے والی نماز ہے۔

(۹): اس وقت غسل کرنا مستحب اس لئے ہے کہ اللہ تعالی نے قوم عاد پر تیز ہوا کا عذاب نازل کیا تھا۔ تا کہ اس وقت کو

یاد کرے اور غسل کر کے پاک صاف ہو کر اللہ تعالی سے گناہوں کی معافی مانگے۔

(حاشیہ الطحطاوی علی المراقی الفلاح، ص ۱۰۹)

بَابُ التَّيَمُّمِ

يَصِحُّ بِشُرُوطٍ ثَمَانِيَةٍ اَلْاَوَّلُ :اَلنِّيَّةُ وَحَقِيْقَتُهَا عَقْدُ الْقَلْبِ عَلَى الْفِعْلِ وَوَقْتُهَا عِنْدَ ضَرْبِ يَدِهٖ عَلٰى مَا يَتَيَمَّمُ بِهٖ وَشُرُوْطُ صِحَّةِ النِّيَّةِ ثَلَاثَةٌ اَلْاِسْلَامُ وَالتَّمْيِيْزُ وَالْعِلْمُ بِمَا يَنْوِيْهِ وَيُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ نِيَّةِ التَّيَمُّمِ لِلصَّلَاةِ بِهٖ اَحَدُ ثَلَاثَةِ اَشْيَاءَ اِمَّا نِيَّةُ الطَّهَارَةِ اَوْ اِسْتِبَاحَةُ الصَّلَاةِ اَوْ نِيَّةُ عِبَادَةٍ مَقْصُوْدَةٍ لَا تَصِحُّ بِدُوْنِ طَهَارَةٍ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
عقدالقلب	دل کا پختہ ارادہ	تمییز:	سمجھدار ہونا
استباحة:	مباح کرنے کیلئے	عبادة مقصودة:	وہ عبادت جو دوسری عبادت کو حاصل کرنے کا ذریعہ نہ ہو

ترجمہ:

تیمم کا باب

تیمم[۱] آٹھ شرطوں کے ساتھ صحیح ہوتا ہے۔

پہلی شرط: نیت کرنا[۲] ہے اور نیت کی حقیقت کسی کام پر دل کا پختہ ارادہ ہے اور اس کا وقت وہ ہے جب اس چیز پر ہاتھ مارے جس کے ساتھ تیمم کر رہا ہے۔[۳]

نیت کے صحیح ہونے کی تین شرطیں ہیں۔(۱) اسلام[۴]، (۲) سمجھدار ہونا[۵]، (۳) جس چیز کی نیت کر رہا ہے اس کا علم ہونا[۶]۔

نماز کے لئے تیمم کی نیت کے صحیح ہونے کے لئے تین باتوں میں سے کسی ایک کا ہونا شرط ہے۔

(۱) طہارت کی نیت ہو (۲) یا نماز مباح (جائز) ہونے کی نیت ہو (۳) یا ایسی عبادت مقصودہ کی نیت ہو جو بغیر طہارت کے ادا نہیں ہوتی۔

تشریح:

(۱): تیمم کا لغوی معنی قصد وارادہ کرنا ہے اور اصطلاح میں پاک مٹی سے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرنا ہے۔

(مراقی الفلاح علی نور الایضاح، ص ۱۱۱)

(۲): تیمم دس نیتوں سے صحیح ہوتا ہے۔

(۱) حدث اصغر (یعنی جس میں وضو کرنا لازم ہوتا ہے) سے پاک ہونے کی نیت کرنا۔ (۲) حدث اکبر سے پاکی کی نیت کرنا۔ (۳) مطلق حدث (۴) نیت وضو (۵) نیت غسل (۶) مطلق طہارت (یعنی صرف پاکی حاصل کرنے کے لئے نیت کرنا حدث اصغر یا اکبر کا ذکر نہ کرنا) (۷) نماز کے جائز ہونے کی نیت کرنا (۸) عبادت مقصودہ جو طہارت کے بغیر ادا نہ ہو کی نیت کرنا (۹) عبادت کی نیت کرنا (۱۰) ان تاکیدی عبادات کی نیت کرنا جو بلا بدل فوت ہوں۔

(۳): لازم وضروری صرف مٹی کے ساتھ ہاتھوں کو مس (چھونا) کرنا ہے۔ حقیقی ضرب یعنی زور سے ہاتھ زمین پر مارنا یہاں مراد نہیں ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۳۹۸)

(۴): کیونکہ غیر مسلم عبادت کی نیت کا اہل نہیں ہے۔

(۵): اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ سمجھدار بچے کا تیمم کرنا درست ہے۔

(۶): عبادات کی اولا دو اقسام ہیں۔ (۱) عبادت مقصودہ (۲) عبادت غیر مقصودہ

پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) طہارت شرط ہے (۲) یا نہیں۔

اس طرح کل چار اقسام بنتی ہیں۔

(۱) عبادت مقصودہ طہارت شرط (۲) عبادت مقصودہ طہارت شرط نہیں (۳) عبادت غیر مقصودہ طہارت شرط (۴) عبادت غیر مقصودہ طہارت شرط نہیں۔

عبادت مقصودہ کی تعریف:

جو خود مستقل قربت ہو اور کسی دوسری عبادت کے لئے وسیلہ نہ ہو۔

عبادت غیر مقصودہ:

جو خود مقصودہ نہ ہو بلکہ دوسری عبادت کے لئے وسیلہ ہو اب ان کی وضاحت درج ذیل ہے۔

(۱) مقصودہ مشروطہ جیسے نماز و نماز جنازہ (۲) مقصودہ غیر مشروطہ جیسا کہ اسلام لانا یا سلام کرنا (۳) غیر مقصودہ مشروطہ جیسے قرآن پاک کا چھونا (۴) غیر مقصودہ غیر مشروطہ جیسا کہ اذان واقامت۔

حکم:

پانی نہ ہونے کی صورت میں ان چاروں قسموں کے لئے تیمم صحیح ہے اور نماز صرف اس تیمم سے ہو سکے گی جس میں پاکی حاصل کرنے کی نیت ہو یا عبادت مقصودہ مشروطہ ہو۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۵۵۶ تا ۵۵۷)

فَلاَ يُصَلّٰى بِهٖ إِذَا نَوٰى التَّيَمُّمَ فَقَطْ أَوْ نَوَاهُ لِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَلَمْ يَكُنْ جُنُبًا اَلثَّانِي اَلْعُذْرُ الْمُبِيْحُ لِلتَّيَمُّمِ كَبُعْدِهٖ مِيْلاً عَنْ مَاءٍ وَلَوْ فِي الْمِصْرِ وَحُصُوْلُ مَرَضٍ وَبَرْدٍ يَخَافُ مِنْهُ التَّلَفُ أَوِ الْمَرَضُ وَخَوْفُ عَدُوٍّ وَعَطَشٍ وَاحْتِيَاجٍ لِعَجْنٍ لاَ لِطَبْخِ مَرَقٍ وَلِفَقْدِ آلَةٍ وَخَوْفِ فَوْتِ صَلاَةِ جَنَازَةٍ أَوْ عِيْدٍ وَلَوْ بِنَاءً وَلَيْسَ مِنَ الْعُذْرِ خَوْفُ الْجُمُعَةِ وَالْوَقْتِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بعد:	دور ہونا	برد:	سخت سردی
تلف:	ضائع ہونا	عطش:	پیاس
عجن:	آٹا	مرق:	شوربہ

ترجمہ:

پس اس تیمم کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا جب اس نے فقط تیمم کی نیت کی یا قرآن مجید پڑھنے کی نیت (۱) سے تیمم کیا حالانکہ وہ جنبی نہ تھا۔

دوسری شرط: وہ عذر ہے جو تیمم کو مباح (جائز) کرنے والا (۲) ہے جیسا کہ تیمم کرنے والے کا پانی سے ایک (۳) میل دور ہونا اگرچہ شہر میں ہو۔ ایسی (۴) بیماری یا سردی (۵) کا ہونا جس کی وجہ سے کوئی عضو تلف ہونے کا یا مرض (بڑھنے) کا خوف ہو۔ دشمن کا خوف ہونا۔ شدید پیاس کا ہونا۔ آٹا گوندھنے کی ضرورت ہو نہ کہ شوربہ پکانے کی۔ آلہ (جس سے پانی نکالا جا سکے مثلاً ڈول) کا نہ ہونا۔ نماز جنازہ یا نماز عید کے فوت ہونے کا خوف ہو اگرچہ بنا کی صورت ہو (۶)۔ جمعہ اور وقتی نماز کے فوت ہونے کا خوف عذر نہیں ہے (۷)۔

تشریح:

(۱): کیونکہ یاد پر قرآن پاک پڑھنا عبادت مقصودہ غیر مشروطہ ہے کیونکہ زبانی قرآن پاک پڑھنے کے لئے طہارت شرط نہیں ہے۔ہاں اگر غسل فرض تھا پھر تیمم کیا قرآن پاک پڑھنے کے لئے تو اس تیمم سے نماز پڑھ سکتا ہے۔کیونکہ اب یہ تیمم عبادت مقصودہ مشروطہ کے لئے ہے۔

(فتاوی رضویہ۔جلد۳،ص ۵۵۶)

(۲): وہ عذر جس کی وجہ سے تیمم مباح ہو جاتا ہے اس کی اور بھی مختلف صورتیں ہیں۔(۱) اس بات کا علم ہو کہ پانی موجود ہی نہیں ہے۔(۲) پانی موجود تو ہے مگر اس سے ایک میل دور ہے یا قریب موجود ہے مگر اس کے حصول پر قدرت نہیں جیسا کہ دشمن کا خوف ہو کہ اگر پانی لینے جائے گا تو دشمن اسے ہلاک کردے گا۔اسی طرح جو پانی صرف پینے کے لئے وقف ہے اس سے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔لہذا تیمم کر لے۔اسی طرح قیدی کا بھی یہی حکم ہے۔(۳): پانی تو اس کے پاس تھا۔مگر بھول گیا اور بلکل یاد نہ آیا اور یہی سمجھا کہ پانی سے میل یا اس سے زائد دور ہے۔تیمم کر کے نماز پڑھ لی تو صحیح ہے اب اس کا اعادہ بھی نہیں ہے۔ (فتاوی رضویہ،جلد۳،ص۵۲۰اور۵۴۵)

(۳) ایک میل کی قید اس لئے لگائی کہ اتنے فاصلے تک پانی کی تلاش میں حرج ہوگا اور حرج کی وجہ سے تیمم کرنا جائز ہوگا۔

(۴): بیماری ایسی ہو کہ اپنے تجربہ سے ثابت ہو یا یوں کہ کسی مسلمان لائق حکیم نے جو ظاہرا فاسق نہ ہو کہہ دیا ہو کہ وضو یا غسل کرنے کی صورت میں مرض بڑھ جائے گا۔

(ملخصا بہار شریعت،حصہ دوم،ص ۳۴۶)

(۵): اسی طرح سردی شدید ہے اور نہ تو اس کے پاس گرم کپڑے ہیں اور نہ ہی جسم کو گرم کرنے کے لئے آگ وغیرہ ملنا ممکن ہے۔تو تیمم کی اجازت ہے۔

(فتاوی رضویہ،جلد۳،ص ۴۱۵)

(۶): کیونکہ نماز جنازہ اور عید کی قضا نہیں لہذا ان کے لئے تیمم کر سکتا ہے لیکن ولی تیمم نہیں کرے گا کیونکہ اس کے لئے نماز جنازہ روکی جائے گی۔

(۷): یہ قول مفتی بہ نہیں ہے مفتی بہ قول امام ظفر کا ہے کہ اگر وقتی نماز قضا ہو رہی ہو اور پانی بھی میسر ہو تو وقت کے اندر تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔پھر بعد میں پانی سے طہارت کر کے نماز کا اعادہ کرے۔

(فتاوی رضویہ،جلد۳،ص ۴۳۹)

اَلثَّالِثُ اَنْ يَّكُوْنَ التَّيَمُّمُ بِطَاهِرٍ مِنْ جِنْسِ الْاَرْضِ كَالتُّرَابِ وَالْحَجَرِ وَالرَّمْلِ لَا الْحَطَبِ وَالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ الرَّابِعُ اِسْتِيْعَابُ الْمَحَلِّ بِالْمَسْحِ اَلْخَامِسُ :اَنْ يَّمْسَحَ بِجَمِيْعِ الْيَدِ اَوْ بِاَكْثَرِهَا حَتّٰى لَوْ مَسَحَ بِاِصْبَعَيْنِ لَا يَجُوْزُ وَلَوْ كَرَّرَ حَتّٰى اِسْتَوْعَبَ ,بِخِلَافِ مَسْحِ الرَّاْسِ. اَلسَّادِسُ اَنْ يَّكُوْنَ بِضَرْبَتَيْنِ بِبَاطِنِ الْكَفَّيْنِ وَلَوْ فِيْ مَكَانٍ وَاحِدٍ وَيَقُوْمُ مَقَامَ الضَّرْبَتَيْنِ اِصَابَةُ التُّرَابِ بِجَسَدِهٖ اِذَا مَسَحَهٗ بِنِيَّةِ التَّيَمُّمِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
حجر:	پتھر	رمل:	ریت
حطب:	لکڑی	فضۃ:	چاندی
ذھب:	سونا	استیعاب:	مکمل
کرّر:	باربارکرنا	باطن:	اندرونی حصہ
کفین:	ہتھیلیاں	اصابۃ التراب	مٹی کا پہنچنا
جسد:	جسم		

ترجمہ:

تیسری شرط: تیمم جنس[۱] زمین میں سے کسی پاک چیز کے ساتھ ہو مثلاً مٹی، پتھر اور ریت نہ کہ لکڑی، چاندی اور سونے[۲] سے۔

چوتھی شرط: تمام جگہ پر مسح کرنا[۳]۔

پانچویں شرط: مکمل ہاتھ یا ہاتھ کے اکثر حصے کے ساتھ مسح کرنا[۴] یہاں تک کہ اگر کوئی دو انگلیوں کے ساتھ مسح کرے تو جائز نہیں اگرچہ (دو انگلیوں کے ساتھ) بار بار مسح کرے یہاں تک کہ تمام جگہ پر مسح ہو جائے۔ بخلاف سر کے مسح کے (وہ جائز ہے)۔

چھٹی شرط: یہ کہ تیمم ہتھیلیوں کے اندرونی حصہ کے ساتھ دو ضربوں کے ذریعے ہو اگرچہ ایک ہی جگہ پر ہوں[۵]۔

مٹی کا جسم تک پہنچنا دو ضربوں کے قائم مقام ہوگا جب وہ مٹی سے مسح تیمم کی نیت سے کرے[۶]۔

تشریح:

(۱): صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی جنس زمین کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں۔ جو چیز آگ سے جل کر نہ راکھ ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے نہ نرم ہوتی ہے وہ زمین کی جنس سے ہے اس سے تیمم کرنا جائز ہے۔ اگر چہ ان پر غبار نہ ہو جیسا کہ ریت، چونا، سرمہ وغیرہ۔ (بہار شریعت، حصہ دوم، ص۷۹)

نوٹ: جو چیز جنس زمین سے نہیں ہے مگر اس پر مٹی کا غبار اتنا ہے کہ ہاتھ مارنے سے اس کا اثر اس شے میں ظاہر ہوتا ہے تو اس غبار سے تیمم جائز ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج۳، ص۳۰۲)

(۲): کیونکہ لکڑی جل کر راکھ ہو جاتی ہے اور سونا چاندی جل کر پگھل جاتے ہیں۔

(۳): استیعاب سے مراد سارے منہ پر ہاتھ پھیرنا اور دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا ہے۔

(۴): خود مسح کرے یا کوئی اسے کروائے مکمل یا اکثر ہاتھ کے ساتھ مسح ہونا چاہیے۔

(۵): صحیح، راجح، مشہور جمہور کا بیان کیا ہوا قول یہی ہے کہ ہتھیلیوں کے باطن (پیٹ) کا مسح نہیں کیا جائے گا۔

(فتاوی رضویہ، جلد۳، ص۳۸۱)

کیونکہ تیمم کے لئے مسح کرتے وقت جب ہتھیلیاں زمین پر رکھی جاتی ہیں خود بخود ان کا مسح ہو جاتا ہے۔

(۶): تیمم متحقق ہونے کے لئے محل تیمم تک مٹی پہنچنے کے ساتھ اس کا نیت کرنا اور خاص اس کا عمل پایا جانا شرط ہے۔

اڑتے ہوئے غبار میں بہ نیت تیمم گیا غبار سب اعضاء کو پہنچ گیا تیمم ہو گیا۔ اگر یہ نہ گیا بلکہ غبار اس کے اعضاء کو پہنچا اور اس نے تیمم کی نیت سے اعضاء کے ساتھ مسح کیا تو تیمم ہو گیا۔

(ملخصا فتاوی رضویہ، جلد۳، ص۳۶۶ تا ۳۷۲)

اَلسَّابِعُ اِنْقِطَاعُ مَا يُنَافِيهِ مِنْ حَيْضٍ أَوْ نِفَاسٍ أَوْ حَدَثٍ اَلثَّامِنُ زَوَالُ مَا يَمْنَعُ الْمَسْحَ كَشَمْعٍ وَشَحْمٍ وَسَبَبُهُ وشُرُوطُ وُجُوبِهِ كَمَا ذُكِرَ فِي الْوُضُوْءِ ورُكْنَاهُ مَسْحُ الْيَدَيْنِ وَالْوَجْهِ سُنَنُ التَّيَمُّمِ سَبْعَةٌ اَلتَّسْمِيَةُ فِي أَوَّلِهِ وَالتَّرْتِيبُ وَالْمُوَالَاةُ وَإِقْبَالُ الْيَدَيْنِ بَعْدَ وَضْعِهِمَا فِي التُّرَابِ وَإِدْبَارُهُمَا وَنَفْضُهُمَا وَتَفْرِيْجُ الْاَصَابِعِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
انقطاع:	ختم ہوجانا	يمنع:	رکاوٹ
اقبال:	آگے کی طرف لے کر جانا	ادبارهما:	ہاتھوں کو پیچھے لیکر جانا
نفض	جھاڑنا	تفريج:	کشادہ رکھنا

ترجمہ:

ساتویں شرط: حیض، نفاس اور حدث کا نہ ہونا جو کہ تیمم کے منافی ہے۔

آٹھویں شرط: اس چیز کا زائل ہونا جو مسح کے لئے مانع (رکاوٹ) ہے مثلاً موم اور چربی[۱]۔ تیمم کا سبب اور تیمم کے شرائط

[۲] وجوب وہی ہیں جو کہ وضو کے باب میں بیان کردی گئی ہیں۔

تیمم کے ارکان:

تیمم کے دو رکن ہیں ہاتھوں اور چہرے کا مسح کرنا[۳]۔

تیمم کی سنتیں:

(۱) تیمم کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا (۲) ترتیب (۳) پے در پے مسح کرنا (۴) دونوں ہاتھوں کو مٹی میں رکھنے کے بعد ان کو آگے کی طرف لے جانا (۵) پیچھے کی طرف لانا۔ (۶) ہاتھوں کو[۴] جھاڑنا (۷) انگلیوں کو کشادہ رکھنا۔

تشریح:

(۱): کیونکہ اس صورت میں مسح موم اور چربی پر ہوگا نہ کہ جسم پر کیونکہ موم اور چربی جسم پر ہونے کی صورت میں مٹی جسم تک نہیں پہنچ سکے گی۔

(۲): اور یہ آٹھ ہیں (۱) عقل (۲) اسلام (۳) حدث کا پایا جانا (۴) حیض (۵) اور نفاس کا نہ ہونا (۶) وقت کی

تنگی (۷) اور جس چیز کے ساتھ تیمم جائز ہے اس پر قدرت ہونا۔

(حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۱۲۱)

(۳): ضرب کے رکن تیمم ہونے میں اختلاف ہے۔ اور صحیح یہی ہے کہ مسح ہی رکن تیمم ہے۔ اور اسی سے تیمم کی حقیقت وجود میں آتی ہے۔ اور اس کے بغیر تیمم متصور بھی نہیں ہو سکتا ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۳۷۲)

(۴): یعنی ایک ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ کو دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ پر مارنا نہ اس طرح کہ تالی کی سی آواز نکلے۔

(بہار شریعت، حصہ دوم، ص ۷۸)

نوٹ: نیز چہرے پر مٹی والا ہاتھ لگانا، چہرہ کے تغیر کا باعث ہوگا جو مثلہ کے مشابہ اور اہل جہنم کی نشانی ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۳۲۹)

وَنُدِبَ تَأْخِيرُ التَّيَمُّمِ لِمَنْ يَرْجُو الْمَاءَ قَبْلَ خُرُوجِ الْوَقْتِ .وَيَجِبُ التَّأْخِيرُ بِالْوَعْدِ بِالْمَاءِ وَلَو خَافَ الْقَضَاءَ وَيَجِبُ التَّأْخِيرُ بِالْوَعْدِ بِالثَّوبِ أَوِ السِّقَاءِ مَا لَمْ يَخَفِ الْقَضَاءَ وَيَجِبُ طَلَبُ الْمَاءِ إِلَى مِقْدَارِ أَرْبَعِ مِئَةِ خُطْوَةٍ إِنْ ظَنَّ قُرْبَهُ مَعَ الْأَمْنِ وَإِلَّا فَلا .وَيَجِبُ طَلَبُهُ مِمَّنْ هُوَ مَعَهُ إِنْ كَانَ فِي مَحَلٍّ لا تَشُحُّ بِهِ النُّفُوسُ وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ إِلَّا بِثَمَنِ مِثْلِهِ لَزِمَهُ شِرَاؤُهُ بِهِ إِنْ كَانَ مَعَهُ فَاضِلاً عَنْ نَفَقَتِهِ .

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
یرجو:	جوامیدرکھتاہو	خطوۃ:	قدم
قرب:	نزدیک	تشح:	بخیل،تنگ دل
شراؤ:	خریدنا	فاضلا:	زائد
نفقۃ:	خرچ		

ترجمہ:

(۱) جس شخص کو وقت نکلنے سے پہلے پانی ملنے کی امید ہو اس کے لئے تیمم میں تاخیر مستحب [۱] ہے۔(۲) پانی ملنے کے وعدے پر تاخیر واجب [۲] ہے اگر چہ نماز کے قضاء ہونے کا ڈر [۳] ہو۔(۳) کپڑے اور ڈول کے وعدے پر جب تک نماز قضا ہونے کا ڈر نہ ہو تاخیر واجب ہے۔(۴) پانی قریب ہونے کا گمان ہو اور حالت [۴] امن ہو تو چار سو (۵) قدم (۵) تک پانی کی تلاش کرنا واجب ہے۔ ورنہ (اگر حالت امن والی نہیں ہے اور نہ ہی پانی کے قریب ہونے کا گمان ہے) نہیں۔(۵) اور جو اس کے ساتھ ہے اس سے پانی طلب کرنا واجب ہے اگر ایسی جگہ ہو جہاں لوگ بخل سے کام نہیں لیتے اگر وہ اسے نہ دے مگر اجرت مثل [۶] کے ساتھ تو اس پر اس کا خریدنا واجب ہے اگر اس کے پاس اپنے اخراجات سے زائد رقم ہو۔

تشریح:

(۱): مراد اس سے یہ ہے کہ نماز وقت مستحب تک موخر کر سکتا ہے نہ کہ وقت کراہت تک۔

(ملخصا مراقی الفلاح،ص۸۳)

(۲): محض وعدے سے ہی پانی پر قدرت مان لی جائے گی۔

(فتاوی رضویہ،جلد۳،ص۴۱۱)

فائدہ: پانی اور کپڑے، ڈول کے وعدے میں فرق یہ ہیکہ پانی کے وعدے سے ہی پانی پر قدرت ثابت ہو جاتی ہے اور دیگر صورتوں میں بغیر ملک کے قدرت ثابت نہ ہوگی۔

(ملخصا فتاوی رضویہ، ج ۳، ص ۴۶۴)

(۳): کسی نے پانی دینے کا وعدہ کیا ہے یہاں بھی جب وقت جاتا دیکھے تو تیمم سے پڑھ لے پھر پانی مل جائے تو وضو سے دوبارہ پڑھے۔ کہ اس صورت میں برخلاف ائمہ ثلاثہ امام زفر کے قول پر فتوی ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۴۶۵)

(۴): یعنی جب دشمن، قرض خواہ یا راہزن سے خوف نہ ہو تو پانی کی تلاش کرنا جس طرف جا رہا ہے کرنا ضروری ہے۔

(۵): اگر اس حد تک پانی تلاش کر لے کہ اسے اور ہم سفروں کو ضرر نہ ہو اور پانی ملنے سے مایوسی ہو جائے۔ تیمم کی اجازت ہے۔

(۶): پانی کی قیمت کے اعتبار سے یہاں چار قسمیں بنیں گی۔ (۱) بازاری قیمت (۲) غبن فاحش (۳) غبن یسیر (۴) تقویم المقومین۔

غبن فاحش: امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک غبن فاحش کی تعریف یہ ہے کہ اگر پانی بازاری قیمت سے دوگنی قیمت پر ملے تو تیمم کی اجازت ہے مثلا اتنا پانی کے جس سے وضو و غسل ہو سکے اس کی بازاری قیمت ۵۰ روپے ہے مگر اس وقت قیمت ۱۰۰ روپے مل رہی ہے تو اجازت ہے کہ تیمم کرے۔

غبن یسیر: بازاری قیمت سے تھوڑی بہت زائد رقم بتلائے تو خریدنا واجب ہے اور تیمم کی اجازت نہیں ہوگی۔ اور اگر پانی بازاری قیمت پر ملے تو پانی خریدنا واجب ہے اور تیمم کی اجازت نہ ہوگی۔

(ماخوذ از فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۲۹۹)

یوں اگر اس کے پاس رقم موجود نہیں ہے اور اس کا ساتھی ادھار دینے پر راضی نہیں تو تیمم کی اجازت ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۴۱۴)

وَيُصَلِّي بِالتَّيَمُّمِ الْوَاحِدِ مَا شَاءَ مِنَ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ وَيَصِحُّ تَقْدِيمُهُ عَلَى الْوَقْتِ وَلَوْ كَانَ أَكْثَرُ الْبَدَنِ أَوْ نِصْفُهُ جَرِيحًا تَيَمَّمَ وَإِنْ كَانَ أَكْثَرُهُ صَحِيحًا غَسَلَهُ وَمَسَحَ الْجَرِيحَ وَلَا يَجْمَعُ بَيْنَ الْغُسْلِ وَالتَّيَمُّمِ وَيَنْقُضُهُ نَاقِضُ الْوُضُوءِ وَالْقُدْرَةُ عَلَى اسْتِعْمَالِ الْمَاءِ الْكَافِي مَقْطُوعُ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ إِذَا كَانَ بِوَجْهِهِ جِرَاحَةٌ يُصَلِّي بِغَيْرِ طَهَارَةٍ وَلَا يُعِيدُ.

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
جريحا:	زخمی	يعيد	اعادہ کرنا، دوہرانا

ترجمہ:

ایک تیمم کے ساتھ جس قدر چاہے فرائض[1] ونوافل پڑھ سکتا ہے وقت سے پہلے تیمم کرنا بھی درست ہے۔ اگر اکثر یا نصف بدن زخمی ہو تو تیمم کرے اور اگر اکثر[2] بدن صحیح ہو تو صحیح بدن کو دھوئے اور زخمی حصہ پر مسح کرے۔ دھوئے اور تیمم کو اکٹھا نہ کرے۔ جو چیزیں وضو کو توڑ دیتی ہیں ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے[3]۔ اسی طرح کافی پانی کے استعمال پر قدرت سے بھی تیمم ٹوٹ جاتا ہے[4]۔ اور جس کے ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہوں اگر اس کا چہرہ زخمی ہو تو وہ طہارت کے بغیر نماز پڑھے اور اعادہ نہ کرے[5]۔

تشریح:

(۱): بہتر یہ ہے کہ ہر فرض نماز کے لئے اختلاف سے بچتے ہوئے تیمم کرے۔

(امداد الفتاح علی نور الایضاح، ص ۱۲۹)

(۲): اگر صحیح اور زخمی دونوں حصے برابر ہوں تو اختلاف تصحیح ہے۔ یعنی ایک صحیح قول کے مطابق صحیح حصہ کو دھوئے اور زخمی حصہ پر مسح کرے۔ مگر تیمم والی تصحیح کی طرف اقوال بھی زیادہ ہیں۔ امام محمد کی روایت بھی ہے۔ اور اعلیٰ حضرت کے الفاظ بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ پھر وضو میں اکثر اعضائے وضو اور غسل میں اکثر بدن کا اعتبار ہے۔

(ملخصاً فتاوی رضویہ، جلد ۳، ص ۵۰۴ تا ۵۰۷)

(۳): کیونکہ تیمم وضو کا خلیفہ ہے۔ لہٰذا جو چیزیں اصل کو توڑ دیتی ہیں وہ اس کے خلیفہ کو بدرجہ اولیٰ توڑ دیں گی۔

(امداد الفتاح، ص ۱۳۰)

(۴): جس عذر کی وجہ سے تیمم کرنا جائز ہوا تھا اگر وہ عذر جاتا رہا تو تیمم ٹوٹ جائے گا۔ جیسا کہ متن میں دی گئی مثال سے

واضح ہوتا ہے۔ (امداد الفتاح، ص ۱۳۰)

(۵): یہی اصح ہے جیسا کہ جامع صغیر میں ہے۔ (امداد الفتاح، ص ۱۳۰)

بَابُ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ

صَحَّ الْمَسْحُ عَلَی الْخُفَّیْنِ فِی الْحَدَثِ الْاَصْغَرِ، لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَلَوْ کَانَا مِنْ شَیءٍ ثَخِیْنٍ غَیْرِ الْجِلْدِ سَوَاءٌ کَانَ لَهُمَا نَعْلٌ مِنْ جِلْدٍ اَوْ لاَ. وَیُشْتَرِطُ لِجَوَازِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
خفین:	موزے	ثخین:	موٹی چیز
نعل:	موزے کا نچلا حصہ، تلوا		

ترجمہ:

باب: موزوں پر مسح کے بارے میں

حدث اصغر[۱] میں مردوں اور عورتوں کے لئے موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ اگر چہ چمڑے کے علاوہ کسی موٹی شے سے بنے ہوں۔ برابر ہے کہ ان پر چمڑے کی نعل ہو یا نہ ہو[۲]۔

تشریح:

(۱): موزوں پر مسح اس امت کے خصائص میں سے ہے۔ اور یہ سنت سے ثابت ہے اور جو اس کے جواز کا قائل نہ ہو وہ بدعتی ہے۔ کیونکہ موزوں پر مسح کرنا خبر مشہور سے ثابت ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اہل سنت والجماعت کے مذہب کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اہل سنت والجماعت کے نزدیک ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ اور وہ حضرت عثمان غنی و حضرت علی رضی اللہ عنہما سے محبت کرتے ہیں اور موزوں پر مسح کو جائز کہتے ہیں۔"

(بہار شریعت، حصہ دوم، ص ۳۶۳)

حدث اکبر (غسل جنابت وغیرہ) کی صورت میں موزوں پر مسح نہیں بلکہ پاؤں کو دھونا فرض ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ "حضرت صفوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مسافر ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم فرماتے کہ ہم تین دن اور تین راتیں موزے نہ اتارتے مگر بوجہ جنابت۔

(بہارشریعت،حصہ دوم،ص۸۴)

(۲): تین طرح کے موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔(۱) مجلد ہوں یعنی ایسے ہوں کہ ان پر ٹخنوں تک چمڑا مونڈھ دیا گیا ہو۔یا(۲) منعل ہوں یعنی ایسے کے ان کے نیچے تلوا چمڑا کا لگا ہوا ہو۔(۳) ثخین ہوں یعنی اتنے موٹے و دبیز کہ صرف ان کو پہن کر مسافت طے کریں تو پھٹ نہ جائیں اور اپنے موٹے پن کی بناء پر پنڈلی پر بغیر باندھے رکے رہیں۔اگر ان پر پانی پڑے تو روک لینے کی صلاحیت رکھتے ہوں وہ پانی فوراً پاؤں کی جانب سرائیت نہ کرے۔ہاتھ اگر کچھ دیر ٹھہرے رہنے کے بعد پانی اندر گیا یا ہاتھ سے رگڑنے اور ملنے کی صورت میں پہنچا تو حرج نہیں۔

(کیا آپ کو معلوم ہے،ص۹۶،۹۷)

وَيُشْتَرطُ لِجَوازِ المسح على الخُفَّيْنِ سَبْعَةُ شَرَائِطَ اَلْاَوَّلُ لُبْسُهُمَا بَعْدَ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ وَلَو قَبْلَ كَمَالِ الْوُضُوءِ إذَا أَتَمَّهُ قَبْلَ حُصُولِ نَاقِضٍ لِلْوُضُوءِ وَالثَّانِي سَتْرُهُمَا لِلْكَعْبَيْنِ وَالثَّالِثُ إِمْكَانُ مُتَابَعَةِ الْمَشْيِ فِيهِمَا فَلَا يَجُوزُ عَلَى خُفٍّ مِنْ زُجَاجٍ أَوْ خَشَبٍ أَوْ حَدِيدٍ وَالرَّابِعُ خُلُوُّ كُلٍّ مِنْهُمَا عَنْ خَرْقٍ قَدْرِ ثَلَاثِ أَصَابِعَ مِنْ أَصْغَرِ أَصَابِعِ الْقَدَمِ. وَالْخَامِسُ اِسْتِمْسَاكُهُمَا عَلَى الرِّجْلَيْنِ مِنْ غَيْرِ شَدٍّ وَالسَّادِسُ مَنْعُهُمَا وُصُولَ الْمَاءِ إِلَى الْجَسَدِ وَالسَّابِعُ أَنْ يَبْقَى مِنْ مُقَدَّمِ الْقَدَمِ قَدْرُ ثَلَاثِ أَصَابِعَ مِنْ أَصْغَرِ أَصَابِعِ الْيَدِ فَلَوْ كَانَ فَاقِدًا مُقَدَّمَ قَدَمِهِ لَا يَمْسَحُ عَلَى خُفِّهِ وَلَوْ كَانَ عَقِبُ الْقَدَمِ مَوْجُودًا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
لبس:	پہننا	كمال الوضوء:	وضو کا مکمل ہونا
ناقض:	توڑنے والی شئے	كعب:	ٹخنے
متابعة المشي:	لگاتار چلنا	زجاج:	شیشہ
خشب:	لکڑی	حديد:	لوہا
خلو:	خالی ہونا	خرق:	پھٹن
استمساك:	رکے رہنا، ٹھہر جانا	شد:	باندھنا
فاقدا:	کسی شے کا نہ ہونا	عقب القدم:	قدم کا پچھلا حصہ

ترجمہ:

شرائط مسح

موزوں پر مسح کے جائز ہونے کی سات شرطیں ہیں

(۱) دونوں پاؤں دھونے کے بعد موزے پہننا اگرچہ وضو مکمل ہونے سے پہلے ہو جبکہ کسی ایسی چیز کے پائے جانے سے پہلے وضو کو مکمل کرلیا ہو جو وضو کو توڑ دیتی[۱] ہے۔ (۲) موزوں سے ٹخنوں کا چھپ[۲] جانا۔ (۳) موزوں کو پہن کر لگاتار چلنا ممکن ہو۔ پس شیشے لکڑی اور لوہے کے موزوں پر مسح جائز نہیں ہے۔ (۴) دونوں موزوں میں سے ہر ایک کا پاؤں کی تین چھوٹی انگلیوں کی مقدار پھٹن سے خالی[۳] ہونا۔ (۵) موزوں کا پاؤں پر بغیر باندھے ٹھہرنا۔ (۶) موزے پانی کے جسم تک پہنچنے میں (فورا) مانع[۴] ہوں (۷) ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کی مقدار پاؤں کا اگلا حصہ موجود ہو۔ اگر قدم کا اگلا حصہ موجود نہ ہو تو

موزے پر مسح نہ کرے اگرچہ قدم کا پچھلا حصہ موجود ہو (۵)۔

تشریح:

(۱): یعنی پہننے کے بعد اور حدث سے پہلے ایک ایسا وقت ہو کہ اس وقت میں وہ شخص باوضو ہو خواہ پورا وضو کر کے پہنے یا صرف پاؤں دھو کر پہنے اور بعد میں وضو پورا کر لیا ہو۔

مسئلہ: تیمم کر کے موزے پہنے گئے تو مسح جائز نہیں۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص ۸۶)

(۲): ٹخنے چھپے ہونے چاہیے اس سے زیادہ ہونے کی ضرورت نہیں اور اگر وہ ایک انگل کم ہو جب بھی مسح درست ہے جبکہ ایڑی نہ کھلی ہو۔

(بہار شریعت، حصہ دوم، ص ۸۶)

(۳): یعنی چلنے میں تین انگل بدن ظاہر نہ ہو۔ اگر تین انگل پھٹا ہو اور بدن تین انگل سے کم دکھائی دیتا ہے تو مسح جائز ہے۔ ہر ایک میں تین انگل سے کم پھٹا ہے مگر مجموعہ تین انگل سے زائد ہو جاتا ہے تو پھر بھی مسح جائز ہے۔

مسئلہ ویسے پہنے رہنے کی حالت میں تین انگل پاؤں ظاہر نہیں ہوتا مگر چلنے میں تین انگل دکھائی دیتا ہے تو اس پر بھی مسح جائز نہیں ہے۔ اور اگر خود انگلیاں ظاہر ہوں تو چھوٹی بڑی کا اعتبار نہیں بلکہ انگلیاں ظاہر ہونے کی حالت میں تین انگلیوں کا اعتبار ہوگا۔ چھوٹی بڑی کا اعتبار نہ ہوگا

(بہار شریعت، حصہ دوم، ص ۸۷)

نوٹ: ٹخنے سے اوپر کتنا ہی پھٹا ہو اس کا اعتبار نہیں ہے۔

(بہار شریعت، حصہ دوم، ص ۸۸)

(۴): پانی اگر فوراً پاؤں تک نہ پہنچے مگر کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد پانی اندر چلا جائے یا ہاتھ رگڑنے اور ملنے کی صورت میں اندر پہنچا تو حرج نہیں اور ایسے موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔

(کیا آپ کو معلوم ہے، ص ۹)

(۵): کیونکہ پاؤں کا اگلا حصہ محل فرض ہے۔ لہذا پاؤں دھونا فرض ہوگا۔

(مراقی الفلاح، ص ۷۸)

وَيَمْسَحُ الْمُقِيمُ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَالْمُسَافِرُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ بِلَيَالِيهَا وَابْتِدَاءُ الْمُدَّةِ مِنْ وَقْتِ الْحَدَثِ بَعْدَ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ وَإِنْ مَسَحَ مُقِيمٌ ثُمَّ سَافَرَ قَبْلَ تَمَامِ مُدَّتِهِ أَتَمَّ مُدَّةَ الْمُسَافِرِ وَإِنْ أَقَامَ الْمُسَافِرُ بَعْدَ مَا مَسَحَ يَوْمًا وَلَيْلَةً نَزَعَ وَإِلَّا يَتِمُّ يَوْمًا وَلَيْلَةً.

نزع: اتار دینا

ترجمہ:

مقیم ایک دن اور ایک رات مسح کرے گا۔اور مسافر تین دن راتوں سمیت مسح کرے گا(۱)۔اور مدت (مسح) کی ابتداء موزے پہننے کے بعد حدث کے وقت سے(۲) ہوگی اگر مقیم نے مسح کیا پر اقامت کی مدت مکمل کئے بغیر مسافر ہوگیا تو مسافر والی مدت پوری کرے(۳) اور اگر مسافر نے ایک دن رات مسح کر کے اقامت کی نیت کی تو موزے اتار دے(۴) ورنہ ایک دن رات کی مدت پوری کرے۔

تشریح:

(۱): حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزوں پر مسح کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ "مقیم ایک دن اور رات مسح کرے اور مسافر تین دن اور تین راتیں مسح کرے۔"

(مسند امام اعظم ص ۳۴)

(۲): اس بات میں اختلاف ہے کہ جو مقیم اور مسافر کے لئے مسح کی مدت ذکر کی گئی ہے اس کا اعتبار کب سے ہوگا۔(۱) ایک قول یہ ہے کہ موزے پہننے کے بعد جب پہلی مرتبہ حدث ہوگا اس وقت سے ہوگا۔مثلاً موزے پہنے اور اس کے بعد کسی وقت حدث ہوا تو اب اگلے دن اسی وقت پر مقیم کی مدت مسح ختم ہوجائے گی۔اور اب پاؤں دوبارہ دھونے ہوں گے۔(۲) بعض نے کہا ہے کہ مدت کی ابتداء موزے پہننے کے وقت سے ہوگی۔(۳) اور بعض نے کہا کہ مسح کے وقت سے مدت کا اعتبار ہوگا۔صحیح پہلا قول ہے۔

(امداد الفتاح علی نور الایضاح، ص ۱۳۷)

(۳): اصل میں آخر وقت کا اعتبار ہوتا ہے۔یہاں کیونکہ اوقات کی مدت مکمل کیے بغیر مسافر ہوا لہذا اب مسافر والی مدت کا اعتبار ہوگا۔اسی وجہ سے اگر ایک دن رات مکمل کر کے مسافر ہوا تو اب دوبارہ پاؤں دھو کر موزوں پر مسح کرنا ہوگا۔

(۴): جب آخری وقت میں اقامت کی نیت کی اور مقیم کی مدت بھی مکمل ہوگئی لہذا اب موزے اتار لے اور اگر ایک دن رات مکمل نہیں ہوئے تو مقیم والی مدت مکمل کرے۔

وَفَرْضُ الْمَسْحِ قَدْرُ ثَلاثِ أَصَابِعَ مِنْ أَصْغَرِ أَصَابِعِ الْيَدِ عَلٰى ظَاهِرِ مُقَدَّمِ كُلِّ رِجْلٍ وَسُنَّتُهُ مَدُّ الْاَصَابِعِ مُفَرَّجَةً مِنْ رُؤُوْسِ أَصَابِعِ الْقَدَمِ إِلَى السَّاقِ. وَيَنْقُضُ مَسْحَ الْخُفِّ أَرْبَعَةُ أَشْيَاءَ كُلُّ شَيْءٍ يَنْقُضُ الْوُضُوْءَ وَنَزْعُ خُفٍّ وَلَوْ بِخُرُوْجِ أَكْثَرَ الْقَدَمِ إِلٰى سَاقِ الْخُفِّ وَإِصَابَةُ الْمَاءِ أَكْثَرَ إِحْدَى الْقَدَمَيْنِ فِي الْخُفِّ عَلَى الصَّحِيْحِ وَمُضِيُّ الْمُدَّةِ إِنْ لَمْ يَخَفْ ذَهَابَ رِجْلِهِ مِنَ الْبَرْدِ وَبَعْدَ الثَّلَاثَةِ الْاَخِيْرَةِ غَسَلَ رِجْلَيْهِ فَقَطْ وَلَا يَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلٰى عِمَامَةٍ وَقَلَنْسُوَةٍ وَبُرْقَعٍ وَقُفَّازَيْنِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مفرجة:	کشادہ ہونا	ساق:	پنڈلی
مضیّ:	گزر جانا	عمامة:	ٹوپی پر جو کپڑا باندھا جاتا ہے اسے عمامہ کہتے ہیں
قلنسوة:	ٹوپی	برقع:	جو کپڑا عورتیں پردے کے لئے پہنتی ہیں اسے برقع کہتے ہیں
قفازین:	دستانے		

ترجمہ:

ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کی مقدار قدم کے ظاہر پر مسح کرنا فرض ہے۔[1] اور اس کا سنت طریقہ یہ ہے کہ انگلیاں پھیلاتے ہوئے پاؤں کی انگلیوں سے پنڈلی کی طرف کھینچے۔[2]

چار چیزیں موزے پر مسح کو توڑ دیتی ہیں۔(۱) ہر وہ چیز جو وضو کو توڑ[3] دیتی ہے۔(۲) موزے کا اترنا اگرچہ پاؤں کا اکثر حصہ موزے کے پنڈلی کی طرف سے نکلا[4] ہو۔(۳) صحیح قول کے مطابق موزے میں دونوں قدموں میں سے کسی ایک قدم کے اکثر حصہ تک پانی کا[5] پہنچنا۔(۴) مدت کا گزر جانا اگر سردی کی وجہ سے پاؤں کے ضائع ہو جانے کا خطرہ نہ ہو[6]۔

مسئلہ: آخری تین کے بعد صرف پاؤں دھوئے، عمامہ، ٹوپی، برقعہ اور دستانوں پر مسح جائز نہیں ہے[7]۔

تشریح:

(۱): حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر دین اپنی رائے سے ہوتا تو موزے کا تلا، بہ نسبت اوپر کے، مسح کرنے میں بہتر

تھا۔ (ابوداؤد کتاب الطہارۃ، باب کیف المسح)

لہٰذا موزے کے تلے، یا کروٹوں، یا ٹخنے، یا پنڈلی یا ایڑی پر مسح کیا تو مسح نہ ہوا۔ نیز ایک پاؤں کا مسح بقدر دو انگل اور دوسرے کا بقدر چار انگل کیا تو مسح نہ ہوا۔

(بہار شریعت، حصہ دوم، ص ۸۸)

(۲): انگلیوں کا تر ہونا ضروری ہے ہاتھ دھونے کے بعد جو تری باقی رہ گئی اس سے مسح جائز ہے مسح کا طریقہ یہ ہے کہ دہنے ہاتھ کی تین انگلیاں، دہنے پاؤں کی پشت کے سرے پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں پاؤں کی پشت کے سرے پر رکھ کر پنڈلی کی طرف کم از کم بقدر تین انگل کے کھینچ لے۔

(بہار شریعت، حصہ دوم، ص ۸۸)

(۳): وجہ اس کی یہ ہے کہ پاؤں کا دھونا اصل ہے اور موزوں پر مسح کرنا اس کا خلیفہ ہے جب اصل حدث سے ٹوٹ جاتا ہے تو خلیفہ بدرجہ اولی ٹوٹ جائے گا۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۱۳۹)

(۴): پاؤں کے اکثر حصہ باہر ہونے میں پاؤں کا وہ حصہ معتبر ہے جو گٹوں سے پنجوں تک ہو۔

(بہار شریعت، حصہ دوم، ص ۳۶۸)

(۵): کیونکہ جب اکثر قدم تک پانی پہنچ گیا تو اب غسل اور مسح کے اجتماع سے بچتے ہوئے مسح ٹوٹ جائے گا۔ کیونکہ غسل اور مسح کا اکٹھا کرنا جائز نہیں۔

(۶): اگر سردی کی وجہ سے شدید نقصان کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں مدت گزرنے کے باوجود موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ مگر موزے کے ہر ہر حصہ پر مسح کرنا ہوگا کہ کوئی جگہ رہ نہ جائے۔

(فتاوی عالمگیری، ج ۱، ص ۳۴)

(۷): کیونکہ موزوں پر مسح خلاف قیاس ہے لہٰذا خلاف قیاس حکم اپنے مورد کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔ لہٰذا اس سے دیگر کاموں میں احکام ثابت نہ ہوں گے نیز اگر ٹوپی اتنی باریک ہو کہ ہاتھ کی تری سر تک پہنچ جائے تو اس پر مسح کرنا جائز ہوگا۔

فَصْلٌ: فِی حُکْمِ الْجَبِیْرَةِ وَنَحْوُهَا

إِذَا افْتَصَدَ أَوْ جُرِحَ أَوْ كُسِرَ عُضْوُهُ فَشَدَّهُ بِخِرْقَةٍ أَوْ جَبِيْرَةٍ وَكَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ غَسْلَ الْعُضْوِ وَلَا يَسْتَطِيْعُ مَسْحَهُ وَجَبَ الْمَسْحُ عَلٰى أَكْثَرِ مَا شَدَّ بِهِ الْعُضْوَ وَكَفٰى الْمَسْحُ عَلٰى مَا ظَهَرَ مِنَ الْجَسَدِ بَيْنَ عَصَابَةِ الْمُفْتَصِدِ وَالْمَسْحُ كَالْغُسْلِ فَلَا يَتَوَقَّتُ بِمُدَّةٍ وَلَا يَشْتَرِطُ شَدُّ الْجَبِيْرَةِ عَلٰى طُهْرٍ وَيَجُوْزُ مَسْحُ جَبِيْرَةِ إِحْدَى الرِّجْلَيْنِ مَعَ غَسْلِ الْأُخْرٰى وَلَا يَبْطُلُ الْمَسْحُ بِسُقُوْطِهَا قَبْلَ الْبُرْءِ وَيَجُوْزُ تَبْدِيْلُهَا بِغَيْرِهَا وَلَا يَجِبُ إِعَادَةُ الْمَسْحِ عَلَيْهَا وَالْأَفْضَلُ إِعَادَتُهُ وَإِذَا رَمَدَ وَأُمِرَ أَنْ لَا يَغْسِلَ عَيْنَهُ أَوْ انْكَسَرَ ظُفْرُهُ وَجَعَلَ عَلَيْهِ دَوَاءً أَوْ عَلْكًا أَوْ جِلْدَةَ مِرَارَةٍ وَضَرَّهُ نَزْعُهُ جَازَ لَهُ الْمَسْحُ وَإِنْ ضَرَّهُ الْمَسْحُ تَرَكَهُ وَلَا يَفْتَقِرُ إِلَى النِّيَّةِ فِي مَسْحِ الْخُفِّ وَالْجَبِيْرَةِ وَالرَّأْسِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
فصد:	رگ کو کاٹ کر جو فاسد مادے نکالے جاتے ہیں فصد کہلاتا ہے	جبیرۃ:	پٹی
لا یستطیع:	قدرت وطاقت نہ رکھنا	کفی:	کفایت کرنا
طھر:	پاکی کی حالت میں	برء:	تندرستی
اعادۃ:	دہرانا	رمد:	آنکھ کی بیماری
علکا:	گوند	لا یفتقر:	حاجت نہ ہونا

ترجمہ:

جب کسی نے پچھنے لگوائے، یا زخمی ہوا یا اس کا کوئی عضو ٹوٹ گیا اور اس عضو (یعنی زخمی عضو یا ٹوٹے ہوئے عضو) کو کپڑے یا جبیرہ (لکڑی رکھ کر) سے باندھا اور وہ اس عضو کو نہ دھو سکتا ہے نہ اس پر مسح کر سکتا ہے تو جس چیز کے ساتھ اس نے عضو کو باندھا ہے اس کے اکثر حصہ پر مسح کرنا واجب ہے(۱)۔ اور پچھنے لگانے والے کی پٹی کے درمیان جو جسم ظاہر ہے اس پر مسح کر لینا کافی ہے۔ مسح دھونے ہی کی طرح ہے۔ پس مسح کسی مدت کے ساتھ خاص نہ ہوگا اور نہ ہی پٹی طہارت پر باندھنا شرط ہے(۲) ایک پاؤں کو دھونے کے ساتھ دوسرے پاؤں پر مسح کرنا جائز ہے(۳)۔ اور صحت یابی سے پہلے پٹی کے گر جانے سے مسح باطل نہیں ہوتا(۴)۔ اور اس پٹی کو دوسری پٹی سے تبدیل کرنا جائز ہے۔ اور دوسری پٹی پر مسح کا اعادہ واجب نہیں(۵) اور (دوسری

پٹی پر) مسح کا اعادہ کرنا افضل ہے اور جب کسی کی آنکھ میں تکلیف ہو اور کو حکم دیا گیا ہو(۶) کہ وہ اپنی آنکھ کو نہ دھوئے یا اس ناخن ٹوٹ گیا اور اس پر (ٹوٹے ہوئے ناخن) دوائی گوند یا پتے کی کھال لگائی جس کا اتارنا نقصان دیتا ہو تو اس پر مسح کرنا جائز ہے۔ اگر مسح بھی نقصان دہ ہو تو مسح کو بھی ترک کر دے۔ موزے پٹی اور سر پر مسح کی صورت میں نیت ضروری نہیں ہے (۷)۔

تشریح:

(۱): اصل ان مسائل میں یہ ہے کہ اگر کوئی عضو زخمی ہو گیا اور اس پر پانی بہانا نقصان دہ ہے تو بھیگا ہاتھ پھیر لینا کافی ہے۔ اگر یہ بھی نقصان کرتا ہے تو اس پر کپڑا ڈال کر کپڑے پر مسح کرے۔ اور اگر یہ بھی مضر ہے تو معاف ہے۔ اگر زخم پر پٹی وغیرہ باندھی ہو تو اگر پٹی کو کھول کر مسح کر لینا ممکن ہو تو کھول کر مسح کرے اور اگر کوئی پٹی کھولنے والا نہ ہو۔ یا کھولنے میں ضرر ہو تو پٹی پر مسح کر لے۔ اسی طرح بعض اوقات زخم کے اردگرد زائد پٹی باندھی جاتی ہے۔ اگر پٹی کھولنا ممکن ہو اور زخم کے اردگرد پانی بہانا تکلیف دہ نہ ہو تو پانی بہانا ضروری ہے۔ اور اگر مضر ہو تو پٹی پر ہی مسح کر لے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اگر عضو کو دھونا ممکن ہو تو دھویا جائے گا ورنہ اگر مسح کرنا ممکن ہوا تو مسح کیا جائے گا۔ ورنہ پٹی پر مسح کیا جائے گا اور اگر پٹی پر مسح کرنا بھی مضر ہو تو پھر معاف ہے۔

(ماخوذ از بہار شریعت، حصہ دوم، ص ۹۰)

نوٹ: پورے حصہ پر اگر مسح کرنا ممکن ہو تو بہتر ہے۔ اگر زخمی حصہ میں دوا بھر لی ہو تو اس کا نکالنا ضروری نہیں اس پر سے پانی بہا دینا کافی ہے۔

(۲): جیسا کہ "نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک ہاتھ میں چوٹ آنے کی وجہ سے پٹی پر مسح کی اجازت عطا فرمائی"۔

پٹی پر مسح کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں ہے۔ کیونکہ جب تک عذر قائم ہے اس وقت تک پٹی پر مسح کرنا جائز ہے۔ بخلاف موزے پر مسح کے کیونکہ وہ غسل (دھونے) کا خلیفہ ہے جبکہ پٹی پر مسح کرنا اصل ہے۔

(امداد الفتاح علی نور الایضاح، ص ۱۴۲)

(۳): کیونکہ پٹی پر مسح کرنا اصل ہے۔ لہذا مسح اور غسل کو اکٹھا کرنا جائز ہے۔ بخلاف موزے پر مسح کہ کیونکہ وہ غسل (دھونے) کا بدل ہے اور بدل اور مبدل منہ کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔

(حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۱۳۶)

(۴): کیونکہ صحت یابی سے پہلے پٹی کے گر جانے سے عذر فی الحال باقی ہے۔

(مراقی الفلاح علی نورالایضاح ،ص۱۳۳)

(۵): کیونکہ مسح دھونے کے قائم مقام ہے۔اگر پٹی پر مسح کرلیا تھا تو تبدیلی کی صورت میں نیا مسح واجب نہیں ہوتا ہے۔جیسا کہ کوئی اگر سر کا مسح کرے پھر سر کے بال منڈوادے تو اب نئے سرے سے مسح کرنا لازم نہیں ہوگا۔

(حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح ،ص۱۳۷)

(۶): جبکہ یہ حکم کسی تجربہ کار طبیب نے دیا ہو۔

(۷): موزے پر مسح کی صورت میں اس بات میں اختلاف ہے کہ نیت شرط ہے کہ نہیں اور اظہر قول یہ ہے کہ نیت شرط نہیں ہے۔

(مراقی الفلاح علی نورالایضاح ،ص۱۳۷)

نیز پٹی اور سر پر مسح کی صورت میں نیت بالاتفاق شرط نہیں ہے۔کیونکہ یہ وضو ہی کا حصہ ہیں جس طرح وضو کے لئے نیت شرط نہیں ہے اسی طرح اس کے ارکان کے لئے بھی نہ ہوگی۔

(حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ،ص۱۳۷)

بَابُ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ وَالْاِسْتِحَاضَةِ

يَخْرُجُ مِنَ الْفَرَجِ حَيْضٌ وَنِفَاسٌ وَاِسْتِحَاضَةٌ فَالْحَيْضُ دَمٌ يَنْفُضُهُ رحمٌ بَالِغَةٍ لاَ دَاءَ بِهَا وَلاَ حَبَلَ وَلَمْ تَبْلُغْ سِنَّ الْاَيَاسِ وَأَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلاَثَةُ أَيَّامٍ وَأَوْسَطُهُ خَمْسَةٌ وَأَكْثَرُهُ عَشْرَةٌ وَالنفاسُ هُوَ الدَّمُ الْخَارِجُ عَقْبَ الْوِلاَدَةِ ,وَأَكْثَرُهُ أَرْبَعُوْنَ يَوْمًا وَلاَ حَدَّ لِأَقَلِّهِ وَالْاِسْتِحَاضَةُ دَمٌ نَقَصَ عَنْ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ أَوْ زَادَ عَلٰى عَشْرَةٍ فِي الْحَيْضِ وَعَلٰى أَرْبَعِيْنَ فِي النِّفَاسِ وَأَقَلُّ الطُّهْرِ الْفَاصِلِ بَيْنَ الْحَيْضَتَيْنِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَلاَحَدَّ لِأَكْثَرِهِ إِلَّا لِمَنْ بَلَغَتْ مُسْتَحَاضَةً.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
فرج:	شرمگاہ	نفض:	پھینکنا
داء:	بیماری	حبل:	حمل
ایاس:	مایوسی کی عمر، ناامیدی	ولادۃ:	پیدائش
اقل:	کم از کم	فاصل:	فاصلہ، فرق
بلغت:	بالغہ		

ترجمہ:

حیض (۱)، نفاس اور استحاضہ کا خون فرج (۲) سے نکلتا ہے۔ حیض وہ خون ہے جو بالغہ (۳) عورت کا رحم پھینکتا ہے جسے نہ تو بیماری ہو اور نہ ہی حمل۔ اور وہ عورت سن ایاس کو نہ پہنچی ہو (۴)۔ حیض کی کم از کم مدت تین دن اور حیض کی درمیانی مدت پانچ دن اور حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن (۵) ہے نفاس وہ خون ہے (جو بچے کی) پیدائش کے بعد نکلتا ہے (۶)۔ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے اور کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں ہے (۷)۔ اور استحاضہ وہ خون ہے جو حیض کی صورت میں تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ ہو اور نفاس کی صورت میں چالیس دن سے زائد آئے۔ اور دو حیضوں کے درمیان پاکی کی کم از کم مدت پندرہ دن ہے اور طہر کی زیادہ سے زیادہ مدت کی کوئی حد نہیں (۸) ہے مگر وہ عورت جو استحاضہ کی حالت میں بالغ ہوئی ہو (۹)۔

تشریح:

(۱): حیض کے چھ رنگ ہیں (۱) سیاہ، (۲) سرخ، (۳) سبز، (۴) زردی، (۵) گدلا، (۶) مٹیالا۔ سفید رنگ کی رطوبت حیض نہیں۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص ۹۵)

(۲): حیض اس وقت سے شمار ہوگا کہ خون فرج خارج میں آ گیا۔ اگر کوئی کپڑا رکھ لیا اور خون فرج داخل میں ہی رہا تو جب تک کپڑا نہ نکالے گی حیض والی نہ ہوگی۔ نمازیں پڑھے گی اور روزہ رکھے گی۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ۵۹)

(۳): لڑکی نو (۹) برس سے کم عمر میں ہرگز بالغہ نہیں ہو سکتی۔ اور لڑکی پندرہ سال بعد ضرور بالغہ ہوگی۔ اگرچہ بلوغت کی کوئی علامت ظاہر نہ ہو۔ اور اگر نو سے پندرہ سال کے درمیان لڑکی کو سوتے یا جاگتے میں انزال ہو۔ یا لڑکی کو حیض آئے یا لڑکی جماع سے حاملہ ہو جائے تو وہ بالغہ کہلائے گی۔

(رہنمائے کامل، ص ۳۵۱)

(۴): جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اس کو آئسہ کہتے ہیں سن ایاس کی مدت مفتی بہ قول پر پچپن (۵۵) سال ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۱۴۳)

فائدہ: نو برس سے پیشتر جو خون آئے اسے استحاضہ کہتے ہیں یونہی پچپن برس کے بعد جو خون آئے استحاضہ کہلاتا ہے۔

(بہار شریعت، حصہ دوم، ص ۳۷۳)

(۵): نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "حیض تین، چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو، دس تک ہوتا ہے پس جب دس دن سے زائد ہو تو وہ بیماری کا خون ہے"

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۱۴۴)

(۶): بچے کی پیدائش سے مراد یہ ہے کہ اگر بچہ آدھے سے زیادہ نکل آیا اور اس کے بعد ایک آن بھی خون آیا تو وہ نفاس ہے۔۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص ۹۹، فتاوی عالمگیری، ج ۱، ص ۳۷)

(۷): اس لیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفاس والی کے لیے چالیس دن مقرر فرمائے ہیں مگر یہ کہ وہ چالیس دن سے پہلے پاک ہو جائے (یعنی خون آنا بند ہو جائے)۔

(مراقی الفلاح علیٰ نور الایضاح، ص ۱۴۰)

(۸): نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا؛ حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے اور دو حیضوں کے درمیان (پاکی) کی کم از کم مدت پندرہ دن ہے۔

لہذا اگر عورت کا ایک مرتبہ حیض آیا پھر اسے ساری زندگی حیض نہ آیا تو حیض والی عورت کی عدت مکمل نہ ہوگی۔ جب تک کہ وہ سن آیاس کو نہ پہنچ جائے۔

(۹): جس عورت کو پہلی مرتبہ خون آیا اور اس کا سلسلہ مہینوں یا برسوں جاری رہا کہ بیچ میں پندرہ دن کے لئے بھی نہ رکا تو جس دن سے خون آنا شروع ہوا، اس روز سے دس دن تک حیض اور بیس دن استحاضہ کے سمجھے جائیں گے۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص۹۶)

وَيَحْرُمُ بِالْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ ثَمَانِيَةُ أَشْيَاءَ الصَّلاَةُ وَالصَّوْمُ وَقِرَاءَةُ آيَةٍ مِّنَ الْقُرْآنِ وَمَسُّهَا إِلاَّ بِغِلاَفٍ وَدُخُولُ مَسْجِدٍ وَالطَّوَافُ وَالْجِمَاعُ وَالْاِسْتِمْتَاعُ بِمَا تَحْتَ السُّرَّةِ إِلٰى تَحْتَ الرُّكْبَةِ. وَإِذَا انْقَطَعَ الدَّمُ لِأَكْثَرِ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ حَلَّ الْوَطْءُ بِلاَ غُسْلٍ وَلاَ يَحِلُّ إِنْ انْقَطَعَ لِدُوْنِهٖ لِتَمَامِ عَادَتِهَا إِلاَّ أَنْ تَغْتَسِلَ أَوْ تَتَيَمَّمَ وَتُصَلِّيَ أَوْ تَصِيرَ الصَّلاَةُ دَيْنًا فِي ذِمَّتِهَا وَذٰلِكَ بِأَنْ تَجِدَ بَعْدَ الْاِنْقِطَاعِ مِنَ الْوَقْتِ الَّذِيْ انْقَطَعَ الدَّمُ فِيْهِ زمناً يَسَعُ الْغُسْلَ وَالتَّحْرِيْمَةَ فَمَافَوْقَهُمَاوَلَمْ تَغْتَسِلْ وَلَمْ تَتَيَمَّمْ حَتّٰى خَرَجَ الْوَقْتُ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
یحرم:	حرام	مس:	چھونا
استمتاع:	فائدہ اٹھانا	سرۃ:	ناف
رکبۃ:	گھٹنا	یسع:	وسعت ہونا

ترجمہ:

حیض اور نفاس سے آٹھ چیزیں حرام ہو جاتی ہیں:

(۱) نماز (۲) روزہ (۳) قرآن مجید کی ایک آیت[۱] پڑھنا (۴) اور قرآن پاک کو چھونا مگر یہ کہ غلاف کے ساتھ (چھونا)[۲]۔ (۵) مسجد میں داخل[۳] ہونا۔ (۶) طواف[۴]۔ (۷) جماع[۵]۔ (۸) ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں تک نفع حاصل کرنا[۶]۔ اور جب حیض و نفاس کے اکثر دن پر خون آنا بند ہو جائے تو غسل کئے بغیر صحبت کرنا جائز ہے[۷]۔ عادت

پوری ہونے کی صورت میں (حیض ونفاس کی اکثر مدت سے) کم میں خون ختم ہوا تو صحبت کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ غسل یا تیمم کر کے نماز نہ پڑھ لے یا ایک نماز اس کے ذمہ لازم ہو جائے (۸)۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جس وقت میں خون آنا بند ہوا ہے۔ اتنا زمانہ پالے کہ جس میں غسل یا تکبیر تحریمہ یا اس سے کچھ زائد (ارکان) ادا ہو سکتے ہوں۔ اور اس نے تیمم نہیں کیا یہاں تک کہ وقت نکل گیا۔

تشریح:

(۱): حیض ونفاس والی عورت کو قرآن مجید زبانی یا دیکھ کر پڑھنا ناجائز ہے اگر چہ ایک آیت سے بھی کم ہو۔ اور قرآن پاک کو حالت حیض میں اس صورت میں پڑھنا جائز ہے جبکہ وہ آیتیں ذکر واذکار، تسبیح یا دعا پر مشتمل ہوں۔ جیسا کہ چہار قل کو پڑھنا بغیر لفظ قل کہ پڑھنا کیونکہ کہ قل کا لفظ ملانے سے اس کا قرآن سے ہونا متعین ہے۔

معلّمہ کو حیض ونفاس ہوا تو ایک ایک کلمہ سانس توڑ توڑ کر پڑھائے۔ اور ہجے کرانے میں کوئی حرج نہیں۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص ۱۰۱)

(۲): ایسی حالت میں قرآن پاک کو کسی ایسے کپڑے سے جس کو پہنے، اوڑھے ہوئے ہے، چھونا حرام ہے۔ مثلاً کرتے کے دامن یا آنچل سے۔ (بہار شریعت حصہ دوم، ص ۱۰۱)

قرآن مجید کو چھونا اگر چہ اس کی جلد یا حاشیہ کو ہاتھ یا انگلی کی نوک یا بدن کا کوئی حصہ لگے یہ سب حرام ہے۔

کتاب یا اخبار جس جگہ آیت لکھی ہے خاص اس جگہ کو چھونا یا اس کی پشت پر ہاتھ رکھنا ناجائز ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۴، ص ۳۶۶)

(۳): نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنبی اور حائضہ کو مسجد میں داخل ہونے سے منع فرمایا ہے۔

(امداد الفتاح علی نور الایضاح، ص ۱۵۱، بحوالہ ابوداؤد)

(۴): طواف نماز کی مثل ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "خانہ کعبہ کے اردگرد طواف کرنا نماز کی مثل ہے۔ مگر یہ کہ تم طواف میں گفتگو کرتے ہو اور جو کوئی طواف میں گفتگو کرے اس کو چاہیے کہ اچھی گفتگو کرے۔" ناپاکی کی حالت میں طواف زیارۃ کرے گا تو اس پر بدنہ (اونٹ یا گائے کی قربانی) ہوگا۔

(۵): ایسی حالت میں جماع کرنے کو جائز جاننا کفر ہے اور حرام سمجھ کر کر لیا تو سخت گنہگار ہوا۔

(بہار شریعت، حصہ دوم، ص ۱۰۴)

اگر نادانستہ جماع آخر حیض میں کیا وہ ایک خمس دینار کفارہ دے اور ابتدائے حیض میں دو خمس دینار۔ دانستہ جماع

کرنے کی وجہ سے ابتدائے حیض میں ایک دینار اور آخر حیض میں نصف دینار۔ یہ سب حکم استحبابی ہے واجب نہیں۔

(ملخصا فتاوی رضویہ، جلد۴، ص۳۶۴)

(۶): ناف سے لے کر گھٹنوں تک کے بدن کو بغیر شہوت کے بھی چھونا جائز نہیں ہے۔ اور اتنے بدن پر شہوت سے نظر بھی جائز نہیں باقی بدن سے ہر قسم کا نفع حاصل کرسکتا ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد۴، ص۳۵۳)

(۷): اس وجہ سے کہ رب تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا "ولاتقربوھن حتی یطھرن" "ان کے قریب مت جاؤ یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں۔ نیز دس دن سے زائد حیض نہیں ہوتا لہذا جب اکثر مدت پر خون ختم ہوگا تو وہ پاک ہو جائے گی اور پاکی کی حالت میں جماع کرنا جائز ہے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی الفلاح، ص۱۴۶)

(۸): جو حیض، دس دن سے کم میں ختم ہوا اس کی دو صورتیں ہیں۔ یا تو عورت کی عادت سے بھی کم میں ختم ہوا جب تو اس سے صحبت کرنا جائز نہیں اگر چہ نہا لے اور اگر عادت کے مطابق یا اس سے زائد ہیں خون ختم ہوا تو صحبت کے لئے دو باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ یا تو عورت نہا لے اور اگر بوجہ مرض یا پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کرے تو نماز بھی پڑھ لے اور دوسرا یہ کہ اگر طہارت نہ کرے تو کوئی نماز فرض اس پر فرض ہو جائے۔

(ملتقطا فتاوی رضویہ، جلد۴، ص۳۵۲)

وَتَقْضِي الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ الصَّوْمَ دُوْنَ الصَّلَاةِ وَيَحْرُمُ بِالْجَنَابَةِ خَمْسَةُ أَشْيَاءَ اَلصَّلَاةُ وَقِرَاءَةُ آيَةٍ مِّنَ الْقُرْآنِ وَمَسُّهَا إِلَّا بِغِلَافٍ وَدُخُوْلُ مَسْجِدٍ وَالطَّوَافُ وَيَحْرُمُ عَلَى الْمُحْدِثِ ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ الصَّلَاةُ وَالطَّوَافُ وَمَسُّ الْمُصْحَفِ إِلَّا بِغِلَافٍ وَدَمُ الْاِسْتِحَاضَةِ كَرُعَافٍ دَائِمٍ لَا يَمْنَعُ صَلَاةً وَلَا صَوْمًا وَلَا وَطْأً وَتَتَوَضَّأُ الْمُسْتَحَاضَةُ وَمَنْ بِهِ عُذْرٌ كَسَلَسِ بَوْلٍ وَاسْتِطْلَاقِ بَطْنٍ لِوَقْتِ كُلِّ فَرْضٍ وَيُصَلُّوْنَ بِهِ مَاشَاءُ وا مِنَ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ وَيَبْطُلُ وُضُوْءُ الْمَعْذُوْرِيْنَ بِخُرُوْجِ الْوَقْتِ فَقَطْ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تقضی:	قضاء کرے گی	مس:	چھونا
ومس المصحف:	قرآن پاک کو چھونا	رعاف:	نکسیر پھوٹنا
کسلس بول:	پیشاب کے قطرے	استطلاق بطن:	پیٹ کا جاری ہونا
ماشاءُ وا:	جو وہ چاہیں		

ترجمہ:

حیض اور نفاس والی عورت روزہ قضا کرے گی نہ کہ نماز [1] اور جنابت کی صورت میں پانچ چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔(۱) نماز [2]۔(۲) قرآن پاک کی کوئی آیت [3] پڑھنا۔(۳) قرآن پاک کو بغیر غلاف چھونا۔(۴) مسجد میں داخل ہونا۔(۵) طواف اور بے وضو آدمی پر تین چیزیں حرام ہیں۔(۱) نماز (۲) طواف (۳) قرآن پاک کو چھونا مگر یہ کہ غلاف کے ساتھ (چھونا) [4]۔

استحاضہ کا خون دائمی نکسیر کی طرح ہے جو کہ نماز، روزہ اور جماع کو نہیں روکتا [5]۔

مسئلہ: مستحاضہ (عورت) اور وہ جسے عذر ہو مثلاً پیشاب کے قطرے آتے ہوں یا جس کا پیٹ جاری ہے وہ ہر فرض نماز کے وقت وضو کریں اور اس وضو کے ساتھ فرائض ونوافل میں جو چاہیں پڑھیں [6] معذور لوگوں کا وضو فقط وقت نکل جانے سے ٹوٹ جاتا ہے [7]۔

تشریح:

(۱): اس لئے کہ روزہ ایک دن میں ایک ہوتا ہے اور نمازیں پانچ، لہٰذا نمازوں کی قضا کا حکم کرنے کی صورت میں حرج

ومشقت لازم آئے گی۔

(۲): کیونکہ نماز کے لئے طہارت شرط ہے۔

(۳): اگر قرآن کی آیت دعا کی نیت سے یا تبرک کے لئے جیسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔یا بہ نیت ثنا پوری سورۃ فاتحہ یا آیت الکرسی ان سب صورتوں میں قرآن کی نیت نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص ۴۸)

نوٹ: حالت جنابت میں ایک آیت سے کم بھی قران پڑھنا منع ہے۔

(ملخصا فتاوی رضویہ، ج ۱، ص ۷۹۸)

(۴): قرآن مجید کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہو اس کے بھی چھونے اور پڑھنے میں قرآن مجید والا حکم ہے۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص ۴۹)

(۵): نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ بنت ابی حبیش سے یوں فرمایا کہ "جب حیض کا خون ہو تو سیاہ ہوگا۔شناخت میں آئے گا۔جب یہ ہو نماز سے باز رہے۔اور جب دوسری قسم کا خون ہو تو وضو کر اور نماز پڑھ، کہ وہ رگ کا خون ہے"۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص ۱۰۶)

(۶): کسی معذور کا وضو اس چیز سے نہیں ٹوٹتا جس کی وجہ سے معذور ہے ہاں اگر دوسری کوئی چیز وضو توڑنے والی پائی گئی تو وضو جاتا رہے گا مثلا جس کو قطرے آنے کا مرض ہے تو ہوا نکلنے سے اس کا وضو جاتا رہے گا۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص ۱۰۸)

(۷): جس کی وجہ سے معذور ہے وضو کرتے وقت وہ چیز نہ پائی گئی اور وضو کے بعد بھی نہ پائی گئی یہاں تک کہ باقی پورا وقت نماز کا خالی گیا تو وقت کے جانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص ۱۰۸)

وَلا يَصِيرُ مَعْذُورًا حَتّٰى يَسْتَوعِبَهُ الْعُذْرُ وَقْتًا كَامِلاً لَيْسَ فِيْهِ اِنْقِطَاعٌ بِقَدْرِ الْوُضُوْءِ وَالصَّلاةِ وَهٰذَا شَرْطُ ثُبُوْتِهٖ وَشَرْطُ دَوَامِهٖ وُجُوْدُهٗ فِي كُلِّ وَقْتٍ بَعْدَ ذٰلِكَ وَلَوْ مَرَّةً وَشَرْطُ اِنْقِطَاعِهٖ وَخُرُوْجُ صَاحِبِهٖ عَنْ كَوْنِهٖ مَعْذُوْرًا خُلُوُّ وَقْتٍ كَامِلٍ عَنْهُ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
استیعاب:	گھیر لینا	دوام:	ہیشگی

ترجمہ:

اور وہ معذور شمار نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ معذور کا عذر ایک کامل وقت (نماز کے وقت) کو گھیر لے[1] اس کامل وقت میں نماز اور وضو کی مقدار عذر ختم نہ ہو[2]۔ اور عذر کے دوام کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کامل وقت کے بعد[3] اس عذر کا ہر وقت میں پایا جانا اگرچہ ایک ہی مرتبہ ہو۔ اور عذر کے ختم ہونے اور اس کے معذور نہ رہنے کی شرط یہ ہے کہ ایک کامل وقت اس عذر سے خالی رہے۔

تشریح:

(۱): ہر وہ شخص جس کو ایسی بیماری ہے کہ ایک پورا وقت ایسا گزر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا وہ معذور ہے۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص ۱۰۷)

(۲): اگر کپڑا وغیرہ رکھ کر اتنی دیر تک خون روک سکتی ہے کہ وضو کر کے فرض پڑھ لے، تو عذر ثابت نہ ہوگا۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص ۱۰۷)

نوٹ: نماز سے مراد صرف فرض ہیں یعنی چار رکعات فرض نہ کہ پوری نماز۔

(۳): اگر کسی نے سورج نکلنے کے بعد وضو کیا تو جب تک ظہر کا وقت ختم نہ ہو وضو نہ جائے گا، کہ ابھی تک کسی فرض نماز کا وقت نہ گیا۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص ۱۰۸)

بَابُ الْاَنْجَاسِ وَالطَّهَارَةِ عَنْهَا

تَنْقَسِمُ النَّجَاسَةُ اِلٰى قِسْمَيْنِ غَلِيْظَةٌ وَخَفِيْفَةٌ فَالْغَلِيْظَةُ كَالْخَمْرِ، وَالدَّمِ الْمَسْفُوحِ وَلَحْمِ الْمَيْتَةِ وَاِهَابِهَا وَبَوْلِ مَا لَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ وَنَجْوِ الْكَلْبِ وَرَجِيْعِ السِّبَاعِ وَلُعَابِهَا وَخُرْءِ الدَّجَاجِ وَالْبَطِّ وَالْاِوَزِّ وَمَا يَنْقُضُ الْوُضُوْءَ بِخُرُوْجِهٖ مِنْ بَدَنِ الْاِنْسَانِ وَاَمَّا الْخَفِيْفَةُ فَكَبَوْلِ الْفَرَسِ وَكَذَا بَوْلُ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ وَخُرْءِ طَيْرٍ لَا يُؤْكَلُ وَعُفِيَ قَدْرُ الدِّرْهَمِ مِنَ الْمُغَلَّظَةِ وَمَا دُوْنَ رُبْعِ الثَّوْبِ اَوِ الْبَدَنِ مِنَ الْخَفِيْفَةِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مسفوح:	بہنے والا خون	میتة:	مردار
اھاب:	کھال	نجو:	پاخانہ
رجیع:	پاخانہ	لعاب:	تھوک
دجاج:	مرغی	بط:	بطخ
اوز:	مرغابی	فرس:	گھوڑا

ترجمہ:

باب نجاستوں[1] اور ان سے طہارت حاصل کرنے کے بیان میں

اقسام نجاست

نجاست دو قسموں کی طرف تقسیم ہوتی ہے۔(۱) نجاست غلیظہ (۲) اور نجاست خفیفہ[2]

(نجاست غلیظہ کی مثالیں) پس نجاست غلیظہ جیسے شراب بہنے والا خون (۳) مردار کا گوشت[4] اور اس کی کھال[5] اور جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کا پیشاب[6] کتے کا پاخانہ، درندوں کا پاخانہ اور ان کا تھوک، مرغی، بطخ[7] اور مرغابی کی بیٹ[8]۔ اور وہ چیز جو بدن انسانی سے خارج ہوتے ساتھ ہی وضو کو توڑ دیتی ہے[9]۔

(نجاست خفیفہ کی مثالیں) بہر حال نجاست خفیفہ جیسے گھوڑے کا پیشاب[10] اسی طرح ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ اور ایسے پرندے کی بیٹ جن کو نہیں کھایا جاتا[11]۔ نجاست غلیظہ سے ایک درہم کی مقدار اور نجاست خفیفہ

سے کپڑے یابدن کا چوتھائی حصہ معاف ہے (۴)۔

تشریح:

(۱): اولاً نجاست کی دو قسمیں ہیں (۱) حقیقیہ اور (۲) نجاست حکمیہ

نجاست حقیقیہ: ایسی گندگی یا غلاظت کو کہتے ہیں جسے شرعاً گندا یا قابل نفرت سمجھا جاتا ہو۔

نجاست حکمیہ: حدث کے پائے جانے کی وجہ سے انسان کے بعض اعضاء یا پورے بدن میں جو ناپاکی سرایت کر جاتی ہے اسے نجاست حکمیہ کہتے ہیں۔

(پانی کے بارے میں اہم معلومات، ص ۱۱۱)

اس باب میں نجاست حقیقیہ سے گفتگو کی جائے گی، نجاست حکمیہ کا بیان گزر چکا۔

(۲): نجاست غلیظہ وہ ہے جس کا حکم سخت ہوتا ہے اور اس کو غلیظہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی کم مقدار معاف ہوتی ہے جو کہ ایک درہم سے کم ہے۔

خفیفہ وہ ہے جس کا حکم ہلکا ہوتا ہے اور اس کو خفیفہ اس لئے کہتے ہیں کہ کپڑے یا عضو پر لگنے کی صورت میں، اس کپڑے یا عضو کا چوتھائی حصہ معاف ہوتا ہے۔

(امداد الفتاح علی نور الایضاح، ص ۱۵۵ تا ۱۵۶)

(۳): لہذا جن کے اندر بہنے والا خون نہیں ہے جیسا کہ مکھی، مچھر، جوں وغیرہ پاک ہیں اسی طرح شہید کا خون جب تک اس کے جسم پر ہے اس کے حق میں پاک ہے دوسرے کے حق میں ناپاک۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۱۵۶)

فائدہ: گوشت کا خون، رگوں کا خون نکل جانے کے بعد خود گوشت میں باقی رہتا ہے پاک ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۴، ص ۶۹۰)

(۴): مردار سے مراد وہ جانور ہے جس میں بہنے والا خون ہو مگر بغیر ذبح شرعی کے مر جائے۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص ۱۲۵)

مگر مچھلی اور ٹڈی جن کو ذبح نہیں کیا جاتا حلال ہیں کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ہمارے لئے دو خون اور دو مردار حلال ہیں خون سے مراد، تلی اور کلیجی اور مردار سے مراد مچھلی اور ٹڈی ہے۔

(حاشیہ الطحطاوی، ص ۱۵۴)

(۵): مردار کی کھال جب پکالی جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مردار کی کھالیں جب پکالی جائیں تو انہیں کام میں لایا جائے (سوائے سور کے کھال کے)۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص ۱۱۰)

(۶): دودھ پیتے بچے کا پیشاب، پاخانہ نجاست غلیظہ ہے۔عوام میں جو مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچے کا پیشاب پاک ہے غلط ہے۔ (رسالہ نجاستوں کا بیان، ص ۴)

(۷): اصل اس میں ہے کہ جو پرندہ اونچا نہ اڑے اس کی بیٹ ناپاک ہے۔ (نجاستوں کا بیان ص ۳)

(۸): جو حلال پرندے اونچے اڑتے ہیں ان کی بیٹ پاک ہے جیسے کبوتر وغیرہ۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص ۱۱۳)

(۹): انسان کے بدن سے جو چیز نکلے اور وضو نہ توڑے وہ پاک ہے۔مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ جو پاک ہو اس سے وضو نہ جائے۔جیسا کہ ریح جو انسان سے خارج ہوتی ہے وہ پاک ہے (مگر وضو ٹوٹ جاتا ہے)

(فتاوی رضویہ، جلد ۴، ص ۲۸۸)

(۱۰): امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک نجاست غلیظہ اور خفیفہ کی تعریف یہ ہے کہ جس نجاست کے خلاف کوئی نص نہ ہو وہ غلیظہ اور اگر ہو تو وہ خفیفہ، کیونکہ گھوڑے کے بارے میں اختلاف ہے کہ اس کا گوشت کھانا حلال ہے کے حرام لہذا دلائل میں تعارض کی وجہ سے حکم میں خفت آگئی۔

(۱۱): خواہ یہ پرندے شکاری ہوں یا نہ ہوں جیسا کہ کوا، چیل، شکرہ، باز۔

(نجاستوں کا بیان، ص ۷)

(۱۲): نجاست غلیظہ اگر گاڑھی ہو مثلاً پاخانہ، لید وغیرہ تو درہم سے مراد وزن میں ساڑھے چار ماشہ (۴.۳۷۴) گرام ہے۔اگر نجاست غلیظہ پتلی ہو جیسے پیشاب وغیرہ تو درہم سے مراد لمبائی چوڑائی ہے یعنی ہتھیلی کو بالکل ہموار رکھ کر اس پر آہستگی سے اتنا پانی ڈالئے کہ اس سے زیادہ پانی نہ رک سکے اب جتنا پانی کا پھیلاؤ ہے اتنا بڑا درہم سمجھا جائے گا۔

(نجاستوں کا بیان، ص ۶)

اگر نجاست غلیظہ درہم سے زیادہ ہو تو دھونا فرض اور اگر درہم کے برابر ہے تو دھونا واجب اور اگر درہم سے کم ہے تو معاف ہے مگر دھو لینا بہتر ہے۔

نجاست خفیفہ اگر آستین میں لگی ہے اور آستین کی چوتھائی سے کم ہے تو معاف ہے یا اس طرح ہاتھ میں لگی اور ہاتھ کی

چوتھائی سے کم ہے تو معاف ہے۔ (نجاستوں کا بیان، ص ۷)

نوٹ: نجاست غلیظہ اور خفیفہ کے الگ الگ حکم بیان ہوئے یہ بدن اور کپڑے کے ساتھ خاص ہیں اگر کسی پتلی چیز مثلاً دودھ وغیرہ میں پڑ جائے خواہ نجاست غلیظہ ہو یا خفیفہ وہ سارا دودھ ناپاک ہو جائے گا اگر چہ ایک قطرہ ہی ہو۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص ۱۱۲)

وَعُفِيَ رَشَاشُ بَوْلٍ كَرُؤُوْسِ الْاِبَرِ وَلَوْ اِبْتَلَّ فِرَاشٌ أَوْ تُرَابٌ نَجِسَانِ مِنْ عَرَقِ نَائِمٍ أَوْ بَلَلِ قَدَمٍ وَظَهَرَ أَثَرُ النَّجَاسَةِ فِي الْبَدَنِ وَالْقَدَمِ تَنَجَّسَا وَاِلَّا فَلَا كَمَا لَا يَنْجَسُ ثَوْبٌ جَافٌ طَاهِرٌ لُفَّ فِي ثَوْبٍ نَجِسٍ رَطْبٍ لَا يَنْعَصِرُ الرَّطْبُ لَوْ عُصِرَ وَلَا يَنْجَسُ ثَوْبٌ رَطْبٌ بِنَشْرِهِ عَلَى أَرْضٍ نَجِسَةٍ يَابِسَةٍ فَتَنَدَّتْ مِنْهُ وَلَا بِرِيْحٍ هَبَّتْ عَلَى نَجَاسَةٍ فَأَصَابَتِ الثَّوْبَ إِلَّا أَنْ يَظْهَرَ أَثَرُهَا فِيْهِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ابر:	سوئی	ابتل:	تر ہونا
عرق:	پسینہ	بلل:	تری
لف:	لپیٹا گیا ہو	عصر:	نچوڑنا
ریح:	ہوا		

ترجمہ:

سوئی کی نوک کے برابر پیشاب کے چھینٹے معاف ہیں[۱]۔ اگر ناپاک بچھونا یا مٹی سونے[۲] والے کے پسینے یا قدم کی رطوبت سے تر ہو جائیں اور نجاست کا اثر[۳] قدم اور بدن میں ظاہر ہو جائے تو بدن اور قدم ناپاک ہو جائیں گے[۴] اور اگر (قدم اور بدن) پر رطوبت کا اثر ظاہر نہ ہو تو ناپاک نہ ہوں گے۔ جیسا کہ پاک خشک کپڑے کو تر ناپاک کپڑے میں لپیٹنے سے ناپاک نہیں ہوتا[۵] کہ اگر اس گیلے کپڑے کو نچوڑا جائے تو وہ نچوڑا نہ جاسکے اس نہ ہی تر کپڑے کو خشک ناپاک زمین پر بچھانے سے نجس ہوتا ہے جس سے زمین تر ہو جائے[۶]۔ اور نہ ہی اس ہوا سے کپڑے ناپاک ہوتے ہیں جو نجاست پر چلے اور ہوا اس کپڑے تک پہنچ گئی۔ مگر یہ کہ اس نجاست کا اثر اس کپڑے میں ظاہر ہو جائے[۷]۔

تشریح:

(۱): اگر چہ پیشاب کے ناپاک ہونے میں نص قطعی موجود ہے۔ مگر عموم بلوی وحرج کی وجہ سے پیشاب کے انتہائی باریک چھینٹے معاف رکھے گئے ہیں۔ (فتاوی رضویہ، جلد۴، ص۳۸۱)

(۲): سونے والا ہو یا جاگنے والا ہر ایک کیلئے ایک ہی حکم ہے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۵۳)

(۳): نجاست کا اثر رنگ، بو، اور ذائقہ ہے۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص۱۵۸)

(۴): بھیگی ہوئی ناپاک زمین پر سوکھے ہوئے پاؤں رکھے اور پاؤں میں تری آگئی تو نجس ہو گئے۔ اور سیل ہے تو نہیں

(بہار شریعت حصہ دوم، ص۱۱۵)

نیز اس صورت میں بھی نجاست کی مقدار کا لحاظ کیا جائے گا۔ نجاست غلیظہ اور خفیفہ سے کتنا معاف ہے اس کے احکام گزر چکے۔

(۵): یہ اس صورت میں ہے کہ وہ ناپاک کپڑا پانی سے تر ہوا ہو اگر پیشاب یا شراب کی تری اس میں موجود ہے تو پاک کپڑا نم ہو جانے سے بھی ناپاک ہو جائے گا۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص۱۱۵)

(۶): اگر پاک کپڑے کی تری ناپاک زمین کو لگی اور وہ زمین بھی تر ہوگئی پھر ناپاک زمین کی تری کپڑے کو پہنچے تو کپڑا ناپاک ہو جائے گا۔ (بہار شریعت حصہ دوم، ص۱۱۶)

(۷): اسی طرح ناپاک چیز کا دھواں کپڑے یا بدن کو لگے تو ناپاک نہیں۔ یوں ہی ناپاک چیز کو جلانے سے جو بخارات اٹھیں، اگر چہ ان سے پورا کپڑا بھیگ جائے۔ مگر نجاست کا اثر ظاہر ہو گیا تو کپڑا ناپاک ہو جائے گا۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص۱۱۶)

وَيُطَهِّرُ مُتَنَجِّسٌ بِنَجَاسَةٍ مَرْئِيَّةٍ بِزَوَالِ عَيْنِهَا وَلَوْ بِمَرَّةٍ عَلَى الصَّحِيحِ وَلَا يَضُرُّ بَقَاءُ أَثَرٍ شَقَّ زَوَالُهُ وَغَيْرُ الْمَرْئِيَّةِ بِغَسْلِهَا ثَلَاثًا وَالْعَصْرِ كُلَّ مَرَّةٍ. وَتَطْهُرُ النَّجَاسَةُ عَنِ الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ بِالْمَاءِ وَبِكُلِّ مَائِعٍ مُزِيلٍ كَالْخَلِّ وَمَاءِ الْوَرْدِ وَيَطْهُرُ الْخُفُّ وَنَحْوُهُ بِالدَّلْكِ مِنْ نَجَاسَةٍ لَهَا جِرْمٌ وَلَوْ كَانَتْ رَطْبَةً وَيَطْهُرُ السَّيْفُ وَنَحْوُهُ بِالْمَسْحِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مرئیۃ:	دکھائی دینے والی نجاست	مزیل:	دور کر دینا
ماء الورد:	گلاب کا پانی	بالدلک:	رگڑنے
جرم:	جسامت	بالمسح:	پونچھنے، صاف کرنے سے

ترجمہ:

نجاست [۱] مرئیہ (دکھائی دینے والی) سے ناپاک ہونے والی شئے، نجاست مرئیہ کو زائل کرنے کے ساتھ پاک ہو جاتی ہے۔ اور صحیح قول کے مطابق اگر چہ ایک مرتبہ ہی دھویا ہو۔ ایسے اثر کا باقی رہنا کوئی نقصان دہ نہیں ہے جس اثر کو دور کرنا مشکل ہو۔ اور نجاست غیر مرئیہ (نہ دکھائی دینے والی) سے ناپاک ہونے والی شئے تین مرتبہ دھونے اور ہر مرتبہ نچوڑنے سے پاک ہو جاتی ہے [۲]۔ بدن [۳] اور کپڑے سے نجاست، پانی اور ہر اس چیز سے دور ہو سکتی ہے جو بہنے والی اور (نجاست کو) زائل کرنے والی ہو جیسا کہ سرکہ اور گلاب کا پانی، موزہ اور اس جیسی دوسری چیزیں جن پر جرم دار نجاست لگ جائے وہ رگڑنے سے پاک ہو جاتی ہیں۔ اگر چہ وہ تر ہو [۴]۔ تلوار اور اس کی مثل دوسری چیزیں پونچھنے سے پاک ہو جاتی ہیں [۵]۔

تشریح:

(۱): نجاست مرئیہ اسے کہتے ہیں کہ جو خشک ہو جانے کے بعد بھی نظر آئے۔ اور نجاست مرئیہ دور کرنے کے لئے عدد شرط نہیں ہے۔ اگر ایک مرتبہ دھونے سے نجاست مرئیہ زائل ہو گئی کپڑا پاک ہو گیا اور اگر دس بار دھونے میں عین نجاست دور ہو گی تو دس بار دھونا ہو گا اور اگر دھونے کے بعد کچھ اثر باقی ہے اور بغیر مشقت کے دور ہو سکتی ہے تو دھونا ضروری ہو گا۔

(ملخصاً فتاوی رضویہ جلد ۴، ص ۳۹۲)

(۲): غیر مرئیہ سے مراد وہ نجاست ہے جو سوکھنے کے بعد دکھائی نہ دے (جیسے پیشاب وغیرہ) تو اس کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ جب دھونے سے غلبہ ظن ہو جائے کہ کپڑا پاک ہو گیا تو کپڑا پاک تصور کیا جائے گا اور دوسرا

قول یہ ہے کہ تین مرتبہ دھونا شرط ہے ہر بار نچوڑیں کہ بوندیں نہ ٹپکے اور اگر نچوڑنے والی شئے نہ ہو جیسا کہ (قالین ،صوفہ) تو ہر بار خشک ہونے کے بعد دھوئیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد۴، ص۳۹۲)

فائدہ: جاری پانی یا بہتے نل یا بڑے حوض میں اگر نجاست غیر مرئیہ والے کپڑے کو دھویا تو اس میں نچوڑنا شرط نہیں ہے۔ بلکہ غلبہ ظن کا اعتبار ہے۔ (فتاویٰ امجدیہ، جلد۱، ص۳۵)

(۳): اگر بدن پر نجاست لگی ہے تو اس کو دھونا یا پانی وغیرہ بہانا شرط نہیں ہے بلکہ اگر نجاست مرئیہ جسم پر لگ گئی ہے اور پاک کپڑا بھگو کر اس نجاست کو زائل کر دیا اور اس کا اثر (رنگ، بو، ذائقہ) نہ رہا تو جسم پاک ہو گیا۔ اسی طرح اگر نجاست غیر مرئیہ ہے اور غلبہ ظن ہو گیا کہ اتنی مرتبہ صاف کرنے سے نجاست باقی نہ رہی جسم پاک ہو گیا۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد۴، ص۴۶۴)

(۴): یہ حکم اس وقت ہے کہ جب نجاست گاڑھی جیسا کہ پاخانہ، گوبر، لید وغیرہ ہو اگر نجاست پتلی ہو اور اس پر مٹی ڈال کر رگڑ ڈالا تو اب بھی موزہ پاک ہو گیا۔ اگر نجاست پتلی ہو اگر ایسا نہ کیا تو اب دھونا ضروری ہے۔ بغیر دھوئے پاک نہ ہو گا۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص۱۲۳)

(۵): لوہے کی چیز جس میں نہ زنگ ہو نہ نقش ونگار نجس ہو جائے تو اچھی طرح پونچھ ڈالنے سے پاک ہو جائے گی، اس صورت میں نجاست کے گاڑھی اور پتلی ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہاں اگر لوہے میں زنگ ہو تو اس کو دھونا ضروری ہے۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص۱۲۴)

وَإِذَاذَهَبَ أَثَرُ النَّجَاسَةِ عَنِ الْاَرْضِ وَجَفَّتْ جَازَتِ الصَّلاةُ عَلَيْهَادُوْنَ التَّيَمُّمِ مِنْهَاوَيُطْهَرُ مَابِهَامِنْ شَجَرٍ وَكَلَأٍ قَائِمٍ بِجَفَافِهِ ،وَتَطهرُ نَجَاسَةٌ إِسْتَحَالَتْ عَيْنُهَا كَانْ صَارَتْ مِلْحًااَوْاِحْتَرَقَتْ بِالنَّارِ وَيطهرُ الْمَنِيي الجَافُ بِفَرْكِهِ عَنِ الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ وَيطهرُ الرَّطْبُ بِغَسْلِهِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
کلأ:	گھاس	ملحا:	نمک
حرق:	جل جانا	فرک:	کھرچنے

ترجمہ:

جب زمین سے نجاست کا اثر(۱) دور ہو جائے اور وہ خشک ہو جائے(۲) تو اس زمین پر نماز پڑھنا جائز ہے مگر اس زمین سے تیمم جائز نہیں(۳)۔ اور زمین کے خشک ہونے سے وہاں جو کچھ درخت اور کھڑی گھاس ہو وہ پاک ہو جاتا ہے(۴)۔ اور نجاست کا عین بدلنے جیسا کہ وہ نمک ہو جائے یا آگ میں جل جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے(۵)۔ بدن اور کپڑے سے خشک منی کھرچنے سے پاک ہو جاتا ہے اور تر منی دھونے سے (کپڑا، بدن) پاک ہو جاتا ہے(۶)۔

تشریح:

(۱): اثر سے مراد رنگ یا بو ہے۔ (ملخصا بہار شریعت، حصہ دوم، ص ۳۹۳)

(۲): چاہے وہ ناپاک ہوا سے سوکھی ہو یا دھوپ سے یا آگ سے مگر اس سے تیمم نہیں کر سکتے اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(بہار شریعت، حصہ دوم، ص ۴۰۱)

(۳): کیونکہ تیمم کے لئے یہ شرط ہے کہ زمین پاک ہو اور پاک کرنے والی بھی ہو۔ جب زمین ناپاک ہوگئی تو یہ دونوں وصف ختم ہو گئے اور زمین کے خشک ہونے سے اس کا پاک ہونا تو ثابت ہوا مگر پاک کرنے والی نہ ہوئی۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۱۶۴)

(۴): اسی طرح ہر وہ شئے جو زمین کے ساتھ جڑی ہوئی ہے اس کے سوکھنے سے وہ بھی پاک ہو جاتی ہے جیسا کہ اینٹ وغیرہ اور اگر زمین کے خشک ہونے سے پہلے درخت وغیرہ کاٹ لئے گئے تو اب درختوں کو علیحدہ سے پاک کرنا ہوگا۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص ۱۲۳)

(۵): اس کا عین بدل جائے یا اس کا وصف دونوں صورتوں میں پاک ہو جائے گی اول کی مثال نجس جانور نمک کی کان میں گر

کر نمک ہوگیا تو وہ نمک پاک وصاف ہوگیا۔ دوم کی مثال مثلا شراب تھی اور وہ سرکہ بن گئی تو اب وہ پاک ہے۔

(٦): حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ ڈالتی ، پھر حضور اس میں نماز پڑھتے۔ (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب حکم المنی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے سے منی کو دھوتی، پھر حضور نماز کو تشریف لے جاتے، اور دھونے کا نشان اس میں ہوتا۔

فائدہ: مگر جس نطفہ سے انبیاء کرام علیہ السلام کی پیدائش ہوئی وہ پاک ہے، بلکہ ان کے تمام فضلات (منی سمیت) امت کے حق میں پاک ہیں۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۴، ص ۵۷۰)

فصل: يَطهرُ جِلدُ الْمَيْتَةِ بِالدِّبَاغَةِ الحَقِيقِيَّةِ كَالْقَرْظِ وَبِالْحُكْمِيَّةِ كَالتَّتْرِيبِ وَالتَّشْمِيسِ إِلَّا جِلْدَ الْخِنْزِيرِ وَالآدِمِيِّ وَتُطَهِّرُ الذَّكَاةُ الشَّرْعِيَّةُ جِلْدَ غَيْرِ الْمَاكُولِ دُوْنَ لَحْمِهِ عَلَى أَصَحِّ مَا يُفْتَى بِهِ وَكُلُّ شَيْءٍ لَا يَسْرِي فِيْهِ الدَّمُ لَا يَنْجَسُ بِالْمَوْتِ كَالشَّعْرِ وَالرِّيشِ الْمَجْزُوْزِ وَالْقَرْنِ وَالْحَافِرِ وَالْعَظْمِ مَالَمْ يَكُنْ بِهِ دَسَمٌ وَالْعَصَبُ نَجَسٌ فِي الصَّحِيحِ وَنَافِجَةُ الْمِسْكِ طَاهِرَةٌ كَالْمِسْكِ وَأَكْلُهُ حَلَالٌ وَالزَّبَادُ طَاهِرٌ تَصِحُّ صَلَاةُ مُتَطَيِّبٍ بِهِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
جلد:	کھال	كالقرظ:	درخت سلم۔ کیکر کی طرح
كالتتريب:	مٹی لگانا	والتشميس:	دھوپ میں سکھانا
ذكاة الشرعية:	ذبح شرعی	يسرى:	سرایت کرنا
كالشعر:	بال	مجزوز:	کٹے ہوئے پر
قرن:	سینگ	حافر:	کھر
عظم:	ہڈی	دسم:	چربی
عصب:	پٹھے	نافجة المسك:	ہرن کی وہ جگہ جہاں مشک ہے
والزباد:	ایک قسم کی خوشبو جو جانور سے حاصل کی جاتی ہے۔		

ترجمہ:

مردار[1] کی کھال حقیقی دباغت مثلا کیکر کے پتوں سے اور حکمی دباغت مثلا خاک آلود کرنے اور دھوپ میں خشک کرنے سے پاک ہوجاتی ہے[2]۔ سوائے خنزیر[3] اور آدمی[4] کی کھال کے۔ جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا اس کی کھال ذبح شرعی سے پاک ہوجاتی ہے۔ مگر مفتی بہ اصح قول کے مطابق اس کا گوشت پاک نہیں ہوتا[5]۔ ہر وہ چیز جسمیں خون نہیں[6] بہتا وہ (جانور کے) مرنے سے ناپاک نہیں ہوتی مثلا بال، کٹے ہوئے پر، سینگ، کھر، اور ہڈی جبکہ اس پر چربی نہ ہو۔ صحیح قول پر پٹھے ناپاک ہیں (۷)، کستوری کا نافہ، کستوری کی طرح پاک ہے اور کستوری کے نافہ کا کھانا حلال (۸) ہے۔ اور زباد پاک ہے اس کی خوشبو لگا کر نماز پڑھنا صحیح ہے (۹)۔

تشریح:

(۱): اگر چہ ہاتھی کی کھال ہو کیونکہ اس کا بھی حکم وہی ہے جو تمام درندوں کا ہے۔ کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھی کی ہڈی سے علاج کیا۔ اسی طرح کتے کی کھال بھی دباغت سے پاک ہو جاتی ہے کیونکہ یہ نجس العین نہیں ہے۔

(مراقی الفلاح علی نور الایضاح، ص۱۲۷)

(۲): دباغت سے کھال کے اندر موجود بو ختم ہو جاتی ہے۔ دباغت کی دونوں قسموں میں احکام کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے۔ مگر ایک صورت میں کہ اگر دباغت حقیقی کی صورت میں اگر کھال پانی میں ڈالی گئی تو بالاتفاق کھال دوبارہ ناپاک نہ ہوگی۔ اور دباغت حکمی کی صورت میں دو روایتیں ہیں اور صحیح یہ ہے کہ کھال دوبارہ ناپاک نہیں ہوتی۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۵۵)

(۳): کیونکہ خنزیر نجس العین ہے۔

(۴): آدمی کی کھال سے بطور کرامت، نفع اٹھانا جائز نہیں ہے لیکن دباغت سے آدمی کی کھال پاک ہو جائے گی۔ مگر اس کا استعمال جائز نہیں۔ (طحطاوی، ص۱۶۸)

فائدہ: درندے کی کھال اگر چہ پکائی گئی ہو نہ اس پر بیٹھنا چاہیے نہ نماز پڑھنی چاہیے کہ اس سے مزاج میں سختی پیدا ہوتی ہے۔

(بہار شریعت حصہ دوم، ص۱۲۴)

(۵): مفتی بہ قول یہ ہے کہ گوشت بھی پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ

صدر الشریعۃ بدر الطریقۃ مفتی امجد علی اعظمی فرماتے ہیں "سوّر کے سوا ہر جانور حلال ہو یا حرام جبکہ ذبح کے قابل ہو۔ اور بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا گیا تو اس کا گوشت اور کھال پاک ہے مگر حرام جانور ذبح سے (اس کا کھانا) حلال نہ ہوگا حرام ہی رہے گی۔ (بہار شریعت حصہ دوم، ص۱۲۴)

(۶): کیونکہ اس کا ناپاک ہونا خون روکنے کی وجہ سے تھا اور ان چیزوں میں خون ہی نہیں پایا جاتا (لہذا جب علت نہ پائی گئی تو حکم مفقود ہو گیا)۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۱۷۰)

(۷): مفتی بہ قول یہ ہے کہ پٹھے پاک ہیں بشرطیکہ اس پر چربی نہ ہو۔ (حلبی کبیر، ص۱۵۴)

(۸): حلال ہونے کی تصریح اس لئے کی کہ کسی شے کے پاک ہونے سے اس کا کھانا حلال نہیں ہو جاتا ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۱۷۱)

(۹): یہ ایک خاص قسم کی خوشبو ہے جو بلی کی مانند جانور میں ایک تھیلی میں ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کا عین بدل چکا ہے لہذا یہ پاک ہے۔

كِتَابُ الصَّلٰوةِ

يَشْتَرِطُ لِفَرْضِيَّتِهَا ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ الْإِسْلَامُ وَالْبُلُوغُ وَالْعَقْلُ وتُؤْمَرُ بِهَا الْأَوْلَادُ لِسَبْعِ سِنِيْنَ وَتُضْرَبُ عَلَيْهَا لِعَشْرٍ بِيَدٍ لَا بِخَشَبَةٍ ,وأَسْبَابُهَا أَوْقَاتُهَا وَتَجِبُ بِأَوَّلِ الْوَقْتِ وُجُوبًا مُوَسَّعًا وَالْأَوْقَاتُ خَمْسَةٌ وَقْتُ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ الصَّادِقِ إِلٰى قُبَيْلِ طُلُوعِ الشَّمْسِ ووَقْتُ الظُّهْرِ مِنْ زَوَالِ الشَّمْسِ إِلٰى أَنْ يَصِيْرَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ أَو مِثْلَهُ سِوىٰ ظِلِّ الْإِسْتِوَاءِ وَاخْتَارَ الثَّانِي الطَّحَاوِيُّ وَهُوَ قَوْلُ الصَّاحِبَيْنِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تو مر:	حکم دیا جائے گا	سنین:	سات سال کی عمر
تضرب:	مارا جائے گا	بید:	ہاتھ
مؤسعا:	گنجائش	زوال الشمس:	آفتاب کا ڈھلنا
ظل:	سایہ	مثلین:	دو مثل
واختار:	اختیار کیا، پسند کیا	صاحبین:	امام محمد، امام ابو یوسف

ترجمہ:

کتاب الصلوة [۱] (نماز کا بیان)

نماز کے فرض ہونے کے لئے تین باتیں شرط ہیں (۱) اسلام [۲]، (۲) بلوغ [۳]، (۳) عقل [۴]۔ اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے گا [۵]، اور دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر ہاتھ سے مارا جائے گا۔ لکڑی سے نہیں [۶]، نماز کے اسباب [۷] اس کے اوقات ہیں۔ نماز اول وقت کے ساتھ ہی ایسے وجوب سے ثابت ہوتی ہے جس میں وسعت ہے [۸]۔

نماز کے اوقات

(نماز کے اوقات) پانچ ہیں [۹]۔

صبح کا وقت (نماز فجر کا وقت) طلوع فجر [۱۰] صادق سے لے کر، طلوع آفتاب سے پہلے تک ہے۔ ظہر کا وقت سورج ڈھلنے سے لے کر اس وقت تک ہے جب ہر چیز کا سایہ، سایہ اصلی (۱۱) کے علاوہ دو مثل یا ایک مثل ہو جائے۔ امام طحاوی نے

دوسرے قول (ایک مثل والا) کو اختیار کیا ہے اور یہی صاحبین کا قول ہے (۱۲)۔

تشریح:

(۱): **صلوۃ کا لغوی معنی:** دعا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا (وصل علیھم) ای ادع لھم یعنی آپ ان کے لئے دعا کریں۔

شرعی معنی: ارکان اور افعال مخصوصہ کا نام صلوٰۃ ہے۔

نماز کب فرض ہوئی:

نماز شب معراج میں فرض ہوئی۔ یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ نماز فرض ہونے سے پہلے آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب علیہم الرضوان نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس بارے میں اعلی حضرت فرماتے ہیں۔

"تاہم اس قدر یقیناً معلوم کہ معراج مبارک سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نمازیں پڑھتے۔ رات کی نماز کی فرضیت تو سورہ مزمل سے ثابت اور اس کے علاوہ اور اوقات میں نماز پڑھنا ثابت ہے اگرچہ فرض ہو یا نفل۔ (فتاوی رضویہ جلد۵، ص۸۲)

پھر فرماتے ہیں کہ نماز شرع میں مشروع ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب پہلی مرتبہ وحی اتری اور نبوت کریمہ ظاہر ہوئی اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتعلیم جبرئیل امین علیہ السلام نماز پڑھی اور اسی دن حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا نے نماز پڑھی۔ اور دوسرے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھی کہ ابھی سورۃ مزمل نازل بھی نہ ہوئی تھی۔ تو ایمان کے بعد پہلی شریعت نماز ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد۵، ص۸۳)

اسی طرح معراج سے پہلے وضو بھی تھا اور طہارت ثوب بھی، بالجملہ معراج سے پہلے کی نماز معراج کے بعد کی نماز جیسی ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد۵، ص۹۰)

(۲): یعنی کافر پر نماز فرض نہیں ہے مگر کافر بھی عبادات کے مخاطب ہیں۔ پہلے انہیں اسلام لانے کا حکم ہے اور پھر عبادات کو بجالانے کا۔ لہذا جو کافر رہے گا اس کو ایک تو عذاب اسلام نہ لانے کا ملے گا۔ اور دوسرا عذاب نماز کو ادا نہ کرنے کا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے کہ "اللہ تبارک وتعالی کافروں سے خطاب فرمائے گا تمہیں کس چیز نے جہنم میں ڈالا تو وہ کہیں گے ہم نماز نہ پڑھتے

تھے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح بزیادہ، ص۱۷۳)

(۳): اس لئے کہ خطاب اللہ (اقیمو الصلوۃ) صغیر کے لئے نہیں ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، جلد ۵، ص۷۶)

(۴): کیونکہ عقل نہ ہونے کی وجہ سے انسان جانوروں جیسا ہو جاتا ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۱۷۶)

(۵): نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو اور دس سال کی عمر میں نماز ترک کرنے پر مارو۔" (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ باب متی یوم الفلاح بالصلوۃ)

(۶): اس پر نرمی کرتے ہوئے اور اسکو زجر و توبیخ اس کی طاقت کے مطابق کی جائے۔ تین ضربیں لگا سکتا ہے۔ اس سے زائد نہیں۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۱۷۶)

نوٹ: یہ ضرب شدید نہ ہو کہ اس کے جسم پر نشانات پڑیں اور منہ پر مارنا بھی منع ہے۔

(۷): ہر چیز کا سبب حقیقی اللہ تعالی کا کلام ہے جو اس نے ازل میں فرمایا ہے اور اس کی ان نعمتوں کی وجہ سے جن کو شمار کرنا ممکن نہیں۔ اللہ تعالی نے اوقات کو ظاہر سبب بنایا ہے ہم پر آسانی کے لئے۔ کیونکہ خطاب اللہ پر ہمیں اطلاع حاصل نہیں ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۱۷۵)

(۸): وجوب کی دو قسمیں ہیں (۱) نفس وجوب (۲) وجوب ادا

جوں ہی وقت داخل ہوتا ہے نماز ہم پر فرض ہو جاتی ہے مگر ادائیگی اس وقت فرض ہوتی ہے جب کہ نماز کا وقت انتہائی تنگ ہو جائے۔ اب اگر نماز کی ادائیگی میں تاخیر کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۱۷۷)

(۹): نمازوں کے اوقات قرآن پاک سے ثابت ہوتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے "و سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها ومن آناء الليل فسبح واطراف النهار" صاحب جلالین نے لکھا ہے کہ (سبح) بمعنی (صل) ہے یعنی تو نماز پڑھ (قبل طلوع الشمس) سے مراد فجر کی نماز اور (قبل غروبها) سے مراد عصر کی نماز (واناء الليل) سے مغرب و

عشاء اور (و اطراف النہار) سے مراد ظہر کی نماز ہے۔

(۱۰): فجر کی دو قسمیں ہیں (۱) فجر صادق (۲) فجر کاذب

فجر صادق ایک روشنی ہیکہ مشرق کی جانب جہاں سے سورج طلوع ہونے والا ہے اس کے اوپر آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی چلی جاتی ہے، یہاں تک تمام آسمان پر پھیل جاتی ہے اور زمین پر اجالا ہو جاتا ہے۔

اور اس سے پہلے آسمان کے درمیان ایک دراز سفیدی ظاہر ہوتی ہے جس کے نیچے سارا افق سیاہ ہوتا ہے۔ صبح صادق اس کے نیچے سے پھوٹ کر جنوباً شمالاً پھیل کر اوپر بڑھتی ہے۔ یہ دراز سفیدی اس میں غائب ہو جاتی ہے، اس کو صبح کاذب کہتے ہیں۔

(ملخصا بہار شریعت، حصہ سوئم، ص ۴۴۷)

(۱۱): برابر زمین میں، ہموار لکڑی اس طرح سیدھی نصب کریں کہ مشرق یا مغرب کو اصلا نہ جھکی ہو۔ سورج جتنا بلند ہوتا جائے گا اس لکڑی کا سایہ کم ہوتا جائے گا، جب کم ہونا موقوف ہو جائے تو اس وقت کا سایہ، سایہ اصلی ہے۔

(افادہ، بہار شریعت، حصہ سوئم، ص ۴۴۹)

(۱۲): امام صاحب کے نزدیک ظہر کا وقت اس وقت شروع ہوگا جب ہر شے کا سایہ دو مثل ہو جائے۔ اور فتوی امام صاحب کے قول پر ہے اور اس مذہب کو مذہب صاحبین پر ترجیح حاصل ہے (۱) یہ مذہب امام اعظم ہے (۲) متون میں یہی مذکور ہے اور متون کی موجودگی میں اور کتابیں مقبول نہیں (۳) اسی پر عامہ شروح ہیں۔ اور شروح فتاوی پر مقدم (۴) امام قاضی خان، امام برہان الدین صاحب ہدایہ اور صاحب بدائع نے امام اعظم کے قول ہی کی تصحیح و ترجیح فرمائی ہے۔ (۵) اکثر مشائخ نے اس پر فتوی دیا ہے (۶) اسی میں احتیاط ہے۔

(ملخصا فتاوی رضویہ، جلد ۵، ص ۱۳۵)

وَوَقْتُ الْعَصْرِ مِنْ اِبْتِدَاءِ الزِّيَادَةِ عَلَى الْمِثْلِ أَوِ الْمِثْلَيْنِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ وَالْمَغْرِبُ مِنْهُ إِلَى غُرُوبِ الشَّفَقِ الْاَحْمَرِ عَلَى الْمُفْتٰى بِهٖ وَالْعِشَاءُ وَالْوِتْرُ مِنْهُ إِلَى الصُّبْحِ وَلَا يُقَدَّمُ الْوِتْرُ عَلَى الْعِشَاءِ لِلتَّرْتِيْبِ اللَّازِمِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ وَقْتَهُمَا لَمْ يَجِبَا عَلَيْهِ وَلَا يَجْمَعُ بَيْنَ فَرْضَيْنِ فِي وَقْتٍ بِلَاعُذْرٍ إِلَّا فِي عَرَفَةَ لِلْحَاجِّ بِشَرْطِ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ وَالْاِحْرَامِ فَيَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ جَمْعَ تَقْدِيْمٍ وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِمُزْدَلِفَةَ وَلَمْ يَجُزِ الْمَغْرِبُ فِي طَرِيْقِ مُزْدَلِفَةَ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
زیادۃ:	بڑھ جانا	مفتی بہ:	جس پر فتوی دیا گیا
لم یجد:	جو نہ پائے	امام اعظم:	سلطان
جمع تقدیم:	عصر کو ظہر کے وقت میں پڑھنا		

ترجمہ:

عصر کا وقت ایک مثل یا دو مثل (۱) پر اضافہ سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک ہے۔ مغرب کا وقت سورج کے غروب ہونے سے لے کر سرخ شفق (۲) کے غروب ہونے تک ہے۔ مفتی بہ قول یہی ہے۔ عشاء اور وتر کا وقت شفق (۳) احمر کے غروب ہونے سے لے کر صبح (صادق) تک ہے۔ وتر کو عشاء پر مقدم نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان دونوں کے درمیان ترتیب لازم ہے (۴)۔ اور جو شخص ان دونوں کا وقت نہ پائے تو اس پر یہ دونوں لازم نہیں ہیں (۵)۔ عذر کی وجہ سے دو فرض نمازوں کو ایک وقت میں جمع نہیں کیا جائے گا۔ مگر حاجیوں کے لئے مقام عرفات میں دو فرض نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے بشرط یہ کہ بڑا امام موجود ہو اور احرام باندھا ہو۔ پس وہ ظہر اور عصر کو جمع تقدیم کے ذریعے ملائے گا۔ اور مغرب و عشاء کا مقام مزدلفہ میں ملائے گا (۶)۔ (جمع تاخیر کرتے ہوئے) اور مغرب مزدلفہ کے راستے میں جائز نہیں (۷)۔

تشریح:

(۱): مفتی بہ قول یہ ہے کہ جب سایہ، اصلی سایہ سے دو مثل زائد ہو جائے تو عصر کا وقت شروع ہوتا ہے اور اسی قول پر عمل کرنے میں احتیاط ہے کیونکہ اگر مثل اول میں نماز پڑھی تو ایک مذہب پر ہوئی ہی نہیں اور مثل ثانی کے بعد پڑھی تو بالاتفاق ہوگئی۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۵، ص ۱۳۵)

(۲): دراصل شفق کی تعیین میں علماء کا اختلاف ہے۔امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک وہ سفیدی جو سرخی کے بعد ظاہر ہوئی ہے اسے شفق کہتے ہیں۔اور صاحبین کے نزدیک سورج غروب ہونے کے بعد وہ سرخی ہے جو سفیدی سے پہلے ہوئی ہے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح ،ص ۷۵)

مفتی بہ قول امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں "ہمارے نزدیک (مغرب کا وقت) شفق ابیض تک ہے۔یہی روایۃ صحیح ہے اسی کو درایۃً ترجیح حاصل ہے اور دلیل کا تقاضا بھی یہی ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۵، ص ۲۴۶)

نوٹ: بغیر عذر کے اتنی تاخیر کردینا جس کی وجہ سے آسمان پر ستارے گتھ گئے تو مکروہ تحریمی ہے۔

(بہار شریعت، حصہ سوئم، ص ۴۵۳)

(۳): مفتی بہ قول کے مطابق عشاء کا وقت شفق ابیض غروب ہونے کے بعد سے شروع ہوتا ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوا۔

(۴): اگر اسے یاد ہے تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔اگر ایسا ہوا کہ عشاء کی نماز بغیر وضو کے پڑھی اور اس کو یہ یاد بھی نہیں تھا۔پھر تازہ وضو کیا اور وتر پڑھے پھر بعد کو معلوم ہوا کہ اس نے عشاء کی نماز بے وضو پڑھی۔تو اس پر عشاء کا اعادہ ہے نہ کہ وتر کا۔کیونکہ اس نے بھول کر ایسا کیا ہے اور بھولنے کی وجہ سے یہ ترتیب ساقط ہوگئی۔یہی امام اعظم کا قول ہے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح ،ص ۷۵ بحوالہ مبسوط، امداد الفتاح شرح نور الایضاح ،ص ۱۸۱)

(۵): متن میں مذکور مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی جگہ عشاء و وتر کا وقت داخل نہ ہو تو اس کا ادا کرنا لازم نہیں ہے۔جیسا کہ یورپ میں بلغاریہ شہر میں ایسا ہوتا ہے۔مفتی واجد علی قادری فرماتے ہیں "نمازوں کی فرضیت وقت کے ساتھ ہے اور جب وقت نہیں آیا تو فرضیت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔اور یہ بھی تسلیم شدہ بات ہے کہ مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہیں لہذا ایسے علاقے جن میں عشاء کا وقت نہیں آتا وہاں وقت کو مقدر ماننا پڑے گا۔اور عشاء بہ نیت قضاء پڑھنی ہوگی"۔

(فتاوی یورپ، ص ۱۷۵)

(۶): اصل مسئلہ یہ ہے کہ کیا سفر یا کسی عذر کی وجہ سے ظہر کے وقت میں عصر پڑھ سکتے ہیں؟ جسے جمع تقدیم بھی کہتے ہیں۔کیا اسی طرح عشاء کے وقت میں مغرب کی نماز پڑھنا جائز ہے ؟ جسے جمع تاخیر بھی کہتے ہیں۔تو عندالاحناف سوائے حج کے موقع پر ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔کیونکہ جمع تقدیم کی صورت میں عصر کی نماز اس کے وقت سے پہلے پڑھنا ہے جو ادا ہی نہ ہوگی اور جمع تاخیر کی صورت میں مغرب کو عشاء کے وقت میں پڑھنے کی صورت میں مغرب کی ادا نہیں قضا ہوگی۔اسے جمع حقیقی بھی کہتے ہیں۔

ہاں جمع صوری جائز ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک نماز کو اس کے آخری وقت میں پڑھی جائے اور دوسری نماز وقت کے شروع میں پڑھی جائے تو سفر یا شدید بارش وغیرہ میں ایسا کرنا جائز ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۵ ماخوذ از حاجز البحرین الواقی عن الجمع الصلاتین)

(۷): کیونکہ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے جب ایک شخص کو مزدلفہ کے راستے میں مغرب پڑھتے دیکھا تو ارشاد فرمایا، نماز کا وقت آگے ہے۔ (مراقی الفلاح، ص ۱۱۱)

نوٹ: اگر اس نے مزدلفہ کے راستے میں نماز پڑھ لی اور اعادہ بھی نہ کیا یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی تو نماز مغرب ادا ہوگئی۔

وَيَسْتَحِبُّ الْإِسْفَارُ بِالْفَجْرِ لِلرِّجَالِ وَالْإِبْرَادُ بِالظُّهْرِ فِي الصَّيْفِ وَتَعْجِيلُهُ فِي الشِّتَاءِ إِلَّا فِي يَوْمِ غَيْمٍ فَيُؤَخَّرُ فِيهِ وَتَأْخِيرُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَتَغَيَّرِ الشَّمْسُ وَتَعْجِيلُهُ فِي يَوْمِ الْغَيْمِ .وَتَعْجِيلُ الْمَغْرِبِ إِلَّا فِي يَوْمِ غَيْمٍ فَيُؤَخَّرُ فِيهِ وَتَأْخِيرُ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَتَعْجِيلُهُ فِي الْغَيْمِ وَتَأْخِيرُ الْوِتْرِ إِلَى آخِرِ اللَّيْلِ لِمَنْ يَثِقُ بِالْإِنْتِبَاهِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اسفار:	خوب روشنی کرنا	للرجال:	مردوں کے لئے
ابراد:	ٹھنڈا کرنا	صیف:	گرمیاں
شتاء:	سردیاں	یوم غیم:	بادلوں کے دن
تغیر الشمس:	سورج کی روشنی کا چلے جانا	تعجیل:	جلدی کرنا
ثلث اللیل:	تہائی رات	یثق:	جسے اعتماد ہو

ترجمہ:

فجر کی نماز خوب (۱) روشنی میں پڑھنا مستحب ہے (۲)۔ اور ظہر کی نماز گرمیوں میں ٹھنڈی کر کے اور سردیوں میں جلدی پڑھنا مستحب ہے (۳)۔ البتہ بادلوں کے دن میں تاخیر کر کے پڑھی جائے گی (۴)۔ عصر کی تاخیر جب تک سورج متغیر (۵) نہ ہو مستحب ہے اور بادلوں کے دن جلدی کرنا مستحب ہے (۶)۔ مغرب کی نماز جلدی ادا کرنا مستحب ہے (۷)۔ مگر بادلوں کے دن

تاخیر سے پڑھی جائے گی (۸)۔عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے (۹) اور بادلوں والے دن جلدی ادا کرنا مستحب ہے وتر کو رات کے آخری حصہ تک مؤخر کرنا اس شخص کے لئے مستحب ہے جسے جاگنے کا یقین ہو (۱۰)۔

تشریح:

(۱): کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "فجر خوب روشنی میں پڑھو کیونکہ اس میں زیادہ ثواب ہے"

(ترمذی، کتاب الصلوۃ باب ماجاء فی الاسفار بالفجر)

(۲): اعلی حضرت فرماتے ہیں کہ "بالجملہ تحقیق یہ ہے کہ جن نمازوں میں تاخیر مستحب ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اس وقت کے دو حصے کیے جائیں۔اور دوسرے حصہ میں نماز پڑھی جائے۔مگر نماز عصر میں بیس منٹ کراہت کے نکال کر دو حصہ کیے جائیں ۔اور دوسرے حصے میں نماز پڑھی جائے۔ (فتاوی رضویہ، جلد، ص ۱۳۸)

(۳): کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ظہر کو ٹھنڈی کر کے پڑھو۔کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی آگ سے ہے"

(بخاری، امداد الفتاح شرح نور الایضاح)

(۴): کہ کہیں وقت سے پہلے نماز ادا نہ کرے اس لئے تاخیر مستحب ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۱۸۸)

نیز ظہر و فجر کا آخری وقت مکروہ نہیں ہے۔لہذا تاخیر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۵، ص ۳۲۰)

(۵): یعنی سورج اس حالت میں ہو کہ اس کی طرف دیکھنا ممکن ہو۔اور تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ زردی اس وقت آجاتی ہے، جب غروب میں بیس منٹ باقی رہتے ہیں۔

(ماخوذ از بہار شریعت، حصہ سوئم، ص ۴۵۲)

(۶): تاکہ وقت مکروہ داخل نہ ہو اس لئے بادلوں کے دن جلدی کرنا مستحب ہے۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۱۸۳)

(۷): گرمیوں اور سردیوں میں مغرب کی نماز جلدی ادا کرنا مستحب ہے۔اذان اور اقامت کے درمیان تین آیات یا اس سے کم کا فاصلہ کرے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۱۹۰)

(۸): مگر اتنی تاخیر کہ ستارے گتھ جائیں مکروہ تحریمی اور دو رکعت سے زائد کی تاخیر مکروہ تنزیہی ہے۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص۴۵۳)

(۹): نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" کہ اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خدشہ نہ ہوتا تو میں نماز عشاء کو تہائی رات یا نصف رات تک مؤخر کر دیتا۔" (ابن ماجہ، امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۱۹۳)

(۱۰): نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" جس کو خوف ہو کہ وہ نماز وتر آخری وقت میں نہ پڑھ سکتا ہو تو وہ وتر پہلے پڑھ لے۔" (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۱۹۳)

فصل: فِی الْاَوْقَاتِ الْمَکْرُوهَةِ

ثَلاثَةُ أوْقَاتٍ لا يَصِحُّ فِيهَا شَيءٌ مِّنَ الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ الَّتِي لَزِمَتْ فِي الذِّمَّةِ قَبْلَ دُخُولِهَا عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ إِلَى أَنْ تَرْتَفِعَ وعِنْدَ إِسْتِوَائِهَا إِلَى اَنْ تَزُوْلَ وَعِنْدَ اصْفِرَارِهَا إِلَى اَنْ تَغْرُبَ وَيَصِحُّ أَدَاءُ مَا وَجَبَ فِيهَا مَعَ الْكَرَاهَةِ كَجَنَازَةٍ حَضَرَتْ وَسَجْدَةَ آيَةٍ تُلِيَتْ كَمَا صَحَّ عَصْرُ الْيَوْمِ عِنْدَ الْغُرُوبِ مَعَ الْكَرَاهَةِ وَالْاَوْقَاتُ الثَّلَاثَةُ يُكْرَهُ فِيهَا النَّافِلَةُ كَرَاهَةَ تَحْرِيمٍ وَلَو كَانَ لَهَا سَبَبٌ كَالْمَنْذُوْرِ وركْعَتَيِ الطَّوَافِ ويُكْرَهُ التَّنَفُّلُ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ بِأَكْثَرَ مِنْ سُنَّتِهِ وَبَعْدَ صَلاتِهِ وبَعْدَ صَلاةِ الْعَصْرِ ,وقَبْلَ صَلاةِ الْمَغْرِبِ وَعِنْدَ خُرُوجِ الْخَطِيبِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنَ الصَّلاةِ وعِنْدَ الْإِقَامَةِ إِلَّا سُنَّةَ الْفَجْرِ وقَبْلَ الْعِيدِ وَلَو فِي الْمَنْزِلِ وبَعْدَهُ فِي الْمَسْجِدِ وَبَيْنَ الْجَمْعَيْنِ فِي عَرَفَةَ ومُزْدَلِفَةَوَعِنْدَ ضَيِّقِ وَقْتِ الْمَكْتُوبَةِ ومُدَافَعَةِ الْاَخْبَثَيْنِ وحُضُورِ طَعَامٍ تَتُوقُهُ نَفْسُهُ ومَا يُشْغِلُ الْبَالَ وَيُخِلُّ بِالْخُشُوعِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
لزوم:	لازم ہونا	رفع:	بلند ہونا
اصفرار:	زردی	تلیت:	جسکی تلاوت کی گئی
منذور:	جسکی منت مانی گئی	تنفل:	نفل پڑھنا
یفرغ:	فارغ ہوجائے	اقامۃ:	جماعت سے اذان کی مثل کلمات کو اقامت کہتے ہیں
منزل:	گھر	ضیق:	تنگی
مکتوبۃ:	فرض نماز	اخبثین:	بول وبراز

تتوقه: پسند آنا، چاہنا ہال: جو توجہ کو ہٹا دے

یخل: رکاوٹ

ترجمہ:

تین اوقات[1] ایسے ہیں کہ ان میں فرائض وواجبات جو اس کے ذمہ وقت (اقات مکروہ) کے داخل ہونے سے پہلے لازم ہوئے ہیں ادا کرنا صحیح نہیں ہے۔(۱) سورج[2] طلوع ہونے (نکلنے) کے وقت یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔(۲) سورج کے استواء (ٹھہرنے) کے وقت یہاں تک کہ ڈھل جائے[3]۔(۳) سورج[4] کے زرد ہونے کے وقت یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔

ان اوقات (مکروہہ) میں جو کراہت کے ساتھ واجب ہوا اس کا ادا کرنا صحیح ہے جیسا کہ جنازہ جو حاضر ہوا[5]۔ اور ایسی آیت کا سجدہ جو ان اوقات (مکروہہ) میں پڑھی گئی[6]۔ جیسا کہ اس دن کی عصر سورج غروب ہونے کے وقت کراہت کے ساتھ ادا کرنا صحیح ہے[7]۔

تین اوقات میں نوافل پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اگر چہ ان کا کوئی سبب ہو مثلا نذر مانی گئی ہو[8] یا طواف کی دو رکعتیں، فجر صادق کے ظاہر ہونے کے بعد دو رکعت سنت سے زائد پڑھنا مکروہ ہے[9]۔ اور نماز فجر (ادا کرنے) کے بعد بھی (نفل پڑھنا) مکروہ ہے[10]۔ نماز عصر کے بعد[11] نماز مغرب سے پہلے[12]، اور خطیب کے نکلنے کے وقت یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائے[13]۔ اقامت کے وقت (نفل پڑھنا) مگر سنت فجر[14]، اور عید سے پہلے (نفل پڑھنا) اگر چہ اپنے گھر میں ہو، اور عید کی نماز کے بعد مسجد میں پڑھنا[15]، اور مقام عرفہ اور مزدلفہ میں دو نمازوں کے جمع کرنے کے درمیان[16] نوافل پڑھنا، فرض نماز کا وقت تنگ ہونے کے وقت[17]، پیشاب پاخانہ کی حاجت کے وقت[18]، کھانا حاضر ہو اور اسے کھانے کو نفس چاہتا ہو[19]۔ اور ہر وہ چیز جو بے توجہی پیدا کرے اور خشوع وخضوع میں خلل پیدا کرے، ایسی حالت میں نوافل پڑھنا مکروہ ہے۔

تشریح:

(۱): عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "تین اوقات ایسے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں منع کیا کہ ہم اس میں نماز پڑھیں اور نماز جنازہ پڑھیں (۱) سورج طلوع ہونے کے وقت یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے۔(۲) اور اس

کے زوال کے وقت یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے۔ (۳) اور سورج غروب ہونے سے پہلے۔

(ہدایہ، جلد ۱، ص ۱۵۳)

(۲): طلوع سے مراد سورج کا کنارہ ظاہر ہونے سے اس وقت تک ہے کہ اس پر نگاہ جم نہ سکے۔ جس کی مقدار کنارہ چمکنے سے ۲۰ منٹ تک ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ سوم، ص ۴۵۴)

(۳): دن کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) شرعی دن (۲) عرفی دن

شرعی دن سے مراد وہ وقت ہے جو فجر صادق کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک ہے۔

عرفی دن سے مراد وہ دن ہے جو کہ سورج کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۵، ص ۳۲)

ضحوہ کبریٰ نکالنے کا طریقہ

شرعی دن کا نصف لے کر اس کو فجر صادق والے وقت میں جمع کریں جو وقت نکلے گا اسی کو ضحوہ کبریٰ کہتے ہیں۔

مثلاً آج سورج چھ بجے طلوع ہوا اور غروب چھ بج کر پندرہ منٹ پر ہوا۔ صبح صادق پونے پانچ پر ہوئی۔ اب فجر صادق سے غروب آفتاب تک جو وقت بنتا ہے وہ ساڑھے تیرہ گھنٹے ہیں۔ اس کا نصف چھ گھنٹے پینتالیس منٹ بنتے ہیں۔ چھ گھنٹے پینتالیس منٹ کو صبح صادق کے وقت جو کہ (۴:۴۵) پونے پانچ ہے میں جمع کیا تو یہ وقت ساڑھے گیارہ بنتا ہے اور اسی کو ضحوہ کبریٰ کہتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۵، ص ۳۲۷)

اس سے بھی آسان طریقہ یہ ہے کہ وقت صبح و غروب کو جمع کر کے ان کا نصف کریں اور اس پر چھ گھنٹے بڑھا لیں تو ضحوہ کبریٰ کا وقت نکل آئے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۵، ص ۳۱۴)

(۴): اس سے مراد وہ وقت ہے کہ جب سورج پر نگاہ ٹھہرنے لگے (اس وقت سے غروب تک کا وقت تقریباً ۲۰ منٹ بنتا ہے)۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۱۸۶)

نوٹ: ان اوقات میں قضا نماز بھی پڑھنا ناجائز ہے۔ اور اگر قضا شروع کر لی تو واجب ہے کہ توڑ دے۔ وقت غیر مکروہ میں پڑھے اور اگر توڑی نہیں اور پڑھ لی تو فرض ساقط ہو گئے اور گناہ گار ہوگا۔

(بہارِ شریعت حصہ سوم، ص ۴۵۵)

(۵): اگر جنازہ اوقات مکروہہ میں لایا گیا تو اسی وقت پڑھیں کوئی حرج نہیں ہے۔ کراہت اس صورت میں ہے کہ جنازہ کو

جان بوجھ کر وقت کراہت تک مؤخر کیا جائے۔ (حاشیۃ الطحطاوی، ص ۱۸۷)

(۶): اگر آیت سجدہ اوقات مکروہ میں پڑھی تو بہتر یہ ہے کہ سجدہ میں تاخیر کرے۔ یہاں تک کہ وقت کراہت جاتا رہے اور اگر کرلیا تو بھی جائز ہے۔ ہاں اگر وقت غیر مکروہ میں پڑھی اور وقت مکروہ میں سجدہ تلاوت کیا تو یہ مکروہ تحریمی ہے۔

(بہار شریعت، حصہ سوم، ص ۴۵۴)

(۷): یہاں پر قید لگائی کہ اس دن کی نماز عصر وقت کراہت میں پڑھنا مکروہ ہے لہذا گزشتہ دن کی عصر ان اوقات میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (ضوء المصباح علی نور الایضاح، ص ۵۹)

(۸): کسی نے اگر خاص ان وقتوں میں نماز پڑھنے کی نذر مانی یا مطلقاً نماز پڑھنے کی منت مانی دونوں صورتوں میں ان اوقات میں اس نذر کا پورا کرنا جائز نہیں بلکہ وقت کامل میں اپنی منت پوری کرے۔

(بہار شریعت، حصہ سوم، ص ۴۵۵)

(۹): یعنی فرضوں سے پہلے سوائے دو رکعت سنت کے کوئی نفل نہیں پڑھ سکتا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "تم میں سے موجود جو تم میں سے غائب ہے اس کو خبر دے دے کہ صبح (فجر صادق) کے بعد کوئی نماز نہیں ہے مگر دو رکعتیں۔"

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح)

(۱۰): ہمارے آئمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر سنت فجر رہ گئی ہیں تو ان کو سورج بلند ہونے سے پہلے ہرگز نہ پڑھے بلکہ سورج بلند ہونے کے بعد دوپہر سے پہلے پڑھ لے، نہ اس کے بعد پڑھے نہ اس سے پہلے کیونکہ ان سنتوں کا وقت فرض فجر سے پہلے تھا اب فرض فجر کے بعد پڑھنے سے ادا نہ ہوں گی بلکہ قضا ہی ہوں گی اور فرض فجر کے بعد نفل پڑھنا جائز نہیں، لہذا سورج نکلنے کے بعد ہی پڑھی جائیں گی۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، جلد ۷، ص ۴۲۵)

(۱۱): ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا فجر صادق کے بعد نماز نہیں ہے یہاں تک سورج طلوع ہو جائے اور نہ ہی عصر کی نماز کے بعد یہاں تک سورج غروب ہو جائے۔

(مسند امام اعظم، ص ۴۴)

اسی طرح اگر نفل نماز پڑھ کر توڑ دی تھی اس کی قضا بھی اس وقت منع ہے پڑھ لی تو نا کافی ہے قضا اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگی۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ۴۵۶)

(۱۲): نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "ہر دو اذانوں (اذان و اقامت) کے درمیان نماز ہے اگر وہ چاہے

سوائے مغرب کے۔" (حاشیۃ الطحطاوی علی نور الایضاح، ص ۴۵۶)

مگر امام ابن الھمام نے دو رکعت خفیف کا استثنا فرمایا ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ سوم، ص ۴۵۶)

(۱۳): عین خطبہ کے وقت اگرچہ پہلا ہو یا دوسرا، جُمعہ کا ہو یا عیدین کا حج و نکاح کا ہو ہر نماز حتی کہ قضا بھی ناجائز ہے۔ مگر صاحبِ ترتیب کے لئے (جس کی کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو) خطبہ جُمعہ کے وقت قضاء کی اجازت ہے۔

(ملخصا بہارِ شریعت حصہ سوم، ص ۴۵۶)

(۱۴): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اقامت ہوئی تو اقامت سے ختم جماعت تک نفل وسنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ مگر سنت فجر اقامت قائم ہونے کے باوجود پڑھ سکتا ہے مگر یہ جانتا ہو کہ سنت پڑھے گا جب بھی جماعت مل جائے گی۔ اگرچہ قعدہ میں شرکت ہو گی۔ حکم یہ ہے کہ جماعت سے الگ اور دور سنت فجر پڑھ کر شریک جماعت ہو، باقی نمازوں میں اگرچہ جماعت ملنا معلوم ہو سنتیں پڑھنا جائز نہیں۔ (بہارِ شریعت حصہ سوم، ص ۴۵۶)

(۱۵): صورت مسئلہ یہ ہے کہ عید کے دن عید سے پہلے گھر میں اور عید کی نماز کے بعد عیدگاہ میں نوافل پڑھنا منع ہے۔ مگر عید کی نماز کے بعد گھر میں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کی نماز سے پہلے کچھ نہ پڑھتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر واپس لوٹتے تو دو رکعت نماز پڑھتے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی نور الایضاح، ص ۱۹۰)

(۱۶): صورت مسئلہ یہ ہے کہ عرفات میں عصر اور ظہر میں اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو ملا کر پڑھا جاتا ہے ان دونوں فرضوں کے درمیان نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں فرضوں کے درمیان نفل نہیں پڑھتے تھے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی نور الایضاح، ص ۱۹۱)

(۱۷): صورت مسئلہ یہ ہے کہ فرض نماز کا وقت تنگ ہو کہ صرف اس وقت میں فرض ہی پڑھے جا سکتے ہیں ایسی حالت میں نفل پڑھنا مکروہ ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۲۰۱)

(۱۸): اسی طرح ریح کا بھی حکم ہے۔

(۱۹): یعنی ایسی حالت ہو کہ اگر وہ کھانا چھوڑ کر نماز پڑھنے جائے تو دل اسی طرف متوجہ رہے گا۔

بَابُ الْأَذَانِ

سَنَّ الْأَذَانُ وَالْإِقَامَةُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ لِلْفَرَائِضِ وَلَوْ مُنْفَرِدًا أَدَاءً أَوْ قَضَاءً سَفَرًا أَوْ حَضَرًا لِلرِّجَالِ وَكُرِهَا لِلنِّسَاءِ وَيُكَبِّرُ فِي أَوَّلِهِ أَرْبَعًا وَيُثَنِّي تَكْبِيرَ آخِرِهِ كَبَاقِي أَلْفَاظِهِ وَلَا تَرْجِيعَ فِي الشَّهَادَتَيْنِ وَالْإِقَامَةُ مِثْلُهُ وَيَزِيدُ بَعْدَ فَلَاحِ الْفَجْرِ اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ وَبَعْدَ فَلَاحِ الْإِقَامَةِ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ مَرَّتَيْنِ وَيَتَمَهَّلُ فِي الْأَذَانِ وَيُسْرِعُ فِي الْإِقَامَةِ وَلَا يُجْزِىءُ بِالْفَارِسِيَّةِ وَإِنْ عَلِمَ أَنَّهُ أَذَانٌ فِي الْأَظْهَرِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سن:	طریقہ	منفردا:	تنہا
حضر:	موجود ہونا	کرھا:	مکروہ
یثنی:	دوبار	خیر:	بہتر
نوم:	نیند	یتمھل:	آہستہ، ٹھہر ٹھہر کر
یسرع:	تیزی، جلدی	یجزی:	کفایت کرنا

ترجمہ:

یہ باب (۱) اذان کے بیان میں ہے

اذان واقامت فرض نمازوں کے لیے مردوں کے حق میں سنت (۲) مؤکدہ ہے۔ اگرچہ اکیلا (۳) ہو۔ (نماز) ادا ہو یا قضاء (۴) سفر (۵) میں ہو یا گھر میں، اذان واقامت عورتوں کے لئے مکروہ قرار دی گئی ہیں (۶)۔ اذان کے شروع میں چار مرتبہ تکبیر کہے۔ اور اذان کے آخر میں دوبار تکبیر کہے۔ جیسا کہ اذان کے باقی الفاظ ہیں (۷)۔ (جو دوبار ہی کہے جاتے ہیں) اور شہادتین میں ترجیع نہیں ہے (۸)۔ اقامت (کے الفاظ) اذان کی طرح ہیں۔ اور فجر میں "حی علی الفلاح" کے بعد دوبار "الصلوۃ خیر من النوم" کا اضافہ کرے (۹) اور اقامت میں "حی علی الفلاح" کے بعد دوبار "قد قامت الصلوۃ" کا اضافہ کرے۔ اذان ٹھہر ٹھہر کر کہے۔ اور اقامت تیزی سے پڑھے (۱۰) فارسی میں اذان دینا کفایت نہیں کرے گی۔ اگرچہ یہ معلوم ہو کہ یہ اذان ہے (۱۱) اظہر قول کے مطابق۔

تشریح:

(ا): **اذان کا لغوی معنی :** اعلان کرنا ہے۔

اصطلاحی معنی: اذان عرف شرع میں ایک خاص قسم کا اعلان ہے جس کے الفاظ مقرر ہیں۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص ۳۱)

اذان کب مشروع ہوئی:

اذان سن 1 ھ یا 2 ھ کو مشروع ہوئی۔ یہاں اذان کے باب میں چند ضروری مسائل ہیں جن کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ: اذان کے کلمات پندرہ ہیں اور اقامت کے کلمات سترہ ہیں۔

مسئلہ: اقامت کے کلمات بھی اذان کی طرح ہیں مگر اقامت میں حی علی الفلاح کے بعد قدقامت الصلوۃ دوبار زائد کہے۔

ایک مسئلہ معرکۃ الآراء یہ ہے کہ اذان میں جب "اشھد ان محمدا رسول اللہ "سن کر کیا انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگا سکتے ہیں؟ تو اس سلسلے میں علامہ شامی علیہ الرحمۃ رقم طراز ہیں۔

پہلی مرتبہ جب اشھد ان محمد ارسول اللہ سنے تو یہ کہنا مستحب ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور دوسری مرتبہ اپنے انگوٹھوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر رکھ کر یہ کہے "اللھم متعنی بالسمع و البصر" کیونکہ جو ایسا کرے گا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت میں لے جانے کے لئے اس کے رہنما ہوں گے۔

(فتاوی شامی، جلد ا، ص ۸۴)

مزید معلومات کے لئے سیدی و مرشدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ "منیر العین فی حکم تقسیل الابھامین" کا مطالعہ فرمائیں جو فتاوی رضویہ کی جلد ۵ (جدید ایڈیشن) میں موجود ہے۔

اب رہا یہ مسئلہ کہ اذان سے پہلے درود وسلام پڑھنا کیسا ہے؟ تو اس موضوع پر استاذی و سیدی، استاد العلماء، مؤلف "صحاح ستہ اور علم غیب" حضرت علامہ مولانا محمد اشفاق صاحب عطاری فرماتے ہیں کہ درود پاک پڑھنے کا قرآن حکیم میں حکم تو ہے لیکن اس میں نہ تو وقت کی قید لگائی گئی ہے اور نہ ہی کسی حالت کی۔ لہذا مسلمان جب چاہے اور جس وقت چاہے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پڑھے اور جو منع کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت پیش کرے۔ مسلم شریف میں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب

مؤذن سے اذان سنو تو اسی کی مثل کلمات کہو پھر مجھ پر درود پاک پڑھو کیونکہ مجھ پر درود شریف پڑھنے والے پر دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ پھر میرے لئے جنت میں وسیلہ کی دعا مانگو کیونکہ وہ جنت کا ایک ایسا مقام ہے جو اللہ تعالی کے بندوں میں سے ایک بندے کو ملے گا۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا۔ اور جو میرے لئے وسیلہ کی دعا مانگے اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(صحیح مسلم، جلد اول، ص۱۶۶، مشکوۃ، ص۶۴ تا ۶۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "ہر شان والا کام جس کی ابتداء اللہ تعالی کی حمد اور مجھ پر درود شریف پڑھ کر نہ کیجائے تو وہ نامکمل اور برکت سے خالی ہوگا۔ (الجامع الصغیر، جلد۲، ص۹۲)

اذان بھی ایک ذی شان کام ہے۔ لہذا اس سے پہلے بھی درود وسلام پڑھنا چاہیے۔ ابوداؤد شریف میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور وہ بنی نجار کی ایک خاتون سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ میرا گھر اطراف کے گھروں میں سے مسجد سے سب سے بلند تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس پر چڑھ کر اذان دیا کرتے تھے۔ اور صبح صادق ہوجانے کے بعد اذان سے پہلے یہ دعا مانگتے۔

(اے اللہ میں تیری حمد بیان کرتا ہوں۔ اور قریش کے لئے تیری مدد مانگتا ہوں کہ وہ تیرے دین کو قائم کریں)

اس حدیث پاک سے بھی قبل الاذان درود پاک پڑھنے کا جواز ملتا ہے۔ کیونکہ درود بھی ایک دعا ہے لہذا اس سے ثابت ہوا کہ اذان سے پہلے درود پاک پڑھنا جائز ہے۔

(۲): اس بارے میں اختلاف ہے کہ اذان دینا جُمُعَہ و جماعت پنجگانہ کے لئے سنت مؤکدہ ہے یا واجب، اعلی حضرت فتاوی رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "جُمُعَہ و جماعت پنجگانہ کے لئے اذان سنت مؤکدہ و شعار اسلام وقریب واجب ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد۵، ص۴۲۵)

نوٹ: اذان سنت موکدہ تب ہے کہ فرض نماز مسجد میں، جماعت مستحبہ کے ساتھ وقت کے اندر ادا کیجائی۔ جماعت مستحبہ سے مراد آزاد مردوں کا جماعت سے نماز پڑھنا ہے۔

(جدالممتار، ج۲، ص۷۹)

(۳): تنہا نماز پڑھنے والے کے لیے اذان دینا سنت موکدہ نہیں ہے۔ مگر اذان دے گا تو کوئی حرج نہیں اگر چہ جنگل میں ہو کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب کوئی شخص کسی زمین میں ہو اور نماز کا وقت آجائے۔ پس وہ وضو کر لے۔ اگر پانی نہ پائے تو تیمم کر لے۔ اگر وہ اقامت کہے تو اس کے ساتھ دو فرشتے کھڑے ہوجاتے ہیں اگر وہ اذان واقامت

کہے تو اس کے پیچھے اللہ کا لشکر نماز ادا کرتا ہے جسے وہ نہیں دیکھ سکتا۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح،۲۰۵)

(۴): نماز کی قضا کی صورت میں اذان اس وقت کہے جبکہ تنہا ہو۔ ورنہ قضا کا اظہار گناہ ہے۔ لہذا مسجد میں قضا پڑھنا مکروہ ہے اور پڑھے تو اذان نہ کہے۔ اگر جماعت بھر کی نماز قضا ہو گئی تو اذان و اقامت سے پڑھیں۔

(بہار شریعت حصہ سوم،ص۳۳)

(۵): مسافر اگر اذان دے دے تو اچھا ہے اور اذان نہ دے تو بھی درست ہے۔

(جد الممتار،ج۲،ص۸۹)

(۶): عورتوں کو اذان و اقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے۔ کہیں گی تو گناہ گار ہوں گی اور اذان کا اعادہ کیا جائے۔

(بہار شریعت،حصہ سوم،ص۳۴)

(۷): اذان کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غمگین پایا۔ آپ کو غمگین دیکھ کر وہ واپس آ گئے۔ کھانا وغیرہ چھوڑ دیا۔ محلّہ کی مسجد میں جا کر نماز پڑھی اور اسی حالت میں غنودگی آ گئی۔ اور آپ کے خواب میں فرشتے نے آ کر کلمات اذان سکھائے۔ انہوں نے آ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آ کر عرض کیا۔ تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم فرمایا۔

(مسند امام اعظم،ص۴۴)

(۸): ترجیع سے مراد یہ ہے کہ شہادتین کو پہلی بار پست آواز سے کہنا اور دوسری بار بلند آواز سے کہنا۔ اسی طرح اذان کو قواعد موسیقی پر گانا لحن دنا جائز ہے۔ اسی طرح اذان میں اللہ اکبر کے ہمزہ کے مد کے ساتھ آللہ یا آکبر، یونہی اکبر کے ب میں الف پڑھنا (یعنی اکبار) حرام ہے۔

(بہار شریعت حصہ سوم،ص۳۶)

(۹): حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پاس آئے۔ اور عرض کی نماز یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو رہے ہیں، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی "الصلوۃ خیر من النوم" جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلال رضی اللہ عنہ کے کلمات سے آگاہ کیا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کلمات کو (صبح کی اذان) میں شامل کر لو۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح،ص۲۰۳)

(۱۰): اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر دونوں مل کر ایک کلمہ ہیں دونوں کے بعد سکتہ کرے درمیان میں نہیں۔ سکتہ کی مقدار یہ ہے کہ جواب دینے والا جواب دے لے اور سکتہ کا ترک مکروہ ہے۔ ایسی اذان کا اعادہ مستحب ہے۔
(بہار شریعت حصہ سوم، ص ۱۳)

(۱۱): کیونکہ اذان کے مخصوص کلمات ہیں لہذا وہ غیر عربی میں جائز نہیں ہے۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے خواب میں آنے والے فرشتے نے عربی میں اذان سکھائی تھی۔ اور یہی طریقہ ہم تک پہنچا ہے۔
(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ۲۱۰)

وَيَسْتَحِبُّ أَنْ يَكُوْنَ الْمُؤَذِّنُ صَالِحًا عَالِمًا بِالسُّنَّةِ وَأَوْقَاتِ الصَّلَاةِ وَعَلٰى وُضُوْءٍ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ رَاكِبًا وَأَنْ يَجْعَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَأَنْ يُحَوِّلَ وَجْهَهُ يَمِيْنًا بِالصَّلَاةِ وَيَسَارًا بِالْفَلَاحِ وَيَسْتَدِيْرُ فِي صَوْمَعَتِهِ وَيَفْصِلُ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ بِقَدْرِ مَا يَحْضُرُ الْمُلَازِمُوْنَ لِلصَّلَاةِ مَعَ مُرَاعَاةِ الْوَقْتِ الْمُسْتَحَبِّ وَفِي الْمَغْرِبِ بِسَكْتَةٍ قَدْرِ قِرَاءَةِ ثَلَاثِ آيَاتٍ قِصَارٍ أَوْ ثَلَاثِ خُطُوَاتٍ وَيُثَوِّبُ كَقَوْلِهِ بَعْدَ الْأَذَانِ الصَّلَاةُ الصَّلَاةُ يَا مُصَلِّيْنَ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
یسرع:	تیزی، جلدی	یجزی:	کفایت کرنا
علم:	معلوم ہو	مستقبل القبلة:	قبلہ رخ
راکبا:	سوار ہو	اصبعین:	انگلیاں
یحول:	پھیرے	یمینا:	دائیں طرف
یسارا:	بائیں طرف	یستدیر:	گھومے
صومعتہ:	مینارہ	یفصل:	علیحدہ کرنا، جدا کرنا
ملازمون:	نماز کا التزام کرنے والے	مراعاة:	خیال کرنا
سکتة:	وقفہ	قصار:	چھوٹی
خطوات:	قدم		

ترجمہ:

مستحب یہ ہے کہ موذن نیک [۱]، سنت کے مطابق [۲] اذان کے طریقے اور نماز کے اوقات سے واقف ہو [۳]، باوضو [۴] قبلہ رخ ہو مگر یہ کہ سواری پر سوار ہو [۵]، انگلیاں اپنے کان میں ڈالے [۶] اور "حی علی الصلوۃ" کہتے وقت دائیں طرف اور "حی علی الفلاح" کہتے ہوئے بائیں طرف اپنے چہرے کو پھیرے [۷]۔ مینارے پر چکر لگائے [۸] اذان واقامت میں وقت (مستحب) کی رعائت کرتے ہوئے اتنا وقفہ کرے کہ نماز پڑھنے والے، نماز کے لئے آسکیں [۹]، اور مغرب کی نماز میں (اذان واقامت میں فاصلہ) تین چھوٹی آیات کی تلاوت یا تین قدم (چلنے کی مقدار) کی مقدار وقفہ کر لے [۱۰]۔ اذان کے بعد تثویب [۱۱] اس طرح کہے "نماز، نماز اے نماز پڑھنے والو۔"

تشریح:

(۱): نیک سے مراد وہ شخص ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو قائم رکھتا ہو۔ یہاں پر مراد یہ ہے کہ متقی و پرہیزگار ہو، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے بہترین اذان دیں اور جس کی قرأت سب سے اچھی ہو وہ جماعت کروائے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۲۱۱)

(۲): تاکہ وہ سنت کے مطابق اذان دے سکے۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۲۱۱)

(۳): نماز کے اوقات کو جاننے والا ہو تاکہ وقت سے پہلے اذان نہ دے۔ لوگوں کی عبادت صحیح ہو۔ (کیونکہ اذان دینے کا اہل وہ ہے جو اوقات کو پہچانتا ہو۔ اگر اوقات نہیں جانتا تو ثواب کا مستحق نہیں (یعنی اس ثواب کا مستحق نہیں جو موذن کے لیے ہے)۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۲۱۱)

(۴): کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی شخص اذان نہ دے مگر باوضو۔

(جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء کراھیۃ الاذان بغیر وضو)

(۵): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اذان قبلہ رخ دی جائے مگر سواری پر ہو تو قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں ہے کیونکہ جو فرشتہ حضرت عبداللہ بن زید کے خواب میں آیا تھا تو اس نے قبلہ رخ ہو کر ہی اذان دی تھی۔

(مراقی الفلاح علی نور الایضاح، ص ۱۹۷)

(۶): کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ایسا کرنے کا حکم فرمایا تھا اور علت یہ ارشاد فرمائی تھی کہ اس سے آواز بلند ہوتی ہے۔ (مراقی الفلاح علی نور الایضاح، ص ۱۹۷)

اور اگر کانوں میں انگلیاں نہ ڈالے بلکہ ہاتھ رکھ لے تو یہ بھی اچھا ہے۔

(بہار شریعت، حصہ سوم، ص ۳۸)

(۷): اگر چہ اکیلا ہو۔ اگر چہ نماز کی اذان نہ ہو، بلکہ بچے کے کان میں کہی جائے تو مستحب ہے "حی علی الصلوۃ" اور "حی علی الفلاح" پر دائیں بائیں چہرے کو پھیرے۔ مگر قبلہ سے اپنا سینہ نہ پھیرے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، ص ۶۶)

(۸): اگر مینارہ تنگ ہو اور طاق دونوں طرف کھلے ہوں تو دائیں جانب کے طاق سے سر نکال کر حی علی الصلوۃ کہے اور بائیں جانب والے طاق سے سر نکال کر حی علی الفلاح کہے۔ مگر کھلے مینارے پر ایسا نہ کرے بلکہ وہاں صرف منہ پھیرنا ہو اور قدم ایک جگہ قائم رہے۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص ۳۸)

ضروری تنبیہ: مسجد میں اذان نہ دی جائے۔ یا تو مینارہ پر ہو یا خارج مسجد۔ مسجد کے اندر اذان دینا درست نہیں ہے۔ مسجد میں اذان دینا اساءۃ ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۵، ص ۳۶۳ تا ۵۶۳)

(۹): اعلی حضرت فرماتے ہیں کہ "عادت کریمہ حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تھی کہ جب لوگ جمع ہو جاتے نماز پڑھ لیتے ورنہ دیر لگاتے۔ آج کل شوق جماعت کم ہے لہذا وقت مستحب میں پڑھ لینی چاہیے۔ کسی خاص شخص کے انتظار میں جماعت میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے مگر چند صورتوں میں (۱) وہ امام معین ہو (۲) عالم دین (۳) حاکم اسلام (۵) پابند جماعت (۵) اور ایسا شریر انسان جس کا انتظار نہ کرنے سے ایذا کا خوف ہو۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۵، ص ۳۲۹ تا ۳۳۰)

(۱۰): کیونکہ اذان واقامت کے درمیان وقفہ کرنا سنت ہے اذان کہتے ہی اقامت کہہ دینا مکروہ ہے مگر مغرب میں وقفہ تین چھوٹی آیتوں یا ایک بڑی کے برابر ہو باقی نمازوں میں انتظار کیا جائے کہ پابند جماعت جو ہیں وہ آجائیں۔ مگر اتنا انتظار نہ کیا جائے کہ وقت کراہت آجائے۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص ۴۲)

(۱۱): تثویب کہتے ہیں نماز کی اطلاع اذان سے دے کر دوبارہ اطلاع دینا۔ چاہیے تثویب عام ہو جیسے "صلاۃ" پکارنا یا خاص ہو جیسے کہ کسی سے کہا نماز کھڑی ہوگئی۔ اور کتب مذہب اس سے بھری پڑی ہیں کہ تثویب جائز ہے۔ بعض نے اس کو ہر نماز

کے لئے مستحسن سمجھا ہے۔اوراس کے کوئی خاص الفاظ نہیں ہیں۔

(فتاوی رضویہ،جلد۵،ص۳۶۱)

نوٹ: دعوت اسلامی کے مدنی ماحول میں جو صدائے مدینہ لگاتے ہیں وہ تثویب ہی ہے۔

وَيُكْرَهُ التَلْحِيْنُ وإِقَامَةُ الْمُحْدِثِ وأَذَانُهُ وأَذَانُ الْجُنبِ وصَبِيٌّ لا يَعْقِلُ ومَجْنُونٍ وسُكْرَانَ وَامْرَأةٍ وفَاسِقٍ وقَاعِدٍ وَالْكَلامُ فِي خِلَالِ الْاَذَانِ وَفِي الْإِقَامَةِ ويَسْتَحِبُّ إعَادَتُهُ دُوْنَ الْإِقَامَةِ ويُكْرَهَانِ لِظُهْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْمِصْرِ وَيُؤَذِّنُ لِلْفَائِتَةِ ويُقِيْمُ وكَذَا لِاُوْلَى الْفَوَائِتِ وكُرِهَ تَرْكُ الْإِقَامَةِ دُوْنَ الْاَذَانِ فِي الْبَوَاقِي إن اِتَّحَدَ مَجْلِسُ الْقَضَاءِ وَإذَا سَمِعَ الْمَسْنُوْنَ مِنْهُ أَمْسَكَ وَقَالَ مِثْلَهُ وحَوْقَلَ فِي الْحَيْعَلَتَيْنِ وقَالَ صَدَقْتَ وبَرَرْتَ أو مَا شَاءَ اللّٰهُ عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ الصَّلاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّومِ .ثُمَّ دَعَا بِالْوَسِيْلَةِ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلاةِ الْقَائِمَةِ آتِ سيدنا مُحَمَّدَا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودَا نِ الَّذِي وَعَدْتَّهُ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تلحین:	گانے کی طرز	سکران	نشے والا
خلال:	دوران	اعادۃ:	دہرانا
فائتۃ:	قضاءنماز	امسک:	رک جائے
حوقل:	لاحول ولاقوۃ کہنا	حیعلتین:	حی علی الصلوۃ،حی الفلاح کہنا
بررت:	تونے نجات پائی	آت:	توعطا کر
مقام محمود:	جس جگہ حضور اللہ کی حمد بیان کرکے امت کی شفاعت فرمائیں گے۔	وعدته:	وعدہ کرنا

ترجمہ:

تلحین[1] مکروہ ہے،بے وضو کا اذان و اقامت پڑھنا[2] جنبی،ناسمجھ بچے،پاگل ،نشے والا،عورت،

(۳) فاسق (۴)، اور بیٹھے ہوئے کی اذان مکروہ (۵) ہے۔اذان واقامت کے درمیان گفتگو کرنا مکروہ ہے (۶) اور (مذکورہ صورت میں)اذان کا اعادہ مستحب ہے نہ کہ اقامت کا (۷)۔ جُمُعَہ کے دن شہر میں نماز ظہر کے لئے اذان و اقامت کہنا مکروہ ہے (۸)۔قضا نماز کے لئے اذان واقامت کہے (۹)۔اسی طرح بہت ساری قضاء نمازوں میں سے،سب سے پہلی نماز کے لیے بھی اذان واقامت کہے۔ جب قضا کی مجلس ایک ہو تو باقی نمازوں کے لئے اقامت (تکبیر) چھوڑنا مکروہ ہے نہ کہ اذان (۱۰)،اور جب مؤذن سے مسنون اذان سنے تو رک جائے (۱۱)۔اور اذان کی مثل کلمات کہے (۱۲) اور "حی علی الصلاۃ "اور"حی علی الفلاح"کے بعد"لاحول ولا قوۃ الا باللہ" کہے (۱۳) اور جب مؤذن فجر کی اذان میں کہے"الصلوۃ خیر من النوم "کہے تو جواب میں"صدقت وبررت"یا"ماشاء اللہ" کہے (۱۴) پھر دعا وسیلہ مانگے (۱۵) پس وہ کہے یا اللہ اس کامل دعوت اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما،اور آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود پر فائز فرما (۱۶) جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔

تشریح:

(۱): لحن سے مراد اذان قواعد موسیقی پر پڑھنا ہے اسی طرح اللہ یا اکبر کے ہمزہ کو مد کے ساتھ آللہ یا آکبر پڑھنا حرام ہے۔
(بہار شریعت حصہ سوم،ص ۳۶)

(۲): یعنی بے وضو اذان دی تو صحیح ہے مگر اذان دینا مکروہ ہے۔ (بہار شریعت حصہ سوم،ص ۳۴)

(۳): مذکورہ اشخاص کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔ (بہار شریعت حصہ سوم،ص ۳۴)

(۴): اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ "فاسق کی اذان اگر چہ اقامت شعار کا کام دے مگر اعلام کہ اس سے بڑا کام ہے فاسق سے حاصل نہیں ہوتا،نہ فاسق کی اذان پر وقت روزہ نماز میں اعتماد جائز لہذا مستحب ہے کہ فاسق نے اگر اذان دی ہو تو دوبارہ متقی مسلمان اذان دے۔ (فتاوی رضویہ،جلد ۵،ص ۳۷۶)

(۵): کیونکہ جو فرشتہ حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کے خواب میں آیا تھا اس نے کھڑے ہو کر ہی اذان دی۔اور کھڑے ہو کر اذان دینے میں آواز زیادہ دور تک پہنچتی ہے۔ امداد الفتاح شرح نور الایضاح،ص ۲۱۵)

(۶): صورت مسئلہ یہ ہے کہ "اذان دینے والا دوران اذان گفتگو نہ کرے"۔

(حاشیہ مراقی الفلاح علی نور الایضاح، ص ۲۰۰)

تنبیہ: امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اپنی کتاب بنام "نماز کے احکام" میں بہار شریعت کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے اس کا معاذ اللہ خاتمہ برا ہونے کا خوف ہے۔ (نماز کے احکام، فیضان اذان، ص ۱۵)

(۷): کیونکہ اذان کا تکرار مشروع ہے جیسا کہ جمعہ میں دو اذانیں ہوتی ہیں۔ مگر اقامت دوبارہ کہنا شرع سے ثابت نہیں۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۲۰۰)

(۸): صورت مسئلہ یہ ہے کہ "جمعہ کے دن شہر میں نماز ظہر کے لئے اذان واقامت جائز نہیں اگرچہ ظہر پڑھنے والے معذور ہوں۔ یعنی جمعہ ان پر فرض نہ ہو جیسا کہ قیدی وغیرہ۔ (مراقی الفلاح شرح نو الایضاح، ص ۲۰۰)

نوٹ: شہر کی قید اس لئے ہے کہ دیہات والوں پر جمعہ فرض نہیں ہے لہذا ان کے لئے اذان واقامت کہنا مکروہ نہیں ہے۔

(حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۲۰۱)

(۹): کیونکہ اذان واقامت نماز کے لئے مشروع ہیں نہ کہ وقت کے لئے۔

(حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۲۰۰)

مگر یہ حکم اس وقت ہے کہ جب تنہا پڑھ رہا ہو اگر مسجد میں ہو تو اذان واقامت نہ کہے کیونکہ قضا ایک گناہ ہے اور گناہ کا اظہار بھی گناہ ہے۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص ۳۳)

(۱۰): صورت مسئلہ یہ ہے کہ جب بہت ساری نمازیں قضا ہو گئیں ہوں اور سب کو اکٹھا ادا کرنا چاہیں تو ہر ایک نماز کے لئے اذان واقامت کہیں گے یا صرف پہلی فوت شدہ نماز کیلئے اذان کہیں اور باقی کے لئے صرف اقامت۔ تو اس کا حکم یہ ہے کہ پہلی کے لئے اذان واقامت دونوں کہیں۔ اور باقیوں میں اختیار ہے خواہ دونوں کہیں یا صرف اقامت کہیں مگر دونوں کہہ لینا بہتر ہے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ ایک ہی مجلس میں سب قضا نمازیں پڑھیں۔ اگر مختلف اوقات میں پڑھیں، تو ہر مجلس میں پہلی فوت شدہ نماز کے لئے اذان کہیں۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص ۳۳)

(۱۱): مسنون اذان سے مراد یہ ہے کہ جس میں لحن نہ ہو۔ اور جب اذان ہو تو قرآن پاک کی تلاوت بھی موقوف کر دے اور اذان کا جواب دے۔ یوہیں اقامت میں۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص ۴۱)

(۱۲): امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ اپنے رسالہ "فیضان اذان" میں جواب اذان کی فضیلت نقل کرتے ہیں۔ مدینے

کے تاجدار دوعالم کے مالک ومختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار ارشاد فرمایا "اے عورتو! جب تم بلال کو اذان واقامت کہتے سنو تو جس طرح وہ کہتا ہیں تم بھی کہو کہ اللہ عزوجل تمہارے لئے ہر کلمہ کے بدلے ایک لاکھ نیکیاں لکھے گا۔ اور ایک ہزار درجات بلند فرمائے گا۔ اور ایک ہزار گناہ مٹائے گا۔" خواتین نے یہ سن کر عرض کی، یہ تو عورتوں کے لئے ہے مردوں کے لئے کیا ہے؟ فرمایا "مردوں کے لئے دوگنا"۔

(نماز کے احکام، رسالہ فیضان اذان، ص۴، بحوالہ کنز العمال)

نوٹ: اذان نماز کے علاوہ دیگر اذانوں کا جواب بھی دیا جائے گا مثلاً بچہ پیدا ہوتے وقت کی اذان۔

(ردالمحتار، جلد۲، ص۸۲)

(۱۳): بہتر یہ ہے کہ جو مؤذن نے کہا ہے وہ بھی کہے اور لاحول بھی کہے بلکہ مزید یہ بھی ملالے "ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لم یکن"۔ (نماز کے احکام، رسالہ فیضانِ اذان، ص۹)

(۱۴): کیونکہ جواب میں اگر (الصلوۃ خیر من النوم) کہے گا تو یہ مذاق کی سی صورت ہو جائے گی۔

(امدادلفتاح، ص۲۲۱)

نوٹ: اذان کا جواب بالقدم یعنی اذان سن کر مسجد کی طرف چل پڑنا واجب ہے۔ اور زبان سے اس کا جواب دینا مستحب ہے۔

(۱۵): نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کے بعد یہ دعا مانگے کیونکہ آقا دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب تم مؤذن کو اذان کہتے ہوئے سنو تو وہی کلمات دہراؤ جو اس نے کہے ہیں۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ کیونکہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو۔ کیونکہ وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک مومن بندے کو ملے گا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ مجھے ہی عطا ہوگا۔ جس نے میرے لئے وسیلہ کا سوال کیا میری شفاعت اُس کے لئے حلال ہو گئی۔

(مسلم کتاب الصلوۃ، باب: من استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ، امدادالفتاح، ص۲۲۲)

(۱۶): مقام محمود سے مراد شفاعت عظمیٰ ہے۔ اور یہی اکثر کا قول ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپ سوال کریں عطا کیا جائے گا۔ آپ شفاعت کریں قبول کی جائے گی۔ اور سارے لوگ اس دن لوائے محمد ﷺ کے نیچے ہوں گے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۶۲)

بَاب شُرُوطِ الصَّلاة وأرْكَانها

لابُدَّ لِصِحَّةِ الصَّلاةِ مِنْ سَبْعَةٍ وعِشْرِيْنَ شَيْئاً: اَلطَّهَارَةُ مِنَ الْحَدَثِ وَطَهَارَةُ الْجَسَدِ وَالثَّوبِ وَالْمَكَانِ مِنْ نَجِسٍ غَيْرِ مُعْفُوٍ عَنْهُ حَتّٰى مَوضِعِ الْقَدَمَيْنِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْجَبْهَةِ عَلَى الْاَصَحِّ وَسَتْرُ الْعَوْرَةِ وَلاَ يَضُرُّ نَظْرُهَا مِنْ جَيْبِهِ وأَسْفَلِ ذَيْلِهِ واسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ فَلِلْمَكِّيِّ الْمُشَاهِدِ فَرْضُهُ إِصَابَةُ عَيْنِهَا. ولِغَيْرِ الْمُشَاهِدِ جِهَتُهَا وَلَو بِمَكَّةَ عَلَى الصَّحِيْحِ وَالْوَقْتُ وَاِعْتِقَادُ دُخُولِهِ وَالنِّيَّةُ وَالتَّحْرِيْمَةُ بِلاَ فَاصِلٍ وَالْاِتْيَانُ بِالتَّحْرِيْمَةِ قَائِمًا قَبْلَ اِنْحِنَائِهِ لِلرُّكُوعِ وعَدَمُ تَأخِيرِ النِّيَّةِ عَنِ التَّحْرِيْمَةِ. وَالنُّطْقُ بِالتَّحْرِيْمَةِ بِحَيْثُ يُسْمِعُ نَفْسَهُ عَلَى الْاَصَحِّ وَنِيَّةُ الْمُتَابَعَةِ لِلْمُقْتَدِى. وَتَعْيِيْنُ الْفَرْضِ وَتَعْيِيْنُ الْوَاجِبِ وَلاَ يُشْتَرطُ التَّعْيِيْنُ فِي النَّفْلِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
معفو:	معاف شدہ	موضع:	جگہ
رکبتین:	گھٹنے	جبھۃ:	پیشانی
ذیلۃ:	دامن	مشاھد:	دیکھنے والا، جگہ پر موجود
اعتقاد:	پکایقین، پختہ یقین	اتیان:	لانا
قائما:	کھڑے ہوتے ہوئے	انحناء:	جھکنا
نطق:	بولنا	متابعۃ:	اتباع کرنا، پیروی کرنا
تعیین:	مقرر کرنا		

ترجمہ:

باب: نماز کی شرائط اور ارکان (۱) کے بارے میں

نماز کے صحیح ہونے کے لئے ستائیس باتیں ضروری ہیں (۱) حدث سے پاک ہونا (۲) جسم، کپڑے اور جگہ (جس جگہ نماز ادا کر رہا ہے) کا معاف شدہ نجاست (۳) کے علاوہ سے پاک ہونا یہاں تک کہ قدموں، ہاتھوں، گھٹنوں اور پیشانی رکھنے کی جگہ کا بھی پاک (۴) ہونا۔ یہی اصح قول ہے۔ (۲) ستر کا چھپا ہوا ہونا (۵)۔ اور گریبان یا دامن کے نیچے سے شرم گاہ کا نظر آنا (نماز کے صحیح ہونے میں) کچھ نقصان (۶) نہیں دیتا۔ (۳) قبلہ رخ ہونا (۷)، پس مکی جو خانہ کعبہ کو دیکھ رہا ہے اس کا بعینہ

کعبہ طرف منہ کرنا اور جو خانہ کعبہ کو (براہ راست) نہیں دیکھ رہا ہے اس کا اس کی سمت رخ کرنا فرض ہے اگر چہ وہ مکہ مکرمہ میں ہو۔ یہی صحیح قول[۸] ہے۔ (۴) وقت[۹]۔ (۵) وقت کے داخل ہونے کا اعتقاد[۱۰] رکھنا۔ (۶) نیت کرنا[۱۱]۔ (۷) بغیر فاصلہ کہ تکبیر تحریمہ[۱۲] کہنا۔ (۸) رکوع کے لئے جھکنے سے پہلے کھڑا ہونے کی حالت میں تکبیر[۱۳] کہنا۔ (۹) تکبیر تحریمہ سے نیت کو موخر[۱۴] نہ کرنا۔ (۱۰) تحریمہ اس طرح کہنا کہ بذات خود وہ سنے۔ یہی اصح قول ہے[۱۵]۔ (۱۱) مقتدی کا امام کی اتباع کی نیت کرنا[۱۶]۔ (۱۲) فرائض کی تعیین[۱۷] کرنا۔ (۱۳) واجب کی تعیین کرنا اور نفل میں تعیین کرنا شرط نہیں[۱۸]۔

تشریح:

(۱): شرط کا لغوی معنی ہے علامت۔ اور اصطلاحی معنی شرط وہ ہے جو شے کی ماہیت سے خارج ہو مگر شے کا وجود اس کے پائے جانے پر موقوف ہو (جیسا کہ وضو نماز کے لئے)۔

رکن کا لغوی معنی، مضبوط کنارہ، اور اصطلاحی معنی جو شے کی حقیقت میں داخل ہو۔ بغیر اس کے پائے جانے کے شے بھی نہ پائی جائے۔ (جیسا کہ سجدہ نماز کا رکن ہے)۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۲۲۵)

(۲): حدث چاہے اصغر (یعنی جس سے وضو کرنا لازم آتا ہے) یا اکبر (یعنی جس سے غسل لازم آتا ہے) اسی طرح حیض ونفاس سے پاک ہونا بھی شرط ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "نماز کی کنجی طہارت ہے"

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۲۲۶)

(۳): صورت مسئلہ یہ ہے کہ جتنی نجاست، نجاست غلیظہ وخفیفہ سے معاف ہے۔ اس کو چھوڑ کر نمازی کے کپڑے، جسم اور جگہ کا پاک ہونا شرط ہے۔ مثلاً نجاست غلیظہ میں ایک درہم کی مقدار سے کم معاف ہے اور نجاست خفیفہ میں کپڑے یا بدن کی چوتھائی سے کم لگی ہے تو معاف ہے۔ اگر نجاست قدر مانع (غلیظہ میں درہم کی مقدار اور خفیفہ میں چوتھائی سے کم) ہے تو پھر بھی اس حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص ۴۵)

(۴): زمین کے پاک ہونے سے مراد ساری زمین کا پاک ہونا شرط نہیں ہے۔ قدم، پیشانی، سجدہ میں ہاتھ کی جگہ اور گھٹنے کی جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے۔ ناک نجس جگہ ہے تو نماز ہو جائے گی۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص ۴۷)

اگر ایک قدم کی جگہ پاک تھی اور دوسرا قدم جہاں رکھے گا ناپاک ہے اس نے اس پاؤں کو اٹھا کر نماز پڑھی، نماز ہوگئی۔ ہاں بے

ضرورت ایک پاؤں کھڑا کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص ۴۵)

(۵): ستر سے مراد وہ اعضاء ہیں جن کو چھپانا ضروری ہے۔لہذا مرد کے لئے ناف سے لے کر گھٹنوں سمیت ستر میں داخل ہے۔اور ناف ستر نہیں ہے۔آزاد عورت کا سارا بدن سر سے پاؤں تک سب چھپانے کی چیز ہے۔مگر درج ذیل اعضاء عورت کے لئے ستر میں داخل نہیں۔(۱) مکمل چہرہ (۲) دونوں ہتھیلیاں (۳) دونوں قدموں کی پشت۔

فائدہ: پشت دست (ہاتھ) اقوی روایت کے مطابق ستر میں داخل نہیں اور تلووں کے بارے میں بھی رخصت واختیار ہے۔

(ملخصا فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۴۵)

نوٹ: یہ جاننا ضروری ہے کہ مرد کے اعضائے ستر اور عورت کے اعضائے ستر کتنے ہیں کیونکہ ہر عضو کے چہارم حصہ کھلا ہوا ہونے کی صورت میں نماز کے فاسد وصحیح ہونے کے احکام جاری ہوتے ہیں۔لہذا ان کا جاننا ضروری ہے جو کہ اعلی حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان فتاوی رضویہ جلد ۶، صفحہ ۲۹ اور صفحہ ۴۰ پر تحریر کیے ہیں۔

(۶): کیونکہ ستر کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اپنی نظر بھی ان اعضاء پر نہ پڑے۔اسی پر فتوی ہے لہذا اگر گریبان سے شرم گاہ نظر آئی تو نماز فاسد نہ ہوگی اگر چہ اس کو دیکھنا مکروہ (تحریمی) ہے۔

(درمختار علی تنویر الابصار، جلد ۲، ص ۱۰۲)

(۷): استقبال قبلہ عام ہے۔بعینہ کعبہ کی طرف مونھ، جیسے مکہ والوں کے لیے یا اس جہت کو مونھ ہو جیسے اوروں کے لیے اور جہت کعبہ کو مونھ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مونھ کا کوئی جز، کعبہ کی سمت میں واقع ہو

(بہار شریعت حصہ سوم، ص ۵۵)

(۸): تحقیق یہ ہے کہ جو عین کعبہ کی سمت خاص تحقیق کر سکتا ہے، اگر چہ کعبہ آڑ میں ہو جبکہ مثلا مکہ کے مکانوں کی چھت پر چڑھ کر کعبہ کو دیکھ سکتے ہیں، تو عین کعبہ کی طرف مونھ کرنا فرض ہے، جہت کافی نہیں۔اور جسے یہ تحقیق ناممکن ہو، اگر چہ خاص مکہ معظمہ میں ہو اس کے لیے جہت کعبہ کو مونھ کرنا کافی ہے۔لہذا اعلی حضرت فرماتے ہیں قبلہ تحقیقی کو منہ کرنا نہ فرض نہ واجب بلکہ سنت مستحبہ ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۵۷۔ بہار شریعت، حصہ سوم، ص ۴۸۷)

(۹): کیونکہ فرمان باری تعالی ہے۔"ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا۔"

(سورۃ النساء آیت نمبر ۱۰۳)

(۱۰): کیونکہ جب وقت کے داخل ہونے میں شک ہوگا تو اس کی نماز درست نہ ہوگی۔لہذا اگر کسی شخص نے نماز شروع کی۔اور اس نے یہی سمجھا کر نماز کا وقت داخل نہیں ہوا، پھر پتہ چلا کہ نماز کا وقت شروع ہو چکا تھا تو اس کی نماز نہ ہوئی۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح،ص ۲۴۳)

(۱۱): نیت دل کے پختہ ارادے کو کہتے ہیں۔زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں۔عربی میں بھی کرنا ضروری نہیں۔نیت میں زبان سے کہنے کا اعتبار نہیں یعنی اگر دل میں ظہر کی نیت ہو۔زبان سے نماز عصر نکلا تب بھی ہوگئی۔نیت کا ادنی درجہ یہ ہے کہ اگر اس وقت کوئی پوچھے کون سی نماز پڑھ رہے ہو تو فوراً بتا دے۔اگر حالت ایسی ہے کہ سوچ کر بتائے گا تو نماز نہ ہوگی۔

(بہار شریعت، حصہ سوئم،ص ۴۹۲تا ۴۹۳)

(۱۲): یعنی نیت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان کوئی ایسا فعل نہ کیا جائے جو کہ نماز کے منافی ہے جیسا کہ کھانا، پینا اور کلام کرنا، مگر نیت کے بعد وضو کرنا اور جماعت کی طرف چلنا نماز کے منافی نہیں۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح،ص ۲۴۴،۲۴۵)

(۱۳): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے امام کو رکوع میں پایا تو وہ پہلے کھڑے تکبیر کہہ لے تا کہ قیام پایا جائے لہذا امام کو رکوع میں پایا اور تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے رکوع کیا یعنی ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک نہ پہنچے تو نماز نہ ہوگی۔

(نماز کے احکام، رسالہ نماز کا طریقہ،ص ۳۱)

(۱۴): کیونکہ نماز ایک عبادت ہے اور عبادت بغیر نیت کے نہیں ہوتی ہے۔لہذا پہلے تکبیر تحریمہ پھر نیت نہیں کرنی چاہیے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح،ص ۲۱۸)

(۱۵): تکبیر اتنی آواز سے کہے کہ اگر موانع (شور وغل) نہ ہوں تو کم از کم خود سن سکے۔مگر جو گونگا ہے وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح،ص ۲۱۹،۲۱۸)

(۱۶): یعنی مقتدی صرف امام کی اتباع کی نیت کرلے تو یہ کافی ہے۔نیت اقتداء میں یہ علم ضروری نہیں کہ امام کون ہے؟

(بہار شریعت حصہ سوم،ص ۶۳)

فائدہ: ایک صورت میں امام کو (بھی) نیت امامت بالاتفاق ضروری ہیکہ مقتدی عورت ہو اور وہ کسی مرد کے محاذی کھڑی ہو جائے اور وہ نماز، نماز جنازہ نہ ہو۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، ج ۲،ص ۱۲۵)

(۱۷): یعنی فرض نماز میں نیت فرض ضروری ہے۔مطلق نماز کی نیت کافی نہیں۔اور معین کرے کہ ظہر کی نماز پڑھنا چاہتا ہے یا

مغرب کی۔فرض قضا ہو گئے ہوں تو ان میں تعیین یوم اور تعیین نماز ضروری ہے۔مثلاً فلاں دن کی ظہر کی نماز۔

(بہار شریعت حصہ سوم،ص ۴۶)

(۱۸): یعنی نفل محض مطلق نماز کی نیت سے ادا ہو جائیں گے۔مگر احتیاط یہ ہے کہ تراویح میں تراویح، یا سنت وقت یا قیام اللیل کی نیت کرے۔اور باقی سنتوں میں سنت یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کی نیت کرے۔اس لئے کہ بعض مشائخ ان میں مطلق نیت کو نا کافی قرار دیتے ہیں۔ (بہار شریعت حصہ سوم،ص ۶۱)

وَالْقِيَامُ فِي غَيْرِ النَّفْلِ وَالْقِرَاءَ ةُ وَلَو آيَةً فِي رَكْعَتَي الْفَرْضِ وفِي كُلِّ النَّفْلِ وَالْوِتْرِ وَلَمْ يَتَعَيَّنْ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ لِصِحَّةِ الصَّلاةِ وَلا يَقْرَأُ الْمُؤتَم بَلْ يَسْتَمِعُ وَيَنْصِتُ وَإِنْ قَرَأَ كُرِهَ تَحْرِيمًا وَالرُّكُوعُ وَالسُّجُودُ عَلَى مَا يَجِدُ حَجْمَهُ وتَسْتَقِرُّ عَلَيْهِ جَبْهَتُهُ وَلَو عَلَى كَفِّهِ أَوْ طَرْفِ ثَوْبِهِ إِنْ طَهرَ مَحَلُّ وَضْعِهِ وَسَجَدَ وُجُوبًا بِمَا صَلُبَ مِنْ أَنْفِهِ وبِجَبْهَتِهِ وَلا يَصِحُّ الْاِقْتِصَارُ عَلَى الْاَنْفِ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ بِالْجَبْهَةِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مؤتم:	اقتداء کرنے والا	یستمع:	غور سے سننا
ینصت:	خاموش رہنا	حجم:	جسم،ٹھوس شے
تستقر:	جم جانا	صلب:	ناک کی سخت ہڈی
اقتصار:	اکتفاء کرنا		

ترجمہ:

(۱۴)نفل نماز کے علاوہ میں قیام[۱] کرنا(۱۵)فرض کی دو رکعتوں،اور نفل اور وتروں کی تمام رکعات میں قرآن پاک پڑھنا[۲] اگر چہ ایک آیت ہی ہو[۳]۔نماز کے صحیح ہونے کے لئے قرآن پاک میں سے (کوئی آیت یا سورت) مقرر نہیں ہے[۴]۔(۱۶)مقتدی قرات نہ کرے بلکہ اچھی طرح سنے اور خاموش رہے۔اگر قرأت کرے گا تو یہ مکروہ تحریمی[۵] ہے(۱۷)رکوع[۶] کرنا۔(۱۸)ایسی چیز پر سجدہ کرنا کہ جس کا جم ہو اور نمازی کی پیشانی اس پر جم سکے۔اگر چہ ہتھیلی پر یا کپڑے کے کنارے پر ہو[۷]۔اگر سجدے کی جگہ پاک ہو،ناک کی سخت ہڈی اور پیشانی کے ساتھ سجدہ کرنا واجب ہے۔فقط ناک پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے مگر پیشانی میں کسی عذر کی صورت میں[۸]۔

تشریح:

(۱): سیدی اعلیٰ حضرت فتاوی رضویہ میں اس سوال کہ "جو فرائض نماز میں داخل ہیں ہر نماز میں یکساں ہیں یا فرضی نمازوں کے ساتھ خاص ہیں؟۔ جواب میں فرماتے ہیں تکبیر تحریمہ ہر نماز میں، حتی کہ نماز جنازہ میں بھی رکوع، سجود، قرأت اور قعود (نماز جنازہ کے علاوہ) ہر نماز میں، خواہ نفلی نماز ہو، قیام ہر اس نماز میں جو فرض واجب ہو اور اصح قول کے مطابق فجر کی سنتوں میں بھی۔ لیکن استطاعت سب میں شرط ہے۔ گونگا، تکبیر و قرأت کا اور مریض (جو بہت زیادہ بیمار ہو) رکوع و سجود کا مکلف نہیں۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۵، ص ۳۲۶)

نیز کمی کی جانب قیام کی حد یہ ہے کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنوں تک نہ پہنچیں اور پورا قیام یہ ہے کہ سیدھا کھڑا ہو۔

(نماز کے احکام، رسالہ نماز کا طریقہ، ص ۳۲۔ بحوالہ درمختار)

جو سجدہ نہ کر سکے اس سے قیام ساقط ہو جاتا ہے۔ (نماز کے احکام، رسالہ نماز کا طریقہ، ص ۳۳)

(۲): قرأت اس کا نام ہے کہ تمام حروف مخارج سے ادا کئے جائیں کہ ہر حرف غیر سے ممتاز ہو جائے۔

(نماز کے احکام، رسالہ نماز کا طریقہ، ص ۳۵)

(۳): مطلقا قرآن پاک کی ایک آیت پڑھنا فرض ہے۔ اس کی مقدار یہ ہے کہ وہ آیت چھ حروف سے کم نہ ہو۔ اور بہت نے اس کے ساتھ یہ شرط لگائی ہے کہ وہ آیت ایک کلمہ کی نہ ہو۔ اور اسی میں احتیاط ہے۔

(تلخیص فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۱۳۱)

(۴): صورت مسئلہ یہ ہے کہ فرض ادا ہونے کے لئے قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیت خاص نہیں ہے کیونکہ رب تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے "فاقرء وا ماتیسر من القرآن" قرآن سے وہ تلاوت کرو جو تمہیں آسان ہو۔

(۵): صورت مسئلہ یہ ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے خواہ اس نماز میں قرأت بلند آواز سے کی جاتی ہو یا آہستہ قرآن پاک پڑھے گا یا نہیں۔ تو عندالاحناف مقتدی کے لئے امام کے پیچھے قرأت کرنا ناجائز ہے۔ اور یہ مسئلہ "قرأت خلف الامام" کے نام سے مشہور ہے۔ اور اس کے ناجائز ہونے پر درج ذیل احادیث ہیں۔

حدیث نمبر ۱: جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفیں سیدھی کرو۔ پھر تم میں سے کوئی ایک امام کرے۔ وہ تکبیر کہے تو تم بھی کہو۔ اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔ (صحیح مسلم، جلد ۱، ص ۱۷۴)

حدیث نمبر ۲: امام تو اس لئے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو خاموش رہو۔ (سنن نسائی، جلد ۱، ص ۱۱۲)

حدیث نمبر ۳: جوکوئی ایک رکعت بھی بغیر سورۃ فاتحہ کے پڑھے اس کی نماز نہ ہوئی مگر جبکہ امام کے پیچھے ہو۔

(جامع الترمذی، جلد۱، ص۴۲)

حدیث نمبر ۴: جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کا قرأت کرنا مقتدی کے لئے کافی ہے۔

(مسند الامام اعظم، ص۶۱، نور محمد کارخانہ، کراچی)

حدیث نمبر ۵: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے امام کے پیچھے قرأت نہ کی نہ پہلی دو رکعتوں میں نہ ان کے غیر میں۔ (الموطا لا امام محمد، ص۱۰۰، آفتاب عالم پریس، لاہور)

نیز مخالفین کا احناف کے دلائل کے خلاف یہ حدیث پیش کرنا کہ "لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب" تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز ناقص ہے۔ مگر ہمارا دعوی یہ ہے کہ امام کا سورۃ فاتحہ پڑھ لینا مقتدی کے لئے بھی کفایت کرتا ہے۔ (فتاوی رضویہ جدید، جلد۶، ص۲۴۶)

(۶): رکوع کا ادنی درجہ یہ ہے کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک پہنچ جائے۔ پورا یہ کہ پیٹھ سیدھی بچھادے۔

(نماز کے احکام رسالہ نماز کا طریقہ، ص۴۲، بحوالہ درمختار وطحطاوی)

(۷): لہذا اگر ہتھیلی یا عمامہ پر سجدہ کیا اور پہنچے کی جگہ ناپاک ہے تو سجدہ نہ ہوا۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص۸۳)

(۸): لہذا رخسار یا ٹھوڑی زمین پر لگانے سے سجدہ نہ ہوگا۔ خواہ عذر کے سبب ہو یا بلا عذر، اگر عذر ہو تو اشارہ کا حکم ہے۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص۸۱۰)

وَعَدَمُ اِرْتِفَاعِ مَحَلِّ السُّجُودِ عَنْ مَوْضِعِ الْقَدَمَيْنِ بِأَكْثَرَ مِنْ نِصْفِ ذِرَاعٍ وَإِنْ زَادَ عَلَى نِصْفِ ذِرَاعٍ لَمْ يَجُزِ السُّجُودُ إِلَّا لِزَحْمَةٍ سَجَدَ فِيهَا عَلَى ظَهْرِ مُصَلٍّ صَلَاتَهُ وَوَضْعُ الْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ فِي الصَّحِيحِ وَوَضْعُ شَيْءٍ مِنْ أَصَابِعِ الرِّجْلَيْنِ حَالَةَ السُّجُودِ عَلَى الْأَرْضِ وَلَا يَكْفِي وَضْعُ ظَاهِرِ الْقَدَمِ، وَتَقْدِيمُ الرُّكُوعِ عَلَى السُّجُودِ وَالرَّفْعُ مِنَ السُّجُودِ إِلَى قُرْبِ الْقُعُودِ عَلَى الْأَصَحِّ وَالْعَوْدُ إِلَى السُّجُودِ وَالْقُعُودُ الْأَخِيرُ قَدْرَ التَّشَهُّدِ وَتَأْخِيرُهُ عَنِ الْأَرْكَانِ وَأَدَاؤُهَا مُسْتَيْقِظًا وَمَعْرِفَةُ كَيْفِيَّةِ الصَّلَاةِ وَمَا فِيهَا مِنَ الْخِصَالِ الْمَفْرُوضَةِ عَلَى وَجْهٍ يُمَيِّزُهَا مِنَ الْخِصَالِ الْمَسْنُونَةِ أَوِ اعْتِقَادُ أَنَّهَا فَرْضٌ حَتَّى لَا يَتَنَفَّلَ بِمَفْرُوضٍ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ارتفاع:	بلند کرنا	لزحمة:	ہجوم، بھیڑ
ظهر:	پیٹھ	يكفي:	کفایت کرنا
قعود:	بیٹھنے کے قریب	عود:	لوٹنا
مستيقظا:	جاگتے ہوئے	معرفة:	جاننا
كيفية:	طریقہ	خصال:	صفات
يميزها:	جدا ہو جائیں، علیحدہ ہو جائیں		

ترجمہ:

(۱۸) سجدہ کی جگہ قدموں کی جگہ سے نصف گز سے زائد بلند نہ ہونا۔ اور (اگر سجدہ کی جگہ قدموں کی جگہ سے) نصف گز سے زائد ہوگی تو سجدہ کرنا جائز نہیں ہوگا[1]۔ مگر بھیڑ میں اس آدمی کی پیٹھ[2] پر سجدہ کرنا جائز ہے جس کے ساتھ اس کی نماز ملی ہوئی[3] ہے۔ (۱۹) صحیح قول کے مطابق ہاتھوں اور گھٹنوں کا زمین پر رکھنا[4]۔ (۲۰) سجدے کی حالت میں دونوں پاؤں کی انگلیوں میں کچھ حصہ زمین پر رکھنا اور قدم کا صرف ظاہری حصہ رکھنا[5] کافی نہ ہوگا (۲۱) رکوع کو سجدے پر مقدم رکھنا۔ (۲۲) اصح قول کے مطابق (دوسرے سجدے کے لئے) بیٹھنے کے قریب تک[6] اٹھنا۔ (۲۳) دوسرے سجدہ کی طرف[7] لوٹنا۔ (۲۴) تشہد کی مقدار آخری قعدہ[8] کرنا۔ (۲۵) آخری قعدہ کا ارکان کے بعد ادا کرنا (۲۶) تشہد کی ادائیگی جاگتے ہوئے[9] کرنا۔ (۲۷) نماز کی کیفیت کو پہچاننا، اور نماز میں جو باتیں فرض ہیں ان کو اس طرح جاننا کہ (نمازی) ان کو

سنتوں سے جدا کرنے کی پہچان رکھتا ہو(10) یا اس بات کا اعتقاد ہو کہ یہ فرض ہے۔ یہاں تک وہ فرض نماز نفل کی نیت سے ادانہ کرے(11)۔

تشریح:

(۱): نصف گز سے مراد بارہ انگل ہے۔ لہٰذا اگر سجدہ کی جگہ قدم سے بارہ انگل کم ہے تو نماز ہوگی اور اگر بارہ انگل سے زائد ہے تو نماز نہ ہوئی۔ (درمختار علی تنویر الابصار، ص ۲۵۷)

(۲): (یہ قید اتفاقی ہے۔ احترازی نہیں) یعنی اگر کسی نے اژدحام کی وجہ سے اپنی ران پر سجدہ کیا تو جائز ہے۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص ۸۲)

(۳): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی جگہ بہت زیادہ بھیڑ ہو تو کیا کسی دوسرے نمازی کی پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہے؟ تو اس کے لئے یہ شرط ہے کہ جس کی پیٹھ پر سجدہ کر رہا ہے وہ بھی یہی نماز پڑھ رہا ہو۔ لہٰذا اگر یہ اپنی پڑھتا ہے اور جس کی پیٹھ پر سجدہ کرتا ہے وہ اپنی پڑھ رہا ہے تو اب اس کی پیٹھ پر سجدہ کرنے سے سجدہ ادا نہ ہوگا۔

(بہار شریعت حصہ سوم ص ۸۲)

(۴): صحیح قول کے مطابق ہاتھ اور گھٹنے کا لگنا سنت ہے شرط نہیں۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج ۷، ص ۳۷۲۔۳۷۴)

(۵): یعنی حالت سجدہ میں پاؤں کی انگلیوں میں سے چند ایک کا یا صرف ایک کا قبلہ رخ ہونا ضروری ہے کیونکہ حدیث پاک میں ہے "امرت ان اسجد علی سبعة اعظم، علی الجبھة والیدین والرکبتین واطراف القدمین"۔

(صحیح مسلم و بخاری شریف)

لہٰذا اگر نمازی نے سجدہ کیا اور دونوں قدموں یا ایک قدم (کی کسی ایک انگلی کو بھی) زمین پر نہ رکھا تو سجدہ نہ ہوگا۔ جیسا کہ مختصر الکرخی اور قدوری میں ہے۔ اور قدم رکھنا تب ہوگا کہ جب انگلیوں کا پیٹ زمین پر لگایا جائے گا۔ اگر چہ ایک انگلی کا پیٹ ہی کیوں نہ ہو۔ اور انگلی کا پیٹ تب ہی لگے گا جبکہ انگلی کا رخ قبلہ کی طرف ہو۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۲۵۷)

اور علامہ شامی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ سجدہ کی حالت میں زمین پر قدم رکھنے کے بارے میں تین اقوال ہیں۔(۱)فرض (۲)واجب (۳)سنت،قدم رکھنے سے مراد انگلیوں کا رکھنا ہے اگر چہ ایک ہی ہو اور ہماری کتب مذہب میں پہلے قول کو اختیار کیا گیا ہے۔ (فتاوی شامی،جلد۲،ص۲۵۸)

(۶): صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک سجدہ کرنے کے بعد دوسرا سجدہ کرنے کے لئے سجدہ سے اتنا سر اٹھانا لازم ہے کہ وہ بیٹھنے کے قریب شمار کیا جاتا ہو تا کہ دو سجدوں کے درمیان جلسہ متحقق ہو سکے۔

(مراقی الفلاح علی نور الایضاح،ص۲۳۳)

(۷): کیونکہ ہر رکعت میں دو بار سجدہ کرنا فرض ہے۔ (درمختار،ردالمختار،جلد۲،ص۱۶۷)

(۸): کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشہد سکھایا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جب تم تشہد پڑھا یا تشہد کی مقدار ٹھہرے رہے تو تمہاری نماز مکمل ہو گئی"۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح،ص۲۳۵)

(۹): قعدہ اخیرہ جاگتے ہوئے ادا کرنا لہٰذا پورا قعدہ اخیرہ سوتے میں گزر گیا تو بیدار ہونے کے بعد بقدر تشہد بیٹھنا فرض ہے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ (بہار شریعت حصہ سوم،ص۸۳)

(۱۰): یعنی نمازی کو اس بات کا علم ہونا ضروری ہے کہ یہ فرض ہیں اور یہ سنت۔مثلاً یہ پتہ ہو کہ ظہر کے چار فرض ہیں اور اس سے پہلے چار سنت مؤکدہ ہیں۔

(۱۱): کیونکہ نفل تو فرض کی نیت سے ادا ہو جاتے ہیں مگر فرض نفل کی نیت سے ادا نہیں ہو سکتے۔

وَالْاَرْكَانُ مِنَ الْمَذْكُوْرَاتِ اَرْبَعَةُ الْقِيَامُ وَالْقِرَاءَةُ وَالرُّكُوْعُ وَالسُّجُوْدُ وَقِيْلَ الْقُعُوْدُ الْاَخِيْرُ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ وَبَاقِيْهَا شَرَائِطُ بَعْضُهَا شَرْطٌ لِصِحَّةِ الشُّرُوْعِ فِي الصَّلَاةِ وَهُوَ مَا كَانَ خَارِجَهَا وَغَيْرُهُ شَرْطٌ لِدَوَامِ صِحَّتِهَا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مذکورات:	جوذکر کی گئیں ہیں	خارجھا:	نماز سے باہر
دوام:	ہمیشگی		

ترجمہ:

اور جو ستائیس باتیں بیان کی گئی ہیں ان میں چار ارکان ہیں۔(۱) قیام (۲) قراءت (۳) رکوع (۴) دونوں سجدے۔ اور کہا گیا ہے کہ تشہد پڑھنے کی مقدار آخری قعدہ کرنا(۱)۔ اور ان ستائیس باتوں میں جو باقی رہ گئی ہیں۔ وہ (نماز کی) شرائط ہیں۔ ان میں سے بعض آغاز نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہیں اور نماز سے خارج ہیں(۲) اور باقی نماز کے ہمیشہ صحیح ہونے کے لئے شرط ہیں(۳)۔

تشریح:

(۱): یعنی جو ستائیس باتیں ذکر کی گئیں ہیں ان میں سے بعض نماز کے ارکان ہیں اور بعض شرائط اور شرائط میں سے بھی بعض نماز کے شروع ہونے کے لئے شرط ہیں اور باقی وہ شرائط ہیں جو نماز کے دائمی طور پر صحیح ہونے کے لئے شرط ہیں۔
صحیح یہی ہے کہ قعدہ اخیرہ نماز کا رکن ہے۔

(۲): وہ شرائط جو نماز کے صحیح طور پر شروع ہونے کے لئے شرط ہیں وہ یہ ہیں طہارت، ستر عورت، استقبال قبلہ وغیرہ۔
(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۲۶۳)

(۳): جیسا کہ تکبیر تحریمہ، سجدے میں دونوں پاؤں میں ایک قدم کا لگنا وغیرہ۔

فصل: فی متعلقات الشروط وفروعها

تَجُوْزُ الصَّلاَةُ عَلٰی لِبَدٍ وَجْهُهُ الْاَعْلٰی طَاهِرٌ وَالْاَسْفَلُ نَجِسٌ وَعَلٰی ثَوْبٍ طَاهِرٍ وَبَطَانَتُهٗ نَجِسَةٌ إِذَا كَانَ غَيْرَ مُضَرَّبٍ وَعَلٰی طَرْفٍ طَاهِرٍ وَإِنْ تَحَرَّكَ الطَّرْفُ النَّجِسُ بِحَرْكَتِهٖ عَلَى الصَّحِيْحِ وَلَوْ تَنَجَّسَ أَحَدُ طَرْفَي عِمَامَتِهٖ فَأَلْقَاهُ وَأَبْقَى الطَّاهِرَ عَلٰی رَأْسِهٖ وَلَمْ يَتَحَرَّكِ النَّجِسُ بِحَرْكَتِهٖ جَازَتْ صَلاَتُهٗ وَإِنْ تَحَرَّكَ لَا تَجُوْزُ وَفَاقِدُ مَا يُزِيْلُ بِهِ النَّجَاسَةَ يُصَلِّيْ مَعَهَا وَلاَ إِعَادَةَ عَلَيْهِ وَلاَ عَلٰی فَاقِدِ مَا يَسْتُرُ عَوْرَتَهٗ وَلَوْ حَرِيْرًا أَوْ حَشِيْشًا أَوْ طِيْنًا فَإِنْ وَجَدَهٗ وَلَوْ بِالْإِبَاحَةِ وَرُبْعُهٗ طَاهِرٌ لاَ تَصِحُّ صَلاَتُهٗ عَارِيًا وَخُيِّرَ إِنْ طَهُرَ أَقَلُّ مِنْ رُبْعِهٖ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
لبد:	موٹا کپڑا	اعلی:	اوپر والا حصہ
اسفل:	نیچے والا حصہ	بطانة:	دوتہوں کا درمیانی حصہ
مضرب:	سلا ہوا نہ ہونا	القاء:	پھینک دینا
حریرا:	ریشم	حشیشا:	گھاس
طینا:	مٹی مراد گارا	عاریا:	ننگے بدن
خیر:	کسی ایک کو اختیار کرنا		

ترجمہ:

فصل:

ایسے موٹے کپڑے پر نماز پڑھنا صحیح ہے جس کا اوپر والا حصہ پاک اور نیچے والا حصہ ناپاک ہو[1]۔ اور ایسے پاک کپڑے پر بھی نماز پڑھنا صحیح ہے جو اندر سے ناپاک ہو جبکہ وہ کپڑا سلا ہوا نہ ہو[2]۔ اور پاک کپڑے کے کنارے پر بھی نماز پڑھنا صحیح ہے اگرچہ پاک کنارے کی حرکت سے ناپاک کنارہ بھی حرکت کرے۔ یہی صحیح قول ہے[3]۔ اگر نمازی کے عمامے کا ایک کنارہ ناپاک ہوگیا اور اس کو پھینک دیا۔ اور پاک حصہ کو سر پر ہی رکھا اور پاک کپڑے کی حرکت سے ناپاک کپڑا حرکت نہیں کرتا تو نماز جائز ہے۔ اور اگر پاک کپڑے کی حرکت سے ناپاک کپڑا حرکت کرے تو نماز جائز نہیں[4]۔ جس چیز کے ساتھ نجاست کو زائل کرنا تھا اگر وہ نہ ملے تو وہ اسی کے ساتھ (نجاست والے کپڑے یا بدن) نماز پڑھ لے اور اس پر نماز کا اعادہ

(دوبارہ پڑھنا واجب) نہیں [۵]، اور نہ اس شخص پر نماز کا اعادہ واجب ہے جسے ستر ڈھانپنے کے لئے کچھ نہ ملے یہاں تک کہ ریشمی کپڑا، یا گھاس، یا گارا بھی نہ ملے [۶]، اگر اسے کپڑا مل جائے اگرچہ اباحت کے طور پر ہو اور اس کا چوتھائی حصہ پاک ہے تو ننگے ہو کر اس کی نماز صحیح نہیں ہے [۷]۔ اگر چوتھائی حصے سے کم پاک ہے تو اسے اختیار ہے [۸]۔

تشریح:

(۱): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے ایسے موٹے کپڑے پر نماز پڑھی کہ اس کے نیچے نجاست ہو اور جس حصہ پر نماز پڑھ رہا ہے وہ پاک ہے تو نماز درست ہے۔ درست ہونے کی وجہ یہ ہے کپڑا موٹا ہونے کی وجہ سے نمازی اور نجاست کے درمیان فاصلہ ہے اور یہ موٹا کپڑا بدن کے تابع بھی نہیں ہے بخلاف اس صورت کہ نمازی کے آستین میں نجاست لگی ہو تو اگرچہ موٹا کپڑا ہو نماز نہ ہوگی کیونکہ یہ بدن مصلی کے تابع ہے۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص۴۶)

(۲): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مصلی نے ایسے کپڑے پر نماز پڑھی جو کہ دو تہہ ہے اور اس کا اندر والا حصہ ناپاک ہے اور کپڑا سلا بھی نہیں ہوا ہے تو ایسے کپڑے پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جب یہ سلا ہوا نہیں ہے تو اب یہ دو کپڑوں کے قائم مقام ہے اور وہ پاک کپڑے پر نماز پڑھ رہا ہے یہ ایسا ہی ہوگیا کہ پاک کپڑے کو ناپاک زمین پر بچھایا جائے اور اس کپڑے پر نجاست کا اثر بھی رنگ، بو وغیرہ ظاہر نہ ہو۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۶۷)

(۳): صورت مسئلہ یہ ہے کہ مصلی نے ایک کپڑے پر نماز پڑھی اور اس کا ایک کنارہ پاک ہے اور دوسرا ناپاک اور اس نے پاک کنارے پر نماز پڑھی تو اس کی نماز صحیح ہو جائے گی اگرچہ پاک کنارے کی حرکت سے ناپاک کنارہ بھی حرکت میں آجائے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اس نے پاک کپڑے پر نماز پڑھی ہے اور اس نے نہ ہی اس نجاست کو اٹھایا ہے اور نہ ہی ناپاک کپڑے کو پہنے ہوئے ہے۔

(ضوء المصباح شرح نور الایضاح، ص۶۷)

(۴): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر ناپاک کپڑا پہنے ہوئے ہے اور اس نے ناپاک کنارہ زمین پر پھینک دیا تو اب اس کی دو صورتیں ہوں گی کہ پاک کپڑے کی حرکت سے ناپاک کنارہ حرکت کرے گا یا نہیں، اگر ناپاک کنارہ بھی حرکت کرے تو یہ اس

بات کی علامت ہے کہ یہ حامل نجاست (نجاست کو اٹھانے والا) ہے۔اور حرکت نہ کرے تو نماز جائز ہے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح،ص ٦٧)

(۵): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر نمازی کے بدن یا کپڑے پر نجاست لگی ہو اور وہ کوئی ایسی چیز نہ پائے جس سے وہ نجاست کو صاف کر سکے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس پر اعادہ بھی نہیں۔اس لئے کہ انسانی طاقت کے مطابق ہی اس پر بوجھ ڈالا جاتا ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح،ص ٢٦٤)

(٦): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر ستر ڈھانپنے کے لئے کوئی شئے نہ ملے تو اسی حالت میں نماز پڑھ لے اس پر اعادہ واجب نہیں ہے۔اگر ریشمی کپڑے ملے تو اس میں نماز پڑھنا ضروری ہے اس لئے کہ ریشمی کپڑا اگرچہ پہننا منع ہے مگر اس صورت میں پہننا جائز ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح،ص ٢٦٤)

(٧): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی کو کپڑے مل گئے بایں طور کہ اس کو کسی نے کپڑے دے دئے۔یا عاریۃً دے دئے۔اور اس کپڑے کا چوتھائی حصہ پاک ہے تو اب اس کو ننگے نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔کیونکہ کسی چیز کا چوتھائی حصہ بعض مقامات پر کل کے قائم مقام ہوتا ہے۔لہذا اب جبکہ چوتھائی کل کے قائم مقام ہے تو کل کپڑا پاک ہوتے ہوئے ننگے بدن نماز پڑھنا باطل ہے۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح،ص ٢٣٨)

(٨): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کپڑا ملا مگر اس کا پاک حصہ چوتھائی سے کم ہے تو اب مصلی کو اختیار ہے چاہے تو کپڑے پہن کر نماز پڑھے چاہے ننگے ہو کر۔مگر افضل یہ ہے کہ ایسے ہی نماز پڑھ لے اور ننگے بدن نہ پڑھے۔اصل ان مسائل میں یہ ہے کہ اگر کوئی ایک جیسی بلاؤں میں مبتلا ہو جائے تو دونوں میں سے جس کو چاہے اختیار کر لے۔کیونکہ چوتھائی حصہ سے کم کپڑا پاک ہونے کی صورت میں کپڑا ناپاک ہے لہذا اب اختیار دیا گیا ہے کہ ننگے بدن پڑھ لے یا کپڑے پہن کر مگر افضل یہ ہے کہ کپڑے پہن کر ہی نماز پڑھ لے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح،ص ٢٦٥)

وصَلاتُهُ فِی ثَوبٍ نَجِسِ الْکُلِّ أَحَبُّ مِنْ صَلاتِہٖ عُرْیَانًا ،وَلَو وَجَدَ مَا یَسْتُرُ بَعْضَ الْعَوْرَةِ وَجَبَ اِسْتِعْمَالُهُ وَیَسْتُرُ الْقُبُلَ وَالدُّبُرَ فَإِنْ لَمْ یَسْتُرْ إِلا أَحَدَهُمَا قِیْلَ یَسْتُرُ الدُّبُرَ وَقِیْلَ الْقُبُلَ وَنُدِبَ صَلاةُ الْعَارِیْ جَالِسًا بِالْاِیْمَاءِ مَادًّا رِجْلَیْهِ نَحْوَ الْقِبْلَةِ فَإِنْ صَلّٰی قَائِمًا بِالْاِیْمَاءِ أَوْ بِالرُّکُوعِ وَالسُّجُودِ صَحَّ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
قبل:	آگے کی شرم گاہ	دبر:	پیچھے کی شرم گاہ
ندب:	افضل	ایماء:	اشارہ کرنا
ماداً:	پھیلانا		

ترجمہ:

پورے ناپاک کپڑے[1] میں نماز پڑھنا ننگے ہوکر نماز پڑھنے سے بہتر ہے[2] اگر اتنا کپڑا پائے کہ صرف بعض ستر کو چھپا سکتا ہے تو اس کا استعمال واجب ہے اور اگلے پچھلے ستر کو ڈھانپے اگر کپڑا اتنا ہو کہ صرف ایک حصہ (قبل یا دبر) کو چھپا سکتا ہے تو کہا گیا ہے کہ دبر (پچھلے حصہ کو) چھپائے[3]۔ اور ایک قول کے مطابق اگلے حصے کو چھپائے[4]۔ ننگے ہوکر نماز پڑھنے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے۔ اور پاؤں کو قبلہ رخ پھیلائے۔ اگر اس نے کھڑے ہوکر نماز اشارے سے پڑھی یا رکوع وسجود بھی کیا تو اس کی نماز صحیح ہے[5]۔

تشریح:

(۱): اگر اس کے پاس کپڑا ایسا ہے کہ پورا نجس ہے تو نماز میں اسے نہ پہنے۔

(بہار شریعت، حصہ سوئم، ص ۴۸۵)

(۲): اگر ستر کو چھپانے کے لئے مردار کی کھال ملے جو دباغت نہ دی گئی ہو اور مصلی اس کے ذریعے ستر کو چھپا کر نماز پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ بخلاف ناپاک کپڑے میں نماز پڑھنے کہ کیونکہ کھال کی گندگی کپڑے کی گندگی سے بڑھ کر ہے۔ کہ کپڑے کو تین بار دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ مگر کھال جب تک دباغت نہ کر لی جائے پاک نہیں ہوتی ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۲۶۵)

(۳): صورت مسئلہ یہ ہے کہ کپڑا اتنا تھوڑا ہے کہ قبل و دبر میں سے صرف ایک حصہ کو چھپا سکتا ہے تو وہ کیا کرے۔ ایک قول یہ ہے کہ دبر چھپائے کیونکہ رکوع وسجود میں دبر کا حصہ زیادہ ظاہر ہوتا ہے۔

(امداد الفتاح شرح نورالایضاح ،ص ۲۶۵)

(۴): کیونکہ اس صورت میں شرم گاہ قبلہ کی طرف ہوگی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اگلا حصہ کو چھپانے کی صورت میں صرف یہی چھپے گا جبکہ دبر کو چھپانے کی صورت میں باقی اعضاء بھی چھپ جاتے ہیں۔

(امداد الفتاح شرح نورالایضاح ،ص ۲۶۵)

(۵): کسی کے پاس بالکل کپڑا نہیں ،تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔دن ہو یا رات ،گھر میں ہو یا میدان میں ،خواہ ویسے بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں ،یعنی مرد مردوں کی طرح اور عورت عورتوں کی طرح یا پاؤں پھیلا کر اور عورت غلیظہ پر ہاتھ رکھ کر اور یہ بہتر ہے اور رکوع وسجود کی جگہ اشارہ کرے اور یہ اشارہ اس کے لیے رکوع وسجود سے افضل ہے اور یہ بیٹھ کر پڑھنا ،کھڑے ہو کر پڑھنے سے افضل ،خواہ قیام میں رکوع وسجود کے لیے اشارہ کرے یا رکوع وسجود کرے۔

(بہار شریعت ،حصہ سوئم ،ص ۴۸۴)

وَعَوْرَةُ الرَّجُلِ مَا بَيْنَ السُّرَّةِ وَمُنْتَهَى الرُّكْبَةِ وَتَزِيْدُ عَلَيْهِ الْاَمَةُ الْبَطْنَ وَالظَّهْرَ وَجمِيْعَ بَدَنِ الْحُرَّةِ عَوْرَةٌ إِلَّا وَجْهَهَا وَكَفَّيْهَا وَقَدَمِيْهَا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
كفيها:	ہتھیلیاں	قدميها:	قدم

ترجمہ:

مرد کا ستر ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے کی انتہا تک ہے [(۱)] اور لونڈی اس ستر پر پیٹ اور پیٹھ کا اضافہ کرے [(۲)] آزاد عورت کا تمام بدن ستر ہے مگر چہرہ، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم ستر میں داخل نہیں ہیں [(۳)]۔

تشریح:

(۱): یہاں سے مرد کے اعضائے ستر کا بیان ہے۔

کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" کہ ناف اور گھٹنے کے درمیان ستر ہے"

(مسند امام اعظم کتاب الصلوۃ، ص ۴۱)

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ ناف ستر میں داخل نہیں ہے اور گھٹنے کے ستر ہونے میں اختلاف ہے۔ ہمارے نزدیک گھٹنا ستر میں داخل ہے (۱) کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "الرکبۃ من العورۃ" کہ گھٹنا ستر میں سے ہے۔ (دار قطنی)

آلہ تناسل مکمل ایک عضو ہے (۲) خصیے بیضے دونوں مل کر ایک عضو ہیں۔ لہٰذا ان میں سے ایک کا چوتھائی کھلنا مفسد نماز نہیں ہے (۳) پاخانہ کی جگہ، اس سے بھی اس کا حلقہ مراد ہے (۵،۴) دونوں سرین، ان میں سے ایک سرین علیحدہ عضو ہے۔ (۷،۶) دونوں رانیں، یہ بھی الگ الگ عضو ہیں (۸) کمر باندھنے کی جگہ اور اس کی سیدھ میں دائیں بائیں آگے پیچھے جو ٹکڑا باقی رہتا ہے وہ سب مل کر ایک عورت ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ وہ حصہ جو دبر اور انثیین کے درمیان ہے وہ بھی ستر ہے اس طرح کل اعضائے ستر نو ہیں۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۲۹ تا ۳۸)

(۲): یعنی لونڈی کے اعضائے ستر وہی ہیں جو مرد کے ہیں مگر لونڈی کے لئے پیٹھ اور پیٹ بھی اعضائے ستر میں داخل ہیں۔

(۳): آزاد عورت کے پانچ اعضاء (۱) چہرہ (۳،۲) دونوں ہتھیلیاں اور (۵،۴) دونوں پاؤں کی پشت ناخن پا سے ٹخنوں کے نیچے جوڑ تک ستر میں شامل نہیں ہیں۔

آزاد عورت کے اعضائے ستر تیس ہیں۔اور ہر ایک عضو کا چوتھائی حصہ کھلنے کی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔(۱) سر یعنی طول میں پیشانی کے اوپر سے گردن کے شروع تک اور عرض میں ایک کان سے دوسرے کان تک جتنی جگہ پر عادۃ بال جمتے ہیں۔(۲) بال یعنی سر سے نیچے جو لٹکے ہوئے بال ہیں وہ جدا عورت ہیں۔(۳،۴) دونوں کان (۵) گردن جس میں گلا بھی شامل ہے (۶،۷) دونوں شانے (۸،۹) دونوں بازوں (۱۰،۱۱) دونوں کلائیاں (۱۲،۱۳) دونوں ہاتھوں کی پشت۔(۱۴) سینہ (۱۵،۱۶) دونوں پستانیں جبکہ اچھی طرح اٹھ چکی ہوں اور اگر صحیح طور پر نمایاں نہ ہوں تو سینے کے تابع ہوں گی (۱۷) پیٹ، ناف پیٹ میں ہی شامل ہیں۔(۱۸) پیٹھ، پیٹ کا پچھلا حصہ (۱۹) پیٹھ کے اوپر سے شانوں تک کی جگہ (۲۰،۲۱) دونوں سرین (۲۲) فرج (۲۳) دبر (۲۴،۲۵) دونوں رانیں (۲۶) زیر ناف کی نرم جگہ (۲۷،۲۸) دونوں پنڈلیاں (۲۹،۳۰) دونوں تلوے۔

تنبیہ اول: اس میں شدید اختلاف ہے کہ پاؤں ستر میں شامل ہے یا نہیں اس طرح پاؤں کے تلوے۔اگر آسانی پر عمل کریں تو سارے پاؤں ستر سے نکال دے اب اعضائے ستر اٹھائیس ہو جائیں گے۔اگر احتیاط کرنی ہے تو سارے پاؤں کو عورت سمجھے۔آدمی اس طرح کے معاملات میں مختار ہے جس کو چاہے اختیار کرے۔

تنبیہ دوم: ہاتھ کی پشت اگر چہ اصل مذہب میں عورت ہے مگر من حیث الدلیل یہی روایت قوی ہے کہ گٹوں سے نیچے ناخن تک دونوں ہاتھ اصلاً عورت نہیں۔تو اگر روایت قوی پر عمل کریں اور پشت دست نکال دیں تو کل اٹھائیس اعضائے ستر رہ جاتے ہیں۔اگر آسانی والے قول پر عمل کر کے تلوے بھی نکال دیں تو صرف چھبیس ہی ہیں اور اصل مذہب پر تیس۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۲۹، ۴۶)

وكَشْفُ رُبُعِ عُضْوٍ مِنْ أَعْضَاءِ الْعَوْرَةِ يَمْنَعُ صِحةَ الصَّلاةِ وَلَو تَفرّقَ الْإِنكِشَافُ عَلَى أَعْضَاءٍ مِنَ الْعَورَةِ وَكَانَ جُمْلَةَ مَا تَفرّق يَبْلُغُ رُبُعَ أَصْغَرِ الْأَعْضَاءِ الْمُنْكَشِفَةِ مَنَعَ وَإِلَّا فَلا وَمَنْ عَجَزَ عَنْ إِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ لِمَرَضٍ أَوْ عَجَزَ عَنِ النُّزُولِ عَنْ دَابَّتِهِ أَوْ خَافَ عُدُوًّا فَقِبْلَتُهُ جِهَةُ قُدْرَتِهِ وَأَمْنِهِ وَمَنْ إِشْتَبَهَتْ عَلَيْهِ الْقِبْلَةُ وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مُخْبِرٌ وَلَا مِحْرَابٌ تَحَرّٰى وَلَا إِعَادَةَ عَلَيْهِ لَو أَخْطَأَ وَإِنْ عَلِمَ بِخَطَئِهِ فِي صَلَاتِهِ إِسْتَدَارَ وَبَنٰى وَإِنْ شَرَعَ بِلَا تَحَرٍّ فَعَلِمَ بَعْدَ فَرَاغِهِ أَنَّهُ أَصَابَ صَحّتْ, وَإِنْ عَلِمَ بِإِصَابَتِهِ فِيهَا فَسَدَتْ كَمَا لَوْ لَمْ يَعْلَمْ إِصَابَتَهُ أَصْلاً وَلَو تَحرى قَوْمٌ جِهَاتٍ وجَهِلُوا حَالَ إِمَامِهِمْ تُجْزِئُهُمْ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
کشف:	ظاہر ہونا	تفرق:	جدا جدا
نزول:	اترنا	خاف:	خوف ہونا
عدوا:	دشمن	مخبر:	خبر دینے والا
خطیئۃ:	غلطی	استدار:	گھوم جانا
اصاب:	درست	جھل:	معلوم نہ ہونا
تجزئھم:	انہیں کفایت کرے گا		

ترجمہ:

اعضائے ستر میں سے کسی عضو کا چوتھائی حصہ کھلا ہو تو نماز صحیح ادا نہ ہوگی [۱] اعضائے ستر میں سے اعضاء اگر مختلف جگہوں سے ظاہر ہو جائیں۔ اور تمام وہ اعضاء جو مختلف جگہوں سے ظاہر ہوئے ہیں ظاہر ہونے والے اعضاء میں سے سب سے چھوٹے عضو کے چوتھے حصے تک پہنچ جائے تو نماز صحیح نہ ہوگی [۲] اگر ایسا نہ ہو تو نماز صحیح ہے [۳] اگر کوئی بیماری کی وجہ سے قبلہ رخ نہ ہو سکتا ہو یا سواری سے اترنے سے عاجز ہو گیا [۴] یا اسے دشمن کا خوف ہو [۵] تو اسی کا قبلہ اس طرف ہے جس پر وہ قادر ہو [۶] اور (دشمن سے) امن ہو [۷] جس شخص پر قبلہ مشتبہ ہو گیا، اور اس کے پاس (قبلہ کے متعلق) کوئی بتانے والا بھی نہ ہو اور نہ ہی محراب ہو تو وہ غور و فکر کرے [۸]۔ اگر چہ غلطی کرے اس پر نماز کا اعادہ (واجب) نہیں ہے [۹] اگر اسے اپنی غلطی کا علم نماز کے دوران ہو تو رخ پھیرے۔ اور (اسی پر) بناء کرے [۱۰] اگر سوچ بچار کے بغیر نماز شروع کی پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد اسے پتہ چلا کہ اس نے قبلہ رخ ہی نماز ادا کی ہے تو نماز صحیح ہے [۱۱] اور اگر نماز کے اندر ہی اسے پتہ چلا کہ اس نے قبلہ رخ نماز

پڑھی تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی[۱۲] جیسا کہ صحیح رخ ہونے کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ٹوٹ جاتی ہے اگر ایک قوم نے مختلف جہتوں کے متعلق سوچ بچار کی حالانکہ انہیں امام کی حالت معلوم نہ تھی تو ان کی نماز صحیح ہے[۱۳]۔

تشریح:

(۱): مرد و عورت کے اعضائے ستر کی تفصیل بیان ہوگئی ہے۔ یہاں پر قیدیں ہیں (۱) عضو کا چوتھائی حصہ کھلا ہو (۲) ایک رکن کی مقدار یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار کھلا رہے۔ لہٰذا اگر عضو چوتھائی سے کم ظاہر ہے تو نماز صحیح ہے۔ اسی طرح اگر ایک رکن کی مقدار سے کم کھلا رہا ہے تو وہ بھی معاف ہے۔ مثال کے طور پر ہوا چلے اور اس کے تمام اعضائے ستر ظاہر ہو گئے اور اس نے فوراً ڈھانپ لئے تو نماز صحیح ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۲۷۰)

(۲): صورت مسئلہ یہ ہے کہ کوئی ایک کامل عضو تو چوتھے حصہ کی مقدار نہیں کھلا مگر مختلف اعضاء ستر تھوڑے تھوڑے ظاہر ہوئے ہیں تو اب دیکھا جائے گا کہ ظاہر ہونے والے اعضاء میں سے جو سب سے چھوٹا عضو ہے اس کے چوتھائی کے برابر ظاہر ہو گیا تو نماز فاسد ہوگئی۔ مثال کے طور پر ذکر، بیضے اور سرین تھوڑے تھوڑے ظاہر ہوئے۔ اور ان سب کو ملا کر ان اعضاء ستر میں جو سب سے چھوٹا ہے جیسا کہ بیضے وغیرہ ان کے چوتھائی حصہ کو پہنچ جائے تو نماز فاسد ہوگئی۔

(۳): یعنی اگر اعضائے ستر کے سب سے چھوٹے عضو کی چوتھائی حصہ کو نہ پہنچے یا پہنچ تو جائے مگر ایک رکن کی مقدار نہ کھلا رہے نماز صحیح ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۲۷۰)

(۴): اس طرح کہ کسی سرکش جانور پر سوار ہوا اور اسے معلوم ہے کہ اگر اتر جائے گا تو دوبارہ سوار ہونا مشکل ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۲۷۰)

(۵): دشمن کا خوف ہونا عام ہے چاہے کسی آدمی کا ہو یا جانور وغیرہ کا، برابر ہے کہ اپنی جان کا خوف ہو یا اپنے جانور کا، یا پھر اپنے مال کے ضائع ہونے کا خوف ہو۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۲۷۱)

(۶): یعنی جو قبلہ کی طرف رخ کرنے سے عاجز آ گیا وہ اسی طرف منہ کرے جس طرح اسے قدرت ہے۔

(۷): یعنی جس طرف اسے معلوم ہے کہ دشمن حملہ نہیں کرے گا اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے۔

نوٹ: اس کی وجہ یہ ہے کہ استقبال قبلہ شرط ہے جو عذر کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔

(۸): صورت مسئلہ یہ کہ اگر کوئی شخص ایسی جگہ پر ہے جہاں قبلہ سمت معلوم نہ ہو اور نہ ہی کوئی بتانے والا ہو۔ یا بتانے والا تو ہو

مگر وہ نہ بتائے تو ایسا شخص غور و فکر کرے اور جس طرف دل جمے اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے۔

(۹): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے تحری کر کے نماز پڑھی بعد کو معلوم ہوا کہ قبلہ رخ نہ پڑھی گئی تو نماز ہو گئی اب اعادہ کی بھی حاجت نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے اسی طرف منہ کیا جو وہ کر سکتا تھا اور تحری اس کے حق میں فرض تھی لہذا بعد نماز اعادہ کی حاجت نہیں ہے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح بحوالہ حلبی، ص۲۱۹، ص۶۹)

(۱۰): صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے غور و فکر کر کے نماز شروع کی، پھر نماز کے دوران اس کا خیال جما کہ قبلہ تو دوسری طرف ہے تو اس پر فرض ہے کہ اپنا رخ پھیر لے۔ اسی طرح اگر چاروں جہات کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی نماز ہو گئی۔ اس پر یہ لازم ہے کہ فوراً گھوم جائے۔ اگر فوراً نہ پھرا بلکہ ایک رکن کی مقدار یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کا وقفہ ہوا تو نماز نہ ہوئی۔

(فتاوی شامی، جلد۲، ص۱۴۳)

(۱۱): صورت مسئلہ یہ ہے کہ جس شخص کو قبلہ کی سمت معلوم نہ تھی۔ اور اس نے بغیر تحری کے نماز شروع کر دی تو اس کی نماز ہو گئی یا نہیں۔ تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر نماز کے بعد اس کو یقینی طور پر معلوم ہوا کہ اس نے قبلہ رخ ہی نماز پڑھی ہے تو ہو گئی۔ اب بالاتفاق اس پر اعادہ نہیں ہے۔ مگر اس پر جو تحری کرنا فرض تھی اس کے ترک پر گناہ ملے گا۔

(درمختار و ردالمحتار، جلد۲، ص۱۴۷)

(۱۲): اگر کسی شخص نے بغیر سوچ و بچار کے نماز شروع کی اور نماز کے اندر اسے معلوم ہو کہ وہ صحیح رخ نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جب اس نے بغیر غور و فکر کے نماز شروع کی تو یہ اس کی خفیف حالت ہے اور جب اس کو معلوم ہوا کہ وہ قبلہ رخ پر ہی پڑھ رہا ہے تو یہ اس کی قوی حالت ہے اور قوی کی بناء ضعیف پر صحیح نہیں ہے جیسا کہ اشارہ سے نماز پڑھنے والے نماز کے اندر رکوع و سجود پر قادر ہو گیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۲۷۳)

(۱۳): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اندھیری رات ہے۔ چند شخصوں نے جماعت سے تحری کر کے مختلف جہتوں میں نماز پڑھی۔ مگر نماز کے دوران یہ معلوم نہ ہوا کہ اس کی جہت امام کی جہت کے خلاف ہے۔ نہ مقتدی امام سے آگے ہے۔ نماز ہو گئی۔ اور اگر بعد نماز معلوم ہوا کہ امام کی جہت کے خلاف اس کی جہت تھی کچھ حرج نہیں، اگر امام کے آگے ہونا معلوم ہو، نماز میں یا بعد کو تو نماز نہ ہوئی۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص۵۹)

فصل: فِی بَیَانِ وَاجِبَاتِ الصَّلَاۃِ

وَهُوَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا: قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ، وَضَمُّ سُورَةٍ أَوْ ثَلَاثِ آيَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ غَيْرِ مُتَعَيِّنَتَيْنِ مِنَ الْفَرْضِ وَفِي جَمِيعِ رَكَعَاتِ الْوِتْرِ وَالنَّفْلِ وَتَعْيِينُ الْقِرَاءَةِ فِي الْأُولَيَيْنِ وَتَقْدِيمُ الْفَاتِحَةِ عَلَى السُّورَةِ وَضَمُّ الْأَنْفِ لِلْجَبْهَةِ فِي السُّجُودِ وَالْإِتْيَانُ بِالسَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَبْلَ الْإِنْتِقَالِ لِغَيْرِهَا وَالْإِطْمِئْنَانُ فِي الْأَرْكَانِ. وَالْقُعُودُ الْأَوَّلُ وَقِرَاءَةُ التَّشَهُّدِ فِيهِ فِي الصَّحِيحِ وَقِرَاءَتُهُ فِي الْجُلُوسِ الْأَخِيرِ وَالْقِيَامُ إِلَى الثَّالِثَةِ مِنْ غَيْرِ تَرَاخٍ بَعْدَ التَّشَهُّدِ وَلَفْظُ السَّلَامِ دُوْنَ عَلَيْكُمْ وَقُنُوتُ الْوِتْرِ وَتَكْبِيرَاتُ الْعِيدَيْنِ وَتَعْيِينُ التَّكْبِيرِ لِافْتِتَاحِ كُلِّ صَلَاةٍ لَا الْعِيدَيْنِ خَاصَّةً تَكْبِيرَةُ الرُّكُوعِ فِي ثَانِيَةِ الْعِيدَيْنِ وَجَهْرُ الْإِمَامِ بِقِرَاءَةِ الْفَجْرِ وَأُولَيَي الْعِشَاءَيْنِ وَلَوْ قَضَاءً وَالْجُمُعَةِ وَالْعِيدَيْنِ وَالتَّرَاوِيحِ وَالْوِتْرِ فِي رَمَضَانَ وَالْإِسْرَارُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَفِيمَا بَعْدَ أُولَيَي الْعِشَاءَيْنِ وَنَفْلِ النَّهَارِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
جمیع:	تمام کی تمام	انتقال:	منتقل ہونا
اطمئنان:	ٹھہر ٹھہر کر ارکان ادا کرنا	غیر تراخ:	بغیر رکے، بغیر آرام کئے
افتتاح:	شروع کرنا	خاصۃ:	خصوصی طور پر
جھر:	بلند آواز	اسرار:	آہستہ آواز
نہار:	دن		

ترجمہ:

فصل: واجبات نماز کے بیان میں

یہ فصل نماز کے واجبات[۱] کے بارے میں ہے۔ اور نماز کے واجبات اٹھارہ ہیں (۱) سورۂ فاتحہ[۲] اور سورۃ یا تین آیات کا[۳] فرض نماز کی دو غیر متعین رکعتوں میں، (۲) اور وتر و نوافل کی تمام رکعتوں میں سورت یا تین آیات کا (فاتحہ کے ساتھ) ملانا۔ (۳) اور پہلی دو رکعتوں میں قرأت کا تعین[۴] کرنا۔ (۴) سورۂ فاتحہ کو، سورۃ پر مقدم[۵] رکھنا۔ (۵) سجدے میں ناک کو پیشانی کے ساتھ ملانا۔ (۶) ہر رکعت میں کسی دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے سے پہلے دوسرا سجدہ[۶] کرنا۔ (۷) ارکان کو اطمینان سے ادا[۷] کرنا۔ (۸) پہلا قعدہ کرنا[۸]۔ (۹) اور پہلے قعدہ میں تشہد پڑھنا یہی صحیح قول[۹]

ہے۔(۱۰) آخری قعدہ میں تشہد کا پڑھنا۔(۱۱) تشہد کے بعد فوراً تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونا[10]۔(۱۲) لفظ "السلام" کہنا واجب ہے[11] نہ کہ علیکم۔(۱۳) وتر میں دعائے قنوت پڑھنا[12]۔(۱۴) عیدین (کی نماز کی) تکبیرات کہنا[13]۔(۱۵) ہر نماز کے شروع کرنے کے لئے تکبیر کا تعین کرنا، یہ کام صرف عیدین کے لئے خاص نہیں[14]۔(۱۶) عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر کہنا[15]۔(۱۷) فجر اور مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اگرچہ قضا ہوں، جُمُعَہ، عیدین، تراویح، رمضان میں وتر پڑھتے وقت امام کا بلند آواز سے قرات کرنا۔(۱۸) ظہر وعصر کی تمام رکعتوں میں، مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں کے بعد اور دن کے نوافل میں آہستہ قرأت کرنا واجب ہے[16]۔

تشریح:

(۱): واجب کا لغوی معنی: لزوم، سقوط، اضطراب

شرعی معنی: واجب وہ ہے جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جس میں شبہ ہو۔

(۲): کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ اس پر مواظبت فرمائی اور ارشاد فرمایا "**لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب**" "اس شخص کی نماز نہیں ہے جس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اگر کسی نے مطلق قرآن پڑھا اور سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ مکروہ تحریمی ہوگی۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۲۷۵)

نوٹ: الحمد کی ساتوں آیتیں کہ ہر ایک علیحدہ مستقل واجب ہے ان میں ایک آیت بلکہ ایک لفظ کا ترک بھی کیا تو سجدہ سہو واجب ہے۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص ۸۵)

(۳): صورت مسئلہ یہ کہ الحمد کے بعد سورت یا تین آیات پڑھنا واجب ہے۔ فرض یا تو دو رکعت والے ہوں گے جیسا کہ فجر، تین رکعت جیسا کہ مغرب، یا چار جیسے ظہر، عصر، عشا تو ان کی کسی بھی دو رکعت میں سورت یا تین آیات یا ایک چھوٹی آیت جو تین کے برابر ہو پڑھنا واجب ہے۔ مگر وتر اور نوافل کی ہر رکعت میں سورت ملانا واجب ہے۔

نوٹ: سورت فاتحہ کے بعد فوراً سورۃ ملانا ضروری ہے آمین اور بسم اللہ سے فاصلہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص ۸۶)

اگر فاتحہ کے بعد سورت کے متعلق سوچتا رہا یہاں تک کہ تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار دیر ہوگئی تو سجدہ سہو واجب ہوگیا۔ (فتاوی رضویہ جدید، جلد ۶، ص ۳۴۲)

(۴): صورت مسئلہ یہ ہے کہ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر ہمیشگی فرمائی ہے۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۲۷۶)

(۵): صورت مسئلہ یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کو سورت سے پہلے پڑھنا۔ لہٰذا اگر سورت پہلے پڑھ لی پھر اس کے بعد اس کو سورۃ فاتحہ یاد آئی اور اس نے دوبارہ سورت فاتحہ پڑھ کر سورت پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہو جائے گا۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۲۷۶)

(۶): صورت مسئلہ یہ ہے کہ ہر رکعت میں دو سجدوں کے درمیان ترتیب لازم ہے۔ لہٰذا جوں ہی پہلا سجدہ کرے اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے اور نماز کے کسی اور رکن کو ادا نہ کرے۔ اگر ایسا ہوا کہ وہ ایک سجدہ کر کے بھول گیا اور نماز کے آخر میں اسے یاد آیا تو اس کو ادا کرے۔ اور سجدہ سہو بھی کرے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۲۷۶)

(۷): ارکان کو اطمینان یعنی رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا ضروری ہے۔

(نماز کے احکام، رسالہ نماز کا طریقہ، ص ۴۷)

(۸): قعدہ اولیٰ واجب ہے اگرچہ نماز نفل ہو۔ دراصل دو نفل کا ہر قعدہ، قعدہ اخیرہ ہے اور فرض ہے اگر قعدہ کیا اور بھول کر کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا لوٹ آئے اور سجدہ سہو کرے۔

(نماز کے احکام، رسالہ نماز کا طریقہ، ص ۴۸)

(۹): کیونکہ بعض کے نزدیک تشہد سنت ہے۔ مگر یہ واجب ہے اس لئے کہ آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ عمل ہمیشہ کیا ہے یہ فرض نہیں ہے۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۲۷۷)

(۱۰): یعنی تشہد پڑھ کر فوراً کھڑا ہو جائے اور ایک رکن کی مقدار تاخیر نہ کرے۔ یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار وقفہ نہ کرے ورنہ سجدہ سہو لازم ہو جائے گا۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۲۷۶)

(۱۱): نماز سے خارج ہونے کے لئے لفظ سلام کہہ کر خارج ہونا واجب ہے۔ اور لفظ "سلام" دونوں بار کہنا واجب ہے۔ اور لفظ "علیکم" کہنا سنت ہے۔ (نماز کے احکام، رسالہ نماز کا طریقہ، ص ۴۹)

(۱۲): وتر کی تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے جو تکبیر کہی جاتی ہے یہ بھی واجب ہے۔ اسے تکبیر قنوت کہا جاتا ہے اور اس تکبیر کے بعد کوئی بھی دعائے ماثورہ پڑھنا واجب ہے۔

(۱۳): عیدین میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ جو چھ تکبیریں ہیں وہ واجب ہیں۔ کسی ایک کے ترک پر بھی سجدہ سہو واجب ہو جائے گا۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص۲۵۲)

(۱۴): صورت مسئلہ یہ ہے کہ لفظ تکبیر صرف عیدین کی نماز کے ساتھ خاص ہے یا ہر قسم کی نماز شروع کرنے کے لئے تکبیر کے الفاظ ہیں۔تو صحیح یہی ہے کہ جو بھی نماز شروع کرنی ہو اس کے شروع میں تکبیر والے الفاظ ہونا ضروری ہیں۔

واجب ہونے کی وجہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر نماز شروع کرتے وقت اس پر مواظبت فرمانا ہے۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص۲۵۲)

(۱۵): عیدین کی دوسری رکعت میں جو تکبیر رکوع ہے وہ بھی واجب ہے۔اس لئے کہ یہ واجب تکبیرات کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔جبکہ پہلی رکعت کی تکبیر رکوع ان زائد تکبیرات سے ملی ہوئی نہیں ہوتی۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص۲۵۲)

(۱۶): جن نمازوں میں بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے اگر ان میں آہستہ قرأت کی تو سجدہ سہو واجب ہوجائے گا۔اور جن میں سری قرأت ہے ان میں بلند آواز سے قرأت کرنے کی صورت میں سجدہ سہو واجب ہوجائے گا۔سیدی اعلی حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان فرماتے ہیں "امام اگر ان رکعتوں میں جن میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔ان میں بلند آواز سے اتنی قرأت کرنا جس سے فرض ادا ہوسکے اور وہ ہماری امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک آیت ہے۔بھول کر باآواز پڑھ جائیں گے سجدہ سہو واجب ہوجائے گا۔اگر مقدار سے کم مثلاً ایک آدھ کلمہ بلند آواز سے نکل گیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔یہ حکم امام کے لئے ہے اور منفرد کے بھی زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ اس فعل سے عمداً بچے اور سہواً واقع ہو تو سجدہ کرے۔

(فتاوی رضویہ، جلد۶، ص۲۵۲)

وَالْمُنْفَرِدُ مُخَيَّرٌ فِيمَا يَجْهَرُ كَمُتَنَفِّلٍ بِاللَّيْلِ وَلَوْ تَرَكَ السُّورَةَ فِي أُولَيَي الْعِشَاءِ قَرَأَهَا فِي الْأُخْرَيَيْنِ مَعَ الْفَاتِحَةِ جَهْرًا ,وَلَوْ تَرَكَ الْفَاتِحَةَ لَا يُكَرِّرُهَا فِي الْأُخْرَيَيْنِ.

معانی	الفاظ	معانی	الفاظ
عشاء کی پہلی دو رکعتیں	اولیی العشاء:	رات کو نفل پڑھنے والا	متنفل بالليل:
کسی کام کو بار بار کرنا تکرار کرنا	یکررھا:	نماز عشاء کی آخری دو رکعتیں	اخریین:

ترجمہ:

جن نمازوں میں بلند آواز سے قرأت کی جاتی ہے اس میں منفرد کو اختیار[1] ہے جس طرح کہ رات کو نوافل پڑھنے والے کو اختیار ہے[2] اگر عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ترک کردی تو آخری رکعتوں میں فاتحہ سمیت بلند آواز سے پڑھے[3] اگر سورۃ فاتحہ ترک کردی تو آخری رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کا تکرار نہ کرے[4]۔

تشریح:

(۱): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی جماعت سے رہ گیا اور نماز ایسی جس میں بلند آواز سے قرأت کی جاتی ہے۔ تو اب اس شخص کو اختیار ہے۔ چاہے بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ قرات کرے۔

کیونکہ بلند آواز سے قرأت کرنے کی صورت میں گویا اپنی ذات کے لئے امام ہے اور جو آہستہ قرأت کرے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے پیچھے کوئی ایسا شخص موجود نہیں ہے کہ جس کو یہ قرأت سنائے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۷۱)

(۲): یعنی اگر کوئی اکیلے رات کو نفل پڑھ رہا ہے تو اس کو اختیار ہے کہ بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ۔ مگر آواز، زیادہ بلند کرے تاکہ سونے والے تکلیف میں مبتلا نہ ہوں۔ اگر رات کو نوافل کی امامت کرائی جائے تو بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔ (مراقی و بحر الرائق، بحوالہ ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۷۲)

(۳): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پہلی دو رکعتوں میں سورۃ ملانا بھول گیا تو آخری دو رکعتوں میں سورۃ کو فاتحہ سمیت پڑھے۔ اور اس صورت میں بھی سورۃ فاتحہ کو قرأت پر مقدم کرنا ضروری ہے۔ اور سجدہ سہو بھی کرنا ہوگا۔

(۴): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی سورۃ فاتحہ پہلی دو رکعتوں میں پڑھنا بھول گیا تو اب آخری رکعتوں میں اس کی قضاء نہیں کیونکہ سورۃ فاتحہ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں واجب ہے۔ اور واجب کا ترک ہو چکا ہے۔

فصل: فِی بَیَانِ سُنَنِھَا

وَھِیَ اِحْدٰی وَعَشْرُوْنَ رَفْعُ الْیَدَیْنِ لِلتَّحْرِیْمَةِ حِذَاءَ الْاُذُنَیْنِ لِلرَّجُلِ وَالْاَمَةِ وحِذَاءَ الْمَنْکِبَیْنِ لِلْحُرَّةِ ونَشْرُ الْاَصَابِعِ وَمُقَارَنَةُ اِحْرَامِ الْمُقْتَدِی لِاِحْرَامِ اِمَامِهٖ وَوَضْعُ الرَّجُلِ یَدَهُ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی تَحْتَ سُرَّتِهٖ ,وَصِفَةُ الْوَضْعِ اَنْ یَّجْعَلَ بَاطِنَ کَفِّ الْیُمْنٰی عَلٰی ظَاھِرِ کَفِّ الْیُسْرٰی مُحَلِّقًا بِالْخِنْصَرِ وَالْاِبْھَامِ عَلَی الرُّسْغِ وَوَضْعُ الْمَرْاَۃِ یَدَیْھَا عَلٰی صَدْرِھَا مِنْ غَیْرِ تَحْلِیْقٍ وَالثَّنَاءُ وَالتَّعَوُّذُ لِلْقِرَاءَۃِ وَالتَّسْمِیَةُ اَوَّلَ کُلِّ رَکْعَةٍ وَالتَّاْمِیْنُ وَالتَّحْمِیْدُ وَالْاِسْرَارُ بِھَا وَالْاِعْتِدَالُ عِنْدَ التَّحْرِیْمَةِ مِنْ غَیْرِ طَاطَاۃِ الرَّاْسِ وَجَھْرُ الْاِمَامِ بِالتَّکْبِیْرِ وَالتَّسْمِیْعِ وَتَفْرِیْجُ الْقَدَمَیْنِ فِی الْقِیَامِ قَدْرَ اَرْبَعِ اَصَابِعَ۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
حذاء:	برابر	امة:	لونڈی
منکبین:	کندھے	نشر:	پھیلانا
مقارنة:	ملا ہوا ہونا	احرام:	تکبیر تحریمہ
محلقا:	حلقہ بناتے ہوئے	ابھام:	انگوٹھا
صدرھا:	سینہ	تعوذ:	اعوذ باللہ پڑھنا
تامین:	آمین کہنا	تحمید:	اللھم ربنا لک الحمد
طاطاۃ:	بغیر سر کو جھکائے	تسمیع:	سمع اللہ لمن حمدہ
تفریج:	کشادہ کرنا		

ترجمہ:

فصل: نماز کی سنتوں [1] کے بارے میں ہے

اور وہ اکاون (۵۱) ہیں (۱) تکبیر تحریمہ کے لئے مرد اور لونڈی کا کانوں کے برابر اور آزاد عورت کا کاندھوں کے برابر ہاتھوں [2] کا اٹھانا۔ (۲) انگلیوں کو کشادہ [3] رکھنا، (۳) مقتدی کی تکبیر تحریمہ کا امام کی تکبیر تحریمہ سے ملا ہوا [4] ہونا۔ (۴) مرد کا اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ کر ناف کے نیچے رکھنا۔ ہاتھ رکھنے کا طریقہ یہ ہوگا کہ دائیں ہاتھ کے اندرونی حصہ (ہتھیلی) کو بائیں ہاتھ کی پشت پر اس طرح رکھے کہ چھنگلیا اور انگوٹھے کے ذریعے کلائی پر حلقہ بن [5]

جائے۔(۵)اور عورت اپنے ہاتھوں کو بغیر حلقہ بنائے سینہ پر رکھے[۶]۔(۶) ثناء پڑھنا(۷)اور قرأت کے لئے تعوذ (اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم) پڑھنا(۸) ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا[۷]۔(۹) آمین کہنا۔(۱۰) ربنا لک الحمد کہنا۔(۱۱) ان سب کو آہستہ کہنا[۸]۔(۱۲) سر کو جھکائے بغیر اطمینان سے تکبیر تحریمہ کہنا۔(۱۳) امام کا بلند آواز سے تکبیر کہنا[۹]۔(۱۴) سمع اللہ لمن حمدہ کہنا[۱۰]۔(۱۵) قیام میں دونوں قدموں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رکھنا[۱۱]۔

تشریح:

(۱) نماز کے اندر کسی سنت کا ترک، نہ تو نماز کو فاسد کرنے کا سبب ہے اور نہ ہی سجدہ سہو کا سبب۔ مگر جان بوجھ کر سنت موکدہ کا تارک اساءۃ کا مرتکب ہے اساءۃ کا درجہ مکروہ تحریمی سے کم اور مکروہ تنزیہی سے افحش ہے۔

(درمختار مع ردالمحتار، ص ۲۰۷)

(۲): صورت مسئلہ یہ ہے کہ مصلی تکبیر تحریمہ کہتے وقت اپنے ہاتھوں کو کہاں تک بلند کرے تو مرد کے لئے سنت یہ ہے کہ وہ ہاتھوں کو کانوں کے برابر اور عورت اپنے ہاتھوں کو کاندھوں کے برابر اٹھائے۔" صحیح مسلم میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز شروع کرنے لگتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھاتے۔

کیونکہ عورت کو حکم ہے کہ وہ اپنے اعضائے ستر کو چھپائے۔ لہٰذا اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھائے۔ لونڈی ہاتھ اٹھانے کے اعتبار سے مردوں کے حکم میں ہے کیونکہ اس کی کلائیاں ستر میں داخل نہیں

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۱۴۲)

رفع الیدین کا تارک گناہ گار ہوگا یا نہیں؟

اس میں اختلاف ہے کہ نماز کی ابتداء میں ہاتھوں کو اٹھانا سنت مؤکدہ ہے یا سنت غیر مؤکدہ۔ جن کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔ ان کے نزدیک رفع یدین کے ترک کا عادی ہے تو گناہ گار ہوگا ورنہ نہیں۔

(ردالمحتار علی درالمختار، ص ۲۰۸)

نوٹ: صحیح قول کے مطابق نماز کی ابتداء میں ہاتھوں کا بلند کرنا سنت موکدہ ہے۔

تنبیہ: آقا دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز میں ہاتھوں کو صرف تکبیر تحریمہ کے وقت اٹھاتے تھے یا دیگر مقامات پر بھی؟

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نماز کے شروع میں ہاتھ اٹھاتے تھے۔جس کے دلائل درج ذیل ہیں۔

کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ رفع یدین کیا۔بلکہ احادیث میں اس کے برخلاف موجود ہے۔ہاں احادیث میں اس کے ترک وفعل دونوں وارد ہیں۔

حدیث نمبر ۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ " کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح نماز پڑھتے تھے۔یہ کہہ کر نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔تو صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھائے پھر نہ اٹھائے۔ (جامع الترمذی، جلد۱، ص۳۵)

حدیث نمبر ۲: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" کیا ہوا کہ میں تمہیں رفع یدین کرتے دیکھتا ہوں۔گویا تمہارے ہاتھ چنچل گھوڑوں کی دمیں ہیں۔نماز میں قرار سے رہو۔"

(صحیح مسلم، جلد۱، ص۱۸۱)

مزید معلومات کے لئے مفتی احمد یار نعیمی کی کتاب "جاءالحق" کا مطالعہ کریں۔

(۳): اس سے مراد یہ ہے کہ ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنے حال پر چھوڑ دے۔نہ بالکل ملائے نہ بہ تکلف کشادہ رکھے۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص۸۸)

(۴): یعنی امام ومقتدی تکبیر تحریمہ بیک وقت کہیں کیونکہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو" مگر اس میں شرط ہے کہ امام کے "اللہ اکبر" کہنے سے پہلے اس کے تکبیر تحریمہ کے الفاظ ختم نہ ہوں۔اگر امام سے پہلے اللہ اکبر کہہ لیا تو اس کی نماز ہی شروع نہ ہوئی۔

(حاشیہ الطحطاوی علی المراقی الفلاح، ص۲۵۶)

(۵): مرد کے لئے یہ سنت ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھے۔حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں اپنا سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے"۔

(فتاوی رضویہ، جلد۶، ص۱۴۵، بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد۱، ص۳۹۰)

(۶): عورت کے لئے سنت یہ ہے کہ ہاتھوں کو اپنے سینے پر چھاتی کے نیچے رکھے۔کیونکہ نماز میں ہاتھ کہاں رکھ جائیں اس کے بارے میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دو صورتیں مروی ہیں، ایک سینے پر ہاتھ رکھنے کی اور دوسری صورت ناف کے نیچے رکھنے کی ہے۔ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا کہ "نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو

بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر رکھا۔اورعورتوں کو کیونکہ زیادہ سے زیادہ پردہ کرنے کا حکم ہے۔اور سینے پر ہاتھ رکھنے کی صورت میں اس کے لئے زیادہ پردہ ہے۔اور حیاء سے زیادہ قریب۔

(تلخیص فتاوی رضویہ،جلد ۶،ص ۱۹۱)

(۷): تعوذ اور تسمیہ قرأت کے تابع ہیں۔لہذا مقتدی پر چونکہ قرأت نہیں ہے اس لئے مقتدی تعوذ اور تسمیہ نہیں کہے گا۔

(بہار شریعت حصہ سوم،ص ۹۱)

نیز تعوذ صرف پہلی رکعت میں ہے اور ہر ایک کے بعد دوسرے کو فوراپڑھے وقفہ نہ کرے۔

(بہار شریعت حصہ سوم،ص ۹۱)

(۸): یہاں پر چند مسائل ہیں کہ

مسئلہ نمبر ۱: آمین بھی آہستہ کہے گا۔اسی طرح تسمیہ بھی کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ "حضرت عمرو علی رضی اللہ عنہما نہ تو بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھتے تھے نہ آمین۔ (جاء الحق،ص ۴۰۲)

نیز ربنا لک الحمد مقتدی اور منفرد کیلئے سنت ہے۔جبکہ صاحبین کے نزدیک امام کے لیے بھی تحمید کہنا سنت ہے

(مراقی الفلاح علی نور الایضاح،ص ۲۶۱)

(۹): اگر امام کی تکبیر کی آواز تمام مقتدیوں کو نہیں پہنچتی۔تو بہتر ہے کہ کوئی مقتدی بھی بلند آواز سے کہے۔کہ نماز شروع ہونے اور انتقالات کا حال سب کو معلوم ہو اور بلاضرورت (مکبر بنانا) مکروہ و بدعت ہے۔

(۱۰): یہ کہنا امام،منفرد کے لئے سنت ہے۔امام کے لیے تو اس لیے کہ اس کا مقصد مقتدیوں کو دوسرے رکن میں منتقل ہونے کا بتانا ہے۔جس کی مقتدی کو حاجت نہیں ہے۔

(۱۱): کیونکہ یہی ادب ہے اور یہی سنت ہے اور یہی ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول ہے۔مگر ایک ہاتھ کا فرق نہ کسی مذہب کی کتاب میں نظر سے گزرا نہ کسی طرح قابل قبول ہوسکتا ہے۔

(فتاوی رضویہ،جلد ۶،ص ۱۵۴تا۱۵۶)

یعنی پاؤں میں اس طرح فاصلہ رکھے کہ پنجوں میں فاصلہ زائد اور ایڑیوں میں کم ہو۔

(فتاوی رضویہ،جلد ۶،ص ۱۶۹)

وأَنْ تَكُونَ السُّورَةُ الْمَضْمُومَةُ لِلْفَاتِحَةِ مِنْ طِوَالِ الْمُفَصَّلِ فِي الْفَجْرِ وَالظُّهْرِ وَمِنْ أَوْسَاطِهِ فِي الْعَصْرِ وَالْعِشَاءِ وِمِنْ قِصَارِهِ فِي الْمَغْرِبِ لَوْ كَانَ مُقِيمًا وَيَقْرَأُ أَيَّ سُورَةٍ شَاءَ لَوْ كَانَ مُسَافِرًا وَإِطَالَةُ الْأُولٰى فِي الْفَجْرِ فَقَطْ ,وَتَكْبِيرُ الرُّكُوعِ وَتَسْبِيحُهُ ثَلاثًا وَأَخْذُ رُكْبَتَيْهِ بِيَدَيْهِ وَتَفْرِيجُ أَصَابِعِهِ وَالْمَرْأَةُ لَا تُفَرِّجُهَا وَنَصْبُ سَاقَيْهِ وَبَسْطُ ظَهْرِهِ وَتَسْوِيَةُ رَأْسِهِ بِعَجْزِهِ وَالرَّفْعُ مِنَ الرُّكُوعِ وَالْقِيَامُ بَعْدَهُ مُطْمَئِنًّا وَوَضْعُ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَدَيْهِ ثُمَّ وَجْهِهِ لِلسُّجُودِ وَعَكْسُهُ لِلنُّهُوضِ وَتَكْبِيرُ السُّجُودِ وَتَكْبِيرُ الرَّفْعِ وَكَوْنُ السُّجُودِ بَيْنَ كَفَّيْهِ وَتَسْبِيحُهُ ثَلاثًا وَمُجَافَاةُ الرَّجُلِ بَطْنَهُ عَنْ فَخِذَيْهِ وَمِرْفَقَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَذِرَاعَيْهِ عَنِ الْأَرْضِ وَانْخِفَاضُ الْمَرْأَةِ وَلَزِقُهَا بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا وَالْقَوْمَةُ وَالْجَلْسَةُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَوَضْعُ الْيَدَيْنِ عَلَى الْفَخِذَيْنِ فِيمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ كَحَالَةِ التَّشَهُّدِ وَافْتِرَاشُ رِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَنَصْبُ الْيُمْنٰى وَتَوَرُّكُ الْمَرْأَةِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مضمومة:	ملانا	اطالة:	طویل کرنا
نصب:	کھڑا کرنا	بسط:	پھیلانا
تسوية:	برابر	عجز:	کمر
للنهوض:	اٹھنے کے لئے	مجافاة:	جدا رکھنا
فخذ:	ران	مرفق:	کہنی
جنب:	پہلو	انخفاض:	جھکنا
لزق:	سمیٹ لینا	قومة:	رکوع کے بعد کھڑے ہونا
جلسة:	دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا	افتراش:	بچھونا

ترجمہ:

(۱۶) اگر مصلی (نمازی) مقیم ہو تو جو سورت فاتحہ کے ساتھ ملائی جائے تو فجر و ظہر میں طوال مفصل، عصر و عشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل سے ہو[۱] اگر مسافر ہو تو جو سورت چاہے[۲] پڑھے۔ (۱۷) صرف فجر کی نماز میں پہلی رکعت کو لمبا کرنا[۳]۔ (۱۸) رکوع کی تکبیر۔ (۱۹) رکوع میں تین بار تسبیح کہنا[۴]۔ (۲۰) گھٹنوں کو ہاتھوں سے پکڑنا۔ (۲۱) انگلیوں کو کشادہ رکھنا جبکہ عورت انگلیوں کو کشادہ نہ رکھے[۵]۔ (۲۲) پنڈلیوں کو (سیدھا) کھڑا کرنا (۲۳) پیٹھ کو

بچھانا[6]۔(۲۴)سر کو پیٹھ کے برابر رکھنا۔(۲۵)رکوع سے کھڑا ہونا(۲۶)اس کے بعد اطمینان سے قیام کرنا۔(۲۷)اور سجدہ کرنے کے لئے پہلے گھٹنوں، پھر ہاتھوں، پھر چہرے کو رکھنا[7]۔(۲۸)اور سجدہ سے اٹھتے وقت اس کا برعکس کرنا(۲۹)اور سجدے سے اٹھتے وقت تکبیر کہنا(۳۰)سجدہ کا دونوں ہاتھوں کے درمیان ہونا[8]۔(۳۱)سجدے میں تین بار تسبیح کہنا۔(۳۲)مرد کا اپنے پیٹ کورانوں سے کہنیوں کو پہلوؤں سے اور ہاتھوں کا زمین سے جدا رکھنا(۳۳)عورت کا سمٹ کر سجدہ کرنا اور پیٹ کورانوں سے ملانا[9]۔(۳۴)قومہ کرنا[10]۔(۳۵)دوسجدوں کے درمیان جلسہ کرنا[11]۔(۳۶)دوسجدوں کے درمیان ہاتھوں کورانوں پر رکھنا جیسا کہ تشہد کی حالت میں کرتے ہیں[12]۔(۳۷)بائیں پاؤں کو بچھانا اور سیدھے پاؤں کو کھڑا رکھنا(۳۸)عورت کا تورک کرنا[13]۔

تشریح:

(۱): مفصل قرآن کریم کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو سورۃ حجرات سے لے کر آخیر تک ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۳۲۴)

طوال مفصل سے مراد سورہ حجرات سے لے کر سورۃ بروج تک ہے اور سورۃ بروج سے لے کر لم یکن الذین کفروا تک اوساط مفصل ہے اور لم یکن الذین کفروا سے لے کر آخر تک قصار مفصل ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۲۹۰)

(۲): کیونکہ حدیث پاک مین ہے کہ آقا دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سفر میں نماز فجر میں معوذتین پڑھی۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۲۹۲)

(۳): کیونکہ فجر کا وقت سونے کا اور غفلت کا وقت ہوتا ہے۔اس لئے لمبی قرأت کرے تا کہ دیگر لوگ بھی جماعت کی برکتیں لوٹ سکیں۔امام محمد فرماتے ہیں مجھے یہ بات پسند ہے کی تمام نمازوں میں پہلی رکعت کو طویل کیا جائے۔(اور یہی صحیح ہے)

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۱۴۴)

(۴): یعنی تین بار تسبیح ادنی درجہ ہے کہ اس سے کم میں سنت ادا نہ ہوگی اور تین بار سے زیادہ کہے تو افضل ہے۔مگر ختم طاق عدد پر ہو۔ہاں اگر یہ امام ہے اور مقتدی گھبراتے ہوں تو زیادہ نہ کرے۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص ۹۵)

(۵): آجکل اکثر مرد رکوع میں محض ہاتھ رکھ دیتے اور انگلیاں ملا کر رکھتے ہیں یہ خلاف سنت ہے۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص ۵۲۵)

(٦): رکوع میں پیٹھ خوب بچھی رکھے۔ یہاں تک کہ اگر پانی کا پیالہ اس کی پیٹھ پر رکھ دیا جائے تو ٹھہر جائے۔

(فتح القدیر، کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ، جلد۱، ص۲۵۹)

(٧): کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ کو جاتے ،تو پہلے گھٹنے رکھتے ،پھر ہاتھ اور جب اٹھتے تو پہلے ہاتھ اٹھاتے پھر گھٹنے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ باب کیف یضع رکبتیہ قبل یدیہ الحدیث ،ص۸۳۸)

(٨): کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ فرماتے تو دونوں ہاتھوں کے درمیان فرماتے۔

(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح ،ص۲٦۷)

(٩): اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں تو آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" کہ جب تم دونوں سجدہ کرو تو اپنے بعض حصہ کو بعض حصہ سے ملا دیا کرو۔ کیونکہ عورت اس معاملہ میں مرد کی طرح نہیں ہے کیونکہ عورت چھپانے کی چیز ہے۔

(١٠): رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونے کو قومہ کہتے ہیں۔

(١١): یعنی ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار دو سجدوں کے درمیان ٹھہرنا۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ،ص۲٦۸)۔

(١٢): اس حالت میں اصح قول کے مطابق گھٹنوں کو نہ پکڑے۔

(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح ،ص۲٦۸)

(١٣): تورک سے مراد یہ ہے کہ سرین پر بیٹھ کر بائیں ٹانگ کو دائیں ران کے نیچے سے نکال کر دونوں پاؤں دائیں طرف نکال دے۔ (مراقی الفلاح شرح نورالایضاح ،ص۲٦۹)

وَالْإِشَارَةُ فِي الصَّحِيحِ بِالْمُسَبِّحَةِ عِنْدَ الشَّهَادَةِ يَرْفَعُهَا عِنْدَ النَّفْيِ وَيَضَعُهَا عِنْدَ الْإِثْبَاتِ وَقِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ فِيمَا بَعْدَ الْأُولَيَيْنِ وَالصَّلَاةُ عَلَى سَيِّدِنَا النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي الْجُلُوسِ الْأَخِيرِ وَالدُّعَاءُ بِمَا يُشْبِهُ أَلْفَاظَ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ لَا كَلَامَ النَّاسِ وَالْإِلْتِفَاتُ يَمِينًا ثُمَّ يَسَارًا بِالتَّسْلِيمَتَيْنِ وَنِيَّةُ الْإِمَامِ الرِّجَالَ وَالْحَفَظَةَ وَصَالِحَ الْجِنِّ بِالتَّسْلِيمَتَيْنِ فِي الْأَصَحِّ وَنِيَّةُ الْمَأْمُومِ إِمَامَهُ فِي جِهَتِهِ وَإِنْ حَاذَاهُ نَوَاهُ فِي التَّسْلِيمَتَيْنِ مَعَ الْقَوْمِ وَالْحَفَظَةِ وَصَالِحِ الْجِنِّ وَنِيَّةُ الْمُنْفَرِدِ الْمَلَائِكَةَ فَقَطْ وَخَفْضُ الثَّانِيَةِ عَنِ الْأُولَى وَمُقَارَنَتُهُ لِسَلَامِ الْإِمَامِ وَالْبِدَاءَةُ بِالْيَمِينِ وَانْتِظَارُ الْمَسْبُوقِ فَرَاغَ الْإِمَامِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بالمسبحة:	شہادت کی انگلی	والصلاۃ:	درود پاک
یشبہ:	ہم مثل، ملتے جلتے	التفات:	پھر جانا
یمین:	دائیں جانب	یسار:	بائیں جانب
حفظة:	فرشتے	صالح:	نیک
حاذاہ:	برابر ہونا	خفض:	آہستہ آواز نکالنا
مسبوق:	جس کی چند رکعتیں رہ گئی ہو		

ترجمہ:

(۳۹) شہادت (اشہد ان لا الہ الا اللہ) کے وقت شہادت والی انگلی سے اس طرح اشارہ کرنا کہ نفی (لا) کے وقت انگلی کو اٹھائے اور اثبات کے وقت (یعنی الا اللہ) پر رکھ دے یہی صحیح قول ہے[1]۔ (۴۰) پہلی دو رکعتوں کے بعد والی رکعات میں سورۃ فاتحہ پڑھنا[2]۔ (۴۱) قعدہ اخیرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا[3]۔ (۴۲) قرآن و حدیث کے مشابہ الفاظ سے دعا مانگے نہ کہ لوگوں کے کلام سے مشابہ الفاظ سے دعا مانگے[4]۔ (۴۳) دونوں سلام پھیرتے وقت پہلے دائیں طرف منہ کرنا پھر بائیں طرف (۴۴) اور اصح قول کے مطابق امام کا دونوں سلام پھیرتے وقت مردوں، محافظ فرشتوں اور نیک جنات کی نیت کرنا[5]۔ اگر امام مقتدی کی جہت (دائیں یا بائیں) میں ہو تو مقتدی اس جہت کی نیت کرے ۔ (۴۵) اگر مقتدی امام کے بالکل پیچھے ہو تو دونوں طرف سلام پھیرتے وقت امام، دیگر نمازی (قوم) محافظ فرشتے اور نیک جنات کو (سلام کرنے کی) نیت کرے[6]۔ (۴۶) منفرد صرف فرشتوں کو سلام کرنے کی نیت کرے۔ (۴۷) پہلے سلام سے

دوسرے سلام کوآہستہ کہنا (۴۸) مقتدی کا اپنے سلام کوامام کے سلام سے ملانا (۴۹) دائیں طرف سے ابتداء کرنا (۵۰) مسبوق کاامام کے فارغ ہونے کاانتظار کرنا (۷) ۔(۵۱)

تشریح:

(۱): انگلی سے اشارہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب اشہد پر پہنچے چھنگلیا اور اس کے برابر کی انگلیوں کی گرہ باندھے اور انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بنائے۔ (تلخیص فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۵۹)

نوٹ: بعض نام نہاد حنفی کہلانے والے تشہد میں انگلیوں کی گرہ بنا کر شہادت کے بعد بھی اسی حالت میں رکھتے ہیں۔جبکہ علامہ طحطاوی اس مسئلہ کے تحت لکھتے ہیں کہ انگلیوں کا حلقہ صرف شہادت کیوقت بنایا جائے۔اور یہ انگلیوں کاحلقہ نہ شہادت سے پہلے بنائے اور نہ اس کے بعد۔ (حاشیہ الطحطاوی، ص ۲۷۰)

(۲): امام اعظم کی دوسری روایت کے مطابق فرض کی آخری دو رکعت میں اسے اختیار ہے کہ سورۃ فاتحہ کی تلاوت، تسبیحات اور خاموش رہنے میں اختیار ہے چنانچہ صدر الشریعہ فرماتے ہیں کہ نماز فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں افضل سورۃ فاتحہ پڑھنا ہے۔اور سبحان اللہ کہنا بھی جائز ہے۔اور (یہ بھی جائز ہے) بقدر تین تسبیحات کے چپ کھڑا رہے۔مگر سکوت بہتر نہیں ہے۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص ۹۹)

ہاں اگر یہ امام ہو اور اس کے قرأت کرنے سے مقتدیوں پر گراں گزرتا ہو تو فرضوں کی تیسری یا چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کی جگہ تین بار سبحان اللہ کہہ لے۔اور مفتی بہ قول یہ ہے کہ مطلقاً ذکر کرنا سنت ہے۔

(۳): اس درود سے مراد درود ابراہیمی ہے۔اور یہ سب سے افضل درود ہے کیونکہ یہ سب سے افضل اعمال یعنی نماز میں مقرر کیا گیا ہے۔ (ملخصا فتاوی رضویہ، جلد ۶، ۱۸۳)

نوٹ: سنت کسی بھی درود پڑھنے سے ادا ہو جائے گی۔

(۴): قرآنی الفاظ کے مشابہ الفاظ کی دعا کی مثال جیسا کہ "اللھم ربنا اتنا فی الدنیا: اور حدیث کے مشابہ الفاظ کی دعا کی مثال جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا ہے مجھے دعا سکھایئے تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح کہو "**اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا و انه لا یغفر الذنوب** "الخ لوگوں کے کلام سے مشابہ الفاظ کی مثال اس سے مراد وہ دعا ہے جو غیر اللہ سے مانگنا اس کے لئے محال نہ ہو جیسا کہ یہ دعا کرنا کہ "اے اللہ مجھے فلاں منصب عطا فرمایا اللہ میری فلاں سے شادی کردے۔"

(۵): صورت مسئلہ یہ ہے کہ جب امام سلام پھیرے تو سلام کرتے وقت محافظ فرشتوں، دائیں بائیں موجود نمازیوں

اور نیک جنات کو سلام کرنے کی نیت کرے۔

عورتوں کی نیت نہ کرے۔ اس محافظ فرشتوں کی تعداد کتنی ہے اس کے بارے میں مختلف احادیث وارد ہیں۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد کراما کاتبین ہیں۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد ستر فرشتے ہیں۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۳۰۴)

(۶): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مقتدی امام کے بالکل پیچھے ہو تو وہ سلام پھیرتے وقت، امام محافظ فرشتوں کی بھی نیت کرے اور اگر بالکل پیچھے نہ ہو تو اگر مقتدی بائیں طرف ہے تو دائیں طرف سلام پھیرتے وقت امام کو سلام کرنے کی نیت کرے۔

(۷): یعنی مسبوق فوراً امام کے سلام پھیرتے ساتھ ہی کھڑا نہ ہو جائے بلکہ انتظار کرے کہ امام جو سلام پھیر رہا ہے یہ سجدہ سہو کا سلام ہے یا نماز سے فراغت کا سلام۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۳۰۵)

فصل من آدابها

مِنْ آدَابِهَا إِخْرَاجُ الرَّجُلِ كَفَّيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ عِنْدَ التَّكْبِيْرِ وَنَظْرُ الْمُصَلِّيْ إِلَى مَوْضِعِ سُجُوْدِهِ قَائِمًا وَإِلَى ظَاهِرِ الْقَدَمِ رَاكِعًا وَإِلَى أَرْنَبَةِ أَنْفِهِ سَاجِدًا وَإِلَى حُجْرِهِ جَالِسًا وَإِلَى الْمَنْكِبَيْنِ مُسَلِّمًا وَدَفْعُ السُّعَالِ مَااسْتَطَاعَ وَكَظْمُ فَمِهِ عِنْدَ التَّثَاؤُبِ وَالْقِيَامِ حِيْنَ قِيْلَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ وَشُرُوْعُ الْإِمَامِ مُذْ قِيْلَ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
کم:	آستین	ظاهر القدم:	قدم کااوپروالاحصہ
ارنبة انف:	ناک کی ہڈی	حجر :	گود
مسلما:	سلام پھیرتے وقت	سعال:	کھانسی
کظم:	چھپانا، بندرکھنا	تثاوب:	جماہی

ترجمہ:

یہ فصل نماز کے مستحبات کے بیان میں ہے

(۱) نماز کے مستحبات[1] میں سے ہے کہ مرد تکبیر کہتے ہوئے ہاتھوں کو آستینوں سے باہر نکالے[2]۔ (۲) نمازی قیام کی حالت میں سجدے کی جگہ (۳)، رکوع کی حالت میں قدم کی پشت پر، سجدے کی حالت میں ناک کی نرم ہڈی کی طرف اور بیٹھنے (تشہد) کی حالت میں گود کی طرف، اور سلام پھیرتے وقت کندھوں کی طرف نظر کرلے[4]۔ (۳) جس قدر ممکن ہو، کھانسی کو دور کرنا[5]۔ (۴) جمائی کے وقت منہ کو بند رکھنا (۵) "حی علی الفلاح" کے وقت کھڑا ہونا[6]۔ اور امام کا اس وقت نماز شروع کرنا جب "قد قامت الصلوۃ" کہا جائے[7]۔

تشریح:

(۱): آداب ادب کی جمع ہے۔ نماز کے آداب سے مراد وہ افعال ہیں جن کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک یا دو مرتبہ کیا ہو مگر اس پر مواظبت اختیار نہ کی ہو۔ (الدرالمختار وردالمحتار، جلد۲، ص۲۱۴)

(۲): ہاں اگر کوئی ضرورت ہو مثلاً شدید سردی ہو تو اس صورت میں ہاتھوں کو آستینوں سے نہ نکالنے کی اجازت ہے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، جلد۲، ص۲۱۵)

(۳): قیام کی حالت میں پاؤں کی طرف نظر کرنے سے بھی سنت ادا ہو جائیگی۔

(جدالممتار)

(۴): کیونکہ جب وہ ان اعضاء کی طرف نظر کرے گا تو اس کو خشوع وخضوع حاصل ہو جائے گا اور کسی دوسرے کی طرف اس کی نظر مشغول نہ ہوگی۔ قیام کی حالت میں پاؤں کی طرف نظر کرنے سے بھی سنت ادا ہو جائے گی۔

(۵): اگر کھانسی کسی عذر یا غرض صحیح کے لئے ہو جیسے گلا صاف کرنا، یا امام کو سہو پر تنبیہ کرنا تو مذہب صحیح میں ہرگز نماز فاسد نہ ہوگی۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۴۷۲)

(۶): یہ اس وقت ہے کہ جب امام محراب میں موجود ہو۔ مولانا ظفر الدین بہاری "فتاوی ملک العلماء اور علامہ شامی فتاوی شامی" میں اس مسئلہ کی وضاحت کچھ یوں کی ہے۔

فرماتے ہیں اس مسئلہ کی متعدد شکلیں بنتی ہیں۔

شکل اول: اگر امام خود تکبیر کہے تو جب تک تکبیر پوری ختم نہ ہو جائے مقتدی سب کے سب بیٹھے رہیں کوئی کھڑا نہ ہو۔

شکل دوم: امام نے خود تکبیر کہی مگر مسجد میں پہنچنے سے قبل ہی تکبیر شروع کر دی تو تمام مشائخ حنفیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مقتدی سب کے سب بیٹھے رہیں۔ کوئی کھڑا نہ ہو جب تک کہ امام مسجد میں داخل نہ ہو جائے۔

شکل سوم: امام اور موذن دو شخص ہیں، تکبیر کے وقت امام مسجد میں موجود نہیں ہے۔ جانب قبلہ سے مسجد میں آرہا ہے۔ تو مقتدی امام کو دیکھتے ساتھ ہی کھڑے ہو جائیں اگرچہ موذن نے ابھی حی علی الفلاح نہ کہا ہو۔

شکل چہارم: امام و موذن دو شخص ہیں اور امام جانب قبلہ سے نہیں بلکہ پیچھے سے آرہا ہے تو جس صف کے آگے سے گزرے گا وہ لوگ کھڑے ہوتے جائیں۔ تکبیر شروع ہوتے ہی یا حی علی الفلاح پر پہنچنے کے وقت سب کو کھڑا ہونے کا حکم نہیں۔

شکل پنجم: امام محراب کے قریب مسجد میں بیٹھا ہے، مقتدی بھی موجود ہیں تکبیر شروع ہو چکی ہے بعض مقتدی مسجد میں اس وقت داخل ہوئے تو ان کو حکم ہے کہ بیٹھ جائیں۔ کیونکہ کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے۔

شکل ششم: امام و مقتدی مسجد میں موجود ہیں اور موذن غیر امام ہے جو صورت عام طور پر ہوتی ہے تو عندالاحناف حکم ہے کہ حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں۔ (فتاوی ملک العلماء، ص ۸۱ تا ۸۸)

(۷): یعنی جب مکبر قد قامت الصلوۃ پر پہنچے تو امام تکبیر تحریمہ کہنا شروع کر دے تا کہ قول کے مطابق عمل ہو جائے۔ اگر اس طرح نہ بھی کیا تو کوئی حرج نہیں ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ جب موذن تکبیر ختم کر دے اس وقت امام تکبیر تحریمہ کہے تا کہ موذن بھی امام کے ساتھ شروع کرے۔ (الدر المختار و رد المحتار، جلد ۲، ص ۲۱۷)

فصل فی کیفیة ترکیب الصلاة

اِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ الدُّخُولَ فِی الصَّلاةِ أَخْرَجَ کَفَّیْهِ مِنْ کُمَّیْهِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا حَذَاءَ أُذُنَیْهِ ثُمَّ کَبَّرَ بِلاَ مَدٍّ نَاوِیًا وَیَصِحُّ الشُّرُوْعُ بِکُلِّ ذِکْرٍ خَالِصٍ لِلّٰهِ تَعَالٰی کَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِالْفَارِسِیَّةِ اِنْ عَجَزَ عَنِ الْعَرَبِیَّةِ وَاِنْ قَدَرَ لاَ یَصِحُّ شُرُوْعُهُ بِالْفَارِسِیَّةِ وَلاَ قِرَاءَ تُهُ بِهَا فِی الْاَصَحِّ ثُمَّ وَضَعَ یَمِیْنَهُ عَلٰی یَسَارِهٖ تَحْتَ سُرَّتِهٖ عَقْبَ التَّحْرِیْمَةِ بِلاَ مُهْلَةٍ مُسْتَفْتِحًا وَهُوَ اَنْ یَّقُوْلَ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلاَ اِلٰهَ غَیْرُکَ وَیَسْتَفْتِحُ کُلُّ مُصَلٍّ ثُمَّ تَعَوَّذُ لِلْقِرَاءَ ةِ فَیَأْتِیْ بِهٖ الْمَسْبُوْقُ لاَ الْمُقْتَدِیْ وَیُؤَخِّرُ عَنْ تَکْبِیْرَاتِ الْعِیْدَیْنِ .

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
حذاء:	برابر	ناویا:	نیت کرتے ہوئے
عقب تحریمة:	تحریمہ کے بعد	مهلة:	بغیر انتظار کے
سبحانک:	پاکیزگی	تبارک:	برکت والا
جدک:	بزرگی والا		

ترجمہ:

یہ فصل نماز پڑھنے کے طریقے کے بارے میں ہے

جب کوئی شخص نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو اپنے ہاتھوں کو آستینوں سے باہر نکالے۔ پھر ہاتھوں کو کانوں کے برابر بلند کرے [۱] پھر (نماز) کی نیت کرتے ہوئے بغیر مد کے تکبیر تحریمہ کہے [۲]۔ ہر اس ذکر کے ساتھ نماز شروع کرنا صحیح ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ مثلاً سبحان اللہ (کہہ کر نماز شروع کرنا) [۳]۔ اگر عربی میں نماز پڑھنے سے عاجز ہو تو فارسی میں بھی شروع کرنا جائز ہے۔ اور عربی میں پڑھنے پر قادر ہے تو فارسی میں نماز شروع کرنا صحیح نہیں ہے [۴]۔ اصح کے قول کے مطابق فارسی میں قرأت کرنا بھی صحیح نہیں ہے [۵]۔ پھر تکبیر تحریمہ کے فوراً بعد اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے ہوئے ناف کے نیچے رکھے۔ اور ثناء پڑھے۔ یعنی یوں کہے "اے اللہ تو پاک ہے ہم تیری تعریف بیان کرتے ہیں، تیرا نام برکت والا ہے۔ اور تیری شان بہت بلند ہے۔ اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے" یہ ثناء ہر نمازی پڑھے [۶]۔ پھر قرأت کے لئے آہستہ تعوذ "یعنی اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" پڑھے۔ تعوذ کو مسبوق پڑھے گا [۷] مقتدی نہیں [۸]۔ اور تعوذ کو عیدین کی تکبیرات کے

بعد پڑھے[9]۔

تشریح:

(۱): امداد الفتاح میں فتاوی قاضی خان کے حوالے سے درج ہے کہ انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑ کر اتنا بلند کرے کہ (انگوٹھے) کانوں کی لو کو چھو جائے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۳۰۸)

(۲): صورت مسئلہ یہ ہے کہ جب تکبیر تحریمہ کہی جائے تو اس وقت نہ اسم جلالت "اللہ" کے الف کو مد میں بدلا جائے اور نہ ہی "اکبر" کے الف کو مد میں بدلا جائے کیونکہ اس صورت میں استفہام کی سی صورت بن جاتی ہے۔ جس سے معنی فاسد ہو جاتے ہیں اور نماز نہیں ہوتی۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۳۱۰)

(۳): نماز کے واجبات میں گزر چکا ہے کہ لفظ اللہ اکبر سے نماز شروع کرنا واجب ہے۔ لہذا یہ تبدیلی مکروہ تحریمی ہے۔

(الدر المختار ورد المحتار، جلد ۲، ص ۲۲۲)

(۴): صورت مسئلہ یہ ہے کہ جس شخص کو عربی نہیں آتی تو کیا وہ عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں مثلاً فارسی، اردو وغیرہ میں نماز شروع کر سکتا ہے۔

تو امام اعظم کے نزدیک بلا عذر کرنا مکروہ تحریمی ورنہ جائز ہے۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ سے اس مسئلہ میں رجوع ثابت نہیں ہے۔ صاحب درمختار فرماتے ہیں اس مسئلہ میں مصنف نور الایضاح بھی متنبہ نہیں ہوئے۔

(الدر المختار ورد المحتار، جلد ۲، ص ۲۲۲ تا ۲۲۵)

(۵): امام اعظم رضی اللہ عنہ نے قرأت کے متعلق یہ کہا تھا کہ فارسی میں قرأت کرنا جائز ہے۔ مگر انہوں نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا۔ لہذا اب بالاتفاق فارسی میں قرأت کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر عاجز ہے تو اس کے لئے حکم الگ ہے۔

(الدر المختار ورد المحتار، جلد ۲، ص ۲۲۴)

(۶): یعنی وہ نمازی امام ہو یا منفرد، یا مقتدی۔ اور مقتدی اسی وقت پڑھے گا جب امام نے جہری قرات شروع نہ کی ہو۔

(۷) مسبوق اس کو کہتے ہیں کہ جس کی چند رکعتیں رہ گئی ہوں۔ مسبوق مابقیہ رکعتوں میں تعوذ پڑھے گا۔

(۸): امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کے نزدیک مقتدی تعوذ پڑے گا کیونکہ جب وہ ثناء پڑھ سکتا ہے تو جو اس کے تابع ہے اس کو بھی پڑھ سکتا ہے۔ جبکہ صاحبین کے نزدیک مقتدی نہیں پڑھے گا کیونکہ اس پر قراۃ نہیں ہے۔

(بدائع الصنائع، جلد ۱، ص ۴۷۳، ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۷۶)

اور صحیح قول یہ ہے کہ مقتدی اس کو نہیں پڑھے گا۔

(۹): صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں تکبیرات قرأت سے پہلے ہوتی ہیں۔اور تعوذ قرأت کے تابع ہے۔لہذا اس لئے پہلی رکعت میں تکبیرات کے بعد تعوذ پڑھے گا۔

ثُمَّ يُسَمِّي سِرًّا وَيُسَمِّي فِي كُلِّ رَكعةٍ قَبْلَ الْفَاتِحَةِ فَقَطْ ,ثُمَّ قَرَأَ الْفَاتِحَةَ وَأَمَّنَ الْإِمَامُ وَالْمَأْمُوْمُ سِرًّا ثُمَّ قَرَأَ سُوْرَةً أَوْ ثَلَاثَ آيَاتٍ ثُمَّ كَبَّرَ رَاكِعًا مُطْمَئِنًّا مُسَوِّيًا رَأْسَهُ بِعَجُزِهِ آخِذًا رُكْبَتَيْهِ بِيَدَيْهِ مُفَرِّجًا أَصَابِعَهُ وَسَبَّحَ فِيهِ ثَلَاثًا وذٰلِكَ أَدْنَاهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَاطْمَأَنَّ قَائِلاً سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ لَو اَمَامًا أَوْ مُنْفَرِدًا وَالْمُقْتَدِيْ يَكْتَفِي بِالتَّحْمِيْدِ ثُمَّ كَبَّرَ خَارًّا لِلسُّجُوْدِ ثُمَّ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَدَيْهِ ثُمَّ وَجْهَهُ بَيْنَ كَفَّيْهِ وَسَجَدَ بِأَنْفِهِ وَجَبْهَتِهِ مُطْمَئِنًّا مُسَبِّحًا ثَلَاثًا وَذٰلِكَ أَدْنَاهُ وَجَافٰى بَطْنَهُ عَنْ فَخِذَيْهِ وَعَضُدَيْهِ عَنْ إِبْطَيْهِ فِي غَيْرِ زَحْمَةٍ مُوَجِّهًا أَصَابِعَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَالْمَرْأَةُ تَخْفِضُ وَتَلْزَقُ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ماموم:	مقتدی	مطمئنا:	سکون
عجز:	کمر	مفرجا:	کشادہ
قائلا:	کہتے ہوئے	یکتفی:	انحصار کرنا
		جافی:	جدا رکھنا
ابطیہ:	بغل	تلزق:	سمیٹ لے

ترجمہ:

پھر آہستہ آواز میں بسم اللہ پڑھے [۱]۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھے۔پھر سورۃ فاتحہ پڑھے۔امام و مقتدی آہستہ آواز سے آمین کہیں [۲]۔پھر کوئی سورۃ یا تین آیات پڑھے۔پھر رکوع کے لئے تکبیر کہے [۳]۔اطمینان سے رکوع کرے۔سر کو پیٹھ کے برابر رکھے۔گھٹنوں کو ہاتھوں سے پکڑے۔انگلیوں کو کشادہ رکھے [۴]۔رکوع میں تین تسبیحات (سبحان ربی العظیم) کہے [۵]۔اور تین بار تسبیح کہنا کم از کم ہے۔پھر اپنے سر کو بلند کرے۔پھر اطمینان سے کھڑے ہوتے ہوئے کہے۔"سمع الله لمن حمده" (اگر امام یا منفرد ہے تو "ربنا ولک الحمد" بھی) کہے [۶]۔پھر ہاتھ رکھے، پھر دونوں

ہاتھوں کے درمیان اپنے چہرہ کو رکھے اوراطمینان سے ناک اور پیشانی کے ساتھ سجدہ کرے (۷)۔ تین بار تسبیحات پڑھے (سبحان ربی الاعلی) اور تین بار تسبیح کہنا کم ازکم ہے۔ اور بغیر دوسروں کو تکلیف دیئے (۸)۔ پیٹ کو رانوں سے اور بازوؤں کو پہلوؤں سے دور رکھے۔ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھے۔ اور عورت جھک کر اپنے پیٹ کو رانوں سے ملالے (۹)۔

تشریح:

(۱): کیونکہ امام اعظم، حضرت حماد سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما بلند آواز سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھتے تھے۔

(مسند امام اعظم، ص ۵۸)

(۲): حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "ولا الضالین" پر پہنچے تو آپ نے فرمایا آمین اور آمین میں آواز آہستہ رکھی۔

(جاء الحق، ص ۴۰۲، بحوالہ دار قطنی)

(۳): یعنی جھکتے ساتھ ہی تکبیر اور جب رکوع کی حالت میں پہنچے تو فوراً تسبیح شروع کردے تاکہ نماز کی کوئی بھی حالت ذکر اللہ سے خالی نہ رہے۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۳۱۷)

(۴): یہ حکم مردوں کے لئے ہے اور عورت کے لئے سنت گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا اور انگلیاں کشادہ نہ کرنا ہے۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص ۹۵)

(۵): تین بار تسبیحات کہنا سنت کا کم از کم درجہ ہے۔ کہ تین بار سے کم کہے تو سنت ادا نہ ہوگی۔ حلیہ میں عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے ہے کہ "امام کے لئے پانچ بار تسبیحات کہنا مستحب ہے"۔ جبکہ مقتدیوں پر گراں نہ گذرے۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص ۹۵)

(۶): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہو تو وہ "سمع اللہ لمن حمدہ" بھی کہے گا اور "ربنا لک الحمد" بھی کہے۔ اس کے لئے یہ دونوں سنت ہیں اور اگر مقتدی ہے تو صرف ربنا لک الحمد کہے گا۔ اور امام کے لیے صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہنا سنت ہے۔ مگر امام تحمید بھی کہہ لے تو حرج نہیں اگرچہ امام کے لیے ضروری نہیں۔

کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ "حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ

حضرت عطا ابن ابی رباح سے جماعت کے امام کے متعلق سوال کر رہے تھے کہ جب امام "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے تو کیا وہ "ربنا لک الحمد" بھی کہے تو حضرت عطا ابن ابی رباح نے فرمایا کہ امام کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ یہ کہے۔

(مسند امام اعظم، ص ۶۱)

(۷): حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ کرتے تو پہلے اپنے گھٹنوں کو رکھتے پھر اپنے ہاتھوں کو رکھتے اور جب کھڑے ہوتے تو پہلے ہاتھوں کو اٹھاتے اور پھر گھٹنوں کو۔

(مسند امام اعظم، ص ۶۱)

(۸): مثلاً اگر صف میں ہوگا تو بازو کروٹوں سے جدا نہ ہوں گے۔ (الدر المختار، جلد ۲، ص ۲۵۷)

(۹): کیونکہ عورت کے لئے اس میں زیادہ ستر پوشی ہے۔ لہذا وہ اپنے پیٹ کو رانوں سے ملالے۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۲۸۳)

وَجَلَسَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ مُطْمَئِنًّا ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مُطْمَئِنًّا وَسَبَّحَ فِيْهِ ثَلاثًا وَجَافٰى بَطْنَهُ عَنْ فَخِذَيْهِ وَأَبْدٰى عَضُدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مُكَبِّرًا لِلنُّهُوْضِ بِلاَ اِعْتِمَادٍ عَلَى الْاَرْضِ بِيَدَيْهِ وَبِلاَ قُعُوْدٍ وَالرَّكْعَةُ الثَّانِيَةُ كَالْاُوْلٰى إِلَّا أَنَّهُ لا يُثَنِّي وَلاَ يَتَعَوَّذُ وَلاَ يَسُنُّ رَفْعُ الْيَدَيْنِ إِلَّا عِنْدَ اِفْتِتَاحِ كُلِّ صَلاَةٍ وَعِنْدَ تَكْبِيْرِ الْقُنُوْتِ فِي الْوِتْرِ وَتَكْبِيْرَاتِ الزَّوَائِدِ فِي الْعِيْدَيْنِ وَحِيْنَ يَرَى الْكَعْبَةَ وَحِيْنَ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ الْاَسْوَدَ وَحِيْنَ يَقُوْمُ عَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَعِنْدَ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ وَمُزْدَلِفَةِ وَبَعْدَ رَمْيِ الْجَمْرَةِ الْاُوْلٰى وَالْوُسْطٰى وَعِنْدَ التَّسْبِيْحِ عَقْبَ الصَّلَوَاتِ وَإِذَا فَرَغَ الرَّجُلُ مِنْ سَجْدَتَي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اِفْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَجَلَسَ عَلَيْهَا وَنَصَبَ يُمْنَاهُ وَوَجَّهَ اَصَابِعَهَا نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَبَسَطَ اَصَابِعَهُ وَالْمَرْأَةُ تَتَوَرَّكُ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ابدی:	ظاہر کرنا	اعتماد:	سہارالینا
اولی:	پہلی	یثنی:	ثناء
رفع الیدین:	ہاتھوں کو بلند کرنا	استلام:	دور سے بوسہ لینا
وقوف:	قیام	افترش:	بچھانا

ترجمہ:

دونوں سجدوں کے درمیان ہاتھوں کو رانوں پر رکھتے ہوئے اطمینان سے بیٹھے پھر (سجدہ کے لئے) تکبیر کہے اور اطمینان سے (دوسرا) سجدہ کرے (۱)۔اور سجدہ میں تین بار تسبیحات کہے۔ پیٹ کو رانوں سے جدا رکھے اور اپنے بازوؤں کو پھیلائے (۲)۔ پھر زمین پر ٹیک لگائے اور بیٹھے بغیر اگلی رکعت کے اٹھنے کے لئے تکبیر کہتے ہوئے سر کو اٹھائے (۳)۔اور دوسری رکعت (کی ادائیگی بھی) پہلی رکعت کی طرح ہے مگر دوسری رکعت میں نہ تو ثناء پڑھے اور نہ ہی تعوذ (اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم) پڑھے (۴)۔نماز شروع کرتے وقت (۵) وتر میں تکبیر قنوت کہتے وقت، عیدین میں زائد تکبیریں کہتے وقت، کعبۃ اللہ کی زیارت کے وقت، حجر اسود کا بوسہ لیتے وقت۔ صفا اور مروہ پر قیام کے وقت (۶)، عرفات اور مزدلفہ میں وقوف کے وقت، جمرہ اولی اور وسطی کو کنکریاں مارنے کے بعد۔ ہاتھوں کو اٹھانا (۷) تمام نمازوں کے بعد والی تسبیحات سے فراغت کے بعد دعا مانگنے کے علاوہ سنت ہے۔اور جب مرد دوسری رکعت کے دونوں سجدے کر لے تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائے اور

دائیں پاؤں کو کھڑا کر کے انگلیوں کو قبلہ رخ کر لے (۸)۔ ہاتھوں کو رانوں پر رکھے۔ انگلیوں کو پھیلا دے۔ اور عورت تورک کرے (۹)۔

تشریح:

(۱): ہر رکعت میں دو بار سجدہ فرض ہے۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص ۸۱)

(۲): ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ کروٹوں سے جدا رکھتے۔ یہاں تک کہ ہاتھوں کے نیچے سے اگر بکری کا بچہ گزرنا چاہتا تو گزر جاتا۔
(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ باب صفۃ السجود، حدیث ۸۹۸)

(۳): ہاں کمزوری وغیرہ عذر کے سبب اگر زمین پر ہاتھ رکھ کر اٹھا جب بھی حرج نہیں۔
(الدر المختار ورد المحتار، جلد ۲، ص ۲۶۲)

(۴): کیونکہ یہ دونوں صرف ایک مرتبہ ہی پڑھنا مشروع ہیں۔ (در المختار، جلد ۲، ص ۲۶۲)

(۵): حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہاتھوں کو بلند نہ کیا جائے مگر سات موقع پر۔ (۱) جب نماز شروع کرے (۲) جب مسجد حرام میں داخل ہو اور کعبۃ اللہ کی زیارت کرے (۳) صفا اور مروہ پر قیام کے وقت (۴) اور جب عرفہ (۵) مزدلفہ میں قیام کرے اور جب (۶) جمرہ اولی اور (۷) وسطی پر کنکریاں مارتے وقت۔
(بخاری کتاب الاستسقاء، جلد ۲، ص ۴۲۹)

(۶): کیونکہ صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور وہ جگہ جہاں حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے پانی کی تلاش میں تیز چلی تھیں۔ یہیں سے آب زم زم جاری ہوا۔

(۷): نماز کی ابتداء، تکبیر قنوت، عیدین کی زائد تکبیرات کہتے وقت ہاتھوں کو اسی طرح اٹھائے جس طرح تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھاتے ہیں جبکہ صفا و مروہ، وقوف عرفہ و مزدلفہ اور جمرہ کو کنکری مارتے وقت ہاتھوں کا رخ آسمان کی طرف رکھے

(۸): سجدہ میں دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا سنت ہے اور ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا واجب اور دسوں کا قبلہ رخ ہونا سنت ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۳۶۷)

(۹): عورت کے لئے دونوں التحیات میں بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دے اور زمین پر بیٹھے (یہی تورک کہلاتا ہے)۔ (جاء الحق، باب التحیات میں بیٹھنے کی کیفیت، ص ۴۳۷)

وَقَرَأَ تَشَهُّدَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَشَارَ بِالْمُسَبِّحَةِ فِي الشَّهَادَةِ يَرْفَعُهَا عِنْدَ النَّفْيِ وَيَضَعُهَا عِنْدَ الْإِثْبَاتِ وَلَا يَزِيْدُ عَلَى التَّشَهُّدِ فِي الْقُعُوْدِ الْأَوَّلِ وَهُوَ:

"اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ."

وَقَرَأَ الْفَاتِحَةَ فِيْمَا بَعْدَ الْأَوَّلَيَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ وَقَرَأَ التَّشَهُّدَ ثُمَّ صَلّٰى عَلٰى سيدنا النبی صلى الله عليه وسلم ثُمَّ دَعَا بِمَا يُشْبِهُ الْقُرْآنَ وَالسُّنَّةَ ثُمَّ سَلَّمَ يَمِيْنًا وَيَسَارًا فَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ نَاوِيًا مَنْ مَعَهُ كَمَا تَقَدَّمَ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
التحیات:	عظمت، بزرگی	والطیبات:	پاکیزگیاں
صالحین:	نیک بندے	صلاۃ:	درود پاک
تقدم:	جیسا کہ پہلے گزر چکا		

ترجمہ:

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے (روایت کردہ) تشہد پڑھے۔ تشہد میں شہادت کے وقت شہادت والی انگلی سے اشارہ کرے[۱] (اس طرح کہ) نفی کے وقت اٹھائے اور اثبات کے وقت رکھ دے[۲]۔ پہلے قعدہ میں تشہد پر اضافہ نہ کرے[۳]۔ تشہد یہ ہے

تمام قولی، فعلی اور مالی عبادتیں اللہ عزوجل ہی کے لئے ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے[۴] نبی اور اللہ عزوجل کی رحمتیں اور برکتیں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ عزوجل کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہ دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔

پہلی والی دو رکعتوں کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھے۔ پھر بیٹھ جائے۔ اور تشہد پڑھے پھر نبی پاک (صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم) پر درود پڑھے[۵]۔ پھر وہ دعا مانگے جو قرآن وسنت کے مشابہ ہو۔ اس کے بعد دائیں بائیں سلام پھیرے۔ اور جو اس کے ساتھ (نماز میں) شریک ہوں ان کو (سلام کرنے کی نیت) سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے[۶]۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا۔

تشریح:

(۱): حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم جب دعا کرتے " تشہد میں کلمہ شہادت پر پہنچتے تو انگلی سے اشارہ کرتے اور حرکت نہ دیتے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ باب الاشارۃ فی التشہد، حدیث ۹۸۹)

(۲): صورت مسئلہ یہ ہے کہ جب نمازی تشہد میں "اشھد ان لا الہ الا اللہ " کے الفاظ پر پہنچے تو لفظ "لا" پر انگلی اٹھائے اور لفظ "الا" پر انگلی رکھ دے۔

(۳): فرض، وتر اور سنت موکدہ کے قعدہ اولی میں تشہد کے بعد اگر بے خیالی میں "اللھم صل علی محمد" یا اللھم صل علی سیدنا" کہہ لیا تو سجدہ سہو واجب ہو گیا۔

(نماز کے احکام، رسالہ نماز کا طریقہ، ص ۲۲۰، بحوالہ درمختار و ردالمحتار)

(۴): تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بعض گمراہ فرقوں کا بھی رد ہو گیا جو یہ کہتے ہیں کہ یارسول اللہ کہنا شرک ہے کیونکہ یا صرف بعید کو پکارنے کے لئے آتی ہے۔ حالانکہ نحو کا ادنی سا طالب علم بھی جانتا ہے کہ "یا" قرب و بعید دونوں کو پکارنے کے لئے وضع کیا گیا اور جب کہ "ای" قریب والے شخص کو پکارنے کے لئے بولا جاتا ہے۔ تو جب ای کے لفظ سے شرک ثابت نہیں ہوتا تو یا سے بدرجہ اولی شرک ثابت نہیں ہو گا۔

(۵): نماز میں افضل درود، درود ابراہیمی ہے۔ درود شریف میں آقا دو عالم اور ابراہیم علیہما الصلوۃ والسلام کے اسمائے طیبہ کے ساتھ لفظ سیدنا کہنا بہتر ہے۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص ۹۹)

(۶): یعنی جو جو اس کے ساتھ نماز میں شریک ہیں مثلا امام، فرشتے، نیک جنات وغیرہ کو بھی سلام کی نیت سے سلام کرے۔

باب الامامة

هِيَ أَفْضَلُ مِنَ الْاَذَانِ وَالصَّلَاةُ بِالْجَمَاعَةِ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ الْاَحْرَارِ بِلَا عُذْرٍ وَشُرُوْطُ صِحَّةِ الْإِمَامَةِ لِلرِّجَالِ الْاَصِحَّاءِ سِتَّةُ اَشْيَاءَ الْإِسْلَامُ وَالْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ وَالذُّكُوْرَةُ وَالْقِرَاءَةُ وَالسَّلَامَةُ مِنَ الْاَعْذَارِ كَالرُّعَافِ وَالْفَأْفَاةِ وَالتَّمْتَمَةِ وَاللُّثْغِ وَفَقْدِ شَرْطٍ كَطَهَارَةٍ وَسَتْرِ عَوْرَةٍ. وَشُرُوْطُ صِحَّةِ الْاِقْتِدَاءِ أَرْبَعَةَ عَشَرَ شَيْئًا نِيَّةُ الْمُقْتَدِي الْمُتَابَعَةَ مُقَارِنَةً لِتَحْرِيْمَتِهِ وَنِيَّةُ الرَّجُلِ الْإِمَامَةَ شَرْطٌ لِصِحَّةِ اقْتِدَاءِ النِّسَاءِ بِهِ وَتَقَدُّمُ الْإِمَامِ بِعَقِبِهِ عَنِ الْمَأْمُوْمِ وَاَنْ لَّا يَكُوْنَ أَدْنٰى حَالًا مِنَ الْمَأْمُوْمِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
احرار:	حر کی جمع۔ آزادلوگ	اصحاء:	تندرست
ستة:	چھ	ذکورة:	مرد ہونا
رعاف:	نکسیر	فافاة:	لفظ فاء کی تکرار
تمتمة:	لفظ تاء کی تکرار	متابعة:	اتباع کی نیت کرنا
مقارنة:	ملا ہوا ہونا	نساء:	عورتیں
بعقبه:	ایڑی	حالا:	حالت

ترجمہ:

امامت [1] کا بیان

امامت اذان سے افضل ہے[2] آزاد غیر معذور مردوں کے لئے نماز جماعت سے پڑھنا سنت ہے[3]۔ تندرست (غیر معذور)[4] مردوں کی امامت کے صحیح ہونے کے لئے چھ باتیں شرط ہیں۔ (۱) اسلام[5]۔ (۲) بلوغ[6]۔ (۳) عقل (۴) مرد ہونا[7]۔ (۵) قرأت (۶) اور اعذار سے سلامت ہونا[8] مثلاً نکسیر، گفتگو میں قاء کلمہ کا زیادہ نکالنا، تاء کا تکرار کرنا، ہکلاپن ۔ کسی شرط کا نہ پایا جانا مثلاً طہارت، اور ستر عورت۔

صحت اقتداء کی شرائط:

اقتداء کے صحیح ہونے کے لئے چودہ شرطیں ہیں۔ (۱) مقتدی کا (امام کی) متابعت کی نیت کرنا جو امام کی تحریمہ کے ساتھ ملی ہوئی ہو[9]۔ (۲) اس (مرد) کے پیچھے عورتوں کی اقتداء کے صحیح ہونے کے لئے مرد کا (ان عورتوں کی) امامت کی نیت

کرنا[10]۔(۳) امام کی ایڑیوں کا مقتدی سے آگے ہونا[11]۔(۴) امام مقتدی کے مقابلے میں ادنی حالت میں نہ ہو[12]۔

تشریح:

(۱): امام سے مراد امامت صغری یعنی امامت نماز کے مسائل بیان ہوں گے۔امامت کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے کی نماز کا اس کی نماز کے ساتھ واسطہ ہونا۔ (بہار شریعت حصہ سوم،ص ۱۲۸)

(۲): کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے بعد خلفاء راشدین نے اس پر مواظبت اختیار فرمائی۔
(امداد الفتاح شرح نور الایضاح،ص ۳۲۹)

(۳): اعلی حضرت فرماتے ہیں جماعت کے بارے میں شاذ مشہور،مقبول مہجور (جن کو ترک کر دیا گیا ہے) چھ اقوال ہیں۔(۱) فرض عین (۲) فرض کفایہ (۳) واجب عین (۴) واجب کفایہ (۵) سنت موکدہ (۶) مستحب۔پانچ وقت کی نماز جماعت سے پڑھنا واجب ہے۔ (فتاوی رضویہ،جلد ۷،ص ۱۰۱)

بدائع میں ہے کہ عام مشائخ کے نزدیک جماعت واجب ہے۔امام احمد رضی اللہ عنہ کے نزدیک جماعت فرض ہے تراویح کی جماعت سنت کفایہ ہے۔رمضان میں وتر جماعت سے پڑھنا مستحب ہیں۔اور نوافل کی جماعت اگر علی سبیل التداعی ہو تو مکروہ (تنزیہی) ورنہ مکروہ بھی نہیں۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح،ص ۲۸۶)

(۴): اس لئے کہ جماعت عذر کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہے (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح،ص ۲۸۷)

(۵): یہ شرط عام ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا منکر،شیخین کو برا کہنے والا یا شفاعت کے منکر کی امامت صحیح نہیں ہے۔

(۶): لہذا نابالغ،بالغ کا امام نہیں ہو سکتا ہے۔اور نہ ہی تراویح میں،مگر نابالغ،نابالغ کی امامت کروا سکتا ہے اگر نابالغ سمجھ دار ہو۔ (فتاوی رضویہ،جلد ۶،ص ۵۳۵،بہار شریعت حصہ سوم۔ص ۱۲۹)

(۷): عورتوں کے امام کے لئے مرد ہونا شرط نہیں۔عورت بھی امام ہو سکتی ہے۔اگرچہ مکروہ (تحریمی) ہے۔
(بہار شریعت،حصہ سوم،ص ۱۲۹)

(۸): معذور اپنے مثل،یا اپنے سے زائد عذر والے کی امامت کروا سکتا ہے۔کم عذر والے کی امامت نہیں کر سکتا۔اگر امام و مقتدی دونوں کو دو قسم کے عذر ہوں مثلا ایک کو ریاح کا مرض ہے اور دوسرے کو قطرہ آنے کا،تو ایک دوسرے کی امامت نہیں کر سکتا۔اسی طرح معذور اپنے مثل معذور کی اقتداء کر سکتا ہے۔اور ایک عذر والا دو عذر والے کی اقتداء نہیں کر سکتا۔
(الدر المختار ورد المحتار،جلد ۲،ص ۳۸۹)

(۹): مقارنت چاہے حقیقی ہو (یعنی جونہی امام تکبیر تحریمہ کہے یہ بھی کہہ لے) یا حکمی ہو یعنی درمیان میں کوئی اجنبی شے فاصل نہ ہو۔ (یعنی شروع سے مقارنت کی نیت کی مگر جس وقت امام نے تکبیر تحریمہ کہی اس وقت نہ کی)۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۳۳۳)

(۱۰): اس صورت میں ہے کہ عورت مرد کے برابر کھڑی ہو اور وہ نماز، نماز جنازہ نہ ہو اور یہ نیت نماز شروع کرنے کے وقت ہو۔ بعد میں نہیں۔ نیز جُمُعَہ وعیدین میں امامت نساء کی نیت ضروری نہیں۔

(الدر المختار ورد المحتار، جلد۲، ص۱۲۹)

(۱۱): اگر مقتدی کے پاؤں امام سے بڑے ہیں، اس (مقتدی) کی انگلیاں، اس (امام) کی انگلیوں سے آگے ہیں مگر ایڑیاں برابر ہوں تو نماز ہو جائے گی۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص۱۳۵)

(۱۲): یعنی امام، مقتدی کے مثل ہو یا زائد، لہذا اگر امام نفل پڑھ رہا ہو اور مقتدی فرض یا امام (شرعی) معذور ہو اور مقتدی (شرعی) معذور نہ ہو۔ تو اقتداء درست نہیں ہے۔

(امداد الفتاح، شرح نور الایضاح، ص۳۳۳)

وَأَن لا يَكُونَ الْإِمَامُ مُصَلِّيًا فَرضًا غَيرَ فَرضِهِ ,وان لَّا يَكُونَ مُقِيمًا لِمُسَافِرٍ بَعْدَ الْوَقْتِ فِي رُبَاعِيَّةٍ وَلَا مَسْبُوقًا وَأَلَّا يَفْصِلَ بَيْنَ الْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ صَفٌّ مِنَ النِّسَاءِ وَأَلَّا يَفْصِلَ نَهْرٌ يَمُرُّ فِيهِ الزَّوْرَقُ وَلَا طَرِيقٌ تَمُرُّ فِيهِ الْعَجَلَةُ وَلَا حَائِطٌ يَشْتَبِهُ مَعَهُ الْعِلْمُ بِانْتِقَالَاتِ الْإِمَامِ فَإِنْ لَّمْ يَشْتَبِهْ لِسَمَاعٍ أَوْ رُؤْيَةٍ صَحَّ الْاقْتِدَاءُ فِي الصَّحِيحِ وَأَلَّا يَكُونَ الْإِمَامُ رَاكِبًا وَالْمُقْتَدِي رَاجِلًا أَوْ رَاكِبًا غَيْرَ دَابَّةِ إِمَامِهِ وَأَلَّا يَكُونَ فِي سَفِينَةٍ وَالْإِمَامُ فِي أُخْرَى غَيْرِ مُقْتَرِنَةٍ بِهَا وَأَلَّا يَعْلَمَ الْمُقْتَدِي مِنْ حَالِ إِمَامِهِ .مُفْسِدًا فِي زَعْمِ الْمَأْمُومِ كَخُرُوجِ دَمٍ اوقَيءٍ لَمْ يُعِدْ بَعْدَهُ وُضُوءَهُ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
غیر فرضه:	دوسرا فرض	رباعية:	چار رکعت والی نماز
صف من النساء:	عورتوں کی صف	زورق:	چھوٹی کشتیاں
عجلة:	رہٹ، وہ آلہ جسے بیل کھینچتا ہے	حائط:	دیوار
سماع:	سننا	راجلا:	پیدل
سفينة:	کشتی	اخرى:	دوسری
زعم:	گمان	لم يعد:	اعادہ کرنا، دہرانا

ترجمہ:

(۵) امام ایسی فرض نماز نہ پڑھ رہا جو مقتدی کی فرض نماز کا غیر ہو(۱)۔(۶) چار رکعت والی نماز میں وقت گزرنے بعد مقیم اور مسبوق مسافر کا امام نہ ہو(۲)۔(۷) امام اور مقتدی کے درمیان عورتوں کی صف سے فاصلہ نہ ہو(۳)۔(۸) اور نہ ہی درمیان میں ایسی نہر ہو جس میں کشتیاں چلتی ہوں۔(۹) اور نہ ہی درمیان میں ایسا راستہ ہو جس میں بیل گاڑیاں گزرتی ہوں(۴)۔(۱۰) اور نہ ہی امام و مقتدی کے درمیان ایسی دیوار ہو (جس کی وجہ سے) امام کا (ایک رکن سے دوسرے رکن میں) منتقل ہونے کا علم مشتبہ ہو جائے۔ اگر سننے یا دیکھنے کی وجہ سے (امام کے منتقل ہونے) کا علم مشتبہ نہیں ہوتا تو اقتداء صحیح ہے۔ یہی قول ہے(۵)۔(۱۱) امام سوار اور مقتدی پیدل نہ ہو(۶)۔(۱۲) یا مقتدی امام کی سواری کے علاوہ دوسری سواری پر ہو۔(۱۳) مقتدی ایک کشتی میں اور امام دوسری کشتی میں سوار نہ ہو جو مقتدی والی کشتی سے بندھی ہوئی نہ ہو(۷)۔(۱۴) مقتدی ،امام کی کسی ایسی حالت کو نہ جانتا ہو جو اس کے خیال میں نماز کو فاسد کر دیتی ہے۔ مثلاً خون اور قے کا آنا جس کے بعد اس نے

وضو نہیں کیا[۸]۔

تشریح:

(۱): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اقتداء کے لئے یہ شرط ہے کہ جو نماز امام کی ہو مقتدی بھی وہی فرض نماز پڑھے۔ مثلاً ایسا نہ ہو کہ امام عصر کی پڑھ رہا ہے اور مقتدی ظہر کی نیت کر کے نماز شروع کر دے۔

(۲): کیونکہ مسافر کی نماز وقت گزرنے سے متغیر نہیں ہوتی۔ لہذا وقت گزرنے کے بعد بھی مسافر دو رکعت ہی کی قضا باقی ہوگی جبکہ مقیم امام چار رکعت ہی کی قضاء کرے گا۔ تو مقیم امام جب چار پڑھے گا اور مسافر پر دو رکعت کے بعد سلام پھیرنا ہے۔ اور باقی دو رکعت میں وہ متنفل ہوگا لہذا اقتداء درست نہ ہوئی۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۳۳۴)

(۳): کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "کہ مقتدی اور امام کے درمیان نہر، راستہ یا عورتیں ہوں تو اس کی نماز کامل نہیں"۔

(۴): (صورت مسئلہ یہ ہے کہ اقتداء کے درست ہونے کے لئے اتصال صفوف ضروری ہے۔ متن میں مذکور صورتوں میں اتصال صفوف نہیں پایا جا رہا) لہذا اقتداء بھی درست نہ ہوگی۔ لہذا امام اور مقتدی کے درمیان چوڑا راستہ ہے مگر اس راستہ میں صف قائم ہوگئی۔ مثلاً کم سے کم تین شخص کھڑے ہوگئے تو ان کے پیچھے دوسرے لوگ امام کی اقتداء کر سکتے ہیں۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص۱۳۱)

نوٹ: یہ حکم بڑی مسجد یا میدان کا ہے چھوٹی مسجد میں اگر چہ امام محراب اور مقتدی مسجد کے دروازے پر ہو اقتداء درست ہے کیونکہ مسجد بقعہ واحدہ ہے۔

(۵): کیونکہ جب امام کے ایک رکن سے دوسرے رکن میں منتقل ہونے کا علم ہو تو اقتداء در[illegible] کہ [illegible] نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں نماز قائم فرماتے اور صحابہ کرام آپ کی [illegible] جماعت قائم فرماتے"۔ (سنن البیہقی، جلد۳، ص۱۰۹)

(۶): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اقتداء کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ امام و مقتدی کا مکان ایک ہو۔ لہذا اگر امام سوار ہوگا اور مقتدی پیدل ہوگا تو اس صورت میں امام و مقتدی دونوں کا مکان الگ الگ ہوگا۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص۲۹۳)

(۷): یعنی دو کشتیاں آپس میں بندھی ہوئی ہیں ایک پر امام ہے اور ایک پر مقتدی تو اقتداء درست ہے۔ اور اگر دونوں

کشتیاں جدا ہوں تو اقتداء درست نہیں ہے۔ (کیونکہ اتحاد مکان نہیں ہے۔)

(بہار شریعت حصہ سوم، ص ۱۳۲)

(۸): اقتداء والی صورت میں مقتدی کے گمان کا اعتبار کیا جائے گا۔ لہٰذا اگر مقتدی کے گمان میں امام کی نماز صحیح نہیں ہے تو اقتداء درست نہیں ہے۔ اگر مقتدی کے گمان میں نماز امام صحیح ہے۔ اگرچہ امام کی نماز خود اس کے طور پر صحیح نہ ہو جبکہ امام کو فساد نماز کا معلوم نہ ہو تو اقتداء صحیح ہے۔ (فتاوی شامی، جلد ۲، ص ۳۹۹)

وَصَحَّ اِقْتِدَاءُ مُتَوَضِّیءٍ بِمُتَیَمِّمٍ وغَاسِلٍ بِمَاسِحٍ وَقَائِمٍ بِقَاعِدٍ وبِأَحْدَبٍ ومُومٍ بِمِثْلِهٖ وَمُتَنَفِّلٍ بِمُفْتَرِضٍ .وَاِنْ ظَهَرَ بُطْلَانُ صَلَاةِ إِمَامِهٖ أَعَادَوَيَلْزَمُ الْإِمَامَ إِعْلَامُ الْقَوْمِ بِإِعَادَةِ صَلَاتِهِمْ بِالْقَدْرِ الْمُمْكِنِ فِی الْمُخْتَارِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
متوضی:	وضو کرنے والا	احدب:	کبڑاپن
موم:	اشارہ سے نماز ادا کرنے والا	اعلام:	اعلان
قدر الممکن:	جس قدر ممکن ہو	مختار:	پسندیدہ قول

ترجمہ:

وضو کرنے والے کی تیمم کرنے والے کے پیچھے، (پاؤں) دھونے والے کی پاؤں پر مسح کرنے والے کے پیچھے [۱] کھڑے ہوئے کی بیٹھے ہوئے اور کبڑے کے پیچھے [۲]، اشارہ کرنے والے کی اپنی مثل کے پیچھے [۳] اور نفل پڑھنے والے کی فرض پڑھنے والے کے پیچھے اقتداء صحیح ہے [۴] امام کی نماز کا باطل ہونا ظاہر ہو جائے تو وہ نماز کو لوٹائے۔ اس پر لازم ہے کہ ممکن حد تک [۵] لوگوں کو مطلع کرے کہ وہ اپنی نمازیں لوٹائیں۔ یہ مختار مذہب ہے [۶]۔

تشریح:

(۱): صورت مسئلہ یہ ہے کہ پاؤں کو دھونے والے کی موزوں پر مسح کرنے والے کے پیچھے اقتداء درست ہے۔ کیونکہ پاؤں دھو کر موزہ پہننے والے نے جب موزہ پر مسح کیا تو یہ بھی حکما پاؤں کو دھونے والا ہے۔ لہٰذا اس کے پیچھے اقتداء درست ہے۔

(حاشیہ ضوء المصباح شرح نور الایضاح، ص ۸۱)

(۲): کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اپنی زندگی میں ظہر کی آخری نماز پڑھائی تھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹھ کر پڑھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے صحابہ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تھی۔

(بیہقی شریف، جلد۳، ص۱۴۲)

نوٹ: اگرچہ کبڑے کا کبڑہ پن حد رکوع تک پہنچا ہو۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص۱۴۱)

(۳): یعنی جو رکوع وسجود کی جگہ اشارہ کرتا ہے اس کے پیچھے، اس کی نماز نہ ہوگی جو رکوع وسجود پر قادر ہے۔

(الدر المختار ورد المحتار، جلد۲، ص۳۹۱)

اسی طرح اگر امام لیٹ کر اشارہ سے پڑھتا ہو اور مقتدی کھڑے یا بیٹھے (ہوئے اشاہ کرے) تو درست نہیں ہے۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص۱۴۲)

(۴): نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کی اقتداء کرسکتا ہے۔ اگرچہ فرض پڑھنے والا آخری رکعتوں میں قرأت نہ کرے۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص۱۴۱)

(۵): یعنی اگر مقتدی معین ہوں تو ان کو بذات خود، یا کسی قاصد کے ذریعے اطلاع دے۔

(امداد الفتاح، ص۳۳۱)

(۶): سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جب امام کی نماز فاسد ہو جائے تو اس کی اقتداء کرنے والوں کی بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۳۳۷)

فصل: يَسْقُطُ حُضُورُ الْجَمَاعَةِ بِوَاحِدٍ مِّنْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا مَطَرٌ وَبَرْدٌ وَخَوْفٌ وَظُلْمَةٌ وَحَبْسٌ وَعَمًى وَفَلَجٌ وَقَطْعُ يَدٍ وَرِجْلٍ وَسَقَامٌ وَإِقْعَادٌ وَوَحْلٌ وَزَمَانَةٌ وَشَيْخُوخَةٌ وَتَكْرَارُ فِقْهٍ بِجَمَاعَةٍ تَفُوتُهُ وَحُضُورُ طَعَامٍ تَتُوقُهُ نَفْسُهُ وَإِرَادَةُ سَفَرٍ وَقِيَامُهُ بِمَرِيضٍ وَشِدَّةُ رِيحٍ لَيْلًا لَا نَهَارًا وَإِذَا انْقَطَعَ عَنِ الْجَمَاعَةِ لِعُذْرٍ مِنْ أَعْذَارِهَا الْمُبِيحَةِ لِلتَّخَلُّفِ يَحْصُلُ لَهُ ثَوَابُهَا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مطر:	بارش	برد:	سردی
ظلمة:	سخت اندھیرا	حبس:	قید
عمی:	نابینا	فلج:	فالج۔ایک مرض ہے جس سے جسم کا آدھا حصہ بیکار ہوجاتا ہے
سقام:	بیمار ہونا	اقعاد:	اک بیماری ہے جس سے بندہ چلنے پھرنے کے لائق نہیں رہتا
وحل:	کیچڑ	زمانة:	لنجاپن
شیخوخة:	انتہائی بوڑھا شخص	شدة ریح:	تیز ہوا

ترجمہ:

یہ فصل ان باتوں کے بارے میں ہے جن کی وجہ سے جماعت کی حاضری ساقط ہوجاتی ہے۔

فصل:اٹھارہ باتوں میں سے کسی ایک کے پائے جانے کی وجہ سے جماعت سے حاضری ساقط ہوجاتی ہے۔(۱)بارش[۱]۔(۲)سردی[۲]۔(۳)خوف[۳]۔(۴)سخت[۴] اندھیرا۔(۵)قید میں ہونا۔(۶)نابینا ہونا[۵]۔(۷)فالج[۶]۔(۸)ہاتھ اور پاؤں کا کٹا ہونا[۷]۔(۹)بیمار ہونا۔(۱۰)چلنے پھرنے سے معذور ہونا۔(۱۱)سخت کیچڑ[۸]۔(۱۲)شل ہونا۔(۱۳)بڑھاپا۔(۱۴)ایسی جماعت کے ساتھ فقہ کا تکرار جس کے چلے جانے کا خوف ہو[۹]۔(۱۵)ایسے کھانے کا موجود ہونا جس کی طرف دل مائل ہو[۱۰]۔(۱۶)سفر کا ارادہ کرنا[۱۱]۔(۱۷)مریض کے پاس موجود ہونا[۱۲]۔(۱۸)رات کے وقت سخت ہوا کا چلنا،نہ کہ دن کے وقت۔(۱۳)

اگر ان عذروں میں سے کسی عذر جن کی وجہ سے جماعت میں پیچھے رہنا جائز ہے اگر جماعت میں شامل نہ ہو تو بھی جماعت کا ثواب پائے گا[۱۴]۔

تشریح:

(۱): بارش سے مراد موسلا دھار بارش ہے۔ (ردالمحتار، جلد ۲، ص ۳۴۸)

(۲): سردی سے مراد سخت سردی ہے اور سخت تڑاتے کی دھوپ بھی عذر ہے۔

(فتاوی رضویہ ج ۳، ص ۴۷۵)

(۳): خوف عام ہے۔ اپنے مال کے چوری ہونے کا خوف ہو یا کسی ظالم کا خوف ہو۔

(الدرالمختار وردالمختار، جلد ۲، ص ۳۴۹)

(۴): یعنی اتنا سخت اندھیرا ہو کہ مسجد کی طرف جانے والا راستہ نظر نہ آتا ہو۔ اس صورت میں بینا نابینا کے حکم میں ہوگا۔

(الدرالمختار وردالمختار، جلد ۲، ص ۳۴۹)

(۵): نابینا ہونا بھی عذر ہے اگرچہ کوئی ایسا شخص موجود ہو جو اس کے مسجد تک لیجا سکتا ہو۔

(الدرالمختار وردالمختار، جلد ۲، ص ۳۴۸)

(۶): فالج ایک مرض ہے جو بدن کے ایک جانب میں پیدا ہو کر اس جانب کے احساس کو ختم کر دیتا ہے۔

(۷): یعنی دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں یا بایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں، یا فقط پاؤں کٹا ہو۔ اور اگر ایک ہی جانب سے ہاتھ اور پاؤں کٹا ہو تو جماعت کی حاضری بدرجہ اولی ساقط ہو جائے گی۔

(طحطاوی، ص ۲۹۸)

(۸): یعنی اتنا سخت کیچڑ ہو کہ جس میں چلنا انتہائی مشکل ہو۔ (الدرالمختار وردالمختار، جلد ۲، ص ۳۴۸)

(۹): امام اہلسنت مجدد دین وملت احمد رضا خان فرماتے ہیں "علماء نے طالب علم کو کبھی کبھار ترک جماعت میں معذور رکھا ہے مگر اس کی چند شرائط ہیں۔ (۱) وہ جو علم حاصل کر رہا ہے۔ وہ علم فقہ سے ہو جو کہ مقصود اصلی ہے۔ نحو وصرف وغیرہ نہیں۔ (۲) وہ علم فقہ میں اس قدر مصروف ہو جس کے سبب فرصت نہ پائے۔ نہ یہ کہ فقہ کو حاصل کرنے کے بہانے جماعت ترک کر دے۔ (۳) یا کسی وقت فقہ کا تکرار ایسا ہو رہا ہو کہ معلوم ہو کہ اگر ابھی چھوڑ دیا تو دوبارہ اکٹھے نہ ہو سکیں گے۔ اور یہ کبھی کبھار ہو اس کی عادت نہ ہو۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۳۹)

(۱۰): کھانا چاہے رات کا ہو یا کسی اور وقت کا۔ اصل یہ ہے کہ کھانا اس کے پاس موجود ہو اور اس کو اندیشہ ہو کہ اگر جماعت میں حاضر ہوگا تو کھانے کی طرف دھیان جائے گا۔ اور اسکا دل بھی مائل ہو

(۱۱): یعنی سفر کا ارادہ کیا اور جماعت کھڑی ہوگئی۔ اور اس بات کا خوف ہے کہ جماعت میں شامل ہوگا تو قافلہ (ریل، گاڑی) وغیرہ چلا جائے گا۔ اگر اکیلے سفر کررہا ہو تو پھر یہ عذر نہیں ہے۔ (درمختار، جلد۲، ص۳۴۹)

(۱۲): اگر کوئی شخص مریض کے پاس ہے اور اس کو معلوم ہے کہ اس کے چلے جانے سے مریض کو وقت یا مشکل میں پڑ جائے گا تو یہ ترک جماعت کا عذر ہے۔

(۱۳): اصل مدار اس بات پر ہے کہ جماعت کی حاضری دشوار ہو دن ہو یا رات۔

(۱۴): ثواب اس صورت میں ملے گا جبکہ اس کی جماعت میں حاضر ہونے کی نیت بھی ہو کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ "اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے"۔

فصل فی الاحق بالامامۃ وترتیب الصفوف

إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْحَاضِرِيْنَ صَاحِبُ مَنْزِلٍ وَلَا وَظِيْفَةٍ وَلَا ذُوْ سُلْطَانٍ فَالْاَعْلَمُ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ ثُمَّ الْاَقْرَأُ ثُمَّ الْاَوْرَعُ ثُمَّ الْاَسَنُّ ثُمَّ الْاَحْسَنُ خُلُقًا ثُمَّ الْاَحْسَنُ وَجْهًا ثُمَّ الْاَشْرَفُ نَسَبًا ثُمَّ الْاَحْسَنُ صَوْتًا ثُمَّ الْاَنْظَفُ ثَوْبًا فَإِنِ اسْتَوَوْا يُقْرَعُ أَوِ الْخِيَارُ إِلَى الْقَوْمِ فَإِنِ اخْتَلَفُوْا فَالْعِبْرَةُ بِمَا اخْتَارَهُ الْاَكْثَرُ وَإِنْ قَدَّمُوْا غَيْرَ الْاَوْلَى فَقَدْ أَسَاءُوْا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
حاضرین:	موجود افراد	صاحب منزل:	گھر والا
اعلم:	سب سے زیادہ علم رکھنے والا	اقراء:	احکام قرات کو سب سے زیادہ جاننے والا
اورع:	پرہیزگار	اسن:	بڑی عمر والا، بزرگ
خلقا:	اخلاق والا	اشرف نسبا:	معزز نسب والا
انظف:	سب سے زیادہ صاف ستھرا	یقرع:	قرعہ اندازی
عبرۃ:	اعتبار کرنا		

ترجمہ:

یہ فصل امامت کا استحقاق اور صفوں کی ترتیب کے بیان میں ہے

اگر حاضرین میں نہ تو صاحب خانہ ہو (۱) اور نہ ہی مقرر امام (۲) اور سلطان ہو (۳) تو امامت کا زیادہ حقدار وہ ہے جو سب سے زیادہ علم والا (۴) ہے۔ پھر سب سے بہترین قاری (۵) پھر سب سے زیادہ پرہیزگار (۶) پھر جس کی عمر سب سے زیادہ ہو (۷) پھر وہ جو اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا ہے۔ پھر وہ جس کی صورت سب سے اچھی ہو، پھر وہ جس کا نسب سے زیادہ اعلیٰ ہو۔ پھر وہ جس کی آواز سب سے اچھی ہو (۸)۔ پھر وہ جس کے کپڑے سب سے زیادہ صاف ہوں۔ اگر وہ سب (ان معاملات میں) برابر ہوں تو قرعہ ڈالا جائے گا یا قوم کو اختیار دیا جائے (۹)۔ اگر (امام منتخب کرنے میں) وہ اختلاف کریں تو اس امام کا اعتبار ہوگا جس کو اکثر نے اختیار کیا ہے۔ اگر انہوں نے اس کو مقدم کیا جو (امامت کا) حقدار نہیں تھا۔ تو انہوں نے برا کیا (۱۰)۔

تشریح:

(۱): اگر کسی کے گھر جماعت ہوئی اور صاحب خانہ میں اگر شرائط امام پائے جائیں تو وہی امامت کے لئے اَولی ہے۔ اگر چہ کوئی دوسرا اس سے علم میں زیادہ ہو۔ ہاں افضل یہ ہے کہ صاحب خانہ علم والے کو مقدم کرے کہ اس میں اس کا اعزاز ہے۔ (بہار شریعت، حصہ سوم، ص۱۳۶)

(۲): یعنی جب لوگ مسجد میں جماعت کے لئے حاضر ہوں تو امام معین ہی امامت کا حقدار ہے اگر چہ حاضرین میں کوئی اس سے زیادہ علم اور زیادہ تجوید والا ہو۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص۲۹۹)

(۳): حاکم اسلام صاحب خانہ اور مقرر امام سے بھی زیادہ حقدار ہے کیونکہ سلطان کو ولایت عامہ حاصل ہے۔
(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص۲۹۹)

(۴): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر سلطان، صاحب خانہ اور معین امام نہ ہو تو اب جماعت کے لئے حاضر ہونے والوں میں سے امامت کا زیادہ حقدار کون ہے۔

تو یہاں پر عالم سے مراد وہ شخص ہے جو نماز و طہارت کے احکام کو سب سے زیادہ جانتا ہو اگر چہ باقی علوم میں مکمل مہارت حاصل نہ ہو۔ بشرطیکہ اتنا قرآن یاد ہو کہ بطور مسنون پڑھنے اور مذہب کے لحاظ سے درست ہو۔

(بہار شریعت، حصہ سوم، ص۱۳۵)

(۵): سب سے بڑے قاری سے مراد یہ ہے کہ وہ تجوید کا زیادہ علم رکھتا ہو اور اس کے موافق ادا کرتا ہو وہ مراد نہیں ہے جس نے زیادہ قرآن حفظ کیا ہے۔ (بہار شریعت، حصہ سوم، ص۱۳۵)

(۶): پرہیزگار سے مراد وہ شخص ہے جو حرام اور شبہات سے بھی بچتا ہو۔ اور ورع و تقوی سے بڑا درجہ ہے۔
(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص۳۰۱)

(۷): اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے اسلام کا زمانہ زیادہ پایا ہو۔ اور حدیث پاک میں بھی ہے کہ تم میں امامت وہ کرائے جو تم میں سب سے بڑا ہے۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۳۴۱)

(۸): کیونکہ جس کی آواز سب سے اچھی ہوتی ہے تو لوگوں کی اس کی طرف رغبت ہوتی ہے۔ اور نماز میں خشوع و خضوع حاصل ہوتا ہے۔ (امداد الفتاح شر نور الایضاح، ص۳۴۱)

(۹): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر حاضرین مجلس میں موجود تمام لوگ برابر ہیں۔ کسی کو بھی دوسرے پر شرعی ترجیح حاصل نہیں ہے تو اس کی دو صورتیں ہوں گی یا تو قرعہ ڈالا جائے جس کا نام نکل آئے وہ امامت کر لے۔ ورنہ نمازی جس کو اختیار کریں وہ امامت کروائے۔

(۱۰): یعنی انہوں نے ایسے شخص کو مقدم کیا جو امامت کا زیادہ حقدار نہیں تھا۔ تو انہوں نے برا کیا۔ مگر وہ گناہ گار نہ ہوں گے۔
(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۳۴۱)

وَكُرِهَ إِمَامَةُ الْعَبْدِ وَالْأَعْمٰى وَالْأَعْرَابِيِّ وَوَلَدِ الزِّنَا وَالْجَاهِلِ وَالْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ وَتَطْوِيْلُ الصَّلَاةِ, وَجَمَاعَةُ الْعُرَاةِ وَالنِّسَاءِ فَإِنْ فَعَلْنَ يَقِفُ الْإِمَامُ وَسْطَهُنَّ كَالْعُرَاةِ وَيَقِفُ الْوَاحِدُ عَنْ يَمِيْنِ الْإِمَامِ وَالْأَكْثَرُ خَلْفَهُ وَيَصُفُّ الرِّجَالُ ثُمَّ الصِّبْيَانُ ثُمَّ الْخُنَاثٰى ثُمَّ النِّسَاءُ .

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اعمی:	نابینا	اعرابی:	دیہاتی
مبتدع:	بدعتی	تطویل الصلاة:	نماز کو لمبا کرنا
عراة:	ننگے بدن والے	یصف:	صف بنانا
صبیان:	بچے	خناثی:	جس میں مرد و عورت دونوں کی علامات پائی جاتی ہیں۔

ترجمہ:

غلام (۱)، نابینا (۲)، دیہاتی (۳)، والد الزنا (۴)، جاہل، فاسق (۵)، بدعتی کی امامت مکروہ ہے (۶)، نماز کو (۷) لمبا کرنا مکروہ ہے۔ ننگے بدن اور عورتوں کی جماعت مکروہ ہے۔ اگر عورتوں نے جماعت قائم کر لی تو ان کی امام ان کے درمیان کھڑی ہو (۸) جیسا کہ ننگے افراد کی جماعت میں ہوتا ہے۔ ایک آدمی ہو تو امام کے دائیں جانب اور زیادہ ہوں تو امام کے پیچھے کھڑے ہوں (۹)۔ مرد صف باندھیں، پھر بچے، پھر ہیجڑے اور پھر عورتیں (۱۰)۔

تشریح:

(۱): اصل ان مسائل میں یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو تقلیل جماعت کا باعث بنے اس کی امام مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر کوئی دوسرا ان سے اعلی موجود ہو۔ اور اگر موجود نہ ہو تو ان کی امامت مکروہ تنزیہی بھی نہیں ہے۔ جبکہ یہ خود مسائل طہارت کو جانتا ہو۔
(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۴۵۹)

(۲): اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے کپڑوں کو نجاست سے نہیں بچا سکتا۔ اگر وہ طہارت وغیرہ کا خیال رکھتا ہو اور نماز و طہارت

کے احکامات کوزیادہ جانتا ہوتو نابینا ہی زیادہ حقدار ہے جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتوم کو غزوہ تبوک کے موقع پر مدینہ والوں کے لئے نماز کا خلیفہ بنایا۔(نابینا کی امامت مکروہ تنزیہی ہے جبکہ دوسرا اس سے اعلیٰ موجود ہو)

(امدادالفتاح شرح نورالایضاح،۳۴۲)

(۳): دیہاتی سے مراد وہ شخص ہے کہ جو دیہات میں رہتا ہو چاہے وہ عرب کے دیہاتی علاقوں میں رہتا ہو یا اس کے علاوہ دیگر ممالک کے دیہاتوں میں رہتے ہوں۔ان کی امامت مکروہ (تنزیہی) ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دیہات میں علم دین حاصل کرنے کے ذرائع کم ہوتے ہیں۔ (امدادالفتاح شرح نورالایضاح،ص۳۴۲)

(۴): کیونکہ جس کا باپ نہ ہوتو غالب گمان ہے کہ وہ علم حاصل نہ کرسکا ہوگا۔

(امدادالفتاح شرح نورالایضاح،ص۳۴۲)

(۵): فاسق معلن کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔کیونکہ جب وہ دینی معاملات میں سستی کرتا ہے اور اس کو امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعاً فاسق کی توہین کرنا واجب ہے۔فاسق غیر معلن کے پیچھے نما مکروہ تنزیہی ہے۔

(فتاوی رضویہ،جلد۶،ص۲۴۳)

(۶): بدعتی کی بدعت اگر حد کفر تک نہ پہنچی ہوتو مکروہ تحریمی اور اگر حد کفر تک پہنچی تو اس کے پیچھے نماز باطل ہے۔جس صورت میں مکروہ تحریمی کا حکم ہے۔نیک وفاسق سب پر اعادہ ہے۔اور جب فاسق وبدعتی کے علاوہ کوئی اور امام نہ مل سکے تو اکیلے پڑھے کہ جماعت واجب اور فاسق وبدعتی کو امام بنانا بھی مکروہ تحریمی اور واجب ومکروہ تحریمی دونوں کا مرتبہ ایک ہے۔اور مفاسد کا دور کرنا مصالح کے حصول سے اہم ہوتا ہے۔ہاں جُمُعَہ میں دوسرا امام نہ مل سکے تو جُمُعَہ پڑھیں کیونکہ وہ فرض ہے یا فتنہ کا اندیشہ ہوتو نماز پڑھ لیں بعد میں اعادہ کرلیں۔

(فتاوی رضویہ،جلد۶،ص۲۴۳)

(۷): مکروہ اس وقت ہے جب قدر مسنون سے زادہ طویل قرات کرے۔

(بہار شریعت،حصہ سوم،ص۱۳۶)

(۸): کیونکہ جب عورتوں کی جماعت مشروع تھی تو ان کے لئے یہ حکم تھا۔لہذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا جب عورتوں کی جماعت مشروع تھی تو عورتوں کی جماعت کروتی تھیں اور عورتوں کے درمیان کھڑی ہوتیں تھیں۔

(امدادالفتاح شرح نورالایضاح،ص۳۴۵)

نوٹ: مگر اب عورتوں کی جماعت مشروع نہیں ہے۔

(۹): یعنی اکیلا مقتدی مرد اگرچہ لڑکا ہو امام کی برابر دائیں جانب کھڑا ہو، بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ دو مقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں۔ برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے۔ دو سے زائد امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ تحریمی۔

(بہار شریعت حصہ سوم،۱۵۴)

(۱۰): یعنی مرد اور بچے اور خنثی اور عورتیں جمع ہوں تو صفوں کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے مردوں کی صف ہو پھر بچوں کی، پھر خنثی کی اور پھر عورتوں کی اور بچہ تنہا ہو تو مردوں کی صف میں داخل ہو جائے۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص۱۴۵)

نوٹ: صفوف کے چار واجبات ہیں۔(۱) اکمال (۲) تسویہ (۳) رصاص (۴) تقارب۔

یعنی صف ایک کونے سے دوسرے کونے تک مکمل ہو، برابر ہو اور کندھے سے کندھا مس ہو۔ اور ساتھ ساتھ ہوں نیز ان کے ترک سے نماز کا اعادہ بھی نہیں

فَصْلٌ: فِيْمَا يَفْعَلُهُ الْمُقْتَدِيْ بَعْدَ فَرَاغِ إمَامِهِ مِنْ وَاجِبٍ وَغيرِه لَوْ سلَّم الْإمَامُ قَبْلَ فَرَاغِ الْمُقْتَدِي مِنَ التَّشَهُّدِ يُتِمُّهُ وَلَوْ رَفَعَ الْإمَامُ رَأْسَهُ قَبْلَ تَسْبِيْحِ الْمُقْتَدِي ثَلاَثًا فِي الرُّكُوعِ اوالسُّجُوْدِ يُتَابِعُهُ وَلَوْزَادَ الْإمَامُ سَجْدَةً أَوْ قَامَ بَعْدَالقعودِ الْأخِيْرِ سَاهِيًالاَ يَتْبعهُ الْمُؤْتَمُّ وَإنْ قَيَّدَهَاسَلَّم وحدَه وَإنْ قَامَ الْإمامُ قَبْلَ الْقُعُوْدِ الْأخِيْرِ سَاهِيًا إنْتَظَرَه الْمَأْمُوْمُ فَإنْ سَلَّمَ الْمُقْتَدِي قَبْلَ أنْ يُقَيِّدَ إمَامُهُ الزَّائِدَةَ بِسَجْدَةٍ فَسَدَ فَرْضُهُ وكُرِهَ سَلاَمُ الْمُقْتَدِيْ بَعْدَ تَشَهُّدِ الْإمَامِ قَبْلَ سَلاَمِه.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
يتمه:	مکمل کرنا	يتابعه:	اتباع کرنا
زاد:	زائد	ساهيا:	بھول کر
وحده:	تنہا		

ترجمہ:

یہ فصل امام کے فارغ ہونے کے بعد جو مقتدی[1] پر واجب ہے اور جو واجب نہیں ہے ان کاموں کے بارے میں ہے (۱) اگر امام نے مقتدی کے تشہد مکمل کرنے سے پہلے سلام پھیر دیا تو مقتدی تشہد کو مکمل کرے[2]۔ (۲) اگر امام نے رکوع وسجود میں تین بار تسبیح کہنے سے پہلے سر اٹھالیا تو مقتدی امام کی پیروی کرے[3]۔ (۳) اگر امام نے زائد سجدہ کیا یا قعدہ آخیرہ کے بعد بھول کر کھڑا ہوگیا تو مقتدی امام کی پیروی نہ کرے۔ اگر امام نے زائد رکعت کا سجدہ کر لیا تو مقتدی تنہا سلام پھیر دے[4]۔ (۴) اگر امام قعدہ اخیرہ (کئے بغیر) بھول کر کھڑا ہوگیا تو مقتدی امام کا انتظار کرے۔ اگر مقتدی نے امام کے زائد رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے سلام پھیر دیا تو مقتدی کے فرض فاسد ہوگئے[5]۔ (۵) امام کے تشہد پڑھنے کے بعد امام کے سلام پھیرنے سے پہلے مقتدی کا سلام پھیرنا مکروہ ہے[6]۔

تشریح:

(۱): مقتدی کی چار اقسام ہیں (۱) مدرک (۲) فقط لاحق (۳) فقط مسبوق (۴) لاحق مسبوق

مدرک: وہ ہے جس نے مکمل نماز امام کے ساتھ پڑھی ہو۔

لاحق: جو اول رکعت سے امام سے ملا ہو مگر بعد میں اس کی چند رکعتیں رہ گئی ہو۔

مسبوق: وہ مقتدی جس کی ابتداء ایک یا کثیر رکعتیں رہ گئی ہوں

لاحق مسبوق: جس کی کچھ رکعتیں شروع کی نہ ملیں، پھر شامل ہونے کے بعد لاحق ہوگیا۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص۱۵۶)

(۲): کیونکہ مقتدی پر تشہد پڑھنا واجب ہے۔ اگر تشہد نہ پڑھا اور امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو یہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر چہ نماز صحیح ہو جائے گا۔ (ضوء المصباح حاشیۃ نور الایضاح، ص۸۳)

(۳): امام کے ہر فعل و ترک میں امام کی اتباع فرض و واجب کیا بلکہ مسنون و مستحب بھی نہیں۔ اگر امام نے تسبیحات ترک کر دیں تو مقتدی اس لیے ترک کرے گا کہ امام کی اتباع اس صورت میں زیادہ اہم ہے۔

(۴): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر امام نے قعدہ اخیرہ کرنے کے بعد اگلی رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو مقتدی امام کی پیروی نہ کرے۔ اور جب امام نے زائد رکعت کا سجدہ کر لیا تو مقتدی تنہا سلام پھیر دے۔ مقتدی اتباع اس لئے نہیں کرے گا کہ یہ حقیقت میں نماز کا حصہ نہیں ہے۔ مگر مقتدی اس کے زائد رکعت کے سجدہ کرنے کا انتظار کرے گا۔ تا کہ اگر امام کو یاد آجائے تو مقتدی امام کے ساتھ ہی سلام پھیرے۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۳۵۰)

(۵): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر امام نے قعدہ اخیرہ کئے بغیر زائد رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو مقتدی امام کا انتظار کرے۔ اور اگر مقتدی نے امام کے زائد رکعت کے سجدہ کرنے سے پہلے سلام پھیر دیا تو مقتدی کے فرض فاسد ہوگئے۔ کیونکہ اس نے قعدہ اخیرہ جو نماز کا رکن فرض ہے اکیلے ادا کیا ہے۔ حالانکہ وہ امام کی اقتداء کر رہا تھا۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۳۵۰)

(۶): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر امام نے تشہد پڑھ لیا۔ مگر سلام نہیں پھیرا، تو مقتدی کا امام کے سلام پھیرنے سے پہلے سلام پھیرنا مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ مقتدی نے امام کی پیروی نہیں کی۔ یہ صاحبین کے نزدیک ہے جبکہ امام اعظم کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک خروج بصنعہ فرض ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۳۵۱)

نوٹ: مفتی بہ یہ ہے کہ مقتدی کی نماز فاسد نہ ہوگی۔

فصل فی الأذکار الواردة بعد الفرض

اَلْقِیَامُ إِلَی السُّنَّةِ مُتَّصِلاً بِالْفَرْضِ مَسْنُوْنٌ وَعَن شَمْسِ الْاَئِمَّةِ الْحَلْوَانِی لاَ بَأْسَ بِقِرَاءَةِ الْاَوْرَادِ بَیْنَ الْفَرِیْضَةِ وَالسُّنَّةِ وَیَسْتَحِبُّ لِلْاِمَامِ بَعْدَ سَلاَمِہٖ أَنْ یَّتَحَوَّلَ إِلٰی یَسَارِہٖ لِتَطَوُّعٍ بَعْدَ الْفَرْضِ وأَنْ یَسْتَقْبِلَ بَعْدَہ النَّاسَ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰہ ثَلاَثًا وَیَقْرَءُوْنَ آیَةَ الْکُرْسِی وَالْمُعَوِّذَاتِ وَیُسَبِّحُوْنَ اللّٰہ ثَلاَثًاوَثَلاَثِیْنَ وَیُحَمِّدُوْنَہٗ کَذٰلِکَ وَیُکَبِّرُوْنَہٗ کَذٰلِکَ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ لاَ إِلٰہَ إِلاَّ اللّٰہُ وحدہ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٍ ثُمَّ یَدْعُوْنَ لِاَنْفُسِھِمْ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ رَافِعِی أَیْدِیْھِمْ ثُمَّ یَمْسَحُوْنَ بِھَا وُجُوْھَھُمْ فِی آخِرِہٖ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
یتحول:	پھر جائے	تطوع:	نفل نماز
یستقبل:	قبلہ رخ	یستغفرون:	توبہ کرنا
یسبحون:	سبحان اللہ کہنا	یحمدون:	الحمدللہ کہنا
یکبرونہ:	اللہ اکبر کہنا	ملک:	بادشاہی
کل شئی:	ہر پسندیدہ شے پر	رفع:	بلند کرنا
یمسحون:	پونچھنا		

ترجمہ:

یہ فصل ان اذکار[1] کے بارے میں جو فرض نماز کے بعد پڑھے جاتے ہیں

فرض نماز کے فوراً بعد[2] سنتوں کے لئے کھڑا ہونا مسنون ہے۔ شمس الائمہ حلوانی سے روایت ہے کہ فرض نماز اور سنتوں کے درمیان اوراد پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے[3]۔ امام کے لئے مستحب ہے کہ فرض نماز کے سلام پھیرنے کے بعد نوافل کی ادائیگی کے لئے اپنے بائیں[4] جانب ہو جائے۔ اور نوافل کی ادائیگی کے بعد لوگوں کی طرف رخ کرے[5]۔ اللہ سے معافی مانگیں۔ آیت الکرسی اور معوذات پڑھیں[6]۔ تینتیس با ''سبحان اللہ'' اسی طرح ''الحمد للہ'' (تینتیس بار) اور اسی طرح ''اللہ اکبر'' (تینتیس بار) پڑھیں[7]۔ پھر اس کے بعد کہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اس کے لئے بادشاہی ہے۔ اسی کے لئے تعریف ہے۔ اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ پھر وہ اپنے لئے اور تمام مسلمانوں

کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگیں (۸) پھر آخر میں ہاتھوں کو اپنے چہروں پر مل لیں (۹)۔

تشریح:

(۱): نماز کے بعد جو اذکار طویلہ احادیث میں وارد ہیں۔ وہ ظہر، مغرب، عشاء میں، سنتوں کے بعد پڑھے جائیں، قبل سنت مختصر دعا چاہیے۔ ورنہ سنتوں کا ثواب کم ہو جائے گا۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص ۱۰۷)

(۲): فرض نماز اور سنتوں کے درمیان فصل طویل مکروہ تنزیہی ہے اور فصل قلیل میں اصلا حرج نہیں۔ آیۃ الکرسی اور دس بار کلمہ توحید پڑھنا فصل قلیل ہے۔ اگر بتحقیق ثابت ہو کہ تسبیحات پڑھنا لوگوں پر گراں نہ ہوگا تو بھی حرج نہیں۔

(ملخصا فتاوی رضویہ، ج ۶، ص ۲۳۳)

(۳): مگر یہ اذکار مختصر ہوں، طویل نہ ہوں۔

(۴): یہ حکم اس لئے ہے کہ اگر امام اپنی جگہ پر ہی رہے گا تو آنے والوں کو یہ اشتباہ ہو سکتا ہے کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ دائیں جانب ہو کہ نوافل پڑھے اور صحیح یہ ہے کہ امام کو اختیار ہے۔ چاہے وہ دائیں جانب ہو کر نماز پڑھے یا بائیں جانب ہو کر۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۸۴)

(۵): یہ اس صورت میں ہے کہ جب امام کے سامنے کوئی نمازی نہ ہو۔ برابر ہے وہ نمازی قریب ہے یا دور۔ اگر نمازی ہو تو دائیں یا بائیں رخ کر لے قبلہ رخ نہ کرے

(۶): معوذات سے مراد تین سورتیں ہیں (۱) سورۃ اخلاص (۲) سورۃ فلق (۳) سورۃ الناس۔ معوذات تغلیبا کہا ہے

(۷): سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" کچھ اذکار نماز کے بعد کے ہیں، جن کا کہنے والا نامراد نہیں رہتا، ہر فرض نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار، اللہ اکبر ۳۴ بار۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد باب استحباب الذکر، الحدیث ۱۳۴۹)

(۸): حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "ہم نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے۔ فرمایا رات کے نصف اخیر میں اور فرض نمازوں کے بعد۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۵۲۰۔ بحوالہ جامع الترمذی)

(۹): حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو ہاتھوں کو اپنے چہرے پر مل کر واپس لے آتے۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۳۵۷)

باب ما یفسد الصلاة

وَهُوَ ثَمَانِيَةٌ وَسِتُّوْنَ شَيْئًا اَلْكَلِمَةُ وَلَوْ سَهْوًا اَوْ خَطأً والدُّعَاءُ بِمَايُشْبِهُ كَلَامَنَا وَالسَّلَامُ بِنِيَّةِ التَّحِيَّةِ وَلَوْ سَاهِيًا وَرَدُّ السَّلَامِ بِلِسَانِهِ اَوْ بِالْمُصَافَحَةِ وَالْعَمَلُ الْكَثِيْرُ وَتَحْوِيْلُ الصَّدْرِ عَنِ الْقِبْلَةِ وَاَكْلُ شَيءٍ مِنْ خَارِجِ فَمِهٖ وَلَوْقَلَّ وَاَكْلُ مَابَيْنَ اَسْنَانِهٖ وَهُوَ قَدْرُ الْحِمَّصَةِ وَشُرْبُهٗ وَالتَّنَحْنُحُ بِلَا عُذْرٍ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
صدر:	سینہ	ولو قل:	اگرچہ قلیل ہو
اسنان:	دانت	قدرالحمصة:	چنے کے برابر

ترجمہ:

یہ باب ان چیزوں کے بارے میں جو نماز کو توڑ دیتی ہیں

وہ اڑسٹھ (٦٨) ہیں۔(١)ایک کلمہ [1] بولنا اگرچہ بھول کر ہو یا غلطی سے ایسے کلام کے ساتھ دعا مانگنا جو ہمارے کلام [2] سے مشابہ ہو(٣) سلام کی نیت سے لفظ سلام کہنا اگرچہ بھول کر [3] ہو۔(٤) زبان یا مصافحہ کرتے ہوئے سلام کا جواب دینا [4]۔(٥) عمل کثیر [5]۔(٦) قبلہ سے سینہ پھیرنا [6]۔(٧) ہر وہ چیز جو منہ سے باہر ہو اس کو کھانا اگرچہ قلیل ہو [7]۔(٨) دانتوں کے درمیان موجود چیز کو کھانا اور وہ چیز چنے کے برابر [8] ہو۔(٩) کوئی شے پینا۔(١٠) کسی عذر کے بغیر کھانسنا [9]۔

تشریح:

(١): کلمہ دو یا دو سے زائد حروف سے مرکب ہوتا ہے۔لہٰذا اگر ایک کلمہ ہی کہا نماز فاسد ہو جائے گی۔ہمارے نزدیک اس مسئلہ میں عمداً گفتگو کرنا یا سہواً گفتگو کرنا برابر ہے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح،ص ٨٥)

(٢): ہمارے دنیوی کلام سے مشابہ وہ کلام ہے جو قرآن وحدیث میں ہو اور نہ ہی بندوں سے اس کی طلب محال ہو۔

(ردالمحتار،جلد ا،ص ٤١٦)

(٣): اگرچہ صرف سلام کہا تھا یاد آیا کہ سلام نہ کرنا چاہیے اور خاموش ہو گیا نماز فاسد ہو گئی۔

(بہار شریعت حصہ سوم،ص ١٧٢)

(۴): اگر سلام کا جواب ہاتھ کے اشارے سے دیا تو نماز فاسد نہ ہوئی مگر ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔اسی طرح اگر سلام کی نیت سے مصافحہ کیا تو نماز فاسد ہوگئی کیونکہ یہ عمل کثیر ہے۔ (الدرالمختار مع ردالمحتار، جلد۲،ص۴۵۰)

(۵): جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھنے سے ایسا لگے کہ یہ نماز میں نہیں ہے۔اور نماز اس وقت فاسد ہوگی جب یہ عمل نہ تو نماز کے اعمال میں سے ہو اور نہ ہی اصلاح نماز کے لئے ہو۔

(نماز کے احکام، رسالہ نماز کا طریقہ،ص۱۷)

(۶): کیونکہ اس صورت میں نماز کی شرائط استقبال قبلہ نہیں پائی جا رہی ہے۔

(امدادالفتاح شرح نورالایضاح،ص۳۶۰)

(۷): اگرچہ منہ سے باہر جو چیز ہے وہ تل برابر ہی کیوں نہ ہو۔کیونکہ اس سے بچنا ممکن ہے۔

(امدادالفتاح شرح نورالایضاح،ص۳۶۰)

(۸): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر منہ کے اندر ایسی چیز ہے جو چنے کے برابر ہو تو اس کے کھانے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔لہذا اگر چنے سے کم مقدار میں منہ کے اندر موجود کسی شے کو کھایا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔کیونکہ یہ لعاب کے تابع ہے اور اس سے بچنا ممکن نہیں ہے۔ (امدادالفتاح شرح نورالایضاح،ص۳۶۰)

نوٹ: چنے سے کم کی صورت میں نماز فاسد تو نہ ہوگی لیکن مکروہ ہے۔

(۹): مریض کی زبان سے بے اختیار کھانسی آئی نماز نہ ٹوٹی۔نیز کھنکارنے میں جب دو حروف پیدا ہو جائیں جیسے اخ تو نماز فاسد ہوگئی ہاں اگر عذر مثلا طبیعت کا تقاضا ہے۔یا امام کو لقمہ دینا مقصود ہے تو ان وجوہات کی بناء پر کھانسنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (درمختار مع ردالمحتار، جلد۲،ص۴۵۵)

وَالتَّافِيفُ وَالْاَنِيْنُ وَالتَّاَوُّهُ وَارْتِفَاعُ بُكَائِهٖ مِنْ وَجَعٍ اَوْمُصِيْبَةٍ لَا مِنْ ذِكْرِ جَنَّةٍ اَوْ نَارٍ وَتَشْمِيْتُ عَاطِسٍ بِيَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَجَوَابُ مُسْتَفْهِمٍ عَنْ نِدٍّ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَخَبَرِ سُوْءٍ بِالْاِسْتِرْجَاعِ وَسَارٍّ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَعَجَبٍ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَوْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَكُلِّ شَيْءٍ قُصِدَ بِهِ الْجَوَابُ كَيَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ وَرُؤْيَةُ مُتَيَمِّمٍ مَاءً وَتَمَامُ مُدَّةِ مَاسِحِ الْخُفِّ وَنَزْعُهُ وَتَعَلُّمُ الْاُمِّيِّ آيَةً وَوِجْدَانُ الْعَارِي سَاتِرًا وَقُدْرَةُ الْمُوْمِي عَلَى الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تافیف:	اف اف کرنا	أنین:	آہ کرنا
تأوہ:	اوہ کرنا	بکاء:	رونا
تشمیت:	دعائے خیر کرنا	عاطس:	چھینک مارنا
مستفهم:	سوال کرنے والا	ند:	شریک
استرجاع:	اناللہ وانا الیہ راجعون کہنا	تمام:	مکمل
تعلم الامی:	ان پڑھ کا سیکھنا، یاد کرنا	ساترا:	پردہ کرنے کے لئے کوئی شے پانا
مؤمی:	اشارہ کرنے والا		

ترجمہ:

درد یا تکلیف کی وجہ سے اُف اُف کرنا (۱۲) آہ کرنا (۱۳) کراہنا[۱]۔ (۱۴) بلند آواز سے رونا[۲] نہ کہ جنت و دوزخ کے ذکر سے رونا[۳]۔ (۱۵) چھینکنے والے کا "یرحمک اللہ" کے ساتھ جواب دینا[۴]۔ (۱۶) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے کے جواب میں "لا الہ الا اللہ" کہنا بری خبر سن کر "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہنا۔ تعجب خیز خبر سن کر "لا الہ الا اللہ" یا "سبحان اللہ" کہنا[۵]۔ (۱۷) ہر وہ شے جس کے ساتھ جواب دینے کا قصد کیا گیا ہو۔ مثال کے طور پر "اے یحییٰ! تو کتاب کو پکڑ" کہنا[۶]۔ (۱۸) تیمم کرنے والے کا پانی کو دیکھنا[۷]۔ (۱۹) موزوں پر مسح کرنے والے کی مدت مسح ختم ہونا[۸]۔ (۲۰) موزے کا اتارنا[۹]۔ (۲۱) ان پڑھ کا کوئی آیت سیکھ لینا[۱۰]۔ (۲۲) ننگے کو ستر چھپانے کے لئے کسی شے کا مل جانا[۱۱]۔ (۲۳) اشارہ سے نماز پڑھنے والے کا رکوع وسجود پر قادر ہونا[۱۲]۔

تشریح:

(۱): اگر مریض کی زبان سے بے اختیار آہ، اوہ نکلی نماز فاسد نہ ہوئی۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص۱۷۶)

(۲): بلند آواز سے رونے کی صورت میں نماز اس وقت فاسد نہ ہوگی جب رونے سے حروف پیدا ہو جائیں۔ اگر رونے میں صرف آنسو نکلے۔ آواز وحروف نہیں نکلے، تو حرج نہیں۔ اگر آواز نکلی اور حروف پیدا نہ ہوئے نماز فاسد نہ ہوگی۔

(الدر المختار مع رد المحتار، جلد۲، ص۴۵۵)

(۳): یعنی اُف، تف کے الفاظ اگر جنت و دوزخ کے ذکر کے وقت نکلے، تو نماز فاسد نہ ہوئی کیونکہ جنت و دوزخ کے ذکر کے وقت رونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ گویا وہ یہ کہتا ہے کہ میں اللہ سے جنت کا سوال اور دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۸۶)

(۴): لہذا خود نمازی کو چھینک آئی اور اپنے کو مخاطب کر کے "یرحمک اللہ" کہا نماز فاسد نہ ہوئی۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص۱۷۳)

(۵): ان الفاظ کو اگر بطور جواب کہا تو نماز فاسد ہو گئی اگر جواب کی نیت سے نہ کہا بلکہ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہا کہ نماز میں ہے، تو نماز فاسد نہ ہوئی۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص۱۷۴)

(۶): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر نمازی سے کسی نے کتاب مانگی اور اس کے جواب میں کہا "اے یحییٰ کتاب پکڑے" تو نماز فاسد ہو گئی۔ یعنی قرآن پاک کے الفاظ کے ساتھ اگر جواب کا مقصد کیا گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ جیسا کہ مذکورہ مثال میں۔ لہذا جو قرآن کے الفاظ نہیں ہیں ان کے ساتھ جواب دینا بدرجہ اولی نماز کو فاسد کر دے گا۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۸۶)

(۷): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی تیمم کر کے نماز پڑھ رہا تھا یا اقتداء کر رہا تھا اور اس کے پانی کو دیکھ لیا جس کے استعمال پر یہ قادر تھا تو نماز فاسد ہو گئی۔ کیونکہ ضرورت بقدر ضرورت ثابت ہوتی ہے۔ تیمم کی ضرورت جو پانی نہ ملنے کی وجہ سے ثابت ہوئی تھی۔ پانی دیکھتے ہی باطل ہو گئی۔

(۸): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے موزوں پر مسح کر کے نماز شروع کی تھی۔ اور حدث کے بعد موزوں پر مسح کی مدت جو مقیم کے لئے ایک دن رات ہے اور مسافر کے لئے تین دن تین راتیں ہیں۔ ختم ہو گئی۔ تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ مدت مسح ختم ہونے کے بعد یہ بے وضو ہو گیا۔

(۹): اگرچہ عمل یسیر سے اتارے کہ موزہ اتارنے سے طہارت ٹوٹ گئی۔

(۱۰): امی اس شخص کو کہتے ہیں جو پڑھنا لکھنا نہ جانتا ہو۔ اگر امی مقتدی ہے تو آیت سیکھنے سے اس کی نماز فاسد نہ

ہوگی۔ کیونکہ امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۳٦۳)

(۱۱): یعنی ننگے ہوکر نماز پڑھنے والے کو جب کوئی شئے ستر چھپانے کے لئے مل جائے۔ اور پھر بھی ستر نہ کرے تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ اور اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کپڑا پاک ہو۔ اگر کپڑا املا مگر وہ تمام کا تمام نجس ہے تو پھر بھی نماز باطل نہ ہوگی۔ (کیونکہ کپڑا ہوتے ہوئے ستر کرنا شرط ہے اگر ستر نہ کرے تو نماز فاسد ہوجائے گی)۔

(ضوء المصباح شرح نور الایضاح، ص۸٦)

(۱۲): کیونکہ جب وہ رکوع وسجود پر قادر ہوگیا تو یہ قوی کی ضعف پر بناء ہے جو کہ جائز نہیں۔

وَتَذَكُّرُ فَائِتَةٍ لِذِي تَرْتِيبٍ وَاسْتِخْلافُ مَنْ لاَ يَصْلُحُ إِمَامًا وطُلُوعُ الشَّمْسِ فِي الْفَجْرِ وَزَوَالُهَا فِي الْعِيدَيْنِ وَدُخُولُ وَقْتِ الْعَصْرِ فِي الْجُمُعَةِ وسُقُوطُ الْجَبِيْرَةِ عَنْ بُرْءٍ وَزَوَالُ عُذْرِ الْمَعْذُوْرِ وَالْحَدَثُ عَمَدًا أَوْ بِصُنْعِ غَيْرِهِ وَالْإِغْمَاءُ وَالْجُنُونُ وَالْجَنَابَةُ بِنَظَرٍ أَوْ احْتِلاَمٍ ومُحَاذَاةُ الْمُشْتَهَاةِ فِي صَلَاةٍ مُطْلَقَةٍ مُشْتَرَكَةٍ تَحْرِيْمَةٍ فِي مَكَانٍ مُتَّحِدٍ بِلاَ حَائِلٍ وَنَوَى إِمَامَتَهَا وَظُهُورُ عَوْرَةِ مَنْ سَبَقَهُ الْحَدَثُ وَلَوْ اُضْطُرَّ إِلَيهِ كَكَشْفِ الْمَرْأَةِ ذِرَاعَهَا لِلْوُضُوءِ وَقِرَاءَتُهُ ذَاهِباً أَوْ عَائِدًا لِلْوُضُوءِ وَمَكْثُهُ قَدرَ أَدَاءِ رُكْنٍ بَعْدَ سَبَقِ الْحَدَثِ مُسْتَيْقِظًا ومُجَاوَزَتُهُ مَاءً قَرِيْبًا لِغَيْرِهِ وَخُرُوْجُهُ مِنَ الْمَسْجِدِ بِظَنِّ الْحَدَثِ وَمُجَاوَزَتُهُ الصُّفُوفَ فِي غَيْرِهِ بِظَنِّهِ .

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تذکر:	یاد آجانا	فائتة:	قضاء نماز
ترتیب:	صاحب ترتیب، جس کی نماز قضا نہ ہوئی ہو	استخلاف:	خلیفہ بنانا
محاذاة:	برابر ہونا	ظهور عورة:	اعضائے ستر کا ظاہر ہونا
اضطر:	مجبور	عائدا:	واپسی
مکثه:	ٹھہرنا	مستیقظا:	بیدار ہونا
مجاوزته:	تجاوز کرنا، آگے بڑھ جانا		

ترجمہ:

(۲۴)صاحب ترتیب[1] کوفوت شدہ نماز یاد آنا[2]۔(۲۵)ایسے شخص کو خلیفہ بنانا جو امام بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا[3]۔(۲۶)نماز فجر میں سورج کا طلوع ہو جانا[4]۔(۲۷)عیدین (کی نماز) میں سورج کے زوال کا (وقت داخل) ہو جانا[5]۔(۲۸)نماز جمعہ میں عصر کا وقت داخل ہو جانا[6]۔(۲۹)زخم کے صحیح ہونے کے بعد پٹی کا گر جانا[7]۔(۳۰)معذور کے عذر کا زائل ہو جانا[8]۔(۳۱)جان بوجھ کر یا دوسرے کے عمل سے بے وضو ہو جانا[9]۔(۳۲)بے ہوش ہو جانا(۳۳)پاگل ہونا(۳۴)دیکھنے یا احتلام سے جنبی ہو جانا(۳۵)ایسی مطلق[10] نماز جس کی تحریمہ مشترک[11] ہو قابل شہوت[12] عورت کے ساتھ ایک ہی[13] جگہ میں بغیر رکاوٹ[14] کے برابر کھڑا ہونا اس حال میں کہ امام نے اس عورت کی امامت کی نیت[15] کی ہو۔(۳۶)جو شخص بے وضو ہو گیا ہو اس کے ستر کا ظاہر ہونا اگرچہ طہارت حاصل کرنے کی مجبوری ہو جیسا کہ عورت کا وضو کے لئے بازوؤں کا ننگا کرنا[16]۔(۳۷)وضو کے لئے جاتے ہوئے یا آتے ہوئے قرات کرنا[17]۔(۳۸)بے وضو ہونے کے بعد ایک رکن کی ادائیگی کی مقدار جاگنے کی حالت میں ٹھہرنا[18]۔(۳۹)قریب پڑے ہوئے پانی سے گزر کر دوسرے پانی کی طرف جانا[19]۔(۴۰)۔بے وضو ہونے کے خیال سے مسجد سے نکل جانا[20]۔(۴۱)غیر مسجد میں بے وضو ہونے کے گمان میں صفوں سے تجاوز کر جانا[21]۔

تشریح:

(۱): صاحب ترتیب اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کی کبھی کوئی نماز قضا نہ ہوئی یا اگر ہوئی ہو تو اس کو ادا کر لیا ہو۔ایسے شخص کے لئے حکم یہ ہے کہ پانچ فرض نمازوں میں ترتیب رکھے یعنی پہلے فجر پڑھے، پھر ظہر وغیرہ۔

(۲): اگر صاحب ترتیب کو قضا نماز یاد نہ رہی اور وقتیہ پڑھ لی۔ پھر یاد آیا کہ اس کی نماز رہ گئی تھی تو وقتیہ ہو گئی۔اور وقتیہ پڑھتے ہوئے قضا یاد آئی تو نماز فاسد ہو گئی۔ چھ نمازیں جس کی قضاء ہو گئیں کہ چھٹی کا وقت ختم ہو گیا اس پر ترتیب فرض نہیں اب اگرچہ باوجود یاد کے وقتی پڑھے گا ہو جائے گی۔

(۳): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر امام کو نماز میں حدث ہو جائے تو وہ اپنی جگہ دوسرے شخص کو امام کا خلیفہ بنا سکتا ہے۔اگر وہ شخص خلیفہ بننے کا اہل نہ ہو مثلاً وہ معذور ہو تو سب کی نماز فاسد ہو گئی۔

(۴): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی فجر کی نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے سلام پھیرنے سے پہلے سورج طلوع ہو گیا تو نماز فاسد

ہوگئی۔ کیونکہ جونماز وقت کامل میں لازم ہوا اس کی ادائیگی وقت ناقص میں نہیں ہوسکتی۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح ،ص ۳۶۳)

(۵): کیونکہ نماز عیدین کا وقت زوال تک ہے۔ لہذا شرط مفقود ہونے کی وجہ سے نماز فاسد ہوگئی۔

(حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ،ص ۳۲۸)

(۶): کیونکہ یہ نماز جمعہ کا وقت عصر کے وقت سے پہلے تک ہے۔ لہذا وقت جو شرط ہے اس کے فوت ہوجانے کی وجہ سے نماز جمعہ اب نہیں ہوسکتی۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح ،ص ۳۶۴)

(۷): اگر صحت یابی کے بعد زخم سے پٹی گرگئی تو نماز فاسد ہوگئی اور ابھی زخم اسی طرح ہے تو پٹی کے گرنے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ (حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ،ص ۳۲۸)

(۸): مثلاً کسی کو پیشاب کے قطرے آنے تھے جو آنا بند ہوگئے۔ اور معذور کے عذر زائل ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ ایک کامل وقت (نماز کا) میں وہ عذر نہ پایا جائے۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح ،ص ۳۶۳)

(۹): نمازی نے قصداً وضو توڑا مثلاً دانہ دبا کر اس کا مواد بہایا اور کسی دوسرے نے وضو توڑ وادیا مثلاً نمازی کے سر پر کسی نے پتھر مارا اور اس کا خون نکل آیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی۔ (بہار شریعت حصہ سوم ،ص ۱۶۴)

(۱۰): مطلق نماز سے مراد رکوع وسجود والی نماز ہے۔ لہذا نماز جنازہ اس سے خارج ہوئی۔

(۱۱): یعنی دونوں کی نماز ایک ہو۔

(۱۲): عمر کا اس میں کوئی اعتبار نہیں ہے۔ لہذا عورت کا صرف قابل جماع ہونا کفایت کرتا ہے۔

(۱۳): لہذا اگر ان میں سے ایک بلند جگہ پر ہو اور دوسرا زمین پر اور بلند جگہہ والا ، زمین سے ایک انسان کے قد کے برابر بلند ہے تو نماز فاسد ہوگئی کیونکہ مکان مختلف ہیں۔

(۱۴): یعنی ان دونوں کے درمیان کوئی چیز ایک ہاتھ اونچی حائل نہ ہو۔

(۱۵): اس مسئلہ میں تفصیل ہے کہ وضو کرنے میں ستر کھل گیا یا بضرورت ستر کھولا۔ مثلاً عورت نے وضو کے لئے کلائی کھولی تو نماز فاسد نہ ہوگی اور بلا ضرورت کھولا تو نماز فاسد ہوگئی مثلاً عورت نے وضو کے لئے ایک ساتھ دونوں کلائیاں کھول دیں۔ (یہ حکم اس صورت میں ہے جب عورت نماز کی بناء کے لئے وضو کررہی ہو)

(بہار شریعت حصہ سوم ،ص ۱۶۵)

(۱۶): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی دوران نماز بے وضو ہوگیا تو اب اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وضو کے لئے جاتے وقت

اور آتے وقت قرأت نہ کرے۔ اور جہاں سے نماز رہ گئی تھی وہیں سے شروع کرے۔ وضو کے لئے جاتے وقت قرأت اس لئے منع ہے کہ حدث کی حالت میں قرأت کرنا منافی صلوۃ ہے اور وضو کر کے واپسی پر اس لئے منع ہے کہ چلتے ہوئے نماز کے لئے قرأت کرنا منع ہے۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۳۶۴)

(۱۷): صورت مسئلہ یہ ہے کہ بے وضو ہونے کے بعد ایک رکن کی مقدار جاگتے ہوئے گزارنا مفسد نماز ہے۔ لہٰذا اگر سوتے ہوئے ایک رکن کی مقدار سے زیادہ وقت گزر جائے نماز فاسد نہ ہوگی۔ ایک رکن کی مقدار تین بار سبحان اللہ کہنے کے برابر ہے۔

(۱۸): یعنی جب قریب اور دور والے پانی کے درمیان دو صفوں کا فاصلہ ہو نماز فاسد ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ چلنا بلا عذر ہے۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۳۴۲)

(۱۹): مسجد سے نکلنے کے بعد معلوم ہوا کہ وضو نہ گیا تھا تو سرے سے پڑھے اور مسجد سے باہر نہ ہوا تھا تو جو نماز باقی رہ گئی تھی پڑھ لے۔ عورت کو بے وضو ہونے کا گمان ہوا تو مصلے سے ہٹتے ہیں نماز فاسد ہوگئی۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص ۱۶۷)

(۲۰): صورت مسئلہ یہ ہے کہ ''اگر یہ گمان مسجد کے علاوہ صحراء وغیرہ میں پیدا ہوا تو صفوں سے تجاوز کرتے ساتھ ہی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اگر وہ آگے کی جانب چلا اور اس کے سامنے سترہ نہیں ہے تو اس کی حد موضع سجود ہے۔ کہ اگر موضع سجود سے تجاوز کر گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اگر سترہ ہو تو مصلی اور سترہ کے درمیان والی جگہ کو مسجد کے حکم میں رکھا جائے گا۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۳۶۵)

وَانْصِرَافُهُ ظَانًّا أَنَّهُ غَيْرُ مُتَوَضِّئٍ أَوْ أَنَّ مُدَّةَ مَسْحِهِ انْقَضَتْ أَوْ أَنَّ عَلَيْهِ فَائِتَةً أَوْ نَجَاسَةً وَإِنْ لَمْ يَخْرُجْ مِنَ الْمَسْجِدِ وَالْأَفْعَالُ الْآتِيَاتُ وَفَتْحُهُ عَلَى غَيْرِ إِمَامِهِ وَالتَّكْبِيرُ بِنِيَّةِ الِانْتِقَالِ لِصَلَاةٍ أُخْرَى غَيْرِ صَلَاتِهِ إِذَا حَصَلَتْ هٰذِهِ الْمَذْكُورَاتُ قَبْلَ الْجُلُوسِ الْأَخِيرِ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ وَيُفْسِدُهَا أَيْضًا مَدُّ الْهَمْزَةِ فِي التَّكْبِيرِ وَقِرَاءَةُ مَا لَا يَحْفَظُهُ مِنْ مُصْحَفٍ وَأَدَاءُ رُكْنٍ أَوْ إِمْكَانُهُ مَعَ كَشْفِ الْعَوْرَةِ أَوْ مَعَ نَجَاسَةٍ مَانِعَةٍ وَمُسَابَقَةُ الْمُقْتَدِي بِرُكْنٍ لَمْ يُشَارِكْهُ فِيهِ إِمَامُهُ وَمُتَابَعَةُ الْإِمَامِ فِي سُجُودِ السَّهْوِ لِلْمَسْبُوقِ وَعَدَمُ إِعَادَةِ الْجُلُوسِ الْأَخِيرِ بَعْدَ أَدَاءِ سَجْدَةٍ صُلْبِيَّةٍ تَذَكَّرَهَا بَعْدَ الْجُلُوسِ وَعَدَمُ إِعَادَةِ رُكْنٍ أَدَّاهُ نَائِمًا وَقَهْقَهَةُ إِمَامِ الْمَسْبُوقِ وَحَدَثُهُ الْعَمْدُ بَعْدَ الْجُلُوسِ الْأَخِيرِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَأْسِ رَكْعَتَيْنِ فِي غَيْرِ الثُّنَائِيَّةِ ظَانًّا أَنَّهُ مُسَافِرٌ أَوْ أَنَّهَا الْجُمُعَةُ أَوْ أَنَّهَا التَّرَاوِيحُ وَهِيَ الْعِشَاءُ أَوْ كَانَ قَرِيبَ عَهْدٍ بِالْإِسْلَامِ فَظَنَّ الْفَرْضَ رَكْعَتَيْنِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
فتح:	لقمہ دینا	اخری:	دوسری
مسابقة:	سبقت لے جانا، آگے بڑھنا	صلبية:	نماز والا سجدہ
قريب عهد:	قریب زمانہ		

ترجمہ:

(۴۳) یہ گمان کرتے ہوئے کہ وہ بے وضو ہے یا یہ (۴۴) گمان کرتے ہوئے کہ مسح کی مدت ختم ہوگئی۔(۴۵) یا یہ گمان کرتے ہوئے کہ اس پر کسی نماز کی قضا ہے۔(۴۶) یا یہ گمان کرتے ہوئے کہ اس پر نجاست لگی ہوئی ہے اپنی جگہ سے ہٹ جانا اگرچہ مسجد سے باہر نہ نکلے[1]۔(۴۷) اپنے امام کے علاوہ کسی دوسرے کو لقمہ دینا[2]۔(۴۸) اس نماز کے علاوہ دوسری نماز کی طرف منتقل ہونے کے لئے تکبیر کہنا[3]۔(۴۹) ان سب بیان کردہ صورتوں میں اس وقت نماز فاسد ہوگی جبکہ یہ صورتیں قعدہ اخیرہ میں تشہد کی مقدار بیٹھنے سے پہلے پائی جائیں[4]۔(۵۰) تکبیر میں ہمزہ کو کھینچنے سے بھی نماز فاسد ہوجاتی ہے[5]۔(۵۱) جو قرآن پاک سے یاد نہیں اسے دیکھ کر پڑھنا[6]۔(۵۲) ستر کے ظاہر ہونے[7] یا مانع نجاست کی مقدار کے ساتھ ایک رکن کی ادائیگی یا رکن کی مقدار ٹھہرنا (۵۳) مقتدی کا ایسے رکن کے ساتھ (امام پر) سبقت لے جانا جس میں امام شریک نہیں ہے[8]۔(۵۴) مسبوق کا سجدہ سہو میں امام کی پیروی کرنا[9]۔(۵۵) قعدہ کرنے کے بعد اصلی سجدہ یاد آجائے اور اسے ادا کرنے کے بعد قعدہ اخیرہ نہ لوٹانا[10]۔(۵۶) جو رکن سو کر ادا کیا اس کو دوبارہ ادا نہ کرنا[11]۔(۵۷) مسبوق کے امام کا

قعدہ اخیرہ کے بعد جان بوجھ کر بے وضو ہونا یا قہقہہ لگانا[۱۲]۔(۵۸) دو سے زائد رکعت والی نماز میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ وہ مسافر ہے یا یہ نماز جمعہ ہے یا یہ نماز تراویح ہے دو رکعت کے بعد سلام پھیر دینا حالانکہ وہ نماز عشاء تھی[۱۳]۔(۵۹) یا وہ قریب کے زمانہ میں مسلمان ہوا تھا۔ اور اس نے یہ گمان کیا کہ فرض دو ہی رکعتیں ہیں[۱۴]۔

تشریح:

(۱): قبلہ سے سینہ کو پھیرنا مفسد نماز ہے، جبکہ کوئی عذر نہ ہو یعنی اتنا پھیرے کہ سینۂ خاص جہت کعبہ سے پینتالیس درجے ہٹ جائے۔ اور اگر عذر سے ہو تو مفسد نماز نہیں مثلاً حدث کا گمان ہوا اور منہ پھیرا ہی تھا کہ گمان کی غلطی ظاہر ہوئی تو اگر مسجد سے خارج نہ ہوا ہو، نماز فاسد نہ ہوگی۔ (بہار شریعت، حصہ سوئم، ص ۶۱۲)

(۲): یعنی اپنے امام کے سوا دوسرے کو لقمہ دیا نماز فاسد ہوگئی۔ جس کو لقمہ دیا ہے۔ وہ نماز میں ہو یا نہ ہو۔ مقتدی ہو یا منفرد ہو یا کسی اور کا امام۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص ۱۷۵)

(۳): اس صورت میں پہلی نماز فاسد ہوگئی۔ مثلاً ظہر پڑھ رہا تھا، عصر یا نفل کی نیت سے ''اللہ اکبر'' کہا، ظہر کی نماز جاتی رہی اور صاحب ترتیب ہے تو عصر کی بھی نہ ہوگی۔ (الدر المختار، جلد ۲، ص ۴۶۲)

(۴): یعنی نماز کو فاسد کرنے والی باتیں اگر قعدہ اخیرہ سے پہلے پائی جائیں تو نماز بالاتفاق باطل ہوئی، اور اگر قعدہ اخیرہ کے بعد یہ چیزیں پائی گئی تو امام اعظم کے نزدیک پھر بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ امام اعظم کے نزدیک ''خروج بصنعہ'' فرض ہے۔

(۵): یعنی ''اللہ اکبر'' میں لفظ ''اللہ'' کے الف کو لمبا کر کے پڑھنا مفسد نماز ہے۔ کیونکہ اس صورت میں استفہام کا معنی پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اگر استفہام کا معنی بنائے تو اس پر کفر کا خوف ہے۔

(حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۳۳۶)

(۶): نماز میں قرآن پاک سے دیکھ کر پڑھنا مطلقاً مفسد نماز ہے۔ یونہی اگر محراب وغیرہ میں لکھا ہوا سے دیکھ کر پڑھنا ہی مفسد ہے یاد پر پڑھتا ہو مصحف یا محراب پر فقط نظر ہو تو حرج نہیں۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص ۱۷۷)

(۷): قصداً ستر کھولنا مطلقاً مفسد نماز ہے۔ اگر چہ فوراً ڈھانک لے۔ اس میں وقفہ کی بھی حاجت نہیں۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص ۱۷۸)

(۸): متابعت امام جو مقتدی پر فرض میں فرض ہے اس کی تین صورتیں ہیں۔

اول: مقتدی کا ہر فعل، فعل امام کے ساتھ مکمل طور پر ملا ہوا ہو اور بلا فصل واقع ہو۔ یہ سنت طریقہ ہے
دوم: مقتدی کا فعل، فعل امام کے بعد ہدیر واقع ہو۔ فرض یوں بھی ادا ہو جائے گا پھر یہ فصل بضرورت ہو تو کوئی حرج نہیں ضرورت کی یہ مثال کہ مقتدی قعدہ اُولی میں آکر ملا اس کے شریک ہوتے ہی امام کھڑا ہو گیا تو مقتدی التحیات پڑھ کر کھڑا ہو اگرچہ امام رکوع میں چلا جائے۔ اگر بلا ضرورت فصل قلیل کیا جس کے سبب امام سے جاملنا فوت نہ ہوا تو ترک سنت اور کثیر میں کہ فعل امام ختم ہونے کے بعد اس نے فعل کیا ترک واجب جس کا حکم اس نماز کو پورا کرکے نماز کا اعادہ کرنا۔
سوئم: مقتدی کا فعل، فعل امام سے پہلے واقع ہو مگر امام اسی فعل میں مقتدی سے آملے مثلاً مقتدی نے پہلے رکوع کرلیا اور امام آکر رکوع میں مل گیا کہ دونوں کی شرکت ہوگئی یہ صورت اگرچہ سخت ناجائز و ممنوع مگر نماز، یوں بھی ہو جائے گی جبکہ امام سے مشارکت ہولے اگر امام سے مشارکت نہ ہو اور امام کے ساتھ یا بعد میں اس فعل کا اعادہ نہ کیا نماز اصلا نہ ہوگی۔

(فتاوی رضویہ، ج۷، ص۲۷۴)

(۹): مسبوق امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے اگرچہ اس کے شریک ہونے سے پہلے سھو ہوا ہو اور اگر امام کے ساتھ نہ کیا اور باقی پڑھنے کھڑا ہو گیا تو آخر میں سجدہ سہو کرے۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص۷۱۵)

(۱۰): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے نماز کا سجدہ چھوڑ دیا اور آخری قعدہ میں اس نے نماز کی رکعت کا چھوڑا ہوا سجدہ ادا کیا مگر قعدہ اخیرہ نہیں کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ قعدہ اخیرہ نماز کے افعال کے خاتمہ کے لئے مشروع ہے۔

(۱۱): یعنی کوئی رکن اگر سوئے ہوئے ادا کیا تو جاگنے کے بعد اس رکن کا اعادہ ضروری ہے۔ کیونکہ نماز جاگتے ہوئے ادا کرنا نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۸۸)

(۱۲): صورت مسئلہ یہ ہے کہ قعدہ اخیرہ کے بعد امام نے قہقہہ لگایا یا جان بوجھ کر بے وضو ہو گیا تو مسبوق کی نماز فاسد ہوگئی۔ کیونکہ ابھی نماز کا فرض خروج بصنعہ باقی ہے۔ امام کا حدث مسبوق کی نماز کے دوران ہوا لہذا مسبوق کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۱۳): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک شخص چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا یہ گمان کرتے ہوئے کہ وہ مسافر ہے کیونکہ مسافر پر سوائے مغرب کے دو رکعت قصر پڑھنا واجب ہے تو نماز فاسد ہوگئی۔ کیونکہ اس سے دو رکعت پر سلام قصدا پھیرا ہے۔ ہاں اگر بھول کر پھیر دیا تو نماز فاسد نہ ہوئی۔

(۱۴): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کچھ دیر پہلے اسلام قبول کیا اور پھر نماز پڑھی اور دو سے زائد رکعت والی نماز میں یہ گمان کرتے ہوئے کہ فرض دو ہی ہیں نماز فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ جہالت ان مسائل میں دار الاسلام میں عذر نہیں۔

فصل فیما لا یفسد الصلاۃ

لَوْ نَظَرَ الْمُصَلّٰی اِلٰی مَکْتُوْبٍ وَفَهِمَهُ أَوْ أَكَلَ مَابَيْنَ أَسْنَانِهِ وَكَانَ دُوْنَ الْحِمَّصَةِ بِلَا عَمَلٍ كَثِيْرٍ, أَوْ مَرَّ مَارٌّ فِي مَوْضِعِ سُجُوْدِهِ لَا تَفْسُدُ وَإِنْ أَثِمَ الْمَارُّ وَلَا تَفْسُدُ بِنَظَرِهِ إِلٰى فَرْجِ الْمُطَلَّقَةِ بِشَهْوَةٍ فِي الْمُخْتَارِ وَإِنْ ثَبَتَ بِهِ الرَّجْعَةُ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مکتوب:	خط	مار:	گزرنے والا
اثم:	گناہ گار	فرج:	شرم گاہ کے دو حصے ہوتے ہیں ایک داخل ایک خارج، یہاں خارج مراد ہے
رجعۃ:	رجوع		

ترجمہ:

یہ فصل ان چیزوں کے بیان میں ہے جن سے نماز فاسد نہیں ہوتی

اگر نمازی نے کسی لکھی ہوئی چیز کی طرف دیکھا اور اس کو سمجھ لیا(۱) بغیر عمل(۲) کثیر کے دانتوں کے درمیان موجود ایسی شے کو کھایا جو کہ چنے کی مقدار سے کم ہو(۳) یا گزرنے والا سجدہ کی جگہ سے گزر گیا(۴) تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اگرچہ گزرنے والا گناہ گار ہوگا۔ اور مختار مذہب کے مطابق مطلقہ کی شرم گاہ کی طرف دیکھنے سے نماز فاسد نہ ہوگی(۵)۔ اگرچہ اس عمل سے رجعت ثابت ہو جائے گی(۶)۔

تشریح:

(۱): مگر قرآن مجید سے دیکھ کر قرآن پڑھنا۔ مطلقاً مفسد نماز ہے۔ یوں ہی محراب میں قرآن لکھا ہو اس سے دیکھ کر پڑھنا مفسد نماز ہے۔ ہاں اگر یاد پر پڑھتا ہو اور مصحف یا محراب پر نظر ہو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص ۲۰۹)

(۲): اگر دور سے دیکھنے والے کو غالب گمان ہو کہ یہ شخص جو کام کر رہا ہے نماز میں نہیں ہے عمل کثیر کہلاتا ہے۔

(۳): یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ شے منہ میں ہو اگر وہ شے منہ سے باہر سے لے کر کھائی ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی اگر چہ تل کے برابر ہو۔ (طحطاوی، ص۲۰۵)

(۴): اگر چہ گزرنے والا مرد ہو یا عورت، کتا ہو یا گدھا۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص۶۱۴)

(۵): کیونکہ یہ عمل قلیل ہے اور فرج سے مراد فرج داخل ہے نہ کہ فرج خارج، ہاں اگر عورت کا بوسہ لے لیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (مراقی الفلاح شرح نورالایضاح، ص۳۴۲)

(۶): اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق رجعی دی تو اگر وہ اپنی طلاق سے رجوع کرنا چاہتا ہے تو اس کی دو قسمیں ہیں۔(۱) بالقول (۲) بالفعل، متن میں مذکور مسئلہ کا تعلق رجوع بالفعل سے ہے۔

فصل فی المکروهات

يُكره لِلْمُصَلِّى سَبْعَةٌ وَسَبْعُونَ شَيْئًا :تَركُ وَاجِبٍ أو سُنَّةٍ عَمَدًا كَعَبَثِهِ بِثَوبِهِ وَبَدَنِهِ وَقَلْبُ الْحِصَا إلا لِلسُّجُودِ مَرَّةً وَفَرقَعَةُ الْاَصَابِعِ وَتَشْبِيكُهَا والتَخَصُّرُ والاِلْتِفَاتُ بِعُنُقِهِ وَالاِقْعَاءُ وَافْتِرَاشُ ذِرَاعَيْهِ. وَتَشْمِيرُ كُمَّيْهِ عَنْهُمَا وَصَلاتُهُ فِي السَّرَاوِيْلِ مَعَ قُدْرَتِهِ عَلى لُبسِ الْقَمِيْصِ وَرَدُّ السَّلامَ بِالْاِشَارَةِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
عبثه:	کھیلنا	حصاة:	کنکریاں
فرقعة:	انگلیاں چٹخانا	تشبیک:	ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈالنا
اقعاء:	سرین کو زمین پر رکھ کر دونوں گھٹنے کھڑے رکھنا	تشمیر:	سمیٹنا
کم:	آستین	سراویل:	شلوار

ترجمہ:

یہ فصل ان چیزوں کے بیان میں ہے جن سے نماز مکروہ ہوجاتی ہے

نمازی کے لئے ستر(۷۰)چیزیں مکروہ[1] ہیں۔

کسی واجب یا سنت کو جان بوجھ کر چھوڑ دینا[2]۔ جیسا کہ نمازی کا اپنے کپڑوں یا بدن[3] سے کھیلنا[4] کنکریوں کو الٹ پلٹ کرنا مگر سجدہ کی جگہ پر ہوتو ایک مرتبہ ہٹالے[5]، انگلیوں کا چٹخانا[6] تشبیک کرنا[7]، کمر پر ہاتھ رکھنا[8]، گردن گھمانا[9]، اقعاء کرنا[10]، دونوں بازوؤں کو بچھا دینا۔ آستین چڑھانا[11] قمیص پہننے پر قدرت کے باوجود فقط شلوار میں نماز پڑھنا[12]، اشارے کے ساتھ سلام کا جواب دینا[13]۔

تشریح:

(۱): مکروہ کی دو قسمیں ہیں (۱) مکروہ تحریمی (۲) مکروہ تنزیہی۔

مکروہ تحریمی: واجب کا مقابل ہے۔ اور یہ کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے۔

مکروہ تنزیہی: جس کا کرنا شرع کو پسند ہو یہ سنت غیر مؤکدہ کا مقابل ہے۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص۲۸۴)

(۲): جیسا کہ تعدیل ارکان کو ترک کر دینا کیونکہ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا'' کہ تم میں سے کوئی اس بات سے نہیں ڈرتا کہ وہ امام سے پہلے اپنے سر کو اٹھالے، اور اللہ تعالیٰ اس کے سر یا صورت کو گدھے کے سی بنادے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۳۷۲)

(۳): عبث کہتے ہیں ایسے کام کو جس میں کوئی غرض شرعی نہ ہو۔ (فتاوی شامی، ص۴۹۰)

(۴): کپڑوں یا بدن سے کھیلنا مکروہ تحریمی ہے۔ (بہار شریعت حصہ دوم، ص۶۲۴)

(۵): آقا و دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' کنکری نہ چھوؤ اگر تجھے ناچار کرنا ہی ہے تو ایک بار''۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، جلد۱، ص۳۵۶)

(۶): یہ مکروہ تحریمی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اگرچہ نماز کے انتظار میں ہو یا نماز پڑھنے کے لئے جا رہا ہو۔ (الدر المختار، جلد۲، ص۴۹۳)

(۷): تشبیک یہ ہے کہ ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا، جب نماز یا نماز کے انتظار میں ہو تو مکروہ تحریمی اور نماز کے باہر، ضرورت سے ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔

(۸): یہ مکروہ تحریمی ہے اور نماز کے باہر بھی ایسا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے جیسا کہ صحیحین میں فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے کہ ''نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا ہے''۔

(الدر المختار مع رد المحتار، جلد۲، ص۴۹۴)

(۹): اگر گردن گھمائی تو یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اگر صرف آنکھ سے ادھر ادھر دیکھا تو یہ مکروہ تنزیہی ہے اور اگر قبلہ سے سینہ پھیر دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (الدر المختار مع رد المحتار، جلد۲، ص۴۹۵)

(۱۰): اقعاء سے مراد یہ ہے کہ سرین کو زمین پر رکھے اور گھٹنے کھڑے رکھے یہ بھی مکروہ تحریمی ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۳۷۷)

(۱۱): کوئی آستین آدھی کلائی سے زیادہ چڑھی ہوئی، یا دامن سمیٹے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ خواہ نماز سے پہلے ہو یا نماز کے اندر ایسا کیا ہو۔ (فتاوی رضویہ، جلد۷، ص۳۸۵)

(۱۲): مستحب یہ ہے کہ مرد تین کپڑوں میں نماز پڑھے (۱) شلوار (۲) قمیص (۳) اور عمامہ شریف۔ صرف شلوار میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(۱۳): ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب مکروہ تنزیہی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی نے سلام کا جواب زبان سے دے دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

وَالتَّرَبُّعُ بِلَا عُذْرٍ وَعَقْصُ شَعْرِهٖ وَالْاِعْتِجَارُ وَهُوَ شَدُّ الرَّأْسِ بِالْمِنْدِيْلِ وَتَرْكُ وَسْطِهَا مَكْشُوْفًا وَكَفُّ ثَوْبِهٖ وَسَدْلُهٗ وَالْاِنْدِرَاجُ فِيْهِ بِحَيْثُ لَا يُخْرِجُ يَدَيْهِ وَجَعْلُ الثَّوْبِ تَحْتَ اِبْطِهِ الْاَيْمَنِ وَطَرْحُ جَانِبَيْهِ عَلٰى عَاتِقِهِ الْاَيْسَرِ وَالْقِرَاءَةُ فِيْ غَيْرِ حَالَةِ الْقِيَامِ ,وَاِطَالَةُ الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى فِي التَّطَوُّعِ وَتَطْوِيْلُ الثَّانِيَةِ عَلَى الْاُوْلٰى فِيْ جَمِيْعِ الصَّلَوَاتِ وَتَكْرَارُ السُّوْرَةِ فِيْ رَكْعَةٍ وَاحِدَةٍ مِنَ الْفَرْضِ وَقِرَاءَةُ سُوْرَةٍ فَوْقَ الَّتِيْ قَرَاَهَا وَفَصْلُهٗ بِسُوْرَةٍ بَيْنَ سُوْرَتَيْنِ قَرَاَهُمَا فِيْ رَكْعَتَيْنِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تربع:	چارزانو بیٹھنا	عقص:	بالوں کا جوڑا بنانا
ابط:	بغل	طرح:	ڈال دینا
عاتق:	کندھا	فصل:	فاصلہ رکھنا، جدا رکھنا

ترجمہ:

بلا عذر چوکڑی مار کر بیٹھنا (۱)، بالوں کو گوندھنا (۲)، اعتجار کرنا، سر کو رومال سے باندھنا اور درمیان والے حصے کو ننگا چھوڑ دینا (۳)، کپڑے کو لپیٹنا (۴)، کپڑے کو لٹکانا (۵)، کپڑے میں اس طرح داخل ہونا کہ ہاتھ باہر نہ نکال سکے (۶)، کپڑے کو دائیں کاندھے کے نیچے سے نکال کر اس کے دونوں کنارے بائیں کاندھے پر ڈال دینا (۷)، قیام کے علاوہ قرات کرنا (۸)، نفل میں پہلی رکعت کو لمبا کرنا، اور تمام نمازوں میں پہلی رکعت پر دوسری رکعت کو لمبا کرنا (۹)، فرض کی ایک ہی رکعت میں سورۃ کا تکرار کرنا (۱۰)، جو سورت اس نے پڑھ لی ہے اس سے پہلے والی سورت کی تلاوت کرنا (۱۱)، ایسی دو سورتیں جو اس نے دو رکعتوں میں پڑھی ہیں ان کے درمیان ایک سورت سے فاصلہ کرنا (۱۲)۔

تشریح:

(۱): یہ مکروہ اس لئے ہے کہ اس میں سنت قعود کا ترک کرنا لازم آرہا ہے اور یہ مکروہ تنزیہی ہے۔

(امداد الفتاح، ص ۳۷۸)

(۲): نماز میں اگر بالوں کا جوڑا بنایا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (یہ حکم مردوں کے لیے ہے)۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ۱۹۳)

(۳): مفتی امجد علی اعظمی "فتاوی امجدیہ" میں فرماتے ہیں کہ اعتجار اس صورت میں ہے کہ عمامے کے نیچے کوئی چیز سر کو چھپانے والی نہ ہو۔ (فتاوی امجدیہ، جلد ا، ص ۳۹۹)

(۴): لہذا اگر کوئی شخص آستین چڑھا کر نماز شروع کرے تو اس کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۳۱۱)

(۵): پہننے کے کپڑے کو بے پہنے (نماز کے اندر) لٹکانا مکروہ تحریمی ہے اور اس صورت میں نماز واجب الاعادہ ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۳۸۵)

فائدہ: سدل نماز میں مکروہ ہے۔ اور عام حالت میں اگر کرتا، یا پاجامہ یا تہبند پہنے ہوئے ہے اور چادر کو سر یا شانوں سے لٹکا دیا تو مکروہ نہیں، اگر کرتا نہیں پہنا ہوا تو سدل مکروہ ہے۔ (بہار شریعت حصہ سولہ، ص ۶۱)

(۶): یہ نہی دشمن سے بچنے کے لیے ہے۔ اس سے مکروہ تحریمی ثابت نہ ہوگا

(جدالممتار، ج ۲، ص ۳۷۱)

(۷): نماز میں کاندھے کا چھپا ہوا ہونا مستحب ہے اور اس کا ترک مکروہ تنزیہی ہے۔

(۸): لہذا اگر رکوع وسجود میں قرات کی تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

(۹): خصوصا فجر میں کیونکہ یہ نیند اور غفلت کا وقت ہے۔ تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ جماعت میں شامل ہوسکیں۔

(الہدایہ، جلد ا، ص ۲۲۸)

(۱۰): یہ مکروہ اس وقت ہے کہ وہ کسی دوسری سورت کی قرات پر قادر ہو اگر وہ قادر نہ ہو اور نہ ہی اس کا قصدا یہ فعل ہو تو مکروہ نہیں۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۹۱)

(۱۱): قرآن مجید قصدا خلاف ترتیب پڑھنا سخت گناہ ہے۔ لیکن خلاف ترتیب پڑھنے سے نہ سجدہ سہو واجب ہوگا نہ نماز کا اعادہ۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۳۵۷)

(۱۲): کیونکہ جو سورت نہیں پڑھے گا اس کے ترک کرنے کا وہم لازم آئے گا ہاں اگر دو سورتوں کے درمیان ایک بڑی سورت یا دو چھوٹی سورتیں ہوں تو مکروہ نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح حاشیہ الطحطاوی، ص ۳۵۲)

نوٹ: ایک سورت کا فاصلہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

وَشَمُّ طِيْبٍ وَتَرْوِيْحُهُ بِثَوْبِهٖ أَوْ بِمِرْوَحَةٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ وَتَحْوِيْلُ أَصَابِعِ يَدَيْهِ أَوْ رِجْلَيْهِ عَنِ الْقِبْلَةِ فِي السُّجُوْدِ وَغَيْرِهٖ وَتَرْكُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ فِي الرُّكُوْعِ وَالتَّثَاؤُبُ وَتَغْمِيْضُ عَيْنَيْهِ وَرَفْعُهُمَا لِلسَّمَاءِ وَالتَّمَطِّيْ وَالْعَمَلُ الْقَلِيْلُ وَأَخْذُ قُمَّلَةٍ وَقَتْلُهَا وَتَغْطِيَةُ أَنْفِهٖ وَفَمِهٖ وَوَضْعُ شَيْءٍ فِي فَمِهٖ يَمْنَعُ الْقِرَاءَةَ الْمَسْنُوْنَةَ وَالسُّجُوْدُ عَلٰى كَوْرِ عِمَامَتِهٖ وَعَلٰى صُوْرَةٍ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
شم:	سونگھنا	ترویحہ.	ہوالینا
مروحۃ:	پنکھا	تثاوب:	جمائیں لینا
تغمیض:	آنکھیں زور سے بند کرلینا	تمطی:	انگڑائی لینا
قملۃ:	جوئیں	تغطیۃ:	چھپانا
کور:	پیچ		

ترجمہ:

خوشبو سونگھنا [1]، کپڑے یا پنکھے کے ساتھ ایک یا دو مرتبہ ہوا لینا [2]، سجدہ میں اور اس کے علاوہ میں ہاتھوں یا پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ سے پھیر دینا [3]، رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر نہ رکھنا، جمائی لینا [4]، آنکھوں کو بند رکھنا [5]، آنکھوں کو آسمان کی طرف اٹھانا [6]، انگڑائی لینا [7]، عمل قلیل کرنا، (مثلا) جوں پکڑ کر اسے مار دینا [8]، ناک اور منہ کو چھپا لینا [9]، منہ میں کوئی ایسی چیز رکھنا جو کہ قرأت مسنونہ کے لئے رکاوٹ ہو [10]۔ عمامہ کے کنارے [11] یا تصویر پر سجدہ کرنا [12]۔

تشریح:

(۱): قصداً خوشبو سونگھنا اس لئے مکروہ (تنزیہی) ہے کہ یہ نماز کے افعال میں سے نہیں ہے۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ۳۵۳)

(۲): کیونکہ ایک یا دو مرتبہ ہوا لینا عمل قلیل ہے۔ اس لئے مکروہ ہے اگر تین مرتبہ لے گا تو یہ عمل کثیر ہو جائے گا، جو کہ مفسد نماز ہے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی نور الایضاح، ص ۳۵۳)

(۳): سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نمازی کو جس قدر ممکن ہو اپنے اعضاء کو قبلہ رخ رکھے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، بحوالہ نصب الرایہ، ص ۳۸۲)

(۴): اگر جماہی بغیر اختیار کے آئے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر قصدا ایسا کرے گا تو نماز مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ یہ عبث ہے اور ہر عبث مکروہ تحریمی۔ (فتاوی شامی، جلد۲، ص۴۹۹)

(۵): نماز میں آنکھ بند رکھنا مکروہ ہے مگر جب کھلی رہنے میں خشوع نہ ہوتا ہو تو آنکھیں بند کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بہتر ہے

(۶): نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا مکروہ تحریمی ہے۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص۱۹۴)

(۷): انگڑائی لینا مکروہ تنزیہی ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص۳۵۵)

(۸): عمل قلیل کے ساتھ جوں کو مارنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ ایذا دیتی ہو۔ مگر جوں مار کر مسجد میں پھینکنا ناجائز ہے۔

(حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص۳۵۵)

(۹): سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ نماز میں اپنے چہرے اور منہ کو چھپایا جائے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۳۸۵)

(۱۰): ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر منہ میں کوئی شئے رکھ دی کہ وہ قرات کرنے سے عاجز آگیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(رد المحتار علی الدر المختار، جلد۲، ص۴۹۱)

(۱۱): عمامہ کے کنارے پر سجدہ کرنے کی دو صورتیں ہیں (۱) کہ پیچ پیشانی پر یا اس کے بعض حصہ پر ہو۔ (۲) یا پیچ فقط سر پر ہو اور اسی پر سجدہ کرے اور پیشانی کو زمین پر نہ لگائے۔ بصورت اول نماز مکروہ تنزیہی اور بصورت ثانی نماز ہی نہ ہوگی۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۳۸۵)

(۱۲): نماز اس وقت مکروہ تحریمی ہوگی جبکہ تصویر سامنے ہو۔

(جد الممتار علی رد المحتار، جلد۲، ص۳۶۵، ۳۶۶)

وَالِاقْتِصَارُ عَلَى الْجَبْهَةِ بِلَا عُذْرٍ بِالْأَنْفِ وَالصَّلَاةُ فِي الطَّرِيقِ وَالْحَمَّامِ وَفِي الْمَخْرَجِ وَفِي الْمَقْبَرَةِ وَأَرْضِ الْغَيْرِ بِلَا رِضَاهُ وَقَرِيباً مِنْ نَجَاسَةٍ وَمُدَافِعاً لِأَحَدِ الْأَخْبَثَيْنِ أَوِ الرِّيحِ وَمَعَ نَجَاسَةٍ غَيْرِ مَانِعَةٍ إِلَّا إِذَا خَافَ فَوْتَ الْوَقْتِ أَوِ الْجَمَاعَةِ وَإِلَّا نُدِبَ قَطْعُهَا وَالصَّلَاةُ فِي ثِيَابِ الْبِذْلَةِ وَمَكْشُوفَ الرَّأْسِ إِلَّا لِلتَّذَلُّلِ وَالتَّضَرُّعِ وَبِحَضْرَةِ طَعَامٍ يَمِيلُ إِلَيْهِ وَمَا يَشْغَلُ الْبَالَ وَيُخِلُّ بِالْخُشُوعِ وَعَدُّ الْآيِ وَالتَّسْبِيحِ بِالْيَدِ وَقِيَامُ الْإِمَامِ فِي الْمِحْرَابِ أَوْ عَلَى مَكَانٍ أَوِ الْأَرْضِ وَحْدَهُ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
حمام:	نہانے کی جگہ	مقبرۃ:	قبرستان
ندب:	افضل، مستحب	بذلۃ:	کام کاج کے کپڑے
تذلل:	ذلت	تضرع:	عاجزی
عد:	شمار کرنا		

ترجمہ:

ناک میں کسی تکلیف کے بغیر صرف پیشانی پر اکتفاء کرنا[1]، راستے[2]، حمام، گزرگاہ، قبرستان[3]، بغیر رضامندی کے دوسرے کی زمین میں نماز پڑھنا[4]، نجاست کے قریب نماز پڑھنا، پیشاب یا پاخانہ میں سے کسی ایک کی شدت کے وقت[5] یا ریح کی شدت کے وقت، غیر مانع نجاست کے ساتھ نماز پڑھنا مگر جبکہ وقت یا جماعت کے فوت ہونے کا خوف ہو، ورنہ ان کو دور کرنا مستحب ہے کام کاج کے کپڑوں میں نماز پڑھنا[6]، عاجزی کے بغیر ننگے سر نماز پڑھنا[7] ایسے کھانے کی موجودگی جس کی طرف طبیعت مائل ہو[8]، جو دل کو مشغول رکھے یا خشوع وخضوع میں خلل ڈالے، آیت یا تسبیح کو ہاتھ سے شمار کرنا[9]، امام کا محراب یا بلند جگہ، یا زمین پر علیحدہ کھڑا ہونا[10]۔

تشریح:

(۱): کیونکہ اس نے واجب کا ترک کیا ہے یعنی ناک کا لگانا لہذا اس کی نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

(بہار شریعت حصہ سوم، ص ۸۱)

(۲): کیونکہ اس میں حقوق عامہ کا تلف ہے۔ کہ لوگوں کے گزرنے میں حرج ہوگا۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۳۸۶)

(۳): قبرستان میں نماز اس وقت مکروہ ہے جبکہ قبر اور نمازی کے درمیان کوئی شے حائل نہ ہو۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مزار میزاب کے نیچے حجر اسود کے پاس ہے۔ حجر اسود اور آب زم زم کے درمیان ستر انبیاء کی قبریں ہیں۔

(حاشیہ الطحطاوی علی المراقی الفلاح، ص ۳۵۶، ۳۵۷)

(۴): یہ فعل نمازی کا مکروہ تحریمی ہے لیکن نماز واجب الاعادہ نہیں ہوگی کیونکہ یہ نماز کے واجبات میں نہیں ہے۔

(۵): سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اس حال میں نماز پڑھے کہ اسے بول براز کی حاجت ہو یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائے"۔

(ابوداؤد، کتاب الصلوۃ باب المصلی الرجل وھو حاقن)

(۶): یعنی ایسے کپڑے ہوں جو گھر میں پہنتا ہے مگر کسی معزز بندے کے پاس یہ لباس پہن کر نہیں جاتا یہ مکروہ تنزیہی ہے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، ص ۴۹۱)

(۷): اس کی تین صورتیں ہیں (۱) اگر عاجزی کے طور پر ہو تو جائز (۲) سستی کی وجہ سے ہو تو مکروہ (تنزیہی) (۳) اور اگر نماز کو ہلکا سمجھ کر ہو تو کفر۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۳۸۹)

(۸): اس کی صورت یوں ہوگی کہ جماعت تیار ہے اور کھانا سامنے آیا اور وقت تنگ نہ ہو۔ اگر جماعت کو جاتا ہے تو دل کھانا کی طرف لگا رہے یا کھانا سرد ہو کر بے مزہ ہو جائے گا۔ یا اس کے دانت کمزور ہیں روٹی ٹھنڈی ہو کر نہ چبائی جائے گی تو اجازت ہے کہ پہلے کھانا کھائے اگر ایسا معاملہ نہیں ہے تو جماعت نہ چھوڑے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۲۲۹)

(۹): نماز خواہ فرض ہو یا نفل اور دل میں شمار رکھنا، یا پوروں کو دبانے سے تعداد محفوظ رکھنا جبکہ انگلیاں مسنون طریقہ پر ہوں تو کوئی حرج نہیں مگر زبان سے گننا مفسد نماز ہے۔ (الدر المختار، جلد ۲، ص ۵۰۷)

(۱۰): محراب کہتے ہیں مسجد کے درمیان والے حصے کو، خواہ اس میں طاق معروف ہو یا نہ ہو اگر امام محراب سے باہر کھڑا ہے اور سجدہ محراب میں کیا تو محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں ہے۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص ۲۰۳)

نوٹ: یہ مکروہ اس لئے ہے کہ اس میں اپنے لئے مکان خاص کرنا یہودیوں کی مشابہت ہے۔ نیز موجودہ صورت میں محراب کی تعمیر کا آغاز ولید بن عبد الملک کے عہد خلافت میں حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

وَالْقِيَامُ خَلْفَ صَفٍّ فِيْهِ فُرْجَةٌ وَلُبْسُ ثَوْبٍ فِيْهِ تَصَاوِيْرُ وَأَنْ يَّكُوْنَ فَوْقَ رَأْسِهِ أَوْخَلْفَهُ أَوْ بَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ بِحَذَائِهِ صُوْرَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَغِيْرَةً أَوْ مَقْطُوْعَةَ الرَّأْسِ أَوْلِغَيْرِ ذِىْ رُوْحٍ وَأَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ تَنُّوْرٌ أَوْ كَانُوْنٌ فِيْهِ جَمَرٌ أَوْ قَوْمٌ نِيَامٌ ومسحُ الْجَبْهَةِ مِنْ تُرَابٍ لَا يَضُرُّهُ فِي خِلَالِ الصَّلَاةِ .وَتَعْيِيْنُ سُوْرَةٍ لَا يَقْرَأُ غَيْرَهَا إِلَّا لِيُسْرٍ عَلَيْهِ أَوْ تَبَرُّكًا بِقِرَاءَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَتَرْكُ اِتِّخَاذِ سُتْرَةٍ فِي مَحَلٍّ يَظُنُّ الْمُرُوْرَ فِيْهِ بَيْنَ يَدَى الْمُصَلِّى.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
فرجة:	خالی جگہ ہونا	صغيرة:	انتہائی چھوٹی تصویر
مقطوعة راس:	سر کٹا ہوا ہونا	لغير ذي روح:	بے جان چیز
جمر:	انگارہ	ليسر:	آسانی کرتے ہوئے
مرور:	گزرنا	يدى:	سامنے

ترجمہ:

ایسی صف کے پیچھے کھڑا ہونا جس میں جگہ خالی ہو[۱]، ایسے کپڑے پہننا جس میں تصاویر ہوں[۲]، سر کے اوپر یا پیچھے یا سامنے یا پہلو میں تصویر ہونا مگر یہ کہ تصویر انتہائی چھوٹی ہو یا سر کٹی ہوئی[۳] تصویر ہو یا تصویر غیر جاندار کی ہو[۴]۔ یا اس کے سامنے تنور یا چولہا ہو جس میں انگارے ہوں[۵] یا سوئی ہوئی قوم ہو[۶]، پیشانی سے مٹی صاف کرنا جو نماز کے اندر کوئی خلل پیدا نہ کرے۔ کسی سورت کا مقرر کر لینا کہ اس کے علاوہ نہ پڑھنا مگر آسانی کے لئے یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرات سے برکت حاصل کرنے کیلئے ایسا کرنا جائز ہے[۷]۔ جہاں نمازی کے آگے سے لوگوں کے گزرنے کا امکان ہو وہاں پر سترہ کا ترک کر دینا[۸]۔

تشریح:

(۱): صفوف کو ملانا اور ان کی خالی جگہ پر کرنا اہم ضروریات سے ہے۔ اور اس کا ترک ممنوع و ناجائز ہے۔ یہاں تک کہ تکمیل صف کے لئے نمازی کے آگے سے گزرنے کی اجازت ہوئی ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۴۶)

(۲): اگر تصویر والے کپڑے پر دوسرا کپڑا ہو کہ تصویر چھپ گئی تو اب نماز مکروہ نہیں ہوگی اور تصویر والا کپڑا پہن نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص ۱۹۷)

(۳): اگر تصویر کا سر کاٹا ہو مگر سر اپنی جگہ پر لگا ہوا ہے جدا نہ ہوا تو بھی کراہت ہے۔ مثلاً کپڑے پر تصویر تھی، اس کی گردن پر سلائی کردی کہ مثل طوق کے بن گئی۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص ۱۹۶)

(۴): کیونکہ غیر ذی روح کی عبادت نہیں کی جاتی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کی میں تصویر بناتا ہوں اس کا حکم ارشاد فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی کسی جاندار کی تصویر بنائے گا تو اس کو جہنم کا عذاب ملے گا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں خود درود درختوں اور ایسے شئے جس کے اندر جان نہیں ہوتی تھی تصویر بناتا تھا۔ (مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی، ص ۳۶۲)

(۵): جلتی آگ کا سامنے ہونا باعث کراہت (مکروہ تنزیہی) ہے شمع یا چراغ میں کراہت نہیں۔

(بہار شریعت، حصہ سوئم، ص ۶۳۶)

(۶): کراہت اس صورت میں ہے کہ جبکہ نمازی کا چہرہ سونے والے کے مقابل ہو یا ایسی چیز کے ظاہر ہونے کا خوف ہو جو دل بٹا دے گی اگر ایسا نہیں ہے تو مکروہ نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور میں سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے سوئی ہوتی تھی۔

(۷): یہ مکروہ اس وقت ہے جبکہ نمازی کا عقیدہ یہ ہو کہ اس سورۃ کے بغیر نماز ہی نہ ہوگی۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ۳۹۴)

(۸): سترہ کا ترک کردینا مکروہ تنزیہی ہے۔ (ملخص بہار شریعت حصہ سوم، ص ۱۸۴)

فصل فی اتخاذ السترة ودفع المار بین یدی المصلی

إِذَا ظَنَّ مُرُوْرَهُ يَسْتَحِبُّ لَهُ أَنْ يَغْرِزَ سُتْرَةً تَكُوْنُ طُوْلُ ذِرَاعٍ فَصَاعِدًا فِي غِلْظِ الْإِصْبَعِ وَالسُّنَّةُ أَنْ يَقْرُبَ مِنْهَا ,وَيَجْعَلَهَا عَلَى أَحَدِ حَاجِبَيْهِ وَلَا يَصْمِدُ إِلَيْهَا صَمْدًا وَإِنْ لَمْ يَجِدْ مَا يَنْصُبُهُ فَلْيَخُطَّ خَطًّا طُوْلًا وَقَالُوْا بِالْعَرْضِ مِثْلَ الْهِلَالِ وَالْمُسْتَحَبُّ تَرْكُ دَفْعِ الْمَارِّ وَرُخِّصَ دَفْعُهُ بِالْإِشَارَةِ أَوْ بِالتَّسْبِيْحِ وَكُرِهَ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا وَيَدْفَعُهُ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ وَتَدْفَعُهُ بِالْإِشَارَةِ أَوِ التَّصْفِيْقِ بِظَهْرِ أَصَابِعِ الْيُمْنٰى عَلٰى صَفْحَةِ كَفِّ الْيُسْرٰى وَلَا تَرْفَعُ صَوْتَهَا لِأَنَّهُ فِتْنَةٌ وَلَا يُقَاتِلُ الْمَارَّ وَمَاوَرَدَ بِهِ مُؤَوَّلٌ بِأَنَّهُ كَانَ وَالْعَمَلُ مُبَاحٌ وَقَدْ نُسِخَ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
یغرز:	گاڑھنا	غلظ:	چوڑائی موٹائی
حاجب:	ابرو	یصمد:	سیدھا کھڑا کرنا
نصب:	بلند کرنا، کھڑا کرنا	مثل الھلال:	چاند کی طرح باریک ساخت
تصفیق:	تالی بجانا	صفحۃ:	بائیں ہاتھ کا اوپر والا حصہ
مؤول:	تاویل کی گئی ہے	نسخ:	نئے حکم کے بعد پرانا حکم ختم نسخ کہلاتا ہے

ترجمہ:

یہ فصل سترہ کرنے اور نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو دور کرنا جبکہ اس کے گزرنے کا گمان ہو، کے بارے میں ہے۔

نمازی کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ سترہ گاڑھے جو کہ لمبائی میں ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ[1] ہو۔ چوڑائی میں ایک انگل برابر ہو، سنت یہ ہے کہ نمازی سترہ کے قریب ہو۔ اور سترہ کو دونوں ابروؤں میں سے کسی ایک کے سامنے رکھے۔ سترہ کو بالمقابل نہ رکھے۔ اگر کھڑی کرنے کے لئے کوئی شئے نہ ہو[2] تو لمبائی میں ایک خط کھینچ دے۔ بعض نے کہا کہ چاند کی مثل چوڑائی میں خط کھینچ دے۔ مستحب یہ ہے کہ گزرنے والے کو نہ روکا جائے۔ اشارے اور تسبیح کے ساتھ دور کرنے میں رخصت دی گئی ہے۔ تسبیح یا اشارہ دونوں کرنا مکروہ[3] ہے۔ نمازی گزرنے والے کو بلند آواز سے قرات کر کے بھی ہٹا سکتا ہے[4]۔ اور

عورت اشارے یا دائیں ہاتھ کو الٹے ہاتھ پر مار کر ہٹائے (۵)۔ عورت اپنی آواز بلند نہ کرے کیونکہ اس میں فتنہ ہے۔ نمازی گزرنے والے کو نہ مارے اور جو اس بارے میں وارد ہے [۶] اس میں تاویل کی گئی ہے یہ پہلے تھا اور نماز میں یہ کرنا مباح تھا اب یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے۔

تشریح:

(۱): ستره زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا ہو۔ (الدر المختار مع رد المحتار، جلد ۲، ص ۴۸۴)

(۲): خط کھینچنے، کپڑا یا کتاب آگے رکھنے کی صورت میں نمازی کے آگے سے گذرنا جائز نہ ہوگا۔ یہ چیزیں اس لیے ستره رکھنے کے لیے کہا تا کہ نمازی کا دل نہ بٹے۔

(۳): کیونکہ مقصد تو کسی ایک کے ذریعے حاصل ہو جاتا ہے۔ (الہدایہ، جلد ۱، ص ۲۷۴)

(۴): جہری قرات، سبحان اللہ وغیرہ سے روکے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں مثلاً کپڑا پکڑ جھٹکنا یا مارنا بلکہ اگر عمل کثیر ہو گیا تو نماز فاسد ہو گئی۔ (ملخصا بہار شریعت، حصہ سوئم، ص ۶۱۷)

(۵): تصفیق کا طریقہ یہ ہے کہ عورت دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر مارے۔ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر بطور لعب (کھیل کود) کے نہ مارے اگر اس نے ایسا کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(جد الممتار، ج ۲، ص ۳۴۸)

(۶): سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ایک نماز پڑھ رہا ہو تو جو شخص سامنے سے گزرے اس کو نہ پکارے اگر وہ انکار کردے تو اس کو مارو کہ وہ شیطان ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۴۰۱)

نوٹ: اب یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے یہ فعل ابتدائے اسلام میں جائز تھا۔

فصل فیما لا یکرہ للمصلی

لَا یُکْرَہُ لَہٗ شَدُّ الْوَسْطِ وَلَا تَقَلُّدُ بِسَیْفٍ وَنَحْوِہٖ اِذَا لَمْ یَشْتَغِلْ بِحَرْکَتِہٖ وَلَا عَدَمُ اِدْخَالِ یَدَیْہِ فِی فَرْجَیْہِ وَشِقِّہٖ عَلَی الْمُخْتَارِ وَلَا التَّوَجُّہُ لِمُصْحَفٍ اَوْ سَیْفٍ مُعَلَّقٍ اَوْ ظَہْرِ قَاعِدٍ یَتَحَدَّثُ اَوْ شَمْعٍ اَوْ سِرَاجٍ عَلَی الصَّحِیْحِ وَالسُّجُوْدُ عَلٰی بَسَاطٍ فِیْہِ تَصَاوِیْرُ لَمْ یَسْجُدْ عَلَیْہَا وَقَتْلُ حَیَّۃٍ وَعَقْرَبٍ خَافَ اَذَاہُمَا وَلَوْ بِضَرْبَاتٍ وَانْحِرَافٌ عَنِ الْقِبْلَۃِ فِی الْاَظْہَرِ ,وَلَا بَأْسَ بِنَفْضِ ثَوْبِہٖ کَیْلَا یَلْتَصِقَ بِجَسَدِہٖ فِی الرُّکُوْعِ وَلَا بِمَسْحِ جَبْہَتِہٖ مِنَ التُّرَابِ اَوِ الْحَشِیْشِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلٰوۃِ وَلَا قَبْلَ الْفَرَاغِ اِذَا ضَرَّہٗ اَوْ شَغَلَہٗ عَنِ الصَّلٰوۃِ وَلَا بِالنَّظْرِ بِمُوْقِ عَیْنَیْہِ مِنْ غَیْرِ تَحْوِیْلِ الْوَجْہِ وَلَا بَأْسَ بِالصَّلٰوۃِ عَلَی الْفُرُشِ وَالْبُسُطِ وَاللُّبُوْدِ وَالْاَفْضَلُ الصَّلٰوۃُ عَلَی الْاَرْضِ اَوْ عَلٰی مَا تُنْبِتُہٗ وَلَا بَأْسَ بِتَکْرَارِ السُّوْرَۃِ فِی الرَّکْعَتَیْنِ مِنَ النَّفْلِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تقلد:	لٹکانا	سیف:	تلوار
یتحدث:	گفتگو کرنا	بساط:	بچھونے
سراج:	چراغ	حیۃ:	سانپ
ایذا:	تکلیف	انحراف:	پھر جانا
نفض:	علیحدہ کرنا	یلتصق:	چمٹ جانا
حشیش:	گھاس	موق:	کنارہ
بسط:	بساط کی جمع۔ بچھونے	لبود:	موٹا کپڑا
تنبتہ:	اگانا، یعنی جو زمین اگائے		

ترجمہ:

یہ فصل ان کاموں کے بارے میں ہے جو نمازی کے لئے مکروہ نہیں

نمازی کے لئے کمر باندھنا مکروہ نہیں اور نہ ہی تلوار وغیرہ لٹکانا مکروہ ہے۔ جبکہ نمازی تلوار کی حرکت سے مشغول نہ ہو جائے۔ مختار مذہب کے مطابق فرجی اور شق میں ہاتھ نہ ڈالنا مکروہ نہیں ہے [۱]۔ قرآن اور لٹکی ہوئی تلوار کی طرف توجہ کرنا بھی مکروہ نہیں ہے [۲]۔ بیٹھ کر گفتگو کرنے والے کی پیٹھ کی طرف [۳]، شمع، چراغ کی طرف توجہ کرنا بھی مکروہ نہیں ہے۔ یہی صحیح قول

ہے۔تصویر والے بچھونے پر سجدہ[4] کرنا جبکہ سجدہ عین تصویر پر نہ ہو۔اظہر قول کے مطابق سانپ اور بچھو کو[5] مارنا جبکہ ان سے ایذا کا خوف ہو اگرچہ کئی ضربیں یا قبلہ سے پھیرنا ہی پڑے مکروہ نہیں ہے۔کپڑے کو جھٹکنے میں کوئی حرج نہیں ہے تا کہ رکوع میں کپڑا جسم سے چمٹ نہ جائے[6]۔نماز سے فراغت کے بعد پیشانی اور گھاس کو صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔نماز سے فارغ ہونے سے پہلے بھی کوئی حرج نہیں ہے جبکہ وہ نقصان دہ ہو یا نماز سے غافل کردے[7]۔بغیر چہرہ گھمائے آنکھ کے کنارے سے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے[8]۔بچھونوں اور نمدوں پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں[9]۔زمین یا اس سے اگنے والی چیز پر نماز پڑھنا افضل ہے[10]۔نفل کی دو رکعتوں میں ایک ہی سورۃ کے تکرار میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تشریح:

(۱): اس صورت میں کراہت ہے کہ یہ سدل کے مشابہ ہے۔اور سدل ہوتا ہے چاہے قمیص کے اوپر سے ہو۔

(۲): کیونکہ قرآن اور تلوار کی عبادت نہیں کیجاتی۔

(۳): کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب سترہ کے لئے کوئی شے نہیں ہوتی تھی تو وہ حضرت نافع کو سترہ بناتے تھے۔
(الہدایہ، جلد ا، ص ۲۸۰)

(۴): کیونکہ اس صورت میں تصویروں کی اہانت ہے۔ (الہدایہ، جلد ا، ص ۲۸۱)

(۵): سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''دو سیاہ چیزوں کو قتل کرو اگرچہ تم نماز میں ہو''۔

نوٹ: جبکہ تین ضرب نہ ہوں اور نہ ہی تین قدم چلنا پڑے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی۔مگر مارنے کی اجازت ہے اگرچہ نماز فاسد ہو جائے۔ (الہدایہ، جلد ا، ص ۲۸۳۔نماز کے احکام)

(۶): ہر وہ عمل قلیل جو کہ نمازی کے لئے مفید ہو جائز ہے۔اور جو مفید نہ ہو تو مکروہ۔
(بہار شریعت بحوالہ عالمگیری حصہ سوم، ص ۱۹۹)

(۷): پیشانی سے گھاس چھڑانا مکروہ ہے جبکہ ان کی وجہ سے نماز میں خلل نہ ہو اور تکبر مقصود ہو تو مکروہ تحریمی اور نماز کے بعد گھاس وغیرہ کو چھڑائے تا کہ ریا نہ آئے۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص ۱۹۹)

(۸): صرف کنکھیوں سے ادھر ادھر بلا حاجت دیکھے، تو کراہت تنزیہی ہے اور نادراً کسی غرض صحیح سے ہو تو حرج نہیں۔

(بہار شریعت، حصہ سوئم، ص ۶۳۶)

(۹): یا اس صورت میں کہ نمدہ اتنا باریک ہو کہ زمین کی سختی معلوم ہو ورنہ جائز نہیں۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۹۶)

(۱۰): کیونکہ امام مالک کے نزدیک زمین کے علاوہ کسی اور جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ لہذا اختلاف سے بچنے کے لئے خالی زمین پر نماز پڑھنا افضل ہے۔ اور یہ عاجزی کے بھی قریب تر ہے۔

فصل فیما یوجب قطع الصلاۃ وما یجیزہ وغیر ذلک

يَجِبُ قَطْعُ الصَّلاَةِ بِاسْتِغَاثَةِ مَلْهُوْفٍ بِالْمُصَلّٰى لاَ بِنِدَاءِ أَحَدِ أَبَوَيْهِ وَيَجُوْزُ قَطْعُهَا بِسَرَقَةٍ مَايُسَاوِى دِرْهَمًا وَلَوْ لِغَيْرِهٖ وَخَوْفِ ذِئْبٍ عَلٰى غَنَمٍ أَو خَوْفِ تَرَدِّى أَعْمٰى فِى بِئْرٍ وَنَحْوِهٖ وَإِذَا خَافَتِ الْقَابِلَةُ مَوْتَ الْوَلَدِ وَإِلَّافَلاَ بَأْسَ بِتَأْخِيْرِهَا الصَّلاَةَ وتُقبِلُ على الولَدِ وَكَذَاالْمُسَافِرُ إِذَا خَافَ مِنَ اللُّصُوْصِ أَو قُطَّاعِ الطَّرِيْقِ جَازَ لَهُ تَأْخِيْرُ الْوَقْتِيَّةِ وَتَارِكُ الصَّلاَةِ عَمَدًا كَسَلاً يُضْرَبُ ضَرْبًا شَدِيْدًا حَتّٰى يَسِيْلَ مِنْهُ الدَّمُ وَيُحْبَسُ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا .وَكَذَا تَارِكُ صَوْمِ رَمَضَانَ وَلاَ يُقْتَلُ إِلَّا إِذَاجَحَدَ أو اِسْتَخَفَّ بِأَحَدِهِمَا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
استغاثة:	مدد طلب کرنا	ملهوف	مظلوم
نداء:	پکارنا	يساوی:	برابر ہونا
ذئب:	بھیڑیا	غنم:	بکریاں
تردی:	گرنا	اعمی:	نابینا
قابلة:	دایۃ	لصوص:	چور
قطاع:	راہزن	كسلا:	سستی
يسيل:	بہنا	حبس:	قید میں ڈالنا
جحد:	منکر	استخف:	ہلکا جانے

ترجمہ:

یہ فصل ان کاموں کے بارے میں ہے جن کی وجہ سے نماز توڑنا

واجب، جائز اور دیگر مسائل کے بارے میں ہے

مظلوم کی فریاد پر نماز توڑنا واجب ہے[1]۔ ماں باپ میں سے کسی ایک کے پکارنے پر نماز توڑنا واجب نہیں[2] ہے۔ ایک درہم کی مقدار قیمت کے برابر چوری کی صورت میں نماز توڑنا جائز ہے[3]۔ اگرچہ کسی اور کی چیز چوری ہو رہی ہو۔ بکریوں پر بھیڑیے یا کنویں میں نابینا کے گرنے[4] یا اسی طرح دیگر چیزوں کے خوف سے بھی نماز توڑنا جائز ہے۔ اور جب دایہ کو بچے کی موت کا خوف ہو تو نماز توڑنا جائز ہے۔ وگرنہ نماز میں تاخیر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور دایہ بچے کی طرف متوجہ ہو۔ اس طرح مسافر[5] کو چوروں یا راہزاروں کا خوف ہو تو وقتی نماز میں تاخیر مسافر کے لئے جائز ہے۔

جان بوجھ کر سستی سے نماز کو ترک کرنے والے کو شدید مارا جائیگا۔ یہاں تک کہ اس سے خون نکل پڑے۔ اس کو قید کر دیا جائے۔ یہاں تک کہ وہ نماز پڑھنا شروع کر دے[6]۔ اسی طرح رمضان کا روزہ چھوڑنے والے کا حکم ہے۔ اور قتل نہ کیا جائے[7]۔ جب تک کہ وہ انکار نہ کرے یا روزہ و نماز کو ہلکا نہ جانے[8]۔

تشریح:

(۱): جبکہ یہ اس کو بچانے پر قادر ہو۔ (درمختار مع ردالمحتار، جلد۲، ص۵۱۴)

(۲): اس حکم میں دادا، دادی بھی داخل ہیں۔ مگر ان کا پکارنا بھی کسی بڑی مصیبت کے لئے ہے تو توڑ دے، یہ حکم فرض نماز کا ہے۔ اگر نفل نماز ہے اور انہیں معلوم بھی ہے تو معمولی پکارنے سے نماز نہ توڑے۔ اگر والدین کو معلوم نہیں ہے تو نماز نفل توڑ دے۔ اگرچہ معمولی طور سے بلائیں۔ (بہار شریعت حصہ سوم، ص۲۰۶)

(۳): ظہیریہ میں ہے کہ مال قلیل وکثیر میں کوئی فرق نہیں ہے۔ عام مشائخ نے ایک درہم کی مقدار قیمت لگائی ہے۔ شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ اچھا ہے۔ (ردالمحتار، جلد۲، ص۷۰۹)

(۴): یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب نمازی کو اس کے گرنے کا غلبہ ظن نہ ہو اور غلبہ ظن اس کے گرنے کا ہے۔ تو نماز توڑنا واجب ہے اگرچہ فرض نماز ہو۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۹۶)

(۵): مسافر سے مراد شرعی مسافر نہیں ہے۔ لہذا یہ حکم مقیم کو بھی شامل ہے۔ لیکن جبکہ کوئی ایسی صورت ہو کہ نماز بھی پڑھ لے اور حفاظت بھی ہو سکے تو تاخیر جائز نہیں۔

(٦): یہ ان کے لئے دنیا میں ہے آخرت میں ان کو ''غی'' میں ڈالا جائے گا۔غی سے مراد یا تو گمراہی ہے یا طویل عذاب یا جہنم میں ایک وادی کا نام ہے۔ (حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۳۷۳)

(٧): امام شافعی کے نزدیک بے نمازی کو حد کے طور پر قتل کیا جائے گا امام احمد بن حنبل کے نزدیک اس کو کفر کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔ (حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۳۷۳)

(٨): امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں رمضان خصوصاً گرمیوں کے روزے، نماز خصوصاً سردیوں میں نفس امارہ پر دشوار ہے۔جبکہ دل سے احکام کو مانے۔ہاں اگر دل سے نماز کو بے کار اور روزے کو مفت کا خانہ جانے تو ضرور کافر ہے۔
(فتاوی رضویہ، جلد ۱۴، ص ۳۶۵)

باب الوتر

اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ وَهُوَ ثَلَاثُ رَكْعَاتٍ بِتَسْلِيْمَةٍ وَيَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ مِّنْهُ الْفَاتِحَةَ وَسُوْرَةً وَيَجْلِسُ عَلٰى رَأْسِ الْاُوْلَيَيْنِ مِنْهُ وَيَقْتَصِرُ عَلَى التَّشَهُّدِ وَلَا يَسْتَفْتِحُ عِنْدَ قِيَامِهِ لِلثَّالِثَةِ وَإِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ السُّوْرَةِ فِيْهَا رَفَعَ يَدَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ وَقَنَتَ قَائِمًا قَبْلَ الرُّكُوْعِ فِي جَمِيْعِ السَّنَةِ وَلَا يَقْنُتُ فِي غَيْرِ الْوِتْرِ وَالْقُنُوْتُ مَعْنَاهُ الدُّعَاءُ وَهُوَ أَنْ يَقُوْلَ

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَهْدِيْكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ . وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ كُلَّهُ نَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ نَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ وصلى الله على سيدنا النبيّ وآله وسلم .

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تسليمة:	ایک سلام	رأس الاولیین:	دوسری رکعت
يقتصر:	انحصار کرنا، اکتفاء کرنا	يستفتح:	سبحانک اللہ وبحمدک الخ
نستعينک:	مدد طلب کرنا	نستهديک:	ہدایت طلب کرنا
نثني:	تعریف بیان کرنا	يفجرک:	نافرمانی کرنا
نحفد:	جلدی کرنا	نرجو:	امید رکھنا
نخشي:	ڈرنا	عذابک الجد:	سخت عذاب
ملحق:	ملنے والا، پہنچنے والا		

ترجمہ:

وتر کا بیان

وتر واجب ہے[1] اور وتر ایک سلام کے ساتھ تین رکعتیں ہیں[2]۔ وتر کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ اور سورت تلاوت کرے[3]۔ وتر کی دو رکعتوں میں قعدہ کرے اور صرف تشہد پڑھے۔ تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو تو ثناء نہ پڑھے اور جب تیسری رکعت میں سورت کی تلاوت کر لے تو ہاتھوں کو اٹھا کر کانوں کے برابر کرے پھر تکبیر کہے[4] اور سارا سال رکوع میں

جانے سے پہلے قیام کی حالت میں ہی قنوت پڑھے۔اور وتر کے علاوہ قنوت نہ پڑھے (۵)۔قنوت کا مطلب دعا ہے اور دعائے قنوت اس طرح کہے۔

اے اللہ ہم تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں۔تجھ سے ہدایت طلب کرتے ہیں اور مغفرت چاہتے ہیں۔تیری طرف رجوع کرتے ہیں۔تجھ پر ایمان لاتے ہیں۔تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ہر بھلائی کے ساتھ تیری ثنا کرتے ہیں تیرا شکر کرتے ہیں۔تیری ناشکری نہیں کرتے جو تیری نافرمانی کرے ہم اس سے جدا ہوتے ہیں اور اس شخص کو چھوڑ دیتے ہیں۔اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔تیری ہی نماز پڑھتے ہیں۔اور سجدہ کرتے ہیں ہم تیری ہی طرف چلتے اور سعی کرتے ہیں۔تیری رحمت کے امیدوار ہیں۔ہم تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔بے شک تیرا شدید عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر درود وسلام ہو۔

تشریح:

(۱): امام اعظم کے نزدیک وتر واجب ہے جبکہ امام محمد،امام ابو یوسف علیہم الرحمہ کے نزدیک وتر سنت موکدہ ہیں۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح،ص ۹۷)

(۲): حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر تین رکعات پڑھتے تھے اور سلام نہ پھیرتے تھے مگر آخر میں۔ (نسائی شریف،طحطاوی،طبرانی صغیر،المستدرک)

(۳): وتر کی پہلی رکعت میں ''سبح اسم ربک الاعلی ''اور دوسری میں ''قل یایھا الکفرون ''اور تیسری میں ''قل ھو اللہ احد'' پڑھے۔ (سنن نسائی،الحدیث ۴۶۳)

(۴): غیر مقلدین اعتراض کرتے ہیں کہ آپ ہر نماز میں رفع یدین نہیں کرتے مگر وتروں میں کرتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں رفع یدین دعا قنوت کی سنت ہے۔جو آپ رفع یدین کرتے ہو اس کو تو آپ نماز یا رکوع کی سنت قرار دیتے ہو۔جو کہ باطل ہے۔ (جاء الحق وزھق الباطل،حصہ سوم،ص ۴۱۹)

(۵): نماز وتر کی تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت،ہمیشہ پڑھنا سنت ہے۔اور فجر کے فرض کی دوسری رکعت میں بعد رکوع قنوت نازلہ پڑھنا سخت مکروہ اور خلاف سنت ہے۔بخاری ومسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف

ایک بار قنوت نازلہ پڑھی جبکہ ستر صحابہ کو شہید کر دیا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ماہ کی قید سے معلوم ہوا کہ حضور کا یہ فعل ہمیشہ کے لئے نہ تھا۔ اور بعد میں منسوخ ہو گیا۔

(جاء الحق وزھق الباطل، حصہ سوم، ص ۴۱۹)

نوٹ: اگر حادثۂ عظیمہ واقع ہو تو فجر میں بھی پڑھ سکتا ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ رکوع سے پہلے پڑھے۔

(بہار شریعت حصہ چہارم، ص ۶)

وَالْمُؤْتَمُّ يَقْرَأُ الْقُنُوْتَ كَالْإِمَامِ وَإِذَا شَرَعَ الْاِمَامُ فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ مَا تَقَدَّمَ قَالَ أَبُوْ يُوْسُفَ رَحِمَهُ الله يُتَابِعُوْنَهُ وَيَقْرَءُوْنَهُ مَعَهُ وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا يُتَابِعُوْنَهُ وَلٰكِن يُؤْمِنُوْنَ وَالدُّعَاءُ هُوَ اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا بِفَضْلِكَ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيْمَن عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَا فِيْمَن تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لَنَا فِيْمَا أَعْطَيْتَ وَقِنَا شَرَّ مَاقَضَيْتَ إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ وصلى الله على سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ و آله وصَحْبِهِ وسَلِّمْ .وَمَنْ لَّمْ يَحْسِنِ الْقُنُوْتَ يَقُوْل :اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَوْ (رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ) (البقرة :من الآية201) أَوْ يَارَبِّ يَارَبِّ يَارَبِّ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تولنا:	ولی ہونا	ق:	محفوظ رکھ
تقضي:	فیصلہ فرمانے والا	يذل:	رسوا ہونا، خوار ہونا
يعز:	عزت والا ہونا	عاديت:	دشمنی کرنا

ترجمہ:

مقتدی امام کی طرح دعائے قنوت پڑھے گا[۱] اور جب پہلی والی دعا کے بعد دوسری دعا پڑھے[۲] تو امام ابو یوسف نے کہا کہ مقتدی امام کی اتباع کریں اور امام کے ساتھ دعا پڑھیں۔ امام محمد نے کہا کہ مقتدی امام کی اتباع نہ کریں بلکہ آمین کہیں اور وہ دعا یہ ہے۔

الٰہی اپنے فضل سے ہمیں ہدایت دے ان لوگوں مین جن کو تو نے ہدایت دی۔ اور ہمیں عافیت دے ان لوگوں کے زمرہ میں جن کو تو نے عافیت دی[۳]۔ اور ہمارا ولی ہو ان میں جن کا تو ولی ہے۔ اور جو کچھ تو نے دیا اس میں ہمیں برکت دے

اور جو کچھ تو نے فیصلہ کر لیا اس کے شر سے مجھے بچا، بے شک تو حکم کرتا ہے اور تجھ پر حکم [۴] نہیں کیا جاتا ہے۔ بے شک تیرا دوست ذلیل نہیں ہوتا اور تیرا دشمن عزت نہیں پاتا تو برکت والا ہے تو پاک ہے۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل اور اصحاب پر اللہ کی رحمت ہو [۵]۔

اور جو دعائے قنوت نہیں پڑھ سکتا تو وہ تین مرتبہ "اللھم اغفرلی" کہدے [۶] یا یہ کہہ لے "اے اللہ ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے یا تین مرتبہ کے اے رب، اے رب، اے رب"۔

تشریح:

(۱): صحیح یہی ہے کہ امام اور مقتدی دونوں آہستہ دعا قنوت پڑھیں گے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۴۱۷)

(۲): یہ وہ دعا ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمائی اور دونوں دعاؤں کو پڑھنا بہتر ہے۔ (بہار شریعت حصہ چہارم، ص ۳)

(۳): اھدنا، عافنا، تولنا اور قنا سارے امر کے صیغے ہیں۔ اھدنا الھدایۃ سے عافنا المعافاۃ سے، تولنا تولی سے ق الوقایۃ مصدر سے امر کے صیغے ہیں۔

(۴): بے شک تو ہمارا مولا ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ بے شک ہم تیری مدد چاہتے ہیں۔

(۵): امام طبرانی نے نقل کیا ہے کہ ہر دعا معلق رہتی ہے۔ جب تک کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام پر درود نہ پڑھا جائے۔

(الطبرانی الاوسط، حدیث ۷۲۵)

(۶): کیونکہ تکبیر قنوت بھی واجب ہے اور دعائے قنوت بھی واجب ہے (مگر جو مخصوص دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے یہ واجب نہیں بلکہ مطلقا دعائے قنوت واجب ہے)۔ (نماز کے احکام، حصہ نماز کا طریقہ، ص ۲۲۰)

وَإِذَا اقْتَدٰی بِمَنْ يَقْنُتُ فِي الْفَجْرِ قَامَ مَعَهُ فِي قُنُوتِهِ سَاكِتًا فِي الْأَظْهَرِ وَيُرْسِلُ يَدَيْهِ فِي جَنْبَيْهِ وَإِذَا نَسِيَ الْقُنُوتَ فِي الْوِتْرِ وَتَذَكَّرَهُ فِي الرُّكُوْعِ اَوِ الرَّفْعِ مِنْهُ لَا يَقْنُتُ وَلَوْ قَنَتَ بَعْدَ رَفْعِ رَأْسِهِ مِنَ الرُّكُوْعِ لَا يُعِيْدُ الرُّكُوْعَ وَيَسْجُدُ لِلسَّهْوِ لِزَوَالِ الْقُنُوْتِ عَنْ مَحَلِّهِ الْاَصْلِيِّ وَلَوْ رَكَعَ الْإِمَامُ قَبْلَ فَرَاغِ الْمُقْتَدِي مِنْ قِرَاءَةِ الْقُنُوْتِ أَوْ قَبْلَ شُرُوْعِهِ فِيْهِ وَخَافَ فَوْتَ الرُّكُوْعِ تَابَعَ إِمَامَهُ .

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ساکتا:	خاموشی سے	یرسل:	چھوڑ دینا
جنب:	پہلو	نسی:	بھول جانا

ترجمہ:

اور جب ایسے امام کی اقتداء کی جو فجر میں قنوت پڑھتا ہے [1] تو اظہر قول کے مطابق قنوت میں خاموشی سے امام کے ساتھ کھڑا رہے اور ہاتھوں کو پہلوؤں پر چھوڑ دے اگر وتر میں قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع میں یاد آیا یا رکوع سے اٹھنے کے بعد یاد آیا تو قنوت نہ پڑھے۔ اگر رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قنوت پڑھی تو رکوع کا اعادہ نہ کرے [2]۔ اور سجدہ سہو کرے کیونکہ قنوت محل اصلی سے ہٹ گئی [3]۔ اگر امام نے مقتدی کے دعائے قنوت پڑھنے سے پہلے دعائے قنوت شروع کرنے سے پہلے امام نے رکوع کر لیا اور مقتدی کو رکوع کے فوت ہونے کا خوف ہو تو مقتدی امام کی اتباع کرے [4]۔

تشریح:

(۱): حنفی دوسرے مذہب والے کی اقتداء جب کر سکتا ہے کہ جو حنفی کے نزدیک ناقض طہارت یا مفسد نماز ہے۔ دوسرے مذہب والا اس کی رعایت کرتا ہو اور صرف مشروع میں اقتداء کرے غیر مشروع میں نہیں، رکوع میں رفع یدین، ہمارے نزدیک منسوخ ہے اس میں امام کی متابعت نہیں اسی طرح قومہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا شافعیہ کے نزدیک نماز فجر کی دوسری رکعت میں جائز ہمارے نزدیک نامشروع۔ لہذا اس میں بھی اتباع جائز نہیں مگر نفس قومہ مشروع ہے لہذا جب تک قومہ میں قنوت پڑھے خاموشی سے کھڑا رہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۴۰۷ تا ۴۱۰)

(۲): اگر رکوع کا اعادہ کر لیا اور مقتدیوں نے پہلے رکوع میں امام کا ساتھ نہ دیا اور دوسرا امام کے ساتھ کیا یا پہلا میں ساتھ دیا دوسرے میں ساتھ نہ دیا۔ دونوں حال میں ان کی بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔ رکوع کا اعادہ اس لیے نہ کرے کہ یہ رکوع نماز کا حصہ نہیں۔

(۳): دعائے قنوت کا محل اصلی رکوع سے پہلے تھا۔

(۴): اس لئے کہ مقتدی کا قنوت پڑھنا واجب ہے۔ اور رکوع میں امام کی متابعت بھی کرنا واجب ہے۔ اور جب دو واجبات میں ٹکراؤ ہو جائے تو اختیار ہے مگر امام کی متابعت اولی ہے۔ اگر رکوع میں مشارکت فوت ہونے کا خوف نہ ہو تو دعا قنوت پڑھے تا کہ دونوں واجب ادا ہو جائیں۔

وَلَوْ تَرَكَ الْإِمَامُ الْقُنُوتَ يَأْتِي بِهِ الْمُؤْتَمُّ إِنْ أَمْكَنَهُ مُشَارَكَةَ الْإِمَامِ فِي الرُّكُوعِ وَإِلَّا تَابَعَهُ وَلَوْ أَدْرَكَ الْإِمَامَ فِي رُكُوعِ الثَّالِثَةِ مِنَ الْوِتْرِ كَانَ مُدْرِكًا لِلْقُنُوتِ فَلَا يَأْتِي بِهِ فِيمَا سَبَقَ بِهِ وَيُوتِرُ بِجَمَاعَةٍ فِي رَمَضَانَ فَقَطْ وَصَلَاتُهُ مَعَ الْجَمَاعَةِ فِي رَمَضَانَ أَفْضَلُ مِنْ أَدَائِهِ مُنْفَرِدًا آخِرَ اللَّيْلِ فِي اخْتِيَارِ قَاضِيخَانَ قَالَ هُوَ الصَّحِيحُ وَصَحَّحَ غَيْرُهُ خِلَافَهُ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مشارکۃ:	شرکت کرنا، حصہ لینا		

ترجمہ:

اگر امام نے دعائے قنوت نہ پڑھی تو اگر رکوع میں امام کے ساتھ شرکت ممکن ہو تو مقتدی دعائے قنوت پڑھے ورنہ امام کی اتباع کرے اگر نمازی نے وتر کی تیسری رکعت کے رکوع میں امام کو پالیا تو وہ دعائے قنوت کو پانے والا شمار ہوگا۔ اور جو رکعتیں باقی رہ گئیں ہیں ان میں دعائے قنوت نہ پڑھے[(۱)]۔ فقط رمضان میں وتر با جماعت ادا کئے جائیں۔ رمضان میں وتر با جماعت ادا کرنا، رات کے آخری حصے میں تنہا ادائیگی سے افضل ہیں[(۲)] اسے قاضی خان نے اختیار کیا ہے اور کہا کہ یہی صحیح ہے اور دیگر فقہاء نے اس کے خلاف[(۳)] کو صحیح قرار دیا ہے۔

تشریح:

(۱): اور اگر مسبوق تیسری رکعت کے رکوع کے بعد امام کے ساتھ ملا تو بعد کو جو پڑھے گا، اس میں قنوت پڑھے گا۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۹۹)

(۲): وتر جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔ یا تنہا دونوں قول با قوت ہیں۔ دونوں طرف تصحیح و ترجیح بالجملہ اس مسئلہ میں اپنے وقت و حالت اور اپنی قوم و جماعت کی موافقت سے جسے زیادہ مناسب سمجھے اس پر عمل کا اختیار رکھتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۷، ص ۳۹۸، ۳۹۹)

(۳): یعنی دیگر فقہاء نے اکیلے وتر کی ادائیگی کو افضل کہا ہے۔

فصل فی النوافل

سُنَّ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ رَكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ وأَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَبْلَ الْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَابِتَسْلِيْمَةٍ .وَنَدْبُ أَرْبَعٌ قَبْلَ الْعَصْرِ وَالْعِشَاءِ وَبَعْدَهُ وَسِتٌّ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَيَقْتَصِرُ فِي الْجُلُوسِ الْاَوَّلِ مِنَ الرُّبَاعِيَةِ الْمُؤَكَّدَةِ عَلَى التَّشَهُّدِ وَلا يَأْتِي فِي الثَّالِثَةِ بِدُعَاءِ الْاِسْتِفْتَاحِ بِخِلَافِ الْمَنْدُوْبَةِ وإِذَا صَلّٰى نَافِلَةً اَكْثَرَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَجْلِس إِلَّا فِي آخِرِهَا صَحَّ اِسْتِحْسَانًا لِاَنَّهَا صَارَتْ صَلَاةً وَاحِدَةً وَفِيْهَا الْفَرْضُ الْجُلُوْسُ آخِرِهَا وَكُرِهَ الزِّيَادَةُ عَلٰى أَرْبَعٍ بِتَسْلِيْمَةٍ فِي النَّهَارِ وَعَلٰى ثَمَانٍ لَيْلاً .وَالْاَفْضَلُ فِيْهِمَارُبَاعٌ عِنْدَ أَبِي حنيفة وَعِنْدَهُمَاالْاَفْضَلُ فِي اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَبِهِ يُفْتٰى وَصَلَاةُ اللَّيْلِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ النَّهَارِ وَطُوْلُ الْقِيَامِ أَحَبُّ مِنْ كَثْرَةِ السُّجُودِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سنة موكدة:	جس کو سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے کبھی کبھار ترک فرمایا ہو	ست:	چھ رکعتیں
رباعية:	چار رکعت والی	لا ياتي:	ادا نہ کرے
نهار:	دن	ثمان:	آٹھ رکعت
مثنى:	دو دو رکعت	طول:	لمبا قیام کرنا

ترجمہ:

فصل: نوافل کے بیان میں

فجر سے پہلے دو رکعتیں، ظہر، مغرب اور عشاء کے بعد کی دو رکعتیں، ظہر سے پہلے چار[1] اور جُمُعَہ سے پہلے اور جُمُعَہ کے بعد چار رکعتیں[2] ایک سلام کے ساتھ سنت مؤکدہ ہیں۔ عصر سے پہلے چار اور عشاء سے پہلے اور بعد میں چار، مغرب کے بعد

چھ رکعتیں مستحب ہیں۔ چار رکعت والی سنت مؤکدہ ہیں، پہلے قعدہ میں صرف تشہد پڑھے۔ اور سنت مؤکدہ کی تیسری رکعت میں ثناء نہ پڑھے۔ بخلاف سنت مؤکدہ کے، اگر دو رکعت سے زیادہ نفل پڑھے اور صرف نماز کے آخر میں قعدہ کیا تو یہ استحسانا صحیح ہے۔ کیونکہ یہ ساری نماز ایک ہی ہوگی۔ اور اس میں آخری قعدہ فرض ہے (۳)۔

دن میں ایک سلام کے ساتھ چار رکعتوں سے زیادہ اور رات میں اور آٹھ رکعات (۴) سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے۔ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک دن و رات میں چار رکعت پڑھنا افضل ہے۔ صاحبین کے نزدیک رات میں دو رکعتیں پڑھنا افضل ہے۔ اور اسی پر فتویٰ ہے (۵)۔ رات کی نماز دن کی نماز سے افضل ہے۔ طویل قیام، کثرت سجود کے مقابل زیادہ پسندیدہ ہے (۶)۔

تشریح:

(۱): سب سنتوں میں قوی تر سنت فجر ہے یہاں تک کہ بعض اس کو واجب کہتے ہیں پھر ظہر کی پہلی سنتیں، پھر مغرب کی سنتیں، پھر ظہر کے بعد کی، پھر عشاء کے بعد کی۔ (بہار شریعت حصہ چہارم، ص ۱۳)

(۲): افضل یہ ہے کہ جمعہ کے بعد چار پڑھے پھر دو تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۲۶۳)

(۳): اگر قعدہ اولی قصداً بھی ترک کر دیا تو نماز باطل نہ ہوئی اگر بھول کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو واپس نہ لوٹے اور سجدہ سہو کرے نماز کامل ادا ہوگی۔ (بہار شریعت حصہ چہارم، ص ۱۶)

(۴): اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ دن میں چار رکعت اور رات میں آٹھ رکعت سے زیادہ نوافل ایک سلام کے ساتھ منع اس لئے ہیں کہ تجلی آہستہ آہستہ نازل ہوتی ہے۔ تو تجلی گرم، دن میں چار سے زیادہ تاب نہ لا سکے گی۔ اسی لئے ہر دو رکعت پر جلسہ طویلہ کا حکم ہوا کہ خوب آرام پالے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد واجب ہوئی کہ لطف و جمال سے حصہ اٹھا لے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۶۱۵)

(۵): کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "صلوۃ اللیل مثنی مثنی" رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں۔

(حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۳۹۳)

(۶): سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ افضل نماز وہ ہے جس میں طویل قیام ہو۔

عقلی دلیل یہ ہے کہ قیام طویل ہونے کی صورت میں قرات قرآن زیادہ ہوگی اور کثرت سجود کی صورت میں تسبیحات زیادہ ہوں گی۔ اور قرات قرآن، تسبیحات سے افضل ہے۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح ص ۴۳۶)

فصل فی تحیة المسجد وصلاة الضحی وإحیاء اللیالی

سُنَّ تَحِیَّةُ الْمَسْجِدِ بِرَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الْجُلُوْسِ وَأَدَاءُ الْفَرْضِ یَنُوْبُ عَنْهَا وَکُلُّ صَلَاةٍ أَدَّاهَا عِنْدَ الدُّخُوْلِ بِلَا نِیَّةِ التَّحِیَّةِ ,وَنُدِبَ رَکْعَتَانِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ قَبْلَ جَفَافِهِ وَأَرْبَعٌ فَصَاعِدًا فِی الضُّحٰی وَنُدِبَ صَلَاةُ اللَّیْلِ وَصَلَاةُ الْإِسْتِخَارَةِ وَصَلَاةُ الْحَاجَةِ وَنُدِبَ إِحْیَاءُ لَیَالِی الْعَشْرِ الْاَخِیْرِ مِنْ رَمَضَانَ وَإِحْیَاءُ لَیْلَتَیِ الْعِیْدَیْنِ وَلَیَالِی عَشْرِ ذِی الْحَجَّةِ وَلَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَیُکْرَهُ الْإِجْتِمَاعُ عَلٰی إِحْیَاءِ لَیْلَةٍ مِنْ هٰذِهِ اللَّیَالِی فِی الْمَسَاجِدِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ینوب:	قائم مقام	جفافه:	خشک
احیاء:	شب بیداری کرنا		

ترجمہ:

یہ فصل تحیۃ المسجد اور صلاۃ الضحیٰ کے بارے میں ہے

یہ فصل تحیۃ المسجد، نماز چاشت، اور شب بیداری کے بارے میں ہے۔ مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد سنت ہیں۔[۱] فرض نماز کی ادائیگی، ہر وہ نماز جو اس نے تحیت کی نیت کے بغیر مسجد میں داخل ہوتے وقت ادا کی ہے وہ تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہے[۲] وضو کے بعد اعضا خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز مستحب ہے[۳] چار یا اس سے زیادہ چاشت کے وقت مستحب ہے[۴] صلوۃ اللیل[۵] صلوۃ الاستخارہ[۶] اور صلوۃ الحاجت[۷] مستحب ہے۔ رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں عیدین کی راتیں[۸]، ذی الحجہ کی دس راتوں میں اور پندرہ شعبان کی[۹] رات میں عبادت کرنا مستحب ہے۔ ان راتوں میں کسی رات کو زندہ کرنے کے لئے مسجد میں اجتماع (جماعت سے نفل) پڑھنا مکروہ ہے[۱۰]۔

تشریح:

(۱): حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص مسجد میں داخل ہو، بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے"۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ الحدیث۴۴۴)

(۲): اس نماز کا حکم اس کیلئے ہے جو بہ نیت نماز نہ گیا بلکہ درس وذکر وغیرہ کے لئے گیا ہوا گر فرض یا اقتداء کی نیت سے مسجد گیا تو یہی قائم مقام تحیۃ المسجد ہے بشرطیکہ داخل ہونے کے بعد ہی پڑھ لے اگر عرصہ کے بعد پڑھے گا تو تحیۃ المسجد پڑھ لے اور اگر بیٹھ گیا تو پھر بھی تحیۃ المسجد ساقط نہ ہوئے اب پڑھ لے۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص۲۴)

(۳): صحیح مسلم میں ہے "نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرلے، اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت پڑھے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے"۔

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، الحدیث ۵۵۳)

(۴): اس کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں اور افضل بارہ رکعتیں ہیں۔

(بہار شریعت حصہ چہارم، ص۲۴)

(۵): نماز عشاء کے بعد جو نوافل پڑھے جائیں انہیں صلوۃ اللیل کہتے ہیں۔

(٦): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام امور میں صحابہ کرام کو استخارہ کی تعلیم فرماتے۔ جیسا کہ قرآن کی سورت تعلیم فرماتے تھے۔ اور یہ دعا پڑھے "اللھم استخیرک لعلمک الخ"۔ (بہار شریعت حصہ چہارم، ص۳۰، ۳۱)

(۷): حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عافیت کی دعا کے لئے کہا۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تو چاہے تو دعا کروں اور چاہے تو صبر کر اور یہ تیرے لئے بہتر ہے انہوں نے عرض کی! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمائیں۔ انہیں حکم فرمایا کہ وضو کرو اور اچھا وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھو۔

"اللھم انی اسالک واتوسل واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا رسول اللہ انی توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم فشفعہ فی "عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے وہ ہمارے پاس آئے گویا کبھی نابینا تھے ہی نہیں۔

(سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی صلاۃ الحاجۃ، الحدیث ۱۳۸۵)

(۸): حدیث پاک میں ہے جو شخص عید کی رات عبادت کرے اللہ تعالی اس کے قلب کو اس دن زندہ رکھے گا جب دل مردہ ہوں گے۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص۱۰۰)

(۹): حدیث پاک میں ہے کہ "جب پندرہ شعبان المعظم کی رات آئے تو رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھو بے شک اللہ تعالی

اس رات میں سورج غروب ہونے کے بعد آسمان دنیا پر اپنی خاص تجلی فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے۔ کوئی بخشش چاہنے والا کہ اس کو معاف کردوں اور ہے کوئی رزق طلب کرنے والا کے اس کو رزق دوں یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔

(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح، ص۴۰۱)

(۱۰): تراویح کے علاوہ، نفل باجماعت امام کے سوا تین تک اجازت ہے۔ چار ہوں تو یہ مکروہ تنزیہی ہے جس کا حاصل خلاف اولیٰ نہ کہ حرام وگناہ اور بہت اکابرین سے جماعت نوافل بالتداعی ثابت ہے اور عوام کو اچھے فعل سے نہ روکا جائے علمائے امت وحکمائے ملت نے ایسی ممانعت سے منع فرمایا ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص۴۶۵)

فصل فی صلاۃ النفل جالسا والصلاۃ علی الدابۃ

يَجُوزُ النَّفْلُ قَاعِدًا مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَى الْقِيَامِ لٰكِنْ لَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَيَقْعُدُ كَالْمُتَشَهِّدِ فِي الْمُخْتَارِ وَجَازَ إِتْمَامُهُ قَاعِدًا بَعْدَ افْتِتَاحِهِ قَائِمًا بِلَا كَرَاهَةٍ عَلَى الْأَصَحِّ وَيَتَنَفَّلُ رَاكِبًا خَارِجَ الْمِصْرِ مُومِيًا إِلٰى أَيِّ جِهَةٍ تَوَجَّهَتْ دَابَّتُهُ وَبَنٰى بِنُزُولِهِ لَا رُكُوبِهِ وَلَوْ كَانَ بِالنَّوَافِلِ الرَّاتِبَةِ وَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنَّهُ يَنْزِلُ لِسُنَّةِ الْفَجْرِ لِأَنَّهَا آكَدُ مِنْ غَيْرِهَا وَجَازَ لِلْمُتَطَوِّعِ الْاِتِّكَاءُ عَلٰى شَيْءٍ إِنْ تَعِبَ بِلَا كَرَاهَةٍ وَإِنْ كَانَ بِغَيْرِ عُذْرٍ كُرِهَ فِي الْأَظْهَرِ لِإِسَاءَةِ الْأَدَبِ وَلَا يَمْنَعُ صِحَّةَ الصَّلَاةِ عَلَى الدَّابَّةِ نَجَاسَةٌ عَلَيْهَا وَلَوْ فِي السَّرْجِ وَالرِّكَابَيْنِ عَلَى الْأَصَحِّ وَلَا تَصِحُّ صَلَاةُ الْمَاشِي بِالْإِجْمَاعِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
قاعداً:	بیٹھ کر	اجر:	ثواب
مومیا:	اشارہ کرتے ہوئے	توجهت:	رخ
نزوله:	اترنا	نوافل الراتبة:	سنت موکدہ
اتکاء:	ٹیک لگانا	تعب:	اگر تھک جائے
سرج:	زین	رکابین:	زین کالٹکا ہوا حصہ جس میں سوار اپنا پاؤں رکھتا ہے
ماشی:	چلتے ہوئے		

ترجمہ:

یہ فصل بیٹھ کر نماز پڑھنے اور سواری پر نماز پڑھنے کے بیان میں ہے

قیام پر قدرت کے باوجود بیٹھ کر نفل پڑھنا جائز ہے[1] لیکن قیام کرنے والے کے مقابل میں بیٹھ کر پڑھنے والے کے لئے نصف اجر[2] ہے۔ مگر عذر کی وجہ سے مختار قول کے مطابق بیٹھ کر نفل پڑھنے والا تشہد پڑھنے والے کی طرح[3] بیٹھے۔ اصح قول کے مطابق کھڑے ہو کر نفل شروع کرنے کے بعد، بیٹھ کر نفل کا مکمل کرنا بلا کراہت جائزہ ہے[4]۔ شہر سے باہر سواری پر نفل پڑھنے والا جس طرح سواری کا رخ ہے اسی جہت میں اشارے سے نماز پڑھے[5]۔ اتر کر نماز کی بناء کر لے نہ کہ سوار ہو کر[6]۔ اگرچہ سنت موکدہ ہوں۔ (امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک سنت فجر کے لئے وہ سواری سے اترے گا۔ کیونکہ یہ دیگر سنتوں سے زیادہ موکد ہے[7]۔ نفل پڑھنے والے کے لئے اگر تکلیف محسوس کرتے تو بلا کراہت کسی شے پر ٹیک لگا کر نماز پڑھنا جائز ہے اظہر قول کے مطابق اگر کوئی عذر نہ ہو تو خلاف ادب ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔ سواری پر نجاست کا ہونا نماز کے صحیح ہونے کے لئے مانع نہیں ہے۔ اگرچہ کاٹھی یا رکاب میں ہو یہی اصح قول ہے[8] چلتے ہوئے نماز ادا کرنا بالاجماع صحیح نہیں ہے۔

تشریح:

(۱): سوائے سنت فجر کے باقی تمام سنت موکدہ بھی بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا درست ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۹۲)

(۲): سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عشاء کے آخری دو نفل بیٹھ کر پڑھے مگر یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرا ثواب قیام و قعود دونوں میں برابر ہے۔ لہذا امت میں سے کوئی شخص بیٹھ کر یہ نفل ادا کرے گا تو اس کے لئے نصف اجر ہوگا۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۴۲۱)

(۳): مگر قرات کی حالت میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھے رہے جیسے قیام میں باندھتے ہیں۔

(بہار شریعت حصہ چہارم، ص ۲۰)

(۴): اگر ایسا کیا کہ ایک ہی رکعت کے ایک حصہ کو کھڑے ہو کر پڑھا اور کچھ حصہ بیٹھ کر اس میں اختلاف ہے لہذا بچنا اولی ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار، جلد ۲، ص ۵۸۴)

(۵): اسی طرح نماز شروع کرتے وقت بھی استقبال قبلہ شرط نہیں ہے۔ سجدہ کا اشارہ رکوع کے مقابل میں پست ہو۔

(بہار شریعت حصہ چہارم، ص ۲۰)

تنبیہ: چلتی ٹرین وغیرہ ایسی سواری جس میں جگہ مل سکتی ہو۔ اس میں قبلہ رخ ہو کر قاعدہ کے مطابق نوافل پڑھنا ہوں گے۔

(نماز کے احکام، رسالہ مسافر کی نماز، ص ۱۹)

(۶): نفس مسئلہ یہ ہے کہ سواری پر نماز شروع کی اور عمل قلیل کے ساتھ سواری سے اتر آیا تو بناء کر سکتا ہے خواہ کھڑے ہو کر پڑھے یا بیٹھ کر مگر قبلہ کو منہ کرنا ضروری ہے اور زمین پر شروع کی تھی پھر سوار ہو تو بناء نہیں کر سکتا نماز جاتی رہی اس لئے کہ زمین پر نماز پڑھنے کی صورت میں نماز کی تمام شرائط موجود ہیں اور سواری پر نماز پڑھنے کی صورت میں استقبال قبلہ، اتحاد مکان، وغیرہ نہیں پایا جا رہا مگر ابتداء سواری پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ کیونکہ ضرورت کی وجہ سے جائز ہے۔

(ملخص بہار شریعت حصہ چہارم، ص ۲۱، امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۴۵۰)

(۷): یہاں تک کہ اگر سنت فجر مع الفرض رہ جائیں تو وقت مکروہ کے بعد ان کی بھی قضاء ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۷، ص ۹۲)

(۸): ضرورت کی وجہ سے ارکان اصلیہ یعنی رکوع و سجود وغیرہ ساقط ہو گئے تو طہارت مکان کا حکم بدرجہ اولی ساقط ہو جائے گا۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۴۵۱)

فصل :فی صلاۃ الفرض والواجب علی الدابۃ

لاَ یَصِحُّ عَلَی الدَّابَۃِ صَلاَۃُ الْفَرَائِضِ وَلاَ الْوَاجِبَاتِ کَالْوِتْرِ وَالْمَنْذُوْرِ وَمَا شَرَعَ فِیْہِ نَفْلاً فَأَفْسَدَہٗ وَلاَ صَلاَۃُ الْجَنَازَۃِ وَسَجْدَۃُ تُلِیَتْ آیَتُھَا عَلَی الْاَرْضِ إِلَّا لِضَرُوْرَۃٍ کَخَوْفِ لِصٍّ عَلٰی نَفْسِہٖ أَوْدَابَّتِہٖ أَوْثِیَابِہٖ لَوْ نَزَلَ وَخَوْفُ سَبُعٍ وَطِیْنُ الْمَکَانِ وَجُمُوْحُ الدَّابَۃِ وَعَدَمُ وِجْدَانِ مَنْ یُّرْکِبُہٗ لِعِجْزِہٖ وَالصَّلاَۃُ فِی الْمَحْمَلِ عَلَی الدَّابَۃِ کَالصَّلاَۃِ عَلَیْھَا سَوَاءٌ کَانَتْ سَائِرَۃً أَوْ وَاقِفَۃً وَلَوْ جَعَلَ تَحْتَ الْمَحْمَلِ خَشْبَۃً حَتّٰی بَقِیَ قَرَارُہٗ إِلَی الْاَرْضِ کَانَ بِمَنْزِلَۃِ الْاَرْضِ فَتَصِحُّ الْفَرِیْضَۃُ فِیْہِ قَائِمًا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
دابۃ:	جانور	منذور:	وہ نماز جس کی نذر مانی گئی ہو
فافسدہ:	فاسد کر دینا	سبع:	درندہ
وطین:	کیچڑ	جموع الدابۃ:	سرکش جانور
محمل:	کجاوہ	سائرۃ:	چلنا
واقفۃ:	ٹھہرنا	خشبۃ:	لکڑی
قرارہ:	ٹھہراؤ		

ترجمہ:

یہ فصل سواری پر فرض اور واجب [1] نماز پڑھنے کے بیان میں ہے

فرض اور واجبات جیسا کہ وتر، نذر مانی ہوئی نماز، وہ نفل نماز جس کو شروع کر کے فاسد کر دیا [2] ۔نماز جنازہ، یا وہ آیت سجدہ جس کی تلاوت زمین پر کی گئی [3] ہو سواری پر ادا کرنا صحیح نہیں ہے مگر ضرورت کی وجہ سے جائز ہے۔جیسا کہ اترنے کی صورت میں اپنی جان، سواری یا کپڑوں پر چور کا خوف ہو، درندے کا خوف، کیچڑ والی جگہ [4] ۔جانور کا سرکش ہونا اور اس کی عجز کی صورت میں ایسے شخص کا نہ ہونا جو اسے سوار کر دے [5] ۔جانور کے جوا پر نماز، جانور پر نماز کی مثل ہے۔برابر ہے کہ وہ جانور چل رہا ہو یا کھڑا ہو [6] ۔اور اگر کجاوے کے نیچے کوئی لکڑی رکھ دی، یہاں تک کہ کجاوہ زمین پر قرار پذیر ہو گیا تو یہ زمین کے قائم مقام ہو جائے گا۔اب اس کجاوے میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا صحیح ہے۔

تشریح:

(۱): اصل ان مسائل میں یہ ہے کہ ان نمازوں کے صحیح ہونے کے لئے استقرار علی الارض اور اتحاد مکان شرط ہے۔ مگر عذر کی صورت میں یہ نمازیں سواری پر جائز ہیں۔ لہذا اگر ایسی گاڑی ہو جس کا جوا بیل پر رکھا ہوا ہے گاڑی ٹھہری ہوئی ہے نماز جائز نہیں ہے۔ کیونکہ بالکلیہ استقرار علی الارض نہیں ہے۔ تو جب استقرار علی الارض نہ ہو نمازیں نہیں ہوتیں تو چلنے کی صورت میں کیسے ہوں گی۔ مگر چلتی ہوئی کشتی میں اگر اتر نا ممکن نہ ہو تو استقرار پانی پر ہو گا نہ کہ زمین پر لہذا کشتی کا چلنا، ٹھہرنا برابر ہوگا۔ لیکن اگر ریل روک لی جائے تو زمین پر ہی ٹھہرے گی اور مثل تخت ہو جائے گی۔ کھانے وغیرہ کے لئے گاڑی رک جاتی ہے نماز کے لئے نہیں تو یہ منع من جہۃ العباد ہوا اور ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ وقت جاتا دیکھے تو گاڑی میں پڑھ لے اور بعد میں اعادہ کرلے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۱۳۷)

(۲): کیونکہ اگر نفل نماز شروع کر کے توڑ دی تو اب اس کی قضاء لازم ہے نفل نماز شروع کر دی تو اس کا پورا کرنا واجب ہے۔ (الہدایہ، جلد ۱، ص ۳۰۰)

(۳): اگر آیت سجدہ کی تلاوت سواری پر کی تو، سواری پر آیت سجدہ کرنا جائز ہے۔

(حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۴۰۷)

(۴): اس قدر کیچڑ ہو کہ اتر کر پڑھے گا تو منہ دھنس جائے گا۔ یا جو کپڑا بچھایا جائے بالکل لتھڑ جائے گا۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۲۲)

(۵): مثلاً وہ بوڑھا ہے اور مددگار نہ ہو اور جب یہ اترنے پر قادر ہو تو اس پر نماز کا اعادہ نہیں ہے کیونکہ یہ بمنزلہ مریض ہے کہ جب وہ اشارے سے پڑھ رہا ہو اور رکوع و سجود پر قادر ہو جائے۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۴۵۲)

(۶): یہ حکم اس گاڑی کا ہے جس میں دو پہیے ہوں، چار پہیے والی جب رو کی ہو تو جو اصرف جانور پر ہوگا اور گاڑی زمین پر مستقر ہوگی لہذا جب ٹھہری ہو نماز جائز ہوگی جیسے تخت پر۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۲۱)

فصل فی الصلاۃ فی السفینۃ

صَلاۃُ الْفَرْضِ فِیْهَا وَهِیَ جَارِیَةٌ قَاعِدًا بِلاَ عُذْرٍ صَحِیْحَةٌ عِنْدَ أَبِی حَنِیْفَةَ بِالرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَقَالاَ لاَ تَصِحُّ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَهُوَ الْاَظْهَرُ وَالْعُذْرُ کَدُوْرَانِ الرَّأْسِ وَعَدَمُ الْقُدْرَةِ عَلَی الْخُرُوْجِ وَلاَ تَجُوْزُ فِیْهَا بِالْاِیْمَاءِ اِتِّفَاقًا وَالْمَرْبُوْطَةُ فِی لُجَّةِ الْبَحْرِ وَتُحَرِّکُهَا الرِّیْحُ شَدِیْدًا کَالسَّائِرَةِ وَإِلَّا فَکَالْوَاقِفَةِ عَلَی الْاَصَحِّ وَإِنْ کَانَتْ مَرْبُوْطَةً بِالشَّطِّ لاَ تَجُوْزُ صَلاتُهُ قَاعِدًا بِالْإِجْمَاعِ فَإِنْ صَلّٰی قَائِمًا وَکَانَ شَیْءٌ مِنَ السَّفِیْنَةِ عَلٰی قَرَارِ الْاَرْضِ صَحَّتِ الصَّلاۃُ وَإِلَّا فَلاَ تَصِحُّ عَلَی الْمُخْتَارِ إِلَّا إِذَا لَمْ یُمْکِنْهُ الْخُرُوْجُ وَیَتَوَجَّهُ الْمُصَلِّی فِیْهَا إِلَی الْقِبْلَةِ عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلاۃِ وَکُلَّمَا اِسْتَدَارَتْ عَنْهَا یَتَوَجَّهُ إِلَیْهَا فِی خِلاَلِ الصَّلاۃِ حَتّٰی یُتِمَّهَا مُسْتَقْبِلاً.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سفینة:	کشتی	هی جاریة:	چل رہی ہو
کدوران:	چکرآنا	ایماء:	اشارہ
مربوطة:	جس کو باندھا گیا ہو	لجة البحر:	پانی کا بڑا حصہ
بالشط:	کنارہ	استدارت:	گھومنا

ترجمہ:

یہ فصل کشتی میں نماز پڑھنے کے بیان میں ہے

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک چلتی ہوئی کشتی میں فرض نماز بیٹھ کر رکوع وسجود کے ساتھ بلا عذر ادا کرنا صحیح ہے [۱]۔ صاحبین کے نزدیک صرف عذر کی صورت میں صحیح ہے۔یہی اظہر قول ہے [۲]۔اور عذر مثال کے طور پر سر کا چکرانا اور کشتی سے باہر نکلنے پر قادر نہ ہونا۔ بالاتفاق کشتی میں اشارے سے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔دریا کے تلاطم میں بندھی ہوئی کشتی جس کو شدید ہوا حرکت دے رہی ہو چلتی ہوئی کشتی کی مانند ہے۔ورنہ اصح قول کے مطابق کھڑی ہوئی کشتی کی مانند ہے۔اور اگر کنارے پر بندھی ہوئی ہو تو بالاجماع کشتی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور اگر کشتی کا کچھ حصہ زمین پر قرار پذیر ہو تو نماز صحیح ہے۔ورنہ مختار مذہب کے مطابق نماز صحیح نہیں ہے [۳]۔مگر جبکہ کشتی سے نکلنا ممکن نہ ہو تو جائز ہے۔نماز شروع کرتے وقت، نمازی قبلہ کی طرف رخ کرے جب کبھی بھی کشتی قبلہ سے پھر جائے نماز کی حالت میں ہی (نمازی) قبلہ کی طرف پھر جائے [۴]۔یہاں تک کہ قبلہ رخ ہو کر نماز کو ختم کرے۔

تشریح:

(۱): یہ حکم اس صورت میں ہے جب کشتی بیچ دریا میں ہو اب اگرچہ استقرار علی الارض نہیں ہے مگر عذر کی وجہ سے جائز ہے۔ کیونکہ اگر کشتی رکے گی بھی تو پانی پر رکے گی۔ استقرار علی الارض نہیں ہوگا تو بیچ دریا میں کشتی کا ٹھہرنا، چلنا، برابر ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۱۳۷)

(۲): کیونکہ قیام رکن نماز ہے اور بغیر عذر کے ساقط نہ ہوگا۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۳۷)

(۳): اس مسئلہ کی چند صورتیں ہیں (۱) کشتی زمین پر قرار پذیر نہیں ہے مگر کنارے پر بندھی ہوئی ہے اور کشتی سے نکلنا بھی ممکن ہے تو کشتی میں نماز جائز نہیں ہے۔ کیونکہ جب یہ قرار پذیر نہیں ہے تو یہ سواری کی طرح ہے۔ ہاں اگر کشتی کا کچھ حصہ زمین پر قرار پذیر ہے تو یہ تخت کی مثل ہے اس پر نماز جائز ہے۔ ہوائی جہاز کا حکم یہ ہے کہ اس میں نماز جائز ہے۔ کیونکہ جہاز سے نکلنے کی صورت میں زمین پر اتصال نہیں بلکہ فضاء میں ہوگا لہذا یہ بھی کشتی کے حکم میں ہے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۰۴)

(۴): یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ قبلہ کی طرف رخ کرنے پر قادر ہو۔ اور اگر قبلہ رخ ہونے پر قادر نہیں ہے اور وقت میں وسعت بھی ہے تو انتظار کرلے اور جوں ہی قادر ہو قبلہ رخ ہو کر نماز ادا کرلے۔ اگر وقت میں وسعت نہیں ہے اور عذر بھی زائل نہیں ہوا تو جیسے ممکن ہو نماز ادا کرلے۔ (حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۴۱۰)

فصل فی التراویح

اَلتَّرَاوِيْحُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَصَلَاتُهَا بِالْجَمَاعَةِ سُنَّةٌ كِفَايَةٌ وَوَقْتُهَا بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَيَصِحُّ تَقْدِيْمُ الْوِتْرِ عَلَى التَّرَاوِيْحِ وَتَأْخِيْرُهُ عَنْهَا وَيُسْتَحَبُّ تَأْخِيْرُ التَّرَاوِيْحِ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ اَوْنِصْفِهِ وَلَا يُكْرَهُ تَأْخِيْرُهَا إِلٰى مَا بَعْدَهُ عَلَى الصَّحِيْحِ وَهِيَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً بِعَشْرِ تَسْلِيْمَاتٍ وَيُسْتَحَبُّ الْجُلُوْسُ بَعْدَ كُلِّ أَرْبَعٍ بِقَدْرِهَا وَكَذَا بَيْنَ التَّرْوِيْحَةِ الْخَامِسَةِ وَالْوِتْرِ وَسُنَّ خَتْمُ الْقُرْآنِ فِيْهَا مَرَّةً فِي الشَّهْرِ عَلَى الصَّحِيْحِ وَإِنْ مَلَّ بِهِ الْقَوْمُ قَرَأَ بِقَدْرِ مَالَا يُؤَدِّيْ إِلٰى تَنْفِيْرِهِمْ فِي الْمُخْتَارِ وَلَا يَتْرُكُ الصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي كُلِّ تَشَهُّدٍ مِنْهَا وَلَوْ مَلَّ الْقَوْمُ عَلَى الْمُخْتَارِ وَلَا يَتْرُكُ الثَّنَاءَ وَتَسْبِيْحَ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَلَا يَأْتِي بِالدُّعَاءِ إِنْ مَلَّ الْقَوْمُ وَلَا تُقْضَى التَّرَاوِيْحُ بِفَوَاتِهَا مُنْفَرِدًا وَلَا بِجَمَاعَةٍ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ملَّ	اکتاجانا	تنفیر:	نفرت دلانا
لاتقضی:	قضانہ کی جائے	منفردا:	تنہا

ترجمہ:

یہ فصل تراویح کے بیان میں ہے

تراویح مردوں اور عورتوں (۱) کے لئے سنت (۲) ہے۔تراویح کی جماعت سنت کفایہ (۳) ہے۔تراویح کا وقت عشاء کے بعد ہے (۴)۔وتر کو تراویح پر مقدم کرنا صحیح ہے۔اور تراویح کے بعد بھی ادائیگی صحیح ہے۔تراویح میں تاخیر تہائی یا نصف رات تک کرنا مستحب ہے۔اور صحیح قول کے مطابق نصف رات سے زیادہ تاخیر کرنا مکروہ نہیں ہے۔تراویح کی بیس رکعت،دس سلام کے ساتھ ہیں (۵)۔ہر چار رکعت کے بعد اتنی ہی مقدار بیٹھنا مستحب ہے۔اسی طرح پانچویں ترویحہ اور وتر کے درمیان بیٹھے۔اور صحیح قول کے مطابق رمضان المبارک میں تراویح میں ایک مرتبہ قرآن پاک مکمل کرنا سنت ہے (۶) اگر قوم اکتاہٹ محسوس کرے تو اس قدر قرآن پاک پڑھے جو انہیں تنفیر جماعت کی طرف نہ لے جائے۔یہی مختار قول ہے۔ہر تشھد میں نبی پاک ﷺ پر درود پڑھنا ترک نہ کرے مختار قول کے مطابق اگر چہ قوم اکتاہٹ محسوس کرے اور امام ثناء،رکوع وسجود کی تسبیحات نہ چھوڑے۔اگر قوم تھک جائے تو دعاء نہ پڑھے (۷)۔تراویح فوت ہونے کی صورت میں نہ تو تراویح کی اکیلے قضا کرے اور نہ ہی جماعت کے ساتھ (۸)۔

تشریح:

(۱): عورتوں کا ذکر کر کے روافض کا رد کیا کیونکہ روافض کے ہاں تراویح صرف مردوں کے لئے ہے۔ کیونکہ روافض اہل بدعت ہیں اور حدیث کے منکر ہیں۔ (فتاوی شامی، جلد ۲، ص ۵۹۷)

(۲): سنت مؤکدہ ہے کیونکہ خلفائے راشدین نے اس پر مواظبت اختیار فرمائی ہے۔ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "تم پر میری اور خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے اور اس کو مضبوطی سے پکڑلو"۔

(فتاوی شامی جلد ۲، ص ۵۹۷)

(۳): مسجد کے سب لوگ تراویح چھوڑ دیں گے تو سب گناہ گار ہوں گے اور اگر کسی ایک نے گھر میں تنہا پڑھ لی تو گناہ گار نہیں۔ مگر جو شخص مقتدا ہو کہ اس کے ہونے سے جماعت بڑی ہوتی اور چھوڑ دے گا تو لوگ کم ہو جائیں گے اسے بلا عذر جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ (بہار شریعت حصہ چہارم، ص ۴۰)

(۴): تراویح کے وقت کے بارے میں تین اقوال ہیں (۱) تمام رات تراویح کا وقت ہے، نماز عشاء سے پہلے ہو یا بعد میں، وتر سے پہلے ہو یا بعد میں اس لئے کہ یہ قیام اللیل ہے۔ (۲) دوسرا قول یہ ہے کہ تراویح کا وقت عشاء اور وتر کے درمیان ہے۔ (۳) صحیح قول یہ ہے کہ اس کا وقت عشاء کے بعد ہے۔ (فتاوی شامی، جلد ۲، ص ۵۹۸)

(۵): حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے کہ لوگ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔
(معرفۃ السنن والآثار، للبیہقی، جلد ۲، ص ۳۰۵)

موطا میں یزد بن رومان سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ تیئس رکعتیں پڑھتے۔ (یعنی بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر)۔ (الموطا الامام مالک، جلد ۱، ص ۱۲۰)

(۶): یہ سنت مؤکدہ ہے اور دو مرتبہ مکمل کرنے میں فضیلت اور تین مرتبہ افضل، لوگوں کی سستی کی وجہ سے ختم کو ترک نہ کرے۔ (بہار شریعت حصہ چہارم، ص ۳۸)

(۷): نفس مسئلہ یہ ہے کہ اگر تشہد دوعا پڑھنا مقتدیوں پر گراں ہو تو تشہد کے بعد اللھم صلی علی محمد والہ پر اکتفاء کرے۔

(۸): بانالغ کے پیچھے بالغین کی تراویح نہ ہوگی یہی صحیح ہے۔ (بہار شریعت حصہ چہارم، ص ۱)

تنبیہ: آجکل اکثر رواج ہوگیا ہے کہ حافظ کو اجرت دیکر تراویح پڑھاتے ہیں یہ ناجائز ہے دینے والا اور لینے والا دونوں گناہ گار ہیں۔ اجرت صرف یہ ہی نہیں جو پہلے مقرر کر لی جائے۔ اگر معلوم ہو کہ یہاں کچھ ملتا ہے اگرچہ اس سے طے نہ ہو نا جائز ہے۔ کیونکہ جو چیز معروف ہے وہ مشروط کی طرح ہے۔

ہاں اگر کہہ دے کہ کچھ نہیں دوں گا یا نہیں لوں گا پھر پڑھے اور حافظ کی خدمت کریں تو اس میں حرج نہیں ہے کیونکہ صراحتاً کلام دلالت پر فوقیت رکھتا ہے۔ (بہار شریعت حصہ چہارم، ص ۴۱)

باب الصلاة فى الكعبة

صَحَّ فَرْضٌ وَنَفْلٌ فِيهَا وَكَذَا فَوْقَهَا وَإِنْ لَّمْ يَتَّخِذْ سُتْرَةً لٰكِنَّهُ مَكْرُوْهٌ لِإِسَاءَةِ الْأَدَبِ بِاسْتِعْلَائِهِ عَلَيْهَا وَمَنْ جَعَلَ ظَهْرَهُ إِلَى غَيْرِ وَجْهِ إِمَامِهِ فِيهَا أَوْ فَوْقَهَا صَحَّ وَإِنْ جَعَلَ ظَهْرَهُ إِلَى وَجْهِ إِمَامِهِ لَا يَصِحُّ وَصَحَّ الْإِقْتِدَاءُ خَارِجَهَا بِإِمَامٍ فِيهَا وَالْبَابُ مَفْتُوْحٌ وَإِنْ تَحَلَّقُوْا حَوْلَهَا وَالْإِمَامُ خَارِجَها صَحَّ إِلَّا لِمَنْ كَانَ أَقْرَبُ إِلَيْهَا فِي جِهَةِ إِمَامِهِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
فوق:	اوپر	استعانة:	بلندی
وجه:	منہ	مفتوح:	کھلا ہوا ہونا
تحلقوا:	دائرہ بنانا، حلقہ بنانا	حول:	اردگرد
اقرب:	زیادہ قریب ہو		

ترجمہ:

یہ باب کعبہ میں نماز پڑھنے کے بارے میں ہے

خانہ کعبہ[1] میں فرض اور نفل پڑھنا صحیح[2] ہے۔ اسی طرح خانہ کعبہ کے اوپر بھی اگرچہ سترہ نہ رکھے۔ لیکن خانہ کعبہ کے اوپر چڑھنا خلاف ادب ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔ اور جس شخص نے کعبہ میں یا کعبہ کے اوپر اپنی پیٹھ کو امام کے چہرے کے علاوہ کی طرف کیا تو اس کی نماز صحیح ہے۔ اگر اس نے اپنی پیٹھ امام کے چہرے کی طرف کی تو (نماز) صحیح نہیں ہے[3] خانہ کعبہ کے باہر ایسے امام کی اقتداء کرنا صحیح ہے؛ خانہ کعبہ کے اندر ہے اس حال میں کہ (خانہ کعبہ) کا دروازہ کھلا ہوا ہو[4]۔ اگر نمازیوں نے خانہ کعبہ کے اردگرد حلقہ بنایا اور امام بھی باہر ہو تو اقتداء صحیح ہے مگر وہ شخص کہ جو امام کی جہت میں کعبہ کے زیادہ قریب ہے[5]۔

تشریح:

(۱): خانہ کعبہ سے مراد وہ عمارت ہے جو مربع شکل میں ہوتی ہے۔اور یہاں سے لے کر آسمان تک جتنی فضاء ہے وہ ساری کعبہ ہے۔اور حطیم بھی داخل کعبہ ہے۔

(۲): کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ" آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور اس میں نماز ادا فرمائی"۔ (متفق علیہ)

(۳): اس مسئلہ کی چند صورتیں ہیں۔

(۱): مقتدی کا چہرہ امام کی پیٹھ کی طرف ہو۔

(۲): مقتدی کا چہرہ امام کے پہلو کی طرف ہو۔

(۳): مقتدی کی پیٹھ امام کی طرف ہو۔

(۴): مقتدی کی پیٹھ امام کی پیٹھ کی طرف ہو۔

(۵): مقتدی کا پہلو امام کے چہرے کی طرف ہو۔

ان تمام صورتوں میں اقتداء صحیح ہے مگر مقتدی کا چہرہ امام کے چہرہ کی طرف ہو تو یہ مکروہ تحریمی ہے۔اگر اس کی پیٹھ امام کے چہرے کی طرف ہوگی تو نماز صحیح نہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں مقتدی کا تقدم امام پر لازم آئے گا۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح،ص۴۶۲)

(۴): خانہ کعبہ کے اندر امام کے ساتھ مقتدی ہوں یا نہ ہوں۔دروازہ کا بند ہونا قید اتفاقی اور اگر دروازہ بند ہے اور امام کی تکبیرات انتقال کا علم ہے تو دروازہ کا بند ہونا اقتداء کے صحیح ہونے کے لئے رکاوٹ نہیں ہے۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح،ص۴۱۸)

(۵): صورت مسئلہ یہ ہے کہ نمازیوں نے خانہ کعبہ کے ارد گرد حلقہ بنا کر اقتداء کی تو یہ اقتداء صحیح ہے۔اگر جس طرف امام کھڑا ہے اسی طرف سے کوئی شخص امام سے آگے ہو گیا تو اس مقتدی کی نماز نہ ہوگی کیونکہ یہ امام پر مقدم ہو گیا۔اور اگر امام کی طرف سے آگے نہ ہوا بلکہ دوسری طرف سے آگے ہوا تو اقتداء صحیح ہے۔خانہ کعبہ کے اندر ہو تو اس کا حکم الگ ہے۔

(ملخصاً مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی علی نور الایضاح،ص۴۱۸)

باب صلاة المسافر

أَقَلُّ سَفَرٍ تَتَغَيَّرُ بِهِ الْأَحْكَامُ مَسِيرَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ أَقْصَرِ أَيَّامِ السَّنَةِ بِسَيْرٍ وَسَطٍ مَعَ الْإِسْتِرَاحَاتِ وَالْوَسَطُ سَيْرُ الْإِبِلِ وَمَشْيُ الْأَقْدَامِ فِي الْبَرِّ وَفِي الْجَبَلِ بِمَا يُنَاسِبُهُ وَفِي الْبَحْرِ إِعْتِدَالُ الرِّيحِ فَيَقْصُرُ الْفَرْضَ الرُّبَاعِيَّ مَنْ نَوَى السَّفَرَ وَلَوْ كَانَ عَاصِيًا بِسَفَرِهِ إِذَا جَاوَزَ بُيُوتَ مَقَامِهِ وَجَاوَزَ أَيْضًا مَا اتَّصَلَ بِهِ مِنْ فَنَائِهِ وَإِنِ انْفَصَلَ الْفَنَاءُ بِمَزْرَعَةٍ أَوْ قَدْرَ غَلْوَةٍ لَا يُشْتَرَطُ مُجَاوَزَتُهُ الْفَنَاءَ وَالْفَنَاءُ الْمَكَانُ الْمُعَدُّ لِمَصَالِحِ الْبَلَدِ كَرَكْضِ الدَّوَابِّ وَدَفْنِ الْمَوْتٰى.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تغیر:	تبدیل ہونا	مسیرة:	ساخت
اقصر:	چھوٹا ہونا	استراحات:	آرام
اقدام:	پیدل چلنا	بر:	خشکی
جبل:	پہاڑ	بحر:	سمندر
اعتدال:	آرام سے	عاص:	نافرمان، گناہ گار
اتصل:	ملا ہوا ہونا	انفصل:	جدا ہونا، علیحدہ ہونا
مزرعة:	کھیت	غلوة:	تیر پھینکنے کی مقدار
معد:	تیار کرنا	مصالح:	بھلائی، بہتری
رکض الدواب:	گھوڑدوڑ کا میدان	دفن الموتی:	قبرستان

ترجمہ:

یہ باب مسافر(۱) کی نماز کے بیان میں ہے

کم از کم سفر جس کی وجہ سے احکام بدل جاتے ہیں وہ سال کے چھوٹے دنوں(۲) میں سے تین دن کی(۳) مقدار درمیانی چال اور آرام کے ساتھ چلنا ہے درمیانی چال سے مراد اونٹ اور خشکی میں پیدل چلنا ہے۔اور پہاڑ میں جو اس کے مناسب ہے اور دریا میں ہوا کے معتدل ہونے کی صورت میں چلنا مراد ہے۔جس شخص نے سفر کی نیت کی ہے وہ چار رکعت والی فرض نماز میں قصر کرلے(۴)۔اگرچہ سفر سے (اس کا ارادہ) گناہ کا ہو(۵)۔جب وہ اپنے مقام کے گھروں سے نکل جائے اور

اسی طرح جو شہر سے فناء متصل ہے اس سے بھی تجاوز کر جائے (۶)۔ اگر فناء کھیتی یا تیر پھینکنے کی (۷) مقدار (شہر سے) جدا ہو تو فناء سے گزرنا شرط نہیں ہے۔ فناء وہ جگہ ہے جو شہر کی فلاح و بہبود کے لئے (۸) تیار کی جاتی ہے مثال کے طور پر گھوڑے دوڑانے کا میدان اور قبرستان وغیرہ۔

تشریح:

(۱): شرعاً مسافر وہ ہے کہ جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادے سے بستی سے باہر ہوا۔ اور یہ ارادہ متصل سفر کا ہو۔

(۲): سال کا چھوٹا دن وہاں معتبر ہے جہاں دن رات معتدل ہوں یعنی چھوٹے دن کے اکثر حصہ میں منزل طے کر سکتے ہوں لہذا جن شہروں میں انتہائی چھوڑا دن ہوتا ہے جیسا بلغاعیہ کہ وہاں بہت چھوٹا دن ہوتا ہے۔ لہذا وہاں کے دن کا اعتبار نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص۹۰)

(۳): یہ مقدار 57-1/2 کا (ساڑھے ستاون میل یا بانوے (۹۲) کلومیٹر) ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۲۷۰)

(۴): مسافر پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے اس کے حق میں دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے۔ سنتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی البتہ خوف اور گھبراہٹ کی حالت میں معاف ہیں اور امن کی حالت میں پڑھی جائیں۔

(ملخصا بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۴۳ تا ۴۴)

فائدہ: حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ نماز دو رکعت فرض کی گئی پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو چار فرض کر دی گئیں اور سفر کی نماز اسی پہلے فرض پر چھوڑ دی گئی۔

(صحیح البخاری، کتاب: مناقب الانصار، باب التاریخ، الحدیث: ۳۹۳۵)

(۵): کیونکہ نصوص میں مطلقا رخصت دی گئی ہے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ''جب تم سفر کرو تو تم پر کچھ گناہ نہیں ہے کہ تم نماز میں قصر کرو'' (النساء:۱۰۱) تو مطلق پر عمل کرنا واجب ہے جیسا کہ اذان جمعہ کے وقت بیع کرنا کہ بیع تو ہو جائے گی مگر گناہ گار ہو گا اور بیع کے احکام ثابت ہو جائیں گے۔ اور یہاں بھی سفر کے احکام ثابت ہو جائیں گے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۴۶۶)

(۶): یہاں سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ مسافر اس وقت مسافر شرعی کہلائے گا جب وہ اپنی بستی سے یا اس کی فناء سے نکل

جائے گا۔ کس طرف کی آبادی سے نکلے تو معتبر یہ ہے کہ جس طرف جارہا ہے اس کی آبادی سے نکل جائے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۴۶۶)

(۷): یہ مقدار تقریباً تین سو سے چار سو قدم تک ہے۔ (ضوء المصباح شرح نور الایضاح، ص۱۰۸)

(۸): باغات وغیرہ اس حکم میں داخل نہیں اگر چہ یہ متصل ہوں۔ اگر چہ شہر والے اس میں سارا سال یا کچھ عرصہ رہیں۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص۴۲۴)

وَيُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ نِيَّةِ السَّفَرِ ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ الْإِسْتِقْلَالُ بِالْحُكْمِ وَالْبُلُوْغُ وَعَدَمُ نُقْصَانِ مُدَّةِ السَّفَرِ عَنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَلَا يَقْصُرُ مَنْ لَمْ يُجَاوِزْ عِمْرَانَ مَقَامِهٖ أَوْ جَاوَزَ وَكَانَ صَبِيًّا أَوْ تَابِعًا لَمْ يَنْوِ مَتْبُوْعُهُ السَّفَرَ كَالْمَرْأَةِ مَعَ زَوْجِهَا وَالْعَبْدِ مَعَ مَوْلَاهُ وَالْجُنْدِيِّ مَعَ أَمِيْرِهٖ أَوْ نَاوِيًا دُوْنَ الثَّلَاثَةِ وَتُعْتَبَرُ نِيَّةُ الْإِقَامَةِ وَالسَّفَرِ مِنَ الْأَصْلِ دُوْنَ التَّبَعِ إِنْ عَلِمَ نِيَّةَ الْمَتْبُوْعِ فِي الْأَصَحِّ وَالْقَصْرُ عَزِيْمَةٌ عِنْدَنَا فَإِذَا أَتَمَّ الرُّبَاعِيَّةَ وَقَعَدَ الْقُعُوْدَ الْأَوَّلَ صَحَّتْ صَلَاتُهُ مَعَ الْكَرَاهَةِ وَإِلَّا فَلَا تَصِحُّ إِلَّا إِذَا نَوَى الْإِقَامَةَ لَمَّا قَامَ لِلثَّالِثَةِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
عمران:	بستیاں	مولاہ:	آقا
جندی:	سپاہی	عزیمۃ:	پختہ ارادہ کرنا

ترجمہ:

سفر کی نیت کے صحیح ہونے کے لئے تین چیزوں کی شرط لگائی گئی ہے۔(۱) فیصلے میں مستقل ہونا۔(۲) بالغ ہونا۔(۳) مدت سفر کا تین دن سے کم نہ ہونا[1]۔ جس شخص نے اپنے علاقے کی بستیوں سے تجاوز نہیں کیا وہ قصر نہ کرے یا وہ تجاوز کر گیا اور وہ بچہ تھا، یا تابع تھا اور اسکے متبوع نے سفر کی نیت نہیں کی جیسا کہ عورت اپنے خاوند کے ساتھ[2]، غلام اپنے آقا کے ساتھ[3]۔ سپاہی اپنے امیر کے ساتھ ہو یا اس نے تین دن سے کم کی سفر کی نیت کی۔ اصل (متبوع) کی اقامت وسفر کی نیت کا اعتبار کیا گیا ہے نہ کہ تابع کی[4]۔ اگر چہ متبوع کی نیت کا علم ہو جائے اصح قول یہی ہے قصر ہمارے نزدیک عزیمت ہے[5] اگر مسافر نے چار رکعت پوری پڑھ لیں اور پہلا قعدہ کیا تو مسافر کی نماز مع الکراھۃ صحیح ہے[6]۔ ورنہ صحیح نہیں ہے[7] مگر یہ کہ جب وہ تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوا اور اس نے اقامت کی نیت کر لی[8]۔

تشریح:

(۱): کیونکہ تین دن سے کم سفر کی صورت میں مسافر شرعی نہیں کہلائے گا۔یعنی اب نماز قصر نہیں کر سکے گا۔

(۲): اس سے مراد وہ عورت ہے جس عورت کا مہر معجّل ادا کر دیا گیا ہو۔مہر معجّل ادا نہیں کیا تو وہ اپنے خاوند کے تابع نہیں ہے ۔کیونکہ عورت مہر معجّل کی وجہ سے اپنے آپ کو شوہر کے سپرد کرتی ہے۔ (ردالمحتار،جلد۲،ص۷۴۲)

(۳): غلام سے مراد مدبر اور ام ولد ہے۔مکاتب اس میں شامل نہیں ہے۔ (فتاوی شامی،جلد۲،ص۷۴۳)

فائدہ: مدبر سے مراد وہ غلام ہے جس کو اس کے مولا نے کہہ دیا ہو کہ میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔اور ام ولد وہ لونڈی ہے جس نے اپنے مولا کا بچہ جنا ہو اور مکاتب وہ غلام ہے جس کو اس کے آقا نے مال کے عوض آزاد کر دیا ہو۔

(۴): تابع کو چاہیے کہ متبوع سے سوال کرے وہ جو کہے اس کے مطابق عمل کرے اور اگر کچھ نہ بتایا تو دیکھے مقیم ہے یا مسافر،اگر مقیم ہے تو اپنے آپ کو مقیم سمجھے اور مسافر ہو تو مسافر یہ بھی معلوم نہ ہو تو تین دن کی راہ طے کرنے کے بعد قصر کرلے اس سے پہلے پوری پڑھے۔ (بہار شریعت،حصہ چہارم،ص۹۵)

(۵): بعض نے اس پر اسم رخصت کا بھی اطلاق کیا ہے۔اس سے مراد رخصۃ اسقاط ہے۔رخصۃ اسقاط اور عزیمت کے درمیان معنی کوئی فرق نہیں ہے۔سی وجہ سے ہمارے نزدیک اس کا مکمل کرنا مکروہ ہے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح،ص۱۰۸)

(۶): قصداً چار پڑھیں تو گنہگار و مستحق نار ہوا کہ واجب ترک کیا لھذا توبہ کرے اور نماز واجب الاعادہ اگر بھول کر ایسا کر دیا تو سجدہ سہو کرلے۔

(۷): اگر قعدہ اولی نہ کیا تو فرض نہ ہوئے وہ نماز نفل ہوگئی۔

(۸): یہ تب ہے کہ جب وہ جگہ اقامت کی صلاحیت رکھتی ہو۔جنگل یا دریا وغیرہ میں اقامت کی نیت کی تو یہ درست نہیں ہے ۔اور اس کی حالت اس کے ارادہ کے منافی نہ ہو۔ (بہار شریعت،حصہ چہارم،ص۹۴)

وَلاَ يَزَالُ يَقْصُرُ حَتّٰى يَدْخُلَ مِصْرَه أَوْ يَنْوِى إِقَامَتَهُ نِصْفَ شَهْرٍ بِبَلَدٍ أَوْ قَرْيَةٍ وَقَصَرَ إِنْ نَوَى أَقَلَّ مِنْهُ أَوْ لَمْ يَنْوِ وَبَقِيَ سِنِيْنَ وَلاَ تَصِحُّ نِيَّةُ الْإِقَامَةِ بِبَلْدَتَيْنِ لم يُعَيِّن الْمَبِيْتَ بِإِحْدَاهُمَا وَلاَ فِي مَفَازَةٍ لِغَيْرِ أَهْلِ الْأَخْبِيَةِ وَلاَ لِعَسْكَرِنَا بِدَارِ الْحَرْبِ وَلاَ بِدَارِنَا فِي مُحَاصَرَةِ أَهْلِ الْبَغْيِ وَإِنْ اِقْتَدٰى مُسَافِرٌ بِمُقِيْمٍ فِي الْوَقْتِ صَحَّ وَأَتَمَّهَا أَرْبَعًا وَبَعْدَهُ لاَ يَصِحُّ وَبِعَكْسِهِ صَحَّ فِيْهِمَا وَنُدِبَ لِلْإِمَامِ أَنْ يَقُوْلَ أَتِمُّوا صَلاَتَكُمْ فَإِنِّي مُسَافِرٌ وَيَنْبَغِي أَنْ يَقُوْلَ ذٰلِكَ قَبْلَ شُرُوْعِهِ فِي الصَّلاَةِ وَلاَ يَقْرَأُ الْمُقِيْمُ فِيْمَا يُتِمُّهُ بَعْدَ فَرَاغِ إِمَامِهِ الْمُسَافِرِ فِي الْأَصَحِّ وَفَائِتَةُ السَّفَرِ وَالْحَضَرِ تُقْضٰى رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعًا وَالْمُعْتَبَرُ فِيْهِ آخِرُ الْوَقْتِ .

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مصره:	شہر	قرية:	بستی
سنين:	کئی سال	ببلدتين:	دوشہر
مبيت:	رات گزارنا	مفازة:	جنگل
اخبية:	خانہ بدوش	عسكرنا:	لشکر
محاصرة:	چاروں طرف سے گھیر لینا	بغي:	بغاوت کرنے والے
فائتة:	قضاء		

ترجمہ:

اور مسافر قصر کرتا رہے یہاں تک کہ اپنے شہر میں داخل ہو جائے[۱] یا شہر یا بستی میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لے۔ اگر پندرہ دن سے کم کی نیت کی یا کچھ نیت نہیں ہے اور کئی سال تک رہا تو قصر کرتا رہے[۲]۔ ایسے دوشہروں میں اقامت کی نیت صحیح نہیں ہے جن دوشہروں میں سے کسی ایک میں رات گزارنے کی معین نہیں کیا[۳]۔ سوائے خانہ بدوشوں[۴] کے جنگل میں اور نہ ہی ہمارے لشکر کا دارالحرب[۵] میں اور نہ ہی دارالسلام میں باغیوں کا محاصرہ کرنے کی صورت میں اقامت کی نیت کرنا صحیح ہے[۶]۔ اگر مسافر نے مقیم کی وقت کے اندر اقتداء کی تو صحیح ہے اور چار رکعتیں مسافر پوری کرے[۷]۔ وقت کے بعد صحیح نہیں ہے[۸]۔ اس کے برعکس (مقیم نے مسافر کی اقتداء) ہو تو وقت کے اندر اور وقت کے بعد اقتداء درست ہے[۹]۔ امام کے لئے مستحب ہے کہ وہ یہ کہے "آپ اپنی نماز مکمل کرو میں مسافر ہوں" اور مناسب یہ ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے کہے[۱۰] اصح قول کے مطابق مسافر امام کی فراغت کے بعد مقیم اپنی نماز مکمل کرنے کے لئے قرات نہ کرے[۱۱]۔ سفر اور حضر کی

قضاء ہونے والی نمازوں کو دو اور چار رکعتوں کی صورت میں ادا کرے [۱۲]۔ اور اس میں آخری وقت کا اعتبار کیا گیا ہے [۱۳]۔

تشریح:

(۱): یہ حکم اس وقت ہے جب پورے تین دن کی راہ چل چکا ہو اگر تین منزل پہنچنے سے پہلے واپس کا اردہ کر لیا تو مسافر نہ رہا اگر چہ جنگل میں ہو۔ (درمختار مع ردالمحتار، جلد۲، ص۶۰۴)

(۲): کیونکہ علقمہ بن قیس اسی طرح خوارزم میں دو سال رہے اور نماز میں قصر کرتے رہے اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو، سعد بن ابی وقاص، ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا گیا ہے۔

(مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی علی نور الایضاح، ص۴۲۶)

(۳): اگر یہ نیت کی کہ ایک میں رات رہے گا اور دوسری جگہ دن میں رہے گا۔ اگر پہلے اس جگہ پہنچا جہاں دن گزارنے کا ارادہ ہے تو مقیم نہ ہوگا اور اگر پہلے وہاں پہنچا جہاں رات گزارنے کا ارادہ ہے تو مقیم کہلائے گا۔ یہاں سے دوسری بستی میں گیا جب بھی مقیم ہے۔ (حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص۴۳۶)

(۴): جبکہ ان کے پاس پانی اور گھاس ہو جو ان کے جانوروں کے لئے کافی ہو۔

(حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص۴۲۶)

(۵): کیونکہ ان کی حالت ان کے ارادہ کے منافی ہے۔ کیونکہ وہ قرار اور فرار میں متردد ہیں پس یہ جنگل، جزیرہ اور کشتی کی مانند ہو گیا۔ (امدادالفتاح شرح نور الایضاح، ص۴۷۰)

(۶): اگر چہ شہر اقامت کا محل ہے مگر انہوں نے اقامت کسی غرض کے لئے کی ہے۔ کہ جب وہ غرض حاصل ہو جائے گی تو وہ چلے جائیں گے۔ لہذا ان کی نیت مستقل نہیں ہے۔ برابر ہے کہ ہمارا ان پر غلبہ ہو یا نہ ہو۔

(امدادالفتاح شرح نور الایضاح، ص۴۷۰)

(۷): ایسا ہی حضرت ابن عباس اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے۔ اور مسافر کیونکہ امام کے تابع ہے لہذا اس کے فرض دو سے چار ہو گئے۔ (امدادالفتاح شرح نور الایضاح، ص۴۷۰)

(۸): کیونکہ وقت کے بعد مسافر پر دو رکعت کی قضاء ہے اور مقیم پر چار رکعت کی اور جن نمازوں میں قصر نہیں ان میں وقت و بعد وقت دونوں صورتوں میں اقتداء کر سکتا ہے۔ وقت میں اقتداء کی تھی اور نماز پوری کرنے سے پہلے وقت ختم ہو گیا تو اقتداء صحیح ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ درمختار، حصہ چہارم، ص۹۸)

(۹): وقت کے اندر تو اس لئے جائز ہے کہ آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مکہ کو نماز پڑھائی اس حال میں کہ آپ مسافر تھے اور ارشاد فرمایا "اپنی نمازوں کو مکمل کرلو میں مسافر ہوں"۔ وقت کے بعد اس لئے کہ مسافر کی نماز مقیم کے مقابلے میں قوی ہے کیونکہ مسافر پر پہلا قعدہ فرض ہے اور مقیم پر واجب لہذا اقوی پر ضعیف کی بناء ہوسکتی ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۴۷۲)

(۱۰): کیونکہ اقتداء درست ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ امام کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم ہو۔ لہذا وہ اعلان کردے کہ میں مسافر ہوں اور بہتر یہ ہے کہ نماز کے بعد بھی کہہ دے۔ (نماز کے احکام، ص۳۱۴)

(۱۱): کیونکہ یہ من وجہ لاحق کے حکم میں ہے اور من وجہ منفرد کے حکم میں ہے۔ لاحق مقتدی کی صورت میں اس کے لئے قرات کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور منفرد کی صورت میں قرأت مستحب ہے اور جب کوئی چیز مستحب اور مکروہ کے درمیان ہو تو اس کا ترک اولی ہے۔ (حاشیہ ذریعۃ النجاح علی نور الایضاح، ص۱۱۰)

(۱۲): نفس مسئلہ یہ ہے کہ جو نماز جس طرح قضا ہوئی ہے اسی طرح ادا کریں گے لہذا سفر کی قضا نماز اگر چہ چار رکعت ہے تو دو رکعت قضاء کریں۔ اور اگر مقیم نے چار رکعت والی نماز قضا ہوگئی تو اب اس پر چار رکعت ہی کی قضاء لازم ہے۔

(۱۳): جبکہ پڑھ نہ چکا ہو۔ فرض کرو کسی نے نماز نہ پڑھی تھی اور وقت اتنا باقی رہ گیا ہے کہ اللہ اکبر کہے اب مسافر ہوگیا تو قصر کرے۔ اور مسافر تھا اس وقت اقامت کی نیت کی تو چار پڑھے۔ (بہار شریعت حصہ چہارم، ص۹۹)

وَيَبْطُلُ الْوَطَنُ الْاَصْلِيُّ بِمِثْلِهِ فَقَطْ وَيَبْطُلُ وَطَنُ الْاِقَامَةِ بِمِثْلِهِ وبِالسَّفَرِ وَبِالْاَصْلِيِّ وَالْوَطَنُ الْاَصْلِيُّ هُوَ الَّذِي وُلِدَ فِيهِ اَوْ تَزَوَّجَ او لَمْ يَتَزَوَّجْ وَقَصَدَ التَّعَيُّشَ لا الْاِرْتِحَالَ عَنْهُ وَوَطَنُ الْاِقَامَةِ مَوْضِعٌ نَوَى الْاِقَامَةَ فِيهِ نِصْفَ شَهْرٍ فَمَافَوْقَهُ وَلَمْ يَعْتَبِرِ الْمُحَقِّقُونَ وَطَنَ السُّكْنٰى وَهُوَ مَا يَنْوِى الْاِقَامَةَ فِيهِ دُوْنَ نِصْفِ شَهْرٍ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تعیش:	زندگی گزارنا	ارتحال:	سفر کرنا
محققون:	محقق اس کو کہتے ہیں جو اپنے دعوی کو دلیل سے ثابت کرے	سکنی:	رہائش اختیار کرنا

ترجمہ:

وطن اصلی فقط وطن [۱] اصلی سے باطل ہوتا ہے۔وطن اقامت،وطن [۲] اقامت سے،سفر کے ساتھ اور وطن اصلی سے باطل ہوتا ہے۔وطن اصلی وہ جگہ ہے جہاں وہ پیدا ہوا۔یا شادی کی یا اس نے شادی نہیں کی مگر وہاں رہنے کا ارادہ کر لیا [۳]۔وہاں سے کوچ کرنے کا ارادہ نہیں کیا۔وطن اقامت وہ جگہ ہے جہاں اس نے نصف ماہ یا اس سے زیادہ رہنے کی نیت کی۔محققین نے وطن سکنی کا اعتبار نہیں کیا اور یہ وہ جگہ ہے جہاں اس نے پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کی [۴] ہے۔

تشریح:

(۱): اس کی دو صورتیں ہیں (۱) اگر دوسری جگہ سامان اور اھل وعیال کو اس ارادے سے منتقل کیا کہ دوسری جگہ ہی رہے گا تو پہلے جہاں رہ رہا تھا وہ وطن اصلی نہ رہا اگرچہ اس جگہ اسکی زمین اور مکانات ہوں۔(۲) اگر اس ارادے سے دوسری جگہ نہ گیا تو پہلی جگہ ہی وطن اصلی ہے۔

(جدالممتار،ج۳،ص۵۷۲)

(۲): وطن اقامت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ تین دن کا سفر طے کر لیا ہو بلکہ تین دن کے سفر سے پہلے بھی اقامت کی نیت کر لی مقیم ہو گیا۔ (بہار شریعت،حصہ چہارم،ص۱۰۰)

(۳): اگر اپنے گھر کے لوگوں کو دوسری جگہ لے کر چلا گیا اور پہلی جگہ مکان واسباب باقی ہیں تو دونوں اصلی ہیں۔

(بہار شریعت،حصہ چہارم،ص۱۰۰)

(۴): کیونکہ اس صورت میں وہ مسافر ہی رہے گا۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح ص۴۷۵)

بَابُ صَلاةُ الْمَرِيْضِ

إِذَا تَعَذَّرَ عَلَى الْمَرِيْضِ كُلُّ الْقِيَامِ أَوْ تَعَسَّرَ بِوُجُوْدِ أَلَمٍ شَدِيْدٍ أَوْ خَافَ زِيَادَةَ الْمَرَضِ أَوْ بُطْأَهُ بِهِ صَلّٰى قَاعِدًا بِرُكُوْعٍ وَسُجُوْدٍ وَيَقْعُدُ كَيْفَ شَاءَ فِي الْأَصَحِّ وَإِلَّا قَامَ بِقَدْرِ مَا يُمْكِنُهُ وَإِنْ تَعَذَّرَ الرُّكُوْعُ وَالسُّجُوْدُ صَلّٰى قَاعِدًا بِالْإِيْمَاءِ وَجَعَلَ إِيْمَاءَهُ لِلسُّجُوْدِ أَخْفَضَ مِنْ إِيْمَائِهِ لِلرُّكُوْعِ فَإِنْ لَمْ يُخْفِضْهُ عَنْهُ لَا تَصِحُّ وَلَا يَرْفَعُ لِوَجْهِهِ شَيْءٌ يَسْجُدُ عَلَيْهِ ,فَإِنْ فَعَلَ وَخَفَضَ رَأْسَهُ صَحَّ وَإِلَّا لَا وَإِنْ تَعَسَّرَ الْقُعُوْدُ أَوْمَا مُسْتَلْقِيًا أَوْ عَلٰى جَنْبِهِ وَالْأَوَّلُ أَوْلٰى وَيَجْعَلُ تَحْتَ رَأْسِهِ وِسَادَةً لِيَصِيْرَ وَجْهُهُ إِلَى الْقِبْلَةِ لَا السَّمَاءِ وَيَنْبَغِي نَصَبُ رُكْبَتَيْهِ إِنْ قَدَرَ حَتّٰى لَا يَمُدُّهُمَا إِلَى الْقِبْلَةِ وَإِنْ تَعَذَّرَ الْإِيْمَاءُ أُخِّرَتْ عَنْهُ مَادَامَ يَفْهَمُ الْخِطَابَ قَالَ فِي الْهِدَايَةِ هُوَ الصَّحِيْحُ .

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تعسر:	مشکل	الم:	درد، تکلیف
بطأ:	دیر، آہستگی	ایماء ہ:	اشارہ
اخفض:	پست رکھنا	لا یرفع:	بلند نہ کی جائے
اوما:	وہ اشارہ کرے	مستلقیا:	چت لیٹ کر
جنب:	پہلو	وسادۃ:	تکیہ
یمدھما:	پھیلانا	یفھم:	سمجھنا

ترجمہ:

یہ باب مریض کی نماز کے بارے میں ہے

جب مریض کے لئے مکمل قیام کرنا ناممکن ہو یا شدید درد کے پائے جانے کی وجہ سے (قیام) مشکل ہو گیا یا مرض کے بڑھنے کا خوف ہو، یا طویل ہونے کا خوف ہو تو بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھے[1] اصح قول کے مطابق وہ جیسے چاہے بیٹھے[2]۔ ورنہ جس قدر ممکن ہو قیام[3] کرے۔ اگر رکوع و سجود کرنا بھی ناممکن ہو تو بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے اور سجدے کے اشارے کو رکوع کے اشارے کے مقابلہ میں زیادہ جھکائے[4]۔ اگر سجدے کے اشارے کو رکوع سے پست نہ کرے تو نماز صحیح نہیں ہوگی۔ کسی شے کو بھی اس کے چہرے کی طرف نہ اٹھایا جائے کہ وہ اس پر سجدہ کرے اگر اس نے ایسا کیا اور سر کو جھکایا تو صحیح

ہے [۵] ورنہ صحیح نہیں ہے۔اگر بیٹھنا بھی مشکل ہوتو چت لیٹ کر یا پہلو کے بل لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھے۔اور پہلی صورت بہتر ہے [۶]۔اور اس کے سر کے نیچے تکیہ رکھا جائے تاکہ اس کا چہرہ قبلہ کی طرف ہو جائے نہ کہ آسمان کی طرف۔اگر اشارہ کرنا بھی مشکل ہوتو جب تک خطاب سمجھ نہ آئے نمازوں کی ادائیگی مؤخر ہو جائیگی [۷]۔صاحب ہدایہ نے ہدایہ میں کہا کہ یہ صحیح ہے۔

تشریح:

(۱): حضرت عمران بن حصین بیمار تھے۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز کے بارے میں سوال کیا۔فرمایا ''کھڑے ہوکر پڑھو۔اگر استطاعت نہ ہوتو بیٹھ کر اور اس کی بھی استطاعت نہ تو تو لیٹ کر۔اللہ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر جتنی اس کی وسعت ہو۔ (نصب الرایہ للزیلعی، کتاب الصلوۃ، باب صلاۃ المریض، جلد۲، ص ۱۷۷، ۱۷۸)

(۲): ہاں دوزانو بیٹھنا آسان ہو یا دوسری طرح بیٹھنے کے برابر ہوتو دوزانو بہتر ہے ورنہ جو آسان ہوا اختیار کرلے۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۶۹)

(۳): اگر صرف اتنا کھڑا ہونا ممکن ہے کہ کھڑے کھڑے تکبیر تحریمہ کہہ لے گا تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر ''اللہ اکبر'' کہہ لے اور اب کھڑا رہنا ممکن نہیں تو بیٹھ جائے۔ (نماز کے احکام بحوالہ غنیۃ المستملی، رسالہ: نماز کا طریقہ، ص ۲۰۴)

تنبیہ: بعض لوگ معمولی سی تکلیف کی وجہ سے فرض نمازیں بیٹھ کر پڑھتے ہیں جتنی بھی نمازیں قیام قدرت کے باوجود بیٹھ کر پڑھیں ان کو لوٹانا فرض ہے۔اسی طرح ویسے کھڑے نہ رہ سکتے تھے مگر عصا یا دیوار یا آدمی کا سہارا لے کر کھڑے ہونا ممکن تھا مگر بیٹھ کر پڑھتے رہے تو ان کی بھی نمازیں نہ ہوئیں ان کا لوٹانا فرض ہے۔

(بہار شریعت، حصہ سوم، ص ۶۳)

(۴): مگر یہ ضروری نہیں کہ سر کو بالکل زمین کے قریب کردے۔

(۵): یعنی سجدہ تو ہو گیا مگر ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔خواہ اس نے خود چیز اٹھائی ہو یا دوسرے نے،اگر سر رکوع کے مقابلے میں زیادہ نہ جھکایا تو سجدہ نہ ہوا۔لہذا نماز بھی نہ ہوگی۔

(درمختار مع ردالمحتار، جلد۲، ص ۶۸۷)

(۶): کیونکہ چت لیٹنے کی صورت میں اس کا اشارہ قبلہ کی طرف ہوگا۔مناسب یہ ہے کہ اپنے پاؤں کو کھڑا کرے تاکہ پاؤں قبلہ رخ نہ ہوں۔اگر مشکل ہوتو کوئی حرج نہیں ہے۔کیونکہ اس صورت میں قبلہ رخ پاؤں کا ہونا مکروہ تنزیہی ہے۔

(درمختار مع ردالمحتار، جلد۲، ص ۶۸۷)

(۷): یعنی اگر سر سے اشارہ بھی نہ کر سکے تو نماز ساقط ہے۔ پھر اگر چھ وقت اسی حالت میں گزر گئے تو ان کی قضاء بھی ساقط، فدیہ کی بھی حاجت نہیں ورنہ بعد صحت ان نمازوں کی قضاء لازم ہے اگر چہ اتنی ہی صحت ہو کہ اشارے سے پڑھ لے۔
(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۷)

وَجَزَمَ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ فِي التَّجْنِيْسِ وَالْمَزِيْدِ بِسُقُوْطِ الْقَضَاءِ إِذَا دَامَ عِجْزُهُ عَنِ الْإِيْمَاءِ أَكْثَرَ مِنْ خَمْسِ صَلَوَاتٍ وَإِنْ كَانَ يَفْهَمُ الْخِطَابَ وَصَحَّحَهُ قَاضِيْخَانَ وَمِثْلُهُ فِي الْمُحِيْطِ وَاخْتَارَهُ شَيْخُ الْإِسْلَامِ وَفَخْرُ الْإِسْلَامِ وَقَالَ فِي الظَّهِيْرِيَّةِ هُوَ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى وَفِي الْخُلَاصَةِ هُوَ الْمُخْتَارُ وَصَحَّحَهُ فِي الْيَنَابِيْعِ وَالْبَدَائِعِ وَجَزَمَ بِهِ الْوَلْوَالِجِي رَحِمَهُمُ اللّٰهُ.

ترجمہ:

صاحب ہدایہ نے "التجنیس والمزید" [1] میں اس بات کا جزم کیا ہے کہ جب مریض کا اشارے سے عجز پانچ نمازوں سے زیادہ ہو جائے تو قضاء ساقط ہو جاتی ہے۔ اگر چہ مریض خطاب کو سمجھتا ہو۔ قاضی خان [2] نے اسے درست قرار دیا ہے۔ اسی طرح محیط میں ہے شیخ الاسلام [3] اور فخر الاسلام نے اسے اختیار کیا۔ "ظہیریہ" میں کہا کہ یہی ظاہر الروایت ہے [4]۔ اور اسی پر فتوی [5] ہے۔ اور خلاصہ میں ہے کہ اسی کو اختیار کیا گیا ہے۔ ینابیع اور بدائع میں اسے صحیح قرار دیا ہے اور ولوالجی نے اسی پر جزم کیا ہے۔ اللہ عزوجل کی ان پر رحمت ہو۔

تشریح:

(۱): یہ کہا کہ مریض جب ایسی حالت میں ہو جائے کہ وہ نماز کی استطاعت نہیں رکھتا نہ ہی اشارے کے ساتھ نہ ہی اشارے کے بغیر اور وہ مر گیا تو اس پر نمازوں کا کفارہ نہیں ہوگا۔

(۲): ان کی عبارت یہ ہے کہ "جب مریض سر کے اشارے سے بھی نماز نہ پڑھ سکے تو ظاہر الروایہ کے مطابق اس کی نماز ساقط ہو جاتی ہے۔

(۳): شیخ الاسلام سے مراد "خواہر زادہ" اور فخر الاسلام سے مراد "امام سرخسی" علیہ الرحمہ ہیں۔
(ملخص امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۴۷۹، ۴۸۰)

(۴): فقہ حنفی کے مسائل کی تین قسمیں ہیں (۱) پہلی قسم کے مسائل کو "ظاہر الروایہ" کہتے ہیں۔ (۲) مسائل

النوادر(۳) فتاوی اور واقعات۔

ظاہر الروایہ سے مراد وہ مسائل ہیں جو امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، اور امام محمد رحمہم اللہ سے مروی ہیں جو امام محمد کی ان چھ کتابوں میں مذکور ہیں (۱) مبسوط (۲) زیادات (۳) جامع صغیر (۴) جامع کبیر (۵) سیر صغیر (٦) سیر کبیر۔

(آداب فتوی، ص۱۴۲)

(۵): فقہاء کرام کی مخصوص اصطلاحات ہیں جنہیں وہ اپنی کتابوں میں استعمال کرتے ہیں۔ ان الفاظ میں درجہ بدرجہ ترتیب ہے جو کہ درج ذیل ہے۔(۱)''علیہ عمل الامۃ'' سب سے قوی تر ہے۔(۲) جن اقوال میں فتوی پایا جائے وہ دیگر اقوی سے زیادہ قوی ہیں (۳)''علیہ الفتوی'' اور''بہ یفتی'' کے الفاظ''الفتوی علیہ'' سے قوی ہیں۔(۴) فتوی والے الفاظ ''صحیح، الاصح، الاشبہ'' سے اقوی ہیں۔ (آداب فتوی، ص۱٦٦، ۱٦۷)

وَلَـمْ يُـوْمِ بِـعَيْـنِـهِ وَقَـلْبِـهِ وَحَاجِبِهِ وَإِنْ قَدَرَ عَلٰى الْقِيَامِ وَعَجَزَ عَنِ الرَّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ صَلّٰى قَاعِدًا بِـالْإِيْـمَـاءِ وَإِنْ عَـرَضَ لَـهُ مَـرَضٌ يُتِمُّهَا بِمَاقَدَرَ وَلَوْ بِالْإِيْمَاءِ فِي الْمَشْهُوْرِ وَلَو صَلّٰى قَاعِدًا يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ فَصَحَّ بَنٰى وَلَوْ كَانَ مُوْمِيًا لاَ وَمَنْ جُنَّ أَوْ أُغْمِيَ عَلَيْهِ خَمْس صَلَوَاتٍ قَضٰى وَلَوأَكْثَر لاَ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بعینه:	آنکھ کے ساتھ	قلبه:	دل
حاجبه:	ابرو	مشهور:	مشہور قول کے مطابق
من جن:	جو پاگل ہو جائے	اغمی:	بے ہوش ہو جائے

ترجمہ:

آنکھ، دل اور ابرو سے اشارہ نہ کرے[۱]۔ اگر مریض قیام پر قادر ہے اور رکوع وسجود سے عاجز ہے تو بیٹھ کر اشارے سے پڑھے[۲]۔ اگر اسے کوئی مرض لاحق ہو تو جس قدر ممکن ہو نماز کو مکمل کرے[۳]۔ اگر چہ اشارے کے ساتھ ہو۔ مشہور قول یہی ہے اگر بیٹھ کر رکوع وسجود کر رہا تھا اور تندرست ہو گیا تو بناء کرے[۴]۔ اگر اشارے کے ساتھ پڑھ رہا تھا تو بناء نہ کرے[۵]۔ جو شخص پانچ نمازوں تک جنون یا بے ہوشی[٦] کی حالت میں رہے تو قضاء کرے اور اگر پانچ سے زیادہ ہو تو قضا نہ کرے۔

تشریح:

(۱): کیونکہ سجدہ کا تعلق سر کے ساتھ ہے نہ کہ آنکھ، دل اور ابرو کے ساتھ۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مریض کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔ اگر قدرت نہیں رکھتا تو بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی استطاعت نہیں رکھتا تو سر کے اشارے کے ساتھ پڑھے۔ اگر اس کی بھی استطاعت نہیں رکھتا تو اللہ عزوجل (اس کے عذر) کو زیادہ قبول کرنے والا ہے۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص۴۳۴)

(۲): اس لئے کہ قیام وسیلہ ہے سجدہ کے لئے۔ تو جب مقصود (سجدہ) فوت ہو گیا تو وسیلہ (قیام) بدرجہ اولی فوت ہو گیا۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص۴۳۵)

(۳): نفس مسئلہ یہ ہے کہ شخص نماز پڑھ رہا تھا کہ نماز کے دوران بیمار پڑ گیا تو جیسے ممکن ہو نماز پڑھ لے۔

(۴): یعنی باقی نماز کھڑا ہو کر ادا کرے۔

(۵): بلکہ نئے سرے سے پڑھے کیونکہ اشارے سے نماز پڑھنا ضعیف حالت ہے۔ اور اب اقوی حالت پر قادر ہو گیا ہے اور قوی کی ضعیف پر بناء نہیں ہو سکتی ہے۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص۴۳۵)

(۶): اگرچہ یہ بے ہوشی آدمی یا درندے کے خوف سے ہو۔ (بہار شریعت حصہ چہارم، ص۷۲)

فَصْلٌ: فِی إِسْقَاطِ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ

إِذَا مَاتَ الْمَرِيْضُ وَلَمْ يَقْدِرْ عَلَى الصَّلَاةِ بِالْإِيْمَاءِ لَا يَلْزَمُهُ الْإِيْصَاءُ بِهَا وَإِنْ قَلَّتْ وَكَذَا الصَّوْمُ إِنْ أَفْطَرَ فِيْهِ الْمُسَافِرُ وَالْمَرِيْضُ وَمَاتَا قَبْلَ الْإِقَامَةِ وَالصِّحَّةِ وَعَلَيْهِ الْوَصِيَّةُ بِمَا قَدَرَ عَلَيْهِ وَبَقِيَ بِذِمَّتِهِ فَيُخْرِجُ عَنْهُ وَلِيُّهُ مِنْ ثُلُثِ مَاتَرَكَ لِصَوْمِ كُلِّ يَوْمٍ وَلِصَلَاةِ كُلِّ وَقْتٍ حَتَّى الْوِتْرِ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ قِيْمَتَهُ وَإِنْ لَمْ يُوْصِ وَتَبَرَّعَ عَنْهُ وَلِيُّهُ جَازَ وَلَا يَصِحُّ أَنْ يَصُوْمَ وَلَا أَنْ يُصَلِّيَ عَنْهُ وَإِنْ لَمْ يَفِ مَاأَوْصٰى بِهٖ عَمَّا عَلَيْهِ يَدْفَعُ ذٰلِكَ الْمِقْدَارَ لِلْفَقِيْرِ فَيَسْقُطُ عَنِ الْمَيِّتِ بِقَدْرِهٖ ثُمَّ يَهِبُهُ الْفَقِيْرُ لِلْوَلِيِّ وَيَقْبِضُهُ ثُمَّ يَدْفَعُهُ لِلْفَقِيْرِ فَيَسْقُطُ بِقَدْرِهٖ ثُمَّ يَهِبُهُ الْفَقِيْرُ لِلْوَلِيِّ وَيَقْبِضُهُ ثُمَّ يَدْفَعُهُ الْوَلِيُّ لِلْفَقِيْرِ، وَهٰكَذَا حَتّٰى يَسْقُطَ مَا كَانَ عَلَى الْمَيِّتِ مِنْ صَلَاةٍ وَصِيَامٍ؛ وَيَجُوْزُ إِعْطَاءُ فِدْيَةِ صَلَوَاتٍ لِوَاحِدٍ جُمْلَةً بِخِلَافِ كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ والله سبحانه وتعالى أعلم.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اسقاط:	ساقط کردینا، گرادینا	ایصاء:	وصیت کرنا
افطر:	افطار کرلیا، روزہ توڑدیا	اقامة:	مقیم ہونا
ثلث:	تہائی مال	صاع:	ایک قسم کا پیمانہ
بر:	گندم	تبرع:	بطور احسان
یف:	کافی مقدار میں مال کا نہ ہونا	اوصی:	جو اس نے وصیت کی
یدفع:	دینا	یھبہ:	ہبہ کردے، تحفہ دینا
جملة:	تمام کا تمام	یمین:	قسم کا کفارہ

ترجمہ:

یہ فصل روزہ اورنماز کے حیلہ [۱] اسقاط کے بارے میں ہے

جب مریض مرگیا اور نماز اشارے کے ساتھ پڑھنے پر بھی قادر نہ تھا۔تو س پر ان کی وصیت کرنا لازم نہیں ہے [۲]۔اگرچہ نمازیں کم ہوں سی طرح روزہ کہ مسافر اور مریض نے نہ رکھا اور وہ دونوں اقامت اور تندرستی سے پہلے مر گئے۔اور جو رکھنے پر قادر ہوگیا اور (رکھنے کے بعد) جو اس کے ذمہ پر باقی (نماز،روزہ) رہ گئے ہیں اسکی وصیت کرنا لازم

ہے۔پس اس کا ولی [۳] ،اس کے تہائی مال سے [۴] ، ہر دن کے روزے کے ترک کرنے اور ہر وقت کی نماز یہاں تک کہ وتر کا نصف صاع (۵) گندم دے اگر اس نے وصیت نہ کی اور ولی نے اپنی طرف سے دے دیا تو جائز ہے۔مگر میت کی جگہ نماز روزہ رکھنا جائز نہیں [۶] ۔جس مال کی وصیت کی ہے اگر یہ اس کے لیے کافی نہ ہو جو اس کے ذمہ پر باقی ہو تو اتنی مقدار فقیر کو دے دے۔تو اتنی مقدار کے برابر میت سے (نماز وروزہ) ساقط ہو جائیں گی۔پھر فقیر ولی کو ہبہ کر دے [۷] ۔اور ولی اس پر قبضہ کر لے پھر ولی فقیر [۸] کو دے دیں۔اسی طرح کرتا رہے یہاں تک کہ میت کے اوپر جو نماز اور روزہ ہیں ساقط ہو جائیں۔ایک ہی مرتبہ بہت ساری نماز کا فدیہ ایک ہی شخص کو دینا جائز ہے۔قسم کے کفارے کا یہ حکم نہیں ہے۔

تشریح:

(۱): حیلہ کا ثبوت قرآن وحدیث سے ملتا ہے۔"چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کے زمانہ میں آپ علیہ السلام کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا تاخیر سے آپ کے پاس حاضر ہوئیں تو آپ علیہ السلام نے قسم کھائی کہ میں تندرست ہو کر (۱۰۰) کوڑے ماروں گا۔صحت یاب ہونے پر اللہ عزوجل نے انہیں سو تیلیوں والی جھاڑو مارنے کا حکم دیا"۔چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔"وخذ بیدک ضغثا فاضرب ولا تحنث"(پارہ ۲۳،رکوع ۱۳)اور فرمایا اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اس سے مارو اور قسم نہ توڑ۔

صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث نقل کی گئی ہے"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں گائے کا گوشت حاضر کیا گیا۔کسی نے عرض کی یہ گوشت حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ ہوا تھا فرمایا یہ بریرہ کے لئے صدقہ تھا ہمارے لئے ہدیہ ہے۔ (صحیح مسلم،جلد ۱،ص ۳۴۵)

(۲): کیونکہ اس نے اتنا زمانہ ہی نہیں پایا س میں وہ قضا کر سکے روزے کے فدیہ کے بارے میں تو قرآن پاک کی نص موجود ہے۔

(حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح،ص ۴۳۶)

(۳): کیونکہ میت کے مال میں وہی تصرف کر سکتا ہے جسے اس کی اجازت ہے اور وہ اس کا ولی یا وصی ہے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح،ص ۱۱۳)

(۴): کیونکہ میت کے مال میں ورثاء کا بھی حق ہوتا ہے لہذا اس کی وصیت صرف مال کے تیسرے حصے میں جاری ہوگی۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح،ص ۱۱۳)

(۵): اس کی مقدار تقریباً دو کلو سے ۸۰ گرام کم بنتی ہے۔ (نماز کے احکام، رسالہ قضا نمازوں کا طریقہ، ص ۳۴۶)

(۶): اصل یہ ہے کہ عبادت بدنیہ میں نیابت جائز نہیں ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کوئی شخص کسی دوسرے کو بدلے میں روزہ نہ رکھے لیکن اس کی طرف سے افطار کرا دے۔" (السنن الکبری، ص ۲۵۷)

(۷): اگر یہ خدشہ ہو کہ جس کو رقم دی جا رہی ہے وہ واپس نہیں کرے گا تو اس کو قلم دیکھا کر ادھار میں ایک لاکھ کے عوض میں بیچ دے اور وہ قلم پر قبضہ کر لے۔ اس طرح وہ آپ کے ایک لاکھ روپے کا مقروض ہو گیا۔ اب اسے ایک لاکھ روپے بطور حیلہ اسقاط کا دیں۔ اب اگر واپس دینے سے انکار کرتا ہے تو اس سے چھین بھی سکتے ہیں۔

(نماز کے احکام، قضا نمازوں کا طریقہ، ص ۳۶۵)

(۸): فقیر وہ ہے کہ جس کے پاس کچھ نہ کچھ ہو مگر اتنا نہ ہو کہ نصاب کو پہنچ جائے۔ یا نصاب کو تو پہنچ جائے مگر اس کی ضروریات زندگی کے لئے ہو۔ اسی طرح مقروض ہے۔ اور قرضہ نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے تو فقیر ہے اگرچہ اس کے پاس کئی نصابیں ہوں۔ (نماز کے احکام، قضا نمازوں کا طریقہ، ص ۳۱۳)

بَابُ قَضَاءِ الْفَوَائِتِ

اَلتَّرْتِيْبُ بَيْنَ الْفَائِتَةِ وَالْوَقْتِيَّةِ وَبَيْنَ الْفَوَائِتِ مُسْتَحَقٌّ، وَيَسْقُطُ بِاَحَدِ ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ ضِيْقُ الْوَقْتِ الْمُسْتَحَبِّ فِي الْاَصَحِّ، وَالنِّسْيَانُ، وَإِذَا صَارَتِ الْفَوَائِتُ سِتًّا غَيْرَ الْوِتْرِ فَإِنَّهُ لَا يُعَدُّ مُسْقِطًا وَإِنْ لَزِمَ تَرْتِيْبُهُ، وَلَمْ يَعُدِ التَّرْتِيْبُ بِعَوْدِهَا إِلَى الْقِلَّةِ وَلَا بِفَوْتِ حَدِيْثَةٍ بَعْدَ سِتٍّ قَدِيْمَةٍ عَلَى الْاَصَحِّ فِيْهِمَا فَلَوْ صَلّٰى فَرْضًا ذَاكِرًا فَائِتَةً وَلَوْ وِتْرًا فَسَدَ فَرْضُهُ فَسَادًا مَوْقُوْفًا فَإِنْ خَرَجَ وَقْتُ الْخَامِسَةِ مِمَّا صَلَّاهُ بَعْدَ الْمَتْرُوْكَةِ ذَاكِرًا لَهَا صَحَّتْ جَمِيْعُهَا فَلَا تَبْطُلُ بِقَضَاءِ الْمَتْرُوْكَةِ بَعْدَهُ، وَإِنْ قَضَى الْمَتْرُوْكَةَ قَبْلَ خُرُوْجِ وَقْتِ الْخَامِسَةِ بَطَلَ وَصْفُ مَا صَلَّاهُ مُتَذَكِّرًا قَبْلَهَا وَصَارَ نَفْلًا، وَإِذَا كَثُرَتِ الْفَوَائِتُ يَحْتَاجُ لِتَعْيِيْنِ كُلِّ صَلَاةٍ فَإِنْ أَرَادَ تَسْهِيْلَ الْاَمْرِ عَلَيْهِ نَوَى أَوَّلَ ظُهْرٍ عَلَيْهِ أَوْ آخِرَهُ وَكَذَا الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَيْنِ عَلَى أَحَدِ تَصْحِيْحَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ، وَيُعْذَرُ مَنْ أَسْلَمَ بِدَارِ الْحَرْبِ بِجَهْلِهِ الشَّرَائِعَ .

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
فائتة:	قضاء نماز	مستحق:	لازم
ضيق:	تنگی کرنا	نسیان:	بھول جانا
يعد:	شمار کرنا	بعودها:	لوٹنا
حديثه:	نئی شے	ذاكرا:	یاد ہوتے ہوئے
متروكة:	چھوڑی ہوئی	خروج:	نکلنا
يحتاج:	ضرورت	تعيين:	مقرر کرنا
تسهيل:	آسانی	يعذر:	معذور سمجھا جائے گا
دارحرب:	وہ مقام جہاں اسلامی شعائر پر پابندی ہو	جهله:	جس کو معلوم نہ ہو
شرائع:	شرعی احکام		

ترجمہ:

یہ باب فوت شدہ نمازوں کی قضاء[1] کے بیان میں ہے

قضا نماز اور وقتی نماز اور بہت ساری فوت شدہ نمازوں کے درمیان ترتیب لازم ہے[۲]۔ تین چیزوں میں سے کسی ایک کے پائے جانے کی صورت میں ترتیب ساقط ہوجاتی ہے۔(۱)اصح قول کے مطابق وقت مستحب کا تنگ ہونا[۳]۔(۲) بھول جانا[۴]۔(۳) جب وتر کے علاوہ فوت شدہ نمازیں چھ ہوجائیں اس لیے کہ وتر کو ترتیب ساقط کرنے والا شمار نہیں کیا گیا۔ اگرچہ وتر کی ترتیب بھی لازم ہے۔ نمازوں کی تعداد کم ہونے کی صورت میں ترتیب نہیں لوٹے گی[۵] اور نہ ہی پہلی فوت شدہ نمازوں کے بعد کسی نئی نماز کے قضا ہونے کی صورت میں ترتیب لوٹے گی دونوں صورتوں میں یہی اصح قول ہے۔ اگر قضا نماز کے یاد ہوتے ہوئے اس نے فرض پڑھے[۶]۔ اگرچہ وتر ہوں تو اس کے فرض فاسد ہوجائیں گے اور یہ فساد موقوف ہوگا اگر قضا نماز کے یاد ہوتے ہوئے اس کے بعد پڑھی جانے والی نمازوں میں سے پانچویں نماز کا وقت نکل گیا[۷]۔ تو تمام نمازیں صحیح ہوجائیں گی۔ اور اس کے بعد قضا نماز کی ادائیگی کی صورت میں یہ باطل نہ ہوں گی۔ اگر پانچویں کا وقت نکلنے سے پہلے قضا کو ادا کرلیا تو قضا نماز کے یاد ہوتے ہوئے۔ اس سے پہلے پڑھی جانے والی نمازوں کا وصف باطل ہوجائے گا۔ اور ساری نفل ہوجائیں گی۔ جب قضا نمازیں بہت زیادہ ہوجائیں تو ہر نماز کو متعین کرنا ضروری ہے۔ اگر اپنے لئے آسانی چاہتا ہے تو وہ سب سے پہلے والی ظہر یا آخری ظہر کی نیت کرے۔ اس طرح دو رمضانوں کے روزوں کا بھی حکم ہے[۸]۔ یہ مسئلہ دو مختلف تصحیحوں میں سے ایک کے مطابق ہے۔ جس شخص نے دارالحرب میں اسلام قبول کیا شرعی مسائل میں جہالت کیوجہ سے معذور سمجھا جائے گا[۹]۔

تشریح:

(۱): بلا عذر شرعی قضا کر دینا بہت سخت گناہ ہے۔ اس پر فرض ہے کہ اس کی قضا پڑھے۔ اور سچے دل سے توبہ کرلے اور توبہ جب ہی صحیح ہے کہ قضا پڑھ لے۔ توبہ یا حج مقبول سے گناہ تاخیر معاف ہوجائے گا۔

(بہار شریعت حصہ چہارم، ص۴۹)

(۲): غزوہ خندق میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار نمازیں مشرکین کی وجہ سے جاتی رہیں۔ یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ چلا گیا۔ بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا! انہوں نے اذان و اقامت کہی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھی، پھر اقامت کہی تو عصر کی پڑھی۔ پھر اقامت کہی تو مغرب کی پڑھی۔ پھر اقامت کہی تو عشاء کی پڑھی۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، ج۶، ص۴۲)

(۳): ترتیب کے لئے مطلق وقت کا اعتبار ہے۔ مستحب وقت ہونے کی ضرورت نہیں تو جس کی ظہر کی نماز قضا ہوگئی اور آفتاب زرد ہونے سے پہلے فارغ نہیں ہوسکتا مگر آفتاب ڈوبنے سے پہلے ظہر وعصر کی پڑھ سکتا ہے تو ظہر پڑھے پھر عصر، اور ترتیب بھی اس وقت ساقط ہوگی کہ نماز شروع کر کے وقت تنگ ہو۔

(۴): حاصل کلام یہ ہے کہ قضاء نماز کو بھول گیا اور اس نے وقتی نماز یا کوئی دوسری قضا نماز پڑھی تو ترتیب ساقط ہوگئی۔ کیونکہ نسیان عذر سماوی ہے اور انسان بقدر استطاعت مکلف بنایا گیا ہے۔ (شامی جلد۲، ص ۶۳۷)

(۵): یعنی ان میں دو باقی ہیں تو یاد کے باوجود وقتی نماز ہو جائے گی البتہ اگر سب قضائیں پڑھ لیں تو اب پھر صاحب ترتیب ہو گیا۔ (بہار شریعت حصہ چہارم، ص ۵۴)

(۶): اگر قضا نماز یاد نہ رہی اور وقتیہ پڑھ لی۔ پڑھنے کے بعد قضا نماز یاد آئی تو وقتیہ ہوگئی اور پڑھنے میں یاد آئی تو وقتیہ نماز نہ ہوئی۔ (بہار شریعت حصہ چہارم، ص ۵۴)

(۷): یعنی کل نمازیں چھ ہو جائیں۔ جب چھٹی کا وقت ختم ہو گیا تو سب صحیح ہوگئیں۔ اگر اس درمیان میں قضا پڑھ لی تو سب گئیں۔ سب کو پھر سے پڑھے۔ (درمختار، جلد۲، ص ۶۴۱)

(۸): یعنی اگر دو رمضان کے روزے رہ گئے تو اس طرح نیت کرے جیسا کہ نماز کی کرتا ہے۔ کیونکہ جب تک معین نہیں کرے گا ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۴۹۳)

(۹): اور نماز، روزے کی اسے اطلاع بھی نہ ہوئی جب تک وہاں رہا ان دنوں کی قضاء اس پر واجب نہیں ہے۔ اور دار السلام میں آنے کے بعد جو نماز قضا ہوئی اسے پڑھنا فرض ہے۔ (بہار شریعت حصہ چہارم، ص ۵۱)

بَابُ إِدْرَاكِ الْفَرِيْضَةِ

إِذَا شَرَعَ فِي فَرْضٍ مُنْفَرِدًا فَأُقِيْمَتِ الْجَمَاعَةُ قَطَعَ وَاقْتَدَى إِنْ لَمْ يَسْجُدْ لِمَا شَرَعَ فِيْهِ أَوْ سَجَدَ فِي غَيْرِ رُبَاعِيَّةٍ وَإِنْ سَجَدَ فِي رُبَاعِيَّةٍ ضَمَّ رَكْعَةً ثَانِيَةً وَسَلَّمَ لِتَصِيرَ الرَّكْعَتَانِ لَهُ نَافِلَةً ثُمَّ اقْتَدَى مُفْتَرِضًا، وَإِنْ صَلّٰى ثَلاثًا أَتَمَّهَا ثُمَّ اقْتَدَى مُتَنَفِّلاً إِلَّا فِي الْعَصْرِ، وَإِنْ قَامَ لِثَالِثَةٍ فَأُقِيْمَتْ قَبْلَ سُجُوْدِهِ قَطَعَ قَائِمًا بِتَسْلِيْمَةٍ فِي الْأَصَحِّ، وَإِنْ كَانَ فِي سُنَّةِ الْجُمُعَةِ فَخَرَجَ الْخَطِيْبُ أَوْ فِي سُنَّةِ الظُّهْرِ فَأُقِيمَتْ سَلَّمَ عَلٰى رَأْسِ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ الْأَوْجَهُ ثُمَّ قَضَى السُّنَّةَ بَعْدَ الْفَرْضِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
قطع:	نماز توڑ دے	رباعية:	چار رکعت والی نماز
ضم:	ملا دے	مفترضا:	فرض نماز کی نیت سے
علٰی راس رکعتین:	پہلی دو رکعتوں کے اختتام پر	اوجه:	زیادہ مناسب

ترجمہ:

یہ باب فرض[۱] نماز کو پانے کے بیان میں ہے

جب کسی نے تنہا نماز شروع کی پھر جماعت قائم ہوگئی۔ تو نماز توڑ کر اقتداء کرے اگر چہ جو نماز اس نے شروع کی ہے اس کا سجدہ نہیں کیا یا چار رکعت والی نماز کے علاوہ میں سجدہ کرلیا[۲]۔ اگر چار رکعت والی نماز میں سجدہ کرلیا تو دوسری رکعت بھی ملا لے۔ اور سلام پھیر دے تاکہ یہ دو رکعتیں نفل ہو جائیں۔ پھر فرض پڑھنے والے کی حیثیت سے اقتداء کرے۔ اگر اس نے تین رکعتیں پڑھ لی ہیں تو نماز کو پورا کر لے اور نفل پڑھنے والے[۳] کی حیثیت سے اقتداء کرے۔ مگر عصر میں نہیں[۴]۔ اگر وہ تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہوا اور اس کے سجدہ کرنے سے پہلے جماعت کھڑی ہوگئی تو کھڑے کھڑے ہی ایک سلام کے ساتھ نماز توڑ دے۔ یہی اصح قول ہے۔ اگر وہ جُمُعَہ کی سنتیں ادا کر رہا ہے اور خطیب نکل آئے یا وہ ظہر کی سنتیں ادا کر رہا تھا پس جماعت کھڑی ہوگئی تو دو رکعتوں پر سلام پھیر دے[۵]۔ یہ زیادہ مناسب ہے پھر فرض کے بعد سنتوں کی قضاء کرے[۶]۔

تشریح:

(۱): برابر ہے کہ یہ فرض ادا ہوں یا قضاء، مگر نفل کو اس لئے خارج کیا کہ جماعت کھڑی ہونے کی صورت میں نفل نہ توڑے

بلکہ جو دو رکعت چل رہی ہیں وہ پوری کرے اور مزید نہ ملائے اگر چہ چار کی نیت کی ہو کیونکہ اس میں عمل کو باطل کرنا لازم آتا ہے۔

(مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی علی نور الایضاح بزیادۃ، ص۴۴۹)

(۲): مثلاً وہ فجر یا مغرب کی نماز میں تھا۔ تو وہ سجدہ کے بعد سلام کر کے نماز توڑ دے کیونکہ اگر وہ دو رکعت والی میں ایک رکعت اور ملاتا ہے تو فرض رہ جائیں گے۔ اور فجر کی نماز کے بعد مطلقاً نفل نہیں ہیں۔ اور مغرب میں اس لئے نہیں ملا سکتا کہ ایک رکعت نفل نہیں ہوتی۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص۴۴۹)

(۳): حدیث پاک میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھنے لگے تو دو لوگ حاضر خدمت ہوئے۔ ارشاد فرمایا تمہیں کس چیز نے ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے روکا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے گھر میں نماز پڑھ لی تھی۔ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم دونوں غافل نہ ہو جب تم نماز پڑھ کر مسجد میں آؤ تو ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ یہ تمہارے لئے نفل ہوں گے۔ (ابوداؤد، کتاب الطہارت، ص۵۷۵)

(۴): کیونکہ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے فجر و عصر کے بعد نوافل پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(۵): اس بارے میں دو قول ہیں کہ دو رکعت پر سلام پھیر دے۔ جبکہ دوسرا قول یہ ہے قبل از ظہر و جُمُعَہ کی چار چار رکعتیں پوری کرلے اگر چہ خطبہ جُمُعَہ یا ظہر کی جماعت کھڑی ہو جائے کیونکہ یہ تمام نماز واحد کی طرح ہیں۔ دونوں قول باقوت ہیں تو بہتر یہ ہے کہ چار پوری کرلے کیونکہ سنتیں فرضوں کی تکمیل کے لئے ہوتی ہیں تو جب یہ خود ناقص ہوگئیں تو دوسرے کو کیا کامل کریں گے۔ (فتاوی رضویہ، جلد۸، ص۱۲۹۔۱۳۶)

(۶): سنت ظہر کی قضاء خلاف قیاس حدیث سے ثابت ہے اور سنت جُمُعَہ بھی، سنت ظہر کا فرد ہیں۔

(جد الممتار، ج۲، ص۴۵۳)

وَمَنْ حَضَرَ وَالْإِمَامُ فِي صَلاةِ الْفَرْضِ اِقْتَدٰى بِهِ وَلَا يَشْتَغِلُ عَنْهُ بِالسُّنَّةِ إِلَّا فِي الْفَجْرِ إِنْ أَمِنَ فَوْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَأْمَنْ تَرَكَهَا، وَلَمْ تَقْضِ سُنَّةُ الْفَجْرِ إِلَّا بِفَوْتِهَا مَعَ الْفَرْضِ وَقَضَى السُّنَّةَ الَّتِي قَبْلَ الظُّهْرِ فِي وَقْتِهِ قَبْلَ شَفْعِهِ، وَلَمْ يُصَلِّ الظُّهْرَ جَمَاعَةً بِإِدْرَاكِ رَكْعَةٍ بَلْ أَدْرَكَ فَضْلَهَا وَاخْتُلِفَ فِي مُدْرِكِ الثَّلاثِ. وَيَتَطَوَّعُ قَبْلَ الْفَرْضِ إِنْ أَمِنَ فَوْتَ الْوَقْتِ، وَإِلَّا: فَلَا، وَمَنْ أَدْرَكَ إِمَامَهُ رَاكِعًا فَكَبَّرَ وَوَقَفَ حَتَّى رَفَعَ الْإِمَامُ رَأْسَهُ لَمْ يُدْرِكِ الرَّكْعَةَ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
یشتغل:	مشغول ہونا	امن:	بے خوف ہونا، امن والا ہونا
شفعه:	دو رکعت نماز	ادراک:	پالینا
فضلها:	فضیلت	مدرک:	پانے والا
یتطوع:	نفل نماز	وقف:	ٹھہرنا

ترجمہ:

جو حاضر ہوا اس حال میں کہ امام فرض نماز میں تھا تو امام کی اقتداء کرے اور اقتداء کے بجائے سنتوں میں مشغول نہ ہو(۱)۔ مگر فجر کی سنتوں میں اگر جماعت کے فوت ہونے سے امن ہو تو پڑھے(۲)۔ اور اگر جماعت کے فوت ہونے سے امن نہ ہو تو فجر کی سنتوں کو(۳) چھوڑ دے۔ سنت فجر کی قضاء نہیں کی جائے گی۔ مگر یہ کہ سنتیں فرض کے ساتھ قضا ہوں(۴)۔ ظہر سے پہلے والی سنتوں کی قضاء دو رکعت سے پہلے ظہر کے وقت میں قضاء کرے(۵)۔ ظہر کی ایک رکعت کا پانے والا جماعت سے پڑھنے والا شمار نہ ہوگا بلکہ اس نے جماعت کی فضیلت کو پایا۔ اور جس نے تین رکعتیں امام کے ساتھ پائیں اس کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے(۶)۔ اگر وقت کے فوت ہونے سے امن ہو تو فرض سے پہلے نفل پڑھے(۷)۔ اگر ایسا نہ ہو تو نہ پڑھے۔ جس نے امام کو حالت رکوع میں پایا۔ پس اس نے تکبیر کہہ کر ٹھہرا رہا یہاں تک کہ امام نے سر اٹھالیا تو وہ رکعت کو پانے والا شمار نہ ہوگا(۸)۔

تشریح:

(۱): یعنی جوں ہی مسجد میں آئے اور جماعت قائم ہو تو امام کی اقتداء کرلے۔ اگر چہ کچھ بھی فوت نہ ہو۔ یہ حکم اس صورت میں جبکہ وہ مسجد میں ہو اگر وہ مسجد میں نہ ہو اور ایک رکعت کے فوت ہونے کا خوف ہو تو وہ اقتداء کرے ورنہ سنتیں پڑھے۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۴۵۱)

(۲): یہاں تک کہ اگر یہ امید ہو کہ وہ تشہد میں مل جائے گا تو لازم ہے کہ سنت فجر پڑھے کیونکہ اس صورت میں جماعت کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۱۷)

(۳): یعنی فجر کی سنتیں شروع ہی نہ کرے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ سنتوں کو توڑ دے کیونکہ جس نے نفل نماز شروع کی اسے توڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۱۷)

(۴): تو ضحوہ کبری آنے تک ان کی قضاء ہے اس کے بعد نہیں اور اگر فرض پڑھ لے سنتیں رہ گئی ہیں تو بعد بلندی آفتاب ان کا پڑھ لینا مستحب ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۱۴۵)

(۵): مذہب راجح یہ ہے کہ ظہر کی دو سنتوں کی ادائیگی کے بعد پڑھے۔ پہلی سنتوں کا محل تو فوت ہو گیا اب بعد یہ کا محل تو فوت نہ کرے۔ کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ''جب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظہر کی پہلی والی چار رکعتیں رہ جاتیں تو ظہر کی بعد والی دو رکعتوں کے بعد ان چار کو ادا فرماتے۔''

(ترمذی، ابواب الصلوۃ، ۴۲۶)

(۶): اور صحیح یہی ہے کہ تین رکعت والے نے بھی جماعت کی فضیلت کو پایا ہے جماعت کو نہیں۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۶۹۸)

(۷): کیونکہ نوافل کی ادائیگی کی صورت میں نماز قضاء ہو جائے گی جو کہ ناجائز ہے۔

(۸): حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اگر تو امام کو رکوع میں پائے تو اس کے سر اٹھانے سے پہلے تو رکوع کرے تو تم نے رکعت کو پا لیا۔ اگر امام نے تیرے رکوع سے پہلے سر اٹھا لیا تو تم نے رکعت کو نہ پایا۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۵۰۴)

وَإِنْ رَكَعَ قَبْلَ إِمَامِهِ بَعْدَ قِرَاءَةِ الْإِمَامِ مَاتَجُوزُ بِهِ الصَّلاةُ فَأَدْرَكَهُ إِمَامُهُ فِيْهِ صَحَّ، وَإِلَّا لَا وَكُرِهَ خُرُوْجُهُ مِنْ مَسْجِدٍ أُذِّنَ فِيْهِ حَتّٰى يُصَلِّيَ إِلا إِذَا كَانَ مُقِيْمُ جَمَاعَةٍ أُخْرٰى وَإِنْ خَرَجَ بَعْدَ صَلاتِهِ مُنْفَرِدًا لَا يُكْرَهُ إِلَّا إِذَا أُقِيْمَتِ الْجَمَاعَةُ قَبْلَ خُرُوْجِهِ فِي الظُّهْرِ وَالْعِشَاءِ فَيَقْتَدِي فِيْهِمَا مُتَنَفِّلاً وَلا يُصَلِّي بَعْدَ صَلاةٍ مِثْلَهَا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تجوز:	جائز ہونا	اذن:	اذان
مقیم:	نگہبان، انتظام کرنے والا	اخری:	دوسری

ترجمہ:

مقتدی نے امام سے پہلے رکوع کرلیا[۱] امام کی اتنی قرات کے بعد جس سے نماز جائز ہوجاتی ہے[۲]۔ اور امام نے مقتدی کو رکوع میں پالیا تو نماز صحیح ہے ورنہ نہیں۔ ایسی مسجد جس میں اذان دے دی گئی ہو نماز پڑھے بغیر وہاں سے نکلنا مکروہ ہے[۳]۔ مگر یہ کہ اس نے دوسری جگہ جماعت کروانی ہو[۴]۔ اگر اکیلے نماز پڑھ کر نکل جائے تو مکروہ نہیں ہے۔ مگر یہ کہ ظہر وعشاء میں اس کے نکلنے سے پہلے جماعت قائم ہوجائے[۵]۔ اور وہ ان دونوں نمازوں میں نفل پڑھنے والے کی حیثیت سے اقتداء کرلے[۶]۔ کیونکہ نماز کے بعد اس کی مثل نماز نہیں پڑھی جاسکتی[۷]۔

تشریح:

(۱): ما یجوز بہ الصلوۃ کی مقدار یہ ہے کہ وہ آیت چھ حروف سے کم نہ ہو اور بہت سے اس کے ساتھ یہ بھی شرط لگائی کہ صرف ایک کلمہ کی نہ ہو تو ان کے نزدیک مدھامتن اگرچہ پوری آیت اور چھ حروف سے زائد ہے جواز نماز کو کافی نہیں اور احتیاط اسی میں ہے کہ چھ حروف دوکلموں میں ہوں۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۶، ص ۳۴۴ تا ۳۴۶)

(۲): امام سے پہلے رکوع وسجود کرلیا اور امام نے رکوع وسجود میں مقتدی کو پالیا تو رکوع ہوگیا اور گناہ گار بھی ہوگا۔

(ملخصا بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۶۹۹)

(۳): یہ مکروہ تحریمی ہے کہ ابن ماجہ میں ہے "جس نے مسجد میں اذان سنی کسی حاجت کے بغیر چلا گیا اور اس کے واپس آنے کا ارادہ نہیں تو وہ منافق ہے"۔ (مراسیل ابی داؤد مع سنن ابی داود۔ باب ما جاء فی الاذان، ص ۶)

(۴): یا محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنی ہو اور وہاں نماز پڑھنے والا کوئی نہ ہو یا استاذ کی مسجد میں چلے جانا جہاں اسے درس کے فوت

ہونے کا خوف ہو یا کسی حاجت کے لئے جائے اور واپس آنے کا ارادہ ہو (تو اب مکروہ نہیں ہے)

(الدرالمختار مع ردالمحتار، جلد۲، ص۷۱۳، ۷۱۴)

(۵): اور وہ ان نمازوں میں متنفل کی حیثیت سے شریک ہو جائے۔اسی طرح موذن کے لئے بھی یہی حکم ہے۔کیونکہ اس طرح نکلنے میں اس کے لئے تہمت ہے۔ (فتاوی شامی، جلد۲، ص۷۱۵)

(۶): باقی تین نمازوں میں اگر تکبیر ہوئی اور یہ تنہا پڑھ چکا ہے تو باہر نکل جانا واجب ہے۔

(بہار شریعت حصہ سوم، جلد اول، ص۶۵۱)

(۷): یعنی وہ نفل کی حیثیت سے اقتداء اس لئے کرے گا کیونکہ وہ فرض پڑھ چکا ہے تو اب وقت میں دوبارہ فرض نہیں پڑھ سکتا ہے۔

باب سُجُوْدِ السَّهْوِ

يَجِبُ سَجْدَتَانِ بِتَشَهُّدٍ وَتَسْلِيْمٍ لِتَرْكِ وَاجِبٍ سَهْوًا وَإِنْ تَكَرَّرَ، وَإِنْ كَانَ تَرَكَهُ عَمَدًا أَثِمَ وَوَجَبَ إِعَادَةُ الصَّلَاةِ لِجَبْرِ نَقْصِهَا، وَلَا يَسْجُدُ فِي الْعَمَدِ لِلسَّهْوِ قِيْلَ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ تَرْكُ الْقُعُوْدِ الْأَوَّلِ أَوْ تَأْخِيْرُهُ سَجْدَةً مِنَ الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى إِلٰى آخِرِ الصَّلَاةِ وَتَفَكُّرُهُ عَمَدًا حَتّٰى شَغَلَهُ عَنْ رُكْنٍ، وَيَسُنُّ الْإِتْيَانُ بِسُجُوْدِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَيُكْتَفٰى بِتَسْلِيْمَةٍ وَاحِدَةٍ عَنْ يَمِيْنِهِ فِي الْأَصَحِّ فَإِنْ سَجَدَ قَبْلَ السَّلَامِ كُرِهَ تَنْزِيْهًا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سهوا:	بھولنا	اثم:	گناہ گار
نقصها:	نقصان کا پورا کرنا	تفکرہ:	سوچنا
یکتفی:	انحصار کرنا		

ترجمہ:

یہ باب سجدہ سہو[1] کے بیان میں ہے

کسی واجب[2] کو بھول کر چھوڑنے کی صورت میں تشہد اور سلام کے ساتھ دو سجدے واجب[3] ہیں۔ اگرچہ واجب بار بار چھوڑے۔ اگر واجب کا چھوڑنا جان بوجھ کر ہو تو وہ گناہ گار ہوگا۔ نماز کے نقصان کو پورا کرنے کے لئے نماز کا اعادہ واجب ہے[4]۔ قصداً واجب ترک کرنے کی صورت میں سجدہ سہو نہ کرے[5]۔ کہا گیا ہے کہ صرف تین صورتوں میں (قصداً ترک کرنے پر بھی) سجدہ سہو کرے۔ (۱) قعدہ اولی چھوڑنا (۲) پہلی رکعت کے سجدہ کو نماز کے آخر تک موخر کرنا (۳) جان بوجھ کر ایک رکن کی مقدار سوچنا[6]۔ سلام کے بعد سجدہ سہو کرنا سنت ہے۔ اصح قول کے مطابق دائیں طرف ایک ہی سلام کافی ہے[7]۔ اگر سلام سے پہلے سجدہ کرلیا تو یہ مکروہ تنزیہی ہے۔

تشریح:

(۱): حدیث پاک میں ہے "ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُو رکعت پڑھ کر کھڑے ہو گئے بیٹھے نہیں پھر سلام کے بعد سجدہ سہو کیا"۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۵۷)

(۲): فرض ترک ہوجانے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ سجدہ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہوسکتی اور سنن و مستحبات مثلاً

تعوذ، تسمیہ، ثناء، آمین، تکبیرات انتقال کے ترک سے بھی سجدہ سہو نہیں بلکہ نماز ہوگئی۔ مگر اعادہ مستحب ہے سہوا ترک کیا ہو یا قصدا۔

(بہار شریعت حصہ چہارم، ص ۵۸)

(۳): آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ "نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی اور تیسری رکعت پر سلام پھیر دیا۔ پھر مزید ایک رکعت پڑھی۔ پھر سلام پھیر کر دو سجدے کیئے پھر سلام پھیرا"

(متفق علیہ، باب اذا صلی خمسا ۹)

(۴): یوں ہی اگر سہواً واجب ترک ہوا اور سجدہ سہو نہ کیا جب بھی اعادہ واجب ہے۔

(الدر المختار مع رد المحتار، جلد ۲، ص ۶۵۵)

(۵): اس لئے کہ عمداً کوئی کام کرنا سہواً سے اقوی ہے۔ اقوی کا نقصان ضعیف سے پورا نہیں ہو سکتا۔

(حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۴۶۲)

(۶): ان تمام صورتوں میں نماز واجب الاعادہ ہوگی۔

(۷): بعض فقہاء نے کہا کہ دو سلاموں کے بعد سجدہ سہو کرے۔ جیسا کہ ہدایہ میں ہے مگر احتیاط اسی میں ہے کہ ایک طرف سلام کر کے سجدہ سہو کرے کیونکہ دونوں طرف سلام پھیرنا یہ کلام کے مشابہ ہے گویا نمازی اب نماز میں نہیں رہا۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۴۶۳)

فائدہ: اگر سجدہ سہو کا سلام دونوں طرف کر دیا تو سجدہ سہو ساقط اور گناہ لازم آئے گا۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۲۱۲)

وَيَسْقُطُ سُجُوْدُ السَّهْوِ بِطُلُوْعِ الشَّمْسِ بَعْدَ السَّلَامِ فِي الْفَجْرِ وَاِحْمِرَارِهَا فِي الْعَصْرِ وَبِوُجُوْدِ مَا يَمْنَعُ الْبِنَاءَ بَعْدَ السَّلَامِ، وَيَلْزَمُ الْمَأْمُوْمَ بِسَهْوِ إِمَامِهِ لَا بِسَهْوِهِ وَيَسْجُدُ الْمَسْبُوْقُ مَعَ إِمَامِهِ ثُمَّ يَقُوْمُ لِقَضَاءِ مَا سَبَقَ بِهِ وَلَوْ سَهَا الْمَسْبُوْقُ فِيْمَا يَقْضِيْهِ سَجَدَ لَهُ أَيْضًا لَا اللَّاحِقُ، وَلَا يَأْتِي الْإِمَامُ بِسُجُوْدِ السَّهْوِ فِي الْجُمُعَةِ وَالْعِيْدَيْنِ، وَمَنْ سَهَا عَنِ الْقُعُوْدِ الْأَوَّلِ مِنَ الْفَرْضِ عَادَ إِلَيْهِ مَالَمْ يَسْتَوِ قَائِمًا فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَهُوَ الْأَصَحُّ، وَالْمُقْتَدِي كَالْمُتَنَفِّلِ يَعُوْدُ وَلَوْ اِسْتَتَمَّ قَائِمًا فَإِنْ عَادَ وَهُوَ إِلَى الْقِيَامِ أَقْرَبُ سَجَدَ لِلسَّهْوِ وَإِنْ كَانَ إِلَى الْقُعُوْدِ أَقْرَبُ لَا سُجُوْدَ عَلَيْهِ فِي الْأَصَحِّ وَإِنْ عَادَ بَعْدَ مَا اِسْتَتَمَّ قَائِمًا اِخْتَلَفَ التَّصْحِيْحُ فِي فَسَادِ صَلَاتِهِ وَإِنْ سَهَا عَنِ الْقُعُوْدِ الْأَخِيْرِ عَادَ مَالَمْ يَسْجُد وَسَجَدَ لِتَأْخِيْرِهِ فَرْضَ الْقُعُوْدِ فَإِنْ سَجَدَ صَارَ فَرْضُهُ نَفْلًا وَضَمَّ سَادِسَةً إِنْ شَاءَ وَلَوْ فِي الْعَصْرِ وَرَابِعَةً فِي الْفَجْرِ وَلَا كَرَاهَةَ فِي الضَّمِّ فِيْهِمَا عَلَى الصَّحِيْحِ .

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
احمرار:	سرخی	ماموم:	مقتدی
مسبوق:	جس کی چند رکعتیں رہ گئی ہوں	استواء:	بالکل سیدھا
یعود:	لوٹنا	استتم:	سیدھا کھڑا ہونا
اقرب:	زیادہ قریب ہونا	ان شاء :	اگر وہ چاہے

ترجمہ:

فجر میں سلام کے بعد سورج طلوع ہو جانے سے اور عصر میں سورج کے سرخ ہو جانے سے [1] اور سلام کے بعد بناء کے مانع [2] شے کے پائے جانے کی وجہ سے سجدہ سہو ساقط [3] ہو جاتا ہے۔ امام کے سہو کی وجہ سے مقتدی پر تو (سجدہ) سہو لازم ہوگا نہ کہ مقتدی کے سہو سے (امام (۴) پر سجدہ سہو لازم ہوگا)۔ مسبوق امام کے ساتھ سجدہ کرے [5]۔ پھر جو رکعتیں رہ گئی تھیں ان کی ادائیگی کے لئے کھڑا ہو جائے اگر مسبوق باقی رہ جانے والی رکعتوں میں بھول گیا تو اس کے لئے بھی سجدہ کرے گا نہ کہ لاحق [6]۔ امام جمعہ اور عیدین میں سجدہ سہو نہ کرے [7] جو فرض کے قعدہ اولی سے بھول کر کھڑا ہو گیا تو ظاہر الروایت کے مطابق جب تک سیدھا کھڑا نہیں ہوا تو لوٹ آئے مقتدی متنفل کی طرح ہے اگر چہ وہ سیدھا کھڑا ہو جائے لوٹ آئے [8] پھر اگر وہ لوٹا اس حال میں کہ وہ قیام کے قریب تھا تو وہ سجدہ سہو کرے۔ اگر وہ قعدہ کے قریب تھا تو اصح قول کے مطابق اس پر سجدہ سہو نہیں ہے۔ اگر بالکل سیدھا کھڑا ہونے کے بعد لوٹ آیا تو اس کی نماز کے فاسد ہونے کے بارے میں تصحیح مختلف ہے [9]۔ اگر وہ قعدہ

اخیرہ سے بھول کر کھڑا ہو گیا تو جب تک سجدہ نہیں کیا لوٹ آئے اور فرض قعدہ میں تاخیر کی وجہ سے سجدہ سہو کرے۔ اگر اس نے (پانچویں رکعت کا) سجدہ کر لیا تو اس کے فرض نفل ہو جائیں گے [10]۔ اگر چاہے تو چھٹی رکعت ملا لے۔ اگر چہ نماز عصر میں ہو۔ فجر میں چوتھی رکعت ملا لے۔ ان دونوں نمازوں میں رکعت ملانے میں کوئی حرج نہیں، یہی صحیح قول ہے [11]۔

تشریح:

(۱): اصل ان مسائل میں یہ ہے کہ اگر وقت میں گنجائش ہو تو سجدہ سہو واجب ہے ورنہ ساقط ہو جائے گا۔

(۲): مثلاً سلام کے بعد کلام وغیرہ کیا جو کہ نماز کے منافی ہے۔

(۳): سجدہ سہو کا ساقط ہونا اگر اس کے فعل سے ہے تو اعادہ واجب ہے ورنہ نہیں۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۷۰۹)

(۴): بزار، مسند اور بیہقی سنن میں امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے پر سہو نہیں اگر امام بھول گیا تو امام و مقتدیوں پر سجدہ سہو ہے۔

(۵): سجدہ کی قید اس لئے لگائی کہ مسبوق، سلام میں امام کی اتباع نہیں کرے گا۔ یعنی وہ سلام جو امام سجدہ سہو سے پہلے کرتا ہے۔ اگر بھول کر سلام کیا ہے تو امام کے ساتھ پھیرا ہے یا کچھ وقفہ کے بعد، بصورت اول اس پر سجدہ سہو نہیں ہے اور دوسری صورت میں سجدہ سہو ہے اگر قصداً سلام پھیرا تو نماز باطل ہو جائے گی، کیونکہ مسبوق کا یہ سلام اس کی نماز کے دوران ہوا ہے۔

(جد الممتار علی رد المحتار، جلد ۲، ص ۴۶۸)

(۶): اگر اقتداء کے دوران امام سے سہو ہوا تو لاحق پر بھی سجدہ سہو واجب ہے۔ کیونکہ لاحق مابقیہ رکعات میں مقتدی کے حکم میں ہے۔ اور مسبوق مابقیہ رکعتوں میں منفرد کے حکم میں ہوتا ہے۔

(۷): کثرت جماعت کی وجہ سے فتنہ کو دور کرنے کے لئے یہ حکم ہے۔ اور مفاسد کو دور کرنا مصالح کو جمع کرنے سے بہتر ہے۔ (یہاں پر سجدہ سہو مصالح سے ہے مگر فتنہ میں مبتلا کرنا مفاسد سے ہے لہذا سجدہ سہو نہ کرے)

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۵۱۵)

(۸): نفل پڑھنے والے پر ہر قعدہ فرض ہوتا ہے۔ لھذا وہ قعدہ کی طرف لوٹ آئے۔

(۹): قعود سے قریب ہونے کی علامت یہ ہے کہ نیچے کا آدھا بدن ابھی سیدھا نہ ہونے پایا تو لوٹ آئے، اور سجدہ سہو بھی نہیں۔ اور قیام سے قریب ہونے کی علامت یہ ہے کہ نیچے والا نصف حصہ سیدھا اور پیٹھ میں خم ہے تو مذہب اصح وارجح میں پلٹ آنے ہی کا حکم ہے مگر اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔ اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو پلٹنے کا اصلاً حکم نہیں پھر بھی اگر پلٹ آیا تو بہت برا کیا گناہ

گارہوا۔ یہاں تک کہ حکم ہے کہ فوراً کھڑا ہو جائے۔ اور اگر امام ایسا کرے تو مقتدی اس کی پیروی کرے کھڑے رہے یہاں تک کہ وہ پھر قیام میں آئے مگر مذہب اصح میں نمازیوں بھی نہ جائے گی۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۱۸)

(۱۰): یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ اس نے قعدہ اخیرہ نہ کیا ہو اگر قعدہ اخیرہ کر کے کھڑا ہو گیا تو مقتدی اس کی اتباع نہ کرے۔ بلکہ اس کا انتظار کریں، اور جونہی وہ پانچویں رکعت کا سجدہ کرے یہ اکیلے ہی سلام پھیر دے اور امام ایک رکعت اور ملائے تاکہ یہ وہ نفل ہو جائے۔ (بہار شریعت حصہ چہارم، ص ۶۱)

(۱۱): اس لئے کہ فجر میں جو دو رکعت سنت سے زائد نماز کی جو کراہت ہے وہ قصداً کی صورت میں ہے اب یہاں نوافل کی کراہت کا تعارض ہو رہا ہے۔ ایک رکعت نفل پڑھنے اور وقت کی کراہت میں۔ کیونکہ ایک رکعت نماز نہیں ہوتی، اور ان اوقات میں نوافل مکروہ ہے لہذا جب یہ دونوں دلیلیں برابر ہیں تو اصول فقہ کے قاعدے کے تحت کہ جب دو دلیلیں آپس میں متعارض ہو تو وہ ساقط ہو جاتی ہیں۔ لہذا یہاں بھی حکم ساقط ہو گیا۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۵۱۹)

وَلاَ يَسْجُدُ لِلسَّهْوِ فِي الْاَصَحِّ وَإِنْ قَعَدَ الْاَخِيْرَ ثُمَّ قَامَ عَادَ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ إِعَادَةِ التَّشَهُّدِ فَإِنْ سَجَدَ لَمْ يَبْطُلْ فَرْضُهُ وَضَمَّ إِلَيْهَا أُخْرٰى لِتَصِيْرَ الزَّائِدَتَانِ لَهُ نَافِلَةً وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ وَلَوْ سَجَدَ لِلسَّهْوِ فِي شَفْعِ التَّطَوُّعِ لَمْ يَبْنِ شَفْعًا آخَرَ عَلَيْهِ اِسْتِحْبَابًا فَإِنْ بَنٰى أَعَادَ سُجُوْدَ السَّهْوِ فِي الْمُخْتَارِ وَلَوْ سَلَّمَ مَنْ عَلَيْهِ سَهْوٌ فَاقْتَدٰى بِهٖ غَيْرُهٗ صَحَّ إِنْ سَجَدَ لِلسَّهْوِ وَإِلَّا فَلاَ يَصِحُّ، وَيَسْجُدُ لِلسَّهْوِ وَإِنْ سَلَّمَ عَامِدًا لِلْقَطْعِ مَالَمْ يَتَحَوَّلْ عَنِ الْقِبْلَةِ أَوْ يَتَكَلَّمْ وَلَوْ تَوَهَّمَ مُصَلٍّ رُبَاعِيَةً أَوْ ثُلاَثِيَّةً أَنَّهُ أَتَمَّهَا فَسَلَّمَ ثُمَّ عَلِمَ أَنَّهُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ أَتَمَّهَا وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ، وَإِنْ طَالَ تَفَكُّرُهُ وَلَمْ يُسَلِّمْ حَتّٰى اِسْتَيْقَنَ إِنْ كَانَ قَدْرَ أَدَاءِ رُكْنٍ وَجَبَ عَلَيْهِ سُجُوْدُ السَّهْوِ وَإِلَّا لاَ۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تشهد:	تشہد کو دہرائے بغیر	شفع التطوع:	دو رکعت نفل
مختار:	پسندیدہ قول	عامدا:	جان بوجھ کر، قصدا
یتحول:	پھرنا	توھم:	وہم ہونا، خیال آنا
طال:	لمبا ہونا، زیادہ دیر تک	استیقن:	یقین ہونا

ترجمہ:

اصح قول کے مطابق وہ سجدہ سہو نہ کرے[۱]۔ اگر اس نے قعدہ اخیرہ کیا پھر کھڑا ہو کر لوٹ آیا تو تشہد کا اعادہ کئے بغیر سلام پھیر دے۔ اگر اس نے سجدہ کر لیا تو اس کے فرض باطل نہ ہوں گے۔ اور اس کے ساتھ ایک رکعت اور ملا لے تاکہ یہ دو زائد رکعتیں اس کے لئے نفل ہو جائیں۔ اور سجدہ سہو کرے۔ اگر دو رکعت نفل میں اس نے سجدہ سہو کر لیا تو اس پر مزید نفل کی بناء نہ کرے[۲] اگر بناء کر لی تو مختار مذہب کے مطابق سجدہ سہو کا اعادہ کر لے۔ جس پر سہو تھا[۳] اس نے سلام پھیر دیا۔ اور کسی دوسرے نے اس کی اقتداء کر لی تو صحیح ہے۔ جبکہ اس نے سجدہ سہو کر لیا ہو۔ ورنہ صحیح نہیں ہے[۴]۔ اگر اس نے جان بوجھ کر نماز توڑنے کے لئے سلام پھیرا تو وہ سجدہ سہو کرے جب تک وہ قبلہ سے نہ پھرے یا کلام نہ کرے[۵]۔ اگر تین یا چار رکعت والی نماز میں نمازی کو وہم ہوا کہ اس نے نماز مکمل کر لی ہے اور اس نے سلام پھیر دیا پھر اسے معلوم ہوا کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں تو نماز کو مکمل کرے۔ اور سجدہ سہو کر لے۔ اگر کافی دیر تک سوچتا رہا اور سلام نہیں پھیرا یہاں تک کہ اسے یقین ہو گیا۔ اگر یہ سوچنا ایک رکن کی[۶] مقدار تھا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے ورنہ نہیں۔

تشریح:

(۱): ترک قعدہ اخیرہ کر کے جو فساد آیا ہے وہ سجدہ سہو سے پورا نہیں ہو سکتا ہے۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص۴۷۰)

(۲): اگر فرض میں سہو ہوا اور اس پر قصداً نفل کی بناء کر لی تو سجدہ سہو نہیں بلکہ فرض کا اعادہ کرے۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص۵۹)

(۳): جس پہ سہو نہ تھا اس نے سلام پھیر دیا اور سجدہ سہو کر لیا تو مسبوق اور جو شخص اس سلام کے بعد شریک ہوا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ امام کے ساتھ نماز کی کسی جزء میں شراکت نہیں ہوئی۔ (فتاوی رضویہ، جلد۸، ص۱۸۵)

(۴): کیونکہ وہ سلام پھیرتے ہی نماز سے باہر ہو گیا۔ امام محمد و زفر کے نزدیک اسکی اقتداء صحیح ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۵۲۱)

(۵): اگر تو اسے سجدہ سہو یاد تھا جان بوجھ کر سلام پھرا تو سلام کرتے ساتھ ہی نماز سے باہر ہو گیا اور سجدہ سہو نہیں کر سکتا، اعادہ کر لے۔ ہاں اگر بھول کر ایسا ہوا ہے تو جب تک کوئی فعل منافی نماز نہیں کرے گا سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص٦٦)

(٦): ایک رکن کی مقدار مثلاً تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار سوچتا رہا۔ (فتاوی رضویہ، جلد۸، ص۱۷۷)

فَصْلٌ: فِی الشَّکِّ فِی الصَّلَاۃِ وَالطَّھَارَۃِ

تَبْطُلُ الصَّلَاۃُ بِالشَّکِّ فِی عَدَدِ رَکْعَاتِھَا إِذَا کَانَ قَبْلَ إِکْمَالِھَا وَھُوَ أَوَّلُ مَاعَرَضَ لَہٗ مِنَ الشَّکِّ أَوْ کَانَ الشَّکُّ غَیْرَ عَادَۃٍ لَہٗ، فَلَوْ شَکَّ بَعْدَ سَلَامِہٖ لَا یُعْتَبَرُ إِلَّا اَنْ تَیَقَّنَ بِالتَّرْکِ، وَإِنْ کَثُرَ الشَّکُّ عَمِلَ بِغَالِبِ ظَنِّہٖ فَإِنْ لَمْ یَغْلِبْ لَہٗ ظَنٌّ أَخَذَ بِالْأَقَلِّ وَقَعَدَ بَعْدَ کُلِّ رَکْعَۃٍ ظَنَّھَا آخِرَ صَلَاتِہٖ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اکمال:	مکمل کرنا	عرض:	پیش آنا، لاحق ہونا
تیقن:	پختہ یقین ہونا	اخذ:	عمل کرے
آخر:	آخری رکعت		

ترجمہ:

یہ فصل نماز میں شک (۱) ہوجانے کے بارے میں ہے

رکعتوں کی تعداد میں شک سے نماز باطل ہوجاتی ہے جبکہ یہ معاملہ نماز کے مکمل کرنے سے پہلے کا ہو اور اسکو یہ شک پہلی مرتبہ ہوا ہو یا شک اس کی عادت نہ ہو۔ اگر یہ شک نماز کے بعد ہو تو اس کا اعتبار نہیں کیا گیا (۲) مگر یہ کہ اسے رکعتیں رہ جانے کا یقین ہوجائے۔ اگر شک بہت زیادہ ہو تو وہ ظن غالب کے مطابق عمل (۳) کرے۔ اگر اسے غلبہ ظن حاصل نہ ہو تو وہ کم ترین پر عمل کرے (۴) اور ہر رکعت کے بعد اس کو آخری رکعت گمان کرتے ہوئے قعدہ کرے (۵)۔

تشریح:

(۱): نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب تم میں سے کسی ایک کو شک ہو کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ تو وہ نئے سرے سے نماز پڑھے" (ابن ابی شیبہ۔ باب من قال اذا شک فلم ادرکم صلی اعاد، ۱/۴۷۹)

(۲): اگر نماز کے بعد یقین ہے کہ کوئی فرض رہ گیا مگر اس میں شک ہے کہ وہ کیا ہے تو پھر سے پڑھنا فرض ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۵۲۴)

نوٹ: جس کو شمار رکعت میں شک ہو اور بلوغ کے بعد یہ پہلا واقعہ ہو تو سلام پھیر کر یا کوئی عمل منافی نماز کر کے توڑ دے اور نماز سرے سے پڑھے اور اگر یہ شک پہلی بار نہ ہو تو غالب گمان پر عمل کرے۔ ورنہ کم کی جانب کو اختیار کرے۔

(۳): شک کی سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے اور غلبہ ظن میں نہیں مگر جب کہ سوچنے میں ایک رکن کا وقفہ ہوگیا تو

واجب ہوگیا۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۶۸)

(۴): اگر اس کو دو اور تین میں شک ہو تو دو رکعت شمار کرے۔

(۵): کہ تیسری رکعت کا چوتھی ہونا محتمل ہے۔ اور چوتھی میں قعدہ کے بعد سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دے۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۶۷)

نوٹ: عادت یا کثرت شک کا اعتبار نہ ہوگا۔

بَابُ سُجُوْدِ التِّلَاوَةِ

سَبَبُهُ التِّلَاوَةُ عَلَى التَّالِي وَالسَّامِعِ فِي الصَّحِيْحِ وَهُوَ وَاجِبٌ عَلَى التَّرَاخِي إِنْ لَّمْ يَكُنْ فِي الصَّلَاةِ وَكُرِهَ تَأْخِيْرُهُ تَنْزِيْهًا وَيَجِبُ عَلَى مَنْ تَلَا آيَةً وَلَوْ بِالْفَارِسِيَّةِ وقراءةُ حَرْفِ السَّجْدَةِ مَعَ كَلِمَةٍ قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ مِنْ آيَتِهَا كَالْآيَةِ فِي الصَّحِيْحِ، وَآيَاتُهَا أَرْبَعَ عَشَرَةَ آيَةً فِي الْأَعْرَافِ وَفِي الرَّعْدِ وَالنَّحْلِ وَالْإِسْرَاءِ، وَمَرْيَمَ وَالْحَجِّ وَالْفُرْقَانِ وَالنَّمْلِ وَالسَّجْدَةِ وص وحم السَّجْدَةِ وَالنَّجْمِ وَانشقَّت وَاقْرَأْ وَيَجِبُ السُّجُوْدُ عَلَى مَنْ سَمِعَ وَإِنْ لَّمْ يَقْصِدِ السَّمَاعَ إِلَّا الْحَائِضَ وَالنُّفَسَاءَ وَالْإِمَامَ وَالْمُقْتَدِيَ بِهِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تالی:	تلاوت کرنے والا	تراخی:	تاخیر
اربع عشرة آية:	چودہ آیات	قصد:	ارادہ کرنا
سماع:	سننا		

ترجمہ:

یہ باب سجدہ تلاوت[1] کے بارے میں ہے

سجدہ تلاوت کا سبب صحیح قول کے مطابق تلاوت کرنے والے اور سننے والے پر اس کی تلاوت[2] ہے۔ اگر وہ نماز میں نہ ہو تو یہ تاخیر کے ساتھ واجب ہوتا ہے۔ اس کی تاخیر کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ جو آیت سجدہ اگرچہ فارسی میں ہو تلاوت کرے تو اس پر سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے[3]۔ صحیح قول کے مطابق آیت سجدہ میں سے حرف سجدہ کو پہلے والے یا بعد والے کلمے کے ساتھ ملا کر پڑھنا آیت کی طرح ہے[4]۔ آیت سجدہ چودہ ہیں۔ (۱) سورۃ اعراف (۲) سورۃ رعد (۳) سورۃ نحل (۴) سورۃ

اسراء(۵)سورۃ مریم (۶)سورۃ حج میں پہلی جگہ جہاں سجدہ کا ذکر ہے(۷)سورۃ فرقان (۸)سورۃ نمل(۹)سورۃ

سجدہ(۱۰)سورہ نجم(۱۱)سورۃ انشقت (۱۲)سورۃ اقرا[۵]۔

جس نے آیت سجدہ سنی اس پر (آیت) سجدہ واجب ہے اگر چہ اس نے سننے کا قصد نہ کیا ہو مگر حیض اور نفاس والی

عورتیں[۶]، امام اور مقتدی[۷] (ان پر واجب نہیں)۔

تشریح:

(۱): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "جب ابن آدم آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان ہٹ جاتا ہے اور روکر کہتا ہے، ہائے میری بربادی! ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا اور اس نے سجدہ کیا، اس کے لئے جنت ہے اور مجھے حکم ہوا میں نے انکار کر دیا، میرے لئے دوزخ ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، ص۲۹۲، حدیث ۸۴۴)

(۲): آیات سجدہ تین طرح کی ہیں۔(۱) ایک وہ جن میں صراحتاً سجدہ کرنے کا حکم ہے۔(۲) جن میں شکرانے کے طور پر حکم دیا گیا(۳) جس میں انبیاء کرام کے سجدہ کو ذکر کیا گیا ہے۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۵۲۷)

(۳): آیت سجدہ کا ترجمہ سنا تو سجدہ تلاوت لازم ہے جبکہ اس کا معنی بھی سمجھتا ہو۔ اور جس زبان میں ترجمہ ہو اس زبان کو بھی جانتا ہو۔ (ملخصاً فتاوی رضویہ، ج۸، ص۲۳۸)

(۴): اعلی حضرت فرماتے ہیں:

اصل مذہب وظاہر الروایہ میں ہے کہ ساری آیت بتمامہا اس کا سبب ہے یہاں تک کہ اگر ایک حرف باقی رہ جائے سجدہ نہ آئے گا۔ مگر متاخرین علماء کا یہ مذہب ہے کہ آیت سجدہ سے صرف دو کلمے پڑھنا موجب سجدہ ہے۔ اور متاخرین کے قول پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ سجدہ میں کوئی ضرر نہیں ہے۔ لہذا انسب یہی ہے کہ متاخرین کے قول پر ہی عمل کرلیا جائے۔

(فتاوی رضویہ، جلد۸، ص۲۲۳ تا ۲۳۲)

(۵): سورۃ اعراف کی آخری آیت (ان الذین عند ربک لایستکبرون عن عبادتہ ویسبحونہ ولہ یسجدون) سورۃ رعد میں یہ آیت (وللہ یسجد مافی السموات وما فی الارض من دابۃ والملئکۃ وھم لایستکبرون) سورۃ بنی اسرائیل میں یہ آیت (ان الذین اوتو العلم من قبلہ اذا یتلی علیھم یخرون للاذقان سجدا ویقولون سبحن ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا ویخرون للاذقان یبکون ویزیدھم خشوعا) سورۃ

مریم میں یہ آیت(اذا تتلی علیهم آیت الرحمن خرو سجدو بکیا)سورۃ حج میں(ومن یهن الله فما له من مکرم،ان الله یفعل مایشاء)سورۃ فرقان میں آیت(واذا قیل لهم اسجدو للرحمن قالوا وما الرحمن اسجد لما تامرنا وزادهم نفورا)سورۃ نمل(الله لا اله الا هورب العرش العظیم)سورۃ الم تنزیل میں(انما یؤمن بایتنا الذین اذا ذکروالیها خروا سجدا وسبحوه بحمد ربهم وهم لا یستکبرون)سورۃ نجم میں(فاسجدو والله واعبدو)سورۃ انشقاق میں یہ آیت(فمالهم لا یومنون،واذا قرئ علیهم القرآن لا یسجدون)سورۃ اقراء میں یہ آیت(واسجدو اقترب)۔

(۶): کیونکہ آیت سجدہ اسی پر واجب ہے جو کہ وجوب نماز کا اہل ہو یعنی ادا یا قضاء کا حکم ہو اور حیض ونفاس والی عورتوں کو نہ ہی ادا کا حکم ہے نہ ہی قضاء کا۔ (ملخصا بہار شریعت،حصہ چہارم،ص۷۸)

(۷): یعنی مقتدی نے آیت سجدہ پڑھی تو نہ خود اس پر سجدہ واجب ہے نہ امام پر نہ اور مقتدیوں پر نہ نماز میں نہ بعد نماز اور یہ حکم شیخین کے نزدیک ہے اور اسی پر فتوی ہے۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح،ص۵۳۰)

وَلَوْ سَمِعُوْهَا مِنْ غَيْرِهٖ سَجَدُوْا بَعْدَ الصَّلَاةِ وَلَوْ سَجَدُوْا فِيْهَا لَمْ تَجْزِهِمْ وَلَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُمْ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَيَجِبُ بِسَمَاعِ الْفَارِسِيَّةِ إِنْ فَهِمَهَا عَلَى الْمُعْتَمَدِ وَاخْتَلَفَ التَّصْحِيْحُ فِي وُجُوْبِهَا بِالسَّمَاعِ مِنْ نَائِمٍ أَوْ مَجْنُوْنٍ وَلَا تَجِبُ بِسَمَاعِهَا مِنَ الطَّيْرِ وَالصَّدٰى وَتُؤَدّٰى بِرَكُوْعٍ أَوْ سُجُوْدٍ فِي الصَّلَاةِ غَيْرِ رَكُوْعِ الصَّلَاةِ وَسُجُوْدِهَا وَيُجْزِئُ عَنْهَا رَكُوْعُ الصَّلَاةِ إِنْ نَوَاهَا وَسُجُوْدُهَا وَإِنْ لَمْ يَنْوِهَا إِذَا لَمْ يَنْقَطِعْ فَوْرُ التِّلَاوَةِ بِأَكْثَرَ مِنْ آيَتَيْنِ وَلَوْ سَمِعَ مِنْ إِمَامٍ فَلَمْ يَأْتَمَّ بِهٖ أَوِ ائْتَمَّ فِي رَكْعَةٍ أُخْرٰى سَجَدَ خَارِجَ الصَّلَاةِ فِي الْأَظْهَرِ وَإِنِ ائْتَمَّ قَبْلَ سُجُوْدِ إِمَامِهٖ لَهَا سَجَدَ مَعَهٗ فَإِنِ اقْتَدٰى بِهٖ بَعْدَ سُجُوْدِهَا فِي رَكْعَتِهَا صَارَ مُدْرِكًا لَهَا حُكْمًا فَلَا يَسْجُدُهَا أَصْلًا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اجزاء:	کفایت کرنا	فهم:	سمجھنا
معتمد:	قابل اعتماد	نائم:	سویا ہوا شخص
طير:	پرندہ	صدى:	بازگشت

ترجمہ:

اگر امام اور مقتدی نے کسی اور سے سنا تو نماز کے بعد سجدہ کریں [۱]۔ اگر انہوں نے نماز کے اندر سجدہ (تلاوت) کیا تو ان کے لئے یہ کافی نہیں ہوگا [۲]۔ ظاہر الروایہ کے مطابق ان کی نماز بھی فاسد نہ ہوگی [۳]۔ فارسی زبان میں آیت سجدہ سننے سے بھی سجدہ تلاوت واجب ہو جائے گا اگر اس کو سمجھتا ہو معتمد قول یہی ہے۔ سونے والے یا مجنون سے آیت سجدہ سننے سے۔ سجدہ تلاوت کے واجب ہونے میں تصحیح مختلف ہے [۴]۔ پرندے اور بازگشت سے سننے کی صورت میں سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا [۵]۔ سجدہ تلاوت، نماز کے رکوع وسجود کے علاوہ نماز میں (علیحدہ) رکوع وسجود سے ادا ہو جاتا ہے۔ سجدہ تلاوت کے لئے نماز کا رکوع بھی کافی ہے [۶]۔ اگر اس کی نیت کرے اور سجدہ بھی کافی ہے اگر چہ اس کی نیت نہ کرے۔ جبکہ تلاوت دو آیات سے زائد پر ختم نہ ہو۔ اگر اس نے امام سے آیت سجدہ سنی اور امام کی اقتداء نہ کی یا دوسری رکعت میں اقتداء کی تو اظہر قول کے مطابق نماز کے باہر سجدہ تلاوت کرے [۷]۔ اگر امام کے سجدہ کرنے سے پہلے اقتداء کر لی تو وہ امام کے ساتھ سجدہ تلاوت کرے [۸]۔ اگر اس کے سجدہ تلاوت کے بعد اسی رکعت میں اقتداء کی تو حکماً اس سجدہ تلاوت کو پانے والا شمار ہوگا [۹]۔ پس اب

اصلاسجدہ تلاوت نہ کرے۔

تشریح:

(۱): البتہ خواہ وہ منفرد ہو یا دوسرے امام کا مقتدی یا دوسرا امام ان پر بعد نماز سجدہ واجب ہے۔ یو ہیں اس پر واجب ہے جو نماز میں نہ ہو۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۷۸)

(۲): لہذا نماز کے بعد پھر کرنا ہوگا۔

(۳): ہاں اگر تلاوت کرنے والے کے ساتھ سجدہ کیا اور اتباع کا قصد بھی کیا تو نماز فاسد ہوگئی۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۷۸)

(۴): صحیح یہی ہے کہ سننے والے پر واجب ہے جبکہ عاقل بالغ مسلمان نے سنی ہو۔ اگر جنون ایک دن رات سے کم ہو تو مجنون کے پڑھنے یا سننے کی صورت میں اس پر بھی واجب ہوگا۔ (مراقی الفلاح مع حاشیہ طحطاوی، ص ۴۸۵)

(۵): صدا سے تو اس لئے سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا کہ سجدہ تلاوت کا وجوب سماع اول پر ہے۔ جبکہ بازگشت کی آواز دوبارہ پلٹتی ہے۔ اور پرندے سے اس لئے واجب نہ ہوگا۔ کہ وجوبِ سجدہ کے لئے بالغ ہونا اور ایک قول کے مطابق اہل ہوش سے ہونا ضروری ہے۔ اور ٹیپ ریکارڈر میں اگر آیت سجدہ پڑھی جائے تو بھی سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا کہ یہ صدا کے حکم میں ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۸ رسالہ الکشف شافیا فی حکم فونو جرافیا، ص ۱۴۶ تا ۶۵۲)

اگر ٹیلی وژن سے براہ راست آیت سجدہ سنی تو سجدہ تلاوت کرلے۔

(۶): رکوع سے جب ادا ہوگا کہ فورا کرے۔ فورا نہ کیا تو سجدہ کرنا ضروری ہے اور اگر علیحدہ سے رکوع وسجود کیا تو مستحب یہ ہے کہ اس کے بعد قیام کی طرف لوٹے دو یا تین آیات پڑھ کر رکوع نماز کرے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۲۳)

(۷): کیونکہ سبب پایا گیا ہے اور وہ آیت سجدہ کی تلاوت ہے۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۴۹۲)

(۸): امام کے ساتھ سجدہ اس لئے کرے کہ اگر امام نے سجدہ نہ کیا تو مقتدی بھی نہ کرے اگرچہ مقتدی نے آیت سجدہ سنی ہو۔ کیونکہ مقتدی اگر تنہا سجدہ کرے گا تو امام کی مخالفت لازم آئے گی اور نماز کے بعد اس لئے نہیں کرسکتا کہ نماز کے سجدہ تلاوت کو باہر قضا نہیں کیا جاسکتا ہے۔ (ضوء المصباح، حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۲۴)

(۹): جیسا کہ وتر جماعت سے ہو رہی ہو تو مقتدی قنوت کے بعد رکوع میں شامل ہوا تو یہ مسبوق اپنی بقیہ رکعتوں میں دعائے قنوت نہیں پڑھے گا۔

وَلَمْ تَقْضِ الصَّلَاتِيَّةَ خَارِجَهَا وَلَوْ تَلَا خَارِجَ الصَّلَاةِ فَسَجَدَ ثُمَّ أَعَادَ فِيْهَا سَجَدَ أُخْرَىٰ، وَإِنْ لَمْ يَسْجُدْ أَوَّلًا كَفَتْهُ وَاحِدَةٌ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ كَمَنْ كَرَّرَهَا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ لَا مَجْلِسَيْنِ، وَيَتَبَدَّلُ الْمَجْلِسُ بِالْاِنْتِقَالِ مِنْهُ وَلَوْ كَانَ مُسْدِيًا وَبِالْاِنْتِقَالِ مِنْ غُصْنٍ إِلَىٰ غُصْنٍ وَعَوْمٍ فِي نَهْرٍ أَوْ حَوْضٍ كَبِيْرٍ فِي الْأَصَحِّ، وَلَا يَتَبَدَّلُ بِزَوَايَا الْبَيْتِ وَالْمَسْجِدِ وَلَوْ كَبِيْرًا وَلَا بِسَيْرِ سَفِيْنَةٍ وَلَا بِرَكْعَةٍ وَبِرَكْعَتَيْنِ وَشَرْبَةٍ وَأَكْلِ لُقْمَتَيْنِ وَمَشْيِ خُطْوَتَيْنِ وَلَا بِاتِّكَاءٍ وَقُعُوْدٍ وَقِيَامٍ وَرُكُوْبٍ وَنُزُوْلٍ فِي مَحَلِّ تِلَاوَتِهِ وَلَا بِسَيْرِ دَابَّتِهِ مُصَلِّيًا وَيَتَكَرَّرُ الْوُجُوْبُ عَلَى السَّامِعِ بِتَبْدِيْلِ مَجْلِسِهِ وَقَدْ اتَّحَدَ مَجْلِسُ التَّالِي لَا بِعَكْسِهِ عَلَى الْأَصَحِّ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
الصلاتية:	نماز کا سجدہ	مسديا:	کپڑے کا تانا بنانا
غصن:	شاخ	وعوم:	تیرنا
بزوايا:	زاویے سے مراد کنارے ہیں	خطوتين:	دوقدم چلنا
باتكاء:	ٹیک لگانا	ركوب:	سوار ہونا
نزول:	اترنا		

ترجمہ:

نماز کے سجدہ تلاوت کی قضاء بیرون نماز کی جائے گی۔ اگر نماز کے باہر آیت سجدہ تلاوت کی پھر سجدہ کیا پھر نماز میں یہی آیت سجدہ (۱) دھرائی تو دوبارہ سجدہ کرے اگر اس نے پہلا سجدہ نہیں کیا تو ظاہر الروایت کے مطابق اس کیلئے ایک ہی سجدہ کافی ہے جیسا کہ وہ شخص جو ایک ہی مجلس میں بار بار آیت سجدہ تلاوت (۲) کرے نہ کہ دو مجلسوں میں۔ ایک جگہ (۳) سے دوسری جگہ جانا اگر چہ ٹہنی پر تانا لگانے سے ہو ایک شاخ سے دوسری شاخ کی طرف جانے سے، اور نہر یا بڑے حوض میں غوطہ لگانے سے مجلس تبدیل ہو جاتی ہے۔ یہی اصح قول ہے۔ گھر اور (۴) مسجد کے کونے بدلنے سے اگر چہ بڑی مسجد ہو نہ ہی کشتی کے چلنے سے (۵)، نہ ہی ایک یا دو رکعتیں پڑھنے سے، پانی پینے، دو لقمے کھانے سے، دو قدم چلنے سے نہ ہی ٹیک لگانے سے، بیٹھنے، قیام، سوار ہونے سے، تلاوت کی جگہ پر اترنے سے، نہ ہی چلتی ہوئی سواری پر نماز پڑھنے سے (۶) مجلس تبدیل ہوتی ہے۔ سامع کی مجلس تبدیل ہونے کی وجہ سے سامع پر سجدہ کا وجوب بار بار ہوگا جبکہ تلاوت کرنے والے کی مجلس ایک ہو اصح قول کے مطابق اس کی برعکس (۷) صورت میں واجب نہیں ہوگا۔

تشریح:

(۱): کیونکہ نماز کا سجدہ تلاوت اقوی ہے اور نماز سے باہر آیت سجدہ تلاوت کرنا ضعیف ہے تو قوی ضعیف کے تابع نہیں ہوسکتا۔ (ذریعۃ النجاح حاشیہ نورالایضاح، ص۱۲۵)

(۲): نماز کا سجدہ، دونوں آیات سجدہ کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ نماز کا سجدہ تلاوت قوی ہے۔ لہذا خارجی سجدہ، صلوتیہ سجدے کے تابع ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر اس نے نماز کے اندر بھی سجدہ تلاوت نہ کیا تو پہلے والا سجدہ بھی ساقط ہوجائے گا۔ لیکن گناہ گار ہوگا۔ (مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی، ص۴۹۳)

(۳): کیونکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بار بار قرآن مجید پڑھتے تھے اور اسی طرح آقا علیہ السلام بار بار اپنے اصحاب پر آیت سجدہ تلاوت فرماتے تھے اور سب کے لئے ایک ہی سجدہ کرتے تھے۔

(امداد الفتاح شرح نورالایضاح، ص۵۳۷)

(۴): اعلی حضرت فتاوی رضویہ میں فتاوی شامی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''مجلس ہر ایسے کام سے حکما تبدیل ہوجاتی ہے۔ جسے عرف میں ماقبل کام کو ختم کرنے والا کہا جاتا ہو۔ (فتاوی رضویہ، جلد۸، ص۴۲۵)

(۵): اگر مکان بڑا ہو جیسے شاہی محل تو ایسے مکان میں ایک گوشے سے دوسرے گوشے میں جانے سے مجلد تبدیل ہوجائے گی۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص۸۵)

(۶): یہی حکم ریل گاڑی کا ہونا چاہیے۔ اگر نماز نہ پڑھ رہا ہو تو جانور کے چلنے سے مجلس بدل جاتی ہے۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص۸۵)

(۷): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر تلاوت کرنے والے کی مجلس بدل رہی ہے اور سامع کی مجلس نہیں بدل رہی تو سامع پر ایک ہی سجدہ تلاوت ہوگا اور تلاوت کرنے والے پر جتنی وہ آیات سجدہ پڑھے گا تو اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے۔

وَكُرِهَ أَنْ يَقْرَأَ سُوْرَةً وَيَدَعَ آيَةَ السَّجْدَةِ لاَ عَكْسُهُ وَندبَ ضَمُّ آيَةٍ أَوْ أَكْثَرَ إِلَيْهَا وَنُدِبَ إِخْفَاؤُهَا عَنْ غَيْرِ مُتَأَهِّبٍ لَهَا وَنُدِبَ الْقِيَامُ ثُمَّ السُّجُوْدُ لَهَا وَلاَ يَرْفَعُ السَّامِعُ رَأْسَهُ مِنْهَا قَبْلَ تَالِيْهَا وَلاَ يُؤْمَرُ التَّالِي بِالتَّقَدُّمِ وَلاَ السَّامِعُوْنَ بِالْاِصْطِفَافِ فَيَسْجُدُوْنَ كَيْفَ كَانُوْا وَشَرْطُ لِصِحَّتِهَا شَرَائِطُ الصَّلاَةِ إِلاَّ التَّحْرِيْمَةَ، وَكَيْفِيَّتُهَا أَنْ يَسْجُدَ سَجْدَةً وَاحِدَةً بَيْنَ تَكْبِيْرَتَيْنِ هُمَا سُنَّتَانِ، بِلاَ رَفْعِ يَدٍ وَلاَ تَشَهُّدٍ وَلاَ تَسْلِيْمٍ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
یدع:	چھوڑ دینا	اخفاؤھا:	آہستہ
تقدم:	آگے بڑھنے کی	اصطفاف:	صف بندی

ترجمہ:

یہ مکروہ ہے[1] کہ وہ کوئی سورت پڑھے اور آیت سجدہ چھوڑ دے۔ اس کا برعکس مکروہ نہیں ہے (۲)۔ آیت سجدہ کے ساتھ ایک آیت یا ایک سے زائد (آیات) کا ملانا مستحب ہے۔ جب لوگ سننے کے لیے تیار نہ ہوں تو آیت سجدہ کو آہستہ پڑھنا مستحب ہے۔ قیام (سجدہ تلاوت) کے لئے مستحب ہے۔ پھر سجدہ کرے۔ سامع اپنے سر کو، آیت سجدہ کے تلاوت کرنے والے سے پہلے نہ اٹھائے تلاوت کرنے والے کو آگے بڑھنے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ اور نہ ہی سننے والوں کو صفیں بنانے کا حکم دیا جائے گا۔ جس جگہ وہ ہوں سجدہ کریں (۳)۔ سجدہ تلاوت کے صحیح ہونے کیلئے نماز کی شرائط کا لحاظ رکھا جائے گا سوائے تحریمہ کے اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو تکبیروں کے درمیان ایک سجدہ کرے[4]۔ یہ تکبیریں ہاتھوں کو اٹھائے بغیر سنت ہیں اور اس میں نہ ہی تشہد ہے اور نہ ہی سلام۔

تشریح:

(۱): یہ مکروہ تحریمی ہے اور اس میں یہ وہم ہوتا ہے کہ یہ لزوم سجدہ سے بچنا چاہ رہا ہے اور یہ مومنین کے اخلاق میں سے نہیں ہے۔ (حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص۴۹۱)

(۲): یعنی آیت سجدہ پڑھے اور باقی کو چھوڑ دے۔ خانیہ میں ہے کہ کراہت اس وقت نہیں ہے جبکہ یہ نماز کے باہر ہو ورنہ نماز کے اندر ایک ہی آیت پر اقتصار مکروہ تحریمی ہے۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۱۲۵)

(۳): یہ طریقہ مستحب ہے۔ اور یہ حقیقۃً اقتداء نہیں ہے لہذا تلاوت کرنے والے کا سجدہ فاسد ہو جائے تو سامعین کے سجدوں پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص۸۰)

(۴): شروع وآخر دونوں بار اللہ اکبر کہنا سنت ہے کھڑے ہوکر سجدہ میں جانا اور سجدہ کے بعد کھڑا ہونا یہ دونوں قیام مستحب ہیں۔ (بہار شریعت حصہ چہارم، ص۸۰)

فصل: سَجْدَةُ الشُّكْرِ مَكْرُوهَةٌ عِنْدَ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ الله لا يُثَابُ عَلَيْهَا، وَقَالا هِيَ قُرْبَةٌ يُثَابُ عَلَيْهَا، وَهَيْئَتُهَا مِثْلُ سَجْدَةِ التِّلاوَةِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
یثاب:	اجر، ثواب	قربة:	نیکی کا کام
هیئت:	طریقہ		

ترجمہ:

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک سجدہ شکر مکروہ [۱] ہے اس پر ثواب نہیں دیا جائے گا۔ اور سجدہ شکر کو چھوڑ دے۔ صاحبین کہتے ہیں یہ نیکی ہے۔ اس پر ثواب دیا جائے گا [۲]۔ اس کا طریقہ سجدہ تلاوت کی مثل ہے [۳]۔

تشریح:

(۱): کہا گیا ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کے مشروع ہونے کا انکار نہیں کیا ہے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ نے سجدہ شکر کے واجب ہونے کی نفی کی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالی کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ پس یہ مباح ہے۔ یا امام اعظم رضی اللہ عنہ اسے شکر تام نہیں کہتے ہیں۔ تمام شکر دو رکعتوں میں ہے۔ جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر کیا تھا۔

(مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی، ص۴۹۹)

(۲): صحاح ستہ سوائے النسائی نے اس حدیث پاک کو نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی معاملہ درپیش آتا تو سجدہ کرتے تا کہ وہ آسان ہو جائے۔ اسی پر فتوی ہے یہی مفتی بہ قول ہے۔ (مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی، ص۵۰۰)

(۳): اس کی شرائط وہی ہیں جو نماز کی شرائط ہیں۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۵۴۸)

فَائِدَة مُهِمَّةٌ لِدَفْعِ كُلِّ مُهِمَّةٍ :قَالَ الْإِمَامُ النَّسَفِي فِي الْكَافِي مَنْ قَرَأَ آيَ السَّجْدَةِ كُلَّهَا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ وَسَجَدَ لِكُلِّ مِنْهَا كَفَاهُ اللَّهُ مَا أَهَمَّهُ.

مهمة: مصیبت

ترجمہ:

ہر مشکل کو دور کرنے والے عمل

امام نسفی علیہ الرحمۃ [1] نے کافی [2] میں فرمایا کہ جس نے تمام آیات [3] سجدہ ایک ہی مجلس میں تلاوت کیں اور ہر ایک کے لئے سجدہ کیا تو اللہ عزوجل اس کی مشکلات کے حل کے لئے کافی ہے [4]۔

تشریح:

(۱): امام نسفی سے مراد عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی ہیں۔

(۲): کافی سے مراد ''الکافی شرح الوافی'' ہے

(۳): اور یہ چودہ آیات ہیں۔

(۴): وہ معاملہ دنیوی ہو یا اخروی، (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۵۴۸)

بَابُ الْجُمُعَةِ

صَلَاةُ الْجُمُعَةِ :فَرْضُ عَيْنٍ عَلٰى مَنِ اجْتَمَعَ فِيهِ سَبْعَةُ شَرَائِطٍ :الذُّكُورَةُ، وَالْحُرِّيَّةُ، وَالْإِقَامَةُ بِمِصْرٍ،أَوْ فِيمَا هُوَ دَاخِلٌ فِي حَدِّ الْإِقَامَةِ بِهَا فِي الْأَصَحِّ وَالصِّحَّةُ وَالْأَمْنُ مِنْ ظَالِمٍ وَسَلَامَةُ الْعَيْنَيْنِ وَسَلَامَةُ الرِّجْلَيْنِ .وَيُشْتَرَطُ لِصِحَّتِهَا سِتَّةُ أَشْيَاءَ ، اَلْمِصْرُ أَوْ فِنَاؤُهُ، وَالسُّلْطَانُ أَوْنَائِبُهُ،وَوَقْتُ الظُّهْرِفَلَا تَصِحُّ قَبْلَهُ وَتَبْطُلُ بِخُرُوْجِه، وَالْخُطْبَةُ قَبْلَهَابِقَصْدِهَا فِي وَقْتِهَا، وَحُضُوْرُ أَحَدٍ لِسَمَاعِهَامِمَّنْ تَنْعَقِدُ بِهِم الْجُمُعَةُ وَلَو وَاحِدًا فِي الصَّحِيحِ وَالْإِذْنُ الْعَامُ وَالْجَمَاعَةُ وَهُمْ ثَلَاثَةُ رِجَالٍ غَيْرِ الْإِمَامِ وَلَوْ كَانُوْا عَبِيْدًا أَوْ مُسَافِرِيْنَ أَوْ مَرْضٰى وَالشَّرْطُ بَقَاؤُهُم مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَسْجُدَ فَإِنْ نَفَرُوْا بَعْدَ سُجُوْدِهِ أَتَمَّهَاوَحْدَهُ جُمُعَةً وَإِنْ نَفَرُوْاقَبْلَ سُجُودِهِ بَطَلَتْ وَلَا تَصِحُّ بِامْرَأَةٍ أَوْ صَبِيٍّ مَعَ رَجُلَيْنِ وَجَازَ لِلْعَبْدِ وَالْمَرِيْضِ أَنْ يَؤُمَّ فِيهَا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ذکورۃ:	مردہونا	اقامۃ بمصر:	شہرمیں مقیم ہونا
عینین:	آنکھیں	مصر:	شہر
سلطان:	بادشاہ	قصد:	ارادہ
حضور:	موجودہونا	عبید:	غلام
مرضی:	مریض	نفر:	بھاگنا

ترجمہ:

یہ باب جمعہ[۱] کے بارے میں ہے

جس شخص میں سات شرائط پائی جائیں اس پر نماز جُمُعَہ فرض[۲] عین ہے۔(۱)مرد ہونا[۳]۔(۲)آزاد ہونا[۴]۔(۳)اصح قول کے مطابق شہر یا ایسی جگہ جو کہ شہر کی حد میں داخل ہے اس میں مقیم ہونا[۵]۔(۴)تندرست ہونا[۶]۔(۵)ظالم سے امن ہونا(۶)۔آنکھوں[۷] کا سلامت ہونا(۷)پاؤں کا سلامت ہونا[۸]۔

نماز جُمُعَہ کے صحیح ہونے کے لئے چھ چیزیں شرط ہیں(۱)شہر[۹] یا اس کی فناء(۲)بادشاہ[۱۰] یا اس کا نائب(۳)ظہر کا وقت ہونالہذا نماز جُمُعَہ ظہر کے وقت سے پہلے صحیح نہ ہوگی اورظہر کا وقت نکلتے ہی جُمُعَہ باطل ہوجائے گا۔جُمُعَہ کے وقت میں جُمُعَہ سے پہلے[۱۱] قصداً خطبہ دینا۔جن کے ساتھ جُمُعَہ منعقد ہوجاتا ہے۔ان میں سے کسی ایک کا سننے کے لئے حاضر ہونا[۱۲]۔یہ صحیح

قول ہے (۵) عام [۱۳] اجازت (۶) جماعت کا ہونا اور وہ امام کے علاوہ تین [۱۴] مرد ہوں۔ اگرچہ وہ غلام، مسافر یا مریض ہوں۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ وہ امام کے ساتھ رہیں یہاں تک کہ امام سجدہ کرلے۔ اگر امام کے سجدہ کرنے کے بعد وہ چلے جائیں تو امام اکیلا ہی نماز جُمعَہ کو مکمل کرلے۔ اگر وہ امام کے سجدہ کرنے سے پہلے جائیں تو نماز جُمعَہ باطل ہوگیا۔ ایک عورت یا ایک بچہ، دو مردوں کے ساتھ ہو تو نماز جُمعَہ صحیح نہ ہوگا [۱۵]۔ غلام اور مریض کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ جُمعَہ کی امامت کروائیں [۱۶]۔

تشریح:

(۱): مفتی احمد یار خان نعیمی اپنی کتاب مراۃ شرح مشکوۃ میں تحریر فرماتے ہیں تمام مخلوقات کا وجود اسی دن جمع کیا گیا۔ نیز حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی اسی دن جمع کی گئی۔ اسی وجہ سے اسے جُمعَہ کہتے ہیں۔ اسلام سے پہلے اہل عرب اسے عروبہ کہتے تھے۔ اور جُمعَہ بعد ہجرت شروع ہوا جس کے دس سال بعد تک آپ علیہ الصلوۃ والسلام ظاہری طور پر تشریف فرما رہے۔ اس طرح آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے تقریباً ۵۰۰ جمعے ادا فرمائے ہیں۔ (مراۃ، جلد۲، ص۳۱۷)

(۲): حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں نے قصد کیا کہ ایک شخص کو نماز پڑھنے کا حکم دوں اور جو لوگ جُمعَہ سے پیچھے رہ گئے ان کے گھروں کو جلا دوں"۔

(جامع ترمذی، ابواب الجمعہ الحدیث، ۵۰۰)

(۳): لہٰذا عورت پر جُمعَہ فرض نہیں اگر عورت حاکم بن جائے تو اس کے حکم سے جُمعَہ قائم کر سکتے ہیں۔

(امداد الفتاح مع رد المحتار، جلد۳، ص۹)

(۴): مکاتب، غلام، جس کا بعض حصہ آزاد ہو اور اجیر پر جُمعَہ واجب ہے۔ اگر مسجد دور ہو تو کام میں جتنا حرج ہو، مالک، نوکر کی کٹوتی کرلے۔ (رد المحتار مع رد المحتار، جلد۳، ص۳۱)

(۵): گو مسافر شہر میں آیا اور نیت اقامت نہ کی تو جُمعَہ فرض نہیں مگر پڑھے تو مستحق ثواب ہے۔

(بہار شریعت حصہ چہارم، ص۱۱۲)

(۶): مریض سے مراد وہ شخص ہے جو مسجد تک جانے پر قادر نہ ہو۔ یا قادر تو ہو مگر مرض کے بڑھنے کا خوف ہو یا دیر سے اچھا ہونے کا خوف ہو اور شیخ فانی بھی اسی حکم میں داخل ہے۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص۵۰۵)

(۷): مگر وہ نابینا کہ بلا تکلف بغیر کسی کی مدد کے بازاروں اور راستے پر چلتے پھرتے ہیں جس مسجد میں چاہیں بلا پوچھے جا سکتے ہیں ان پر جُمعَہ فرض ہے۔ اسی طرح وہ اندھا ہے اذان کے وقت مسجد میں باوضو بیٹھا ہو اس پر جُمعَہ فرض ہے۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۲۱)

(۸): اگر چہ کوئی ایسا شخص موجود ہو جو اپاہج کو اٹھا کر مسجد میں رکھ آئے گا۔ جس کا ایک پاؤں کٹ گیا ہو یا فالج کی وجہ سے بے کار ہو گیا ہو اور وہ مسجد تک جا سکتا ہو اس پر جمعہ فرض ہے۔ (بہار شریعت حصہ چہارم، ص ۱۲۱)

(۹): امام اہل سنت، مجدد دین وملت، الشاہ الامام احمد رضا خان، فتاوی رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں "تحقیق یہ ہے کہ جمعہ کے لئے شہر شرط ہے۔ ہم اسی پر فتوی دیتے ہیں لیکن دیہات میں جمعہ پڑھنے سے عوام کو منع نہیں کرتے اور نہ منع کرنا پسند کرتے ہیں ایک روایت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے قول پر جمعہ صحیح ہو جاتا ہے۔ عوام جس طرح خدا اور رسول کا نام لیں غنیمت ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۳۷۴)

(۱۰): سلطان عادل ہو یا ظالم جمعہ قائم کر سکتا ہے۔ یونہی اگر زبردستی بادشاہ بن بیٹھا، یا قریشی نہ ہو یا کوئی شرط مفقود ہو۔

(بہار شریعت حصہ چہارم، ص ۱۱۴)

(۱۱): لہذا اسے چھینک آئی اور چھینک آنے پر الحمد للہ کہا تو یہ خطبہ کے لئے کافی نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر خطبہ اس کے وقت سے پہلے دے دیا تو صحیح نہ ہوگا۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۲۷)

(۱۲): مقتدیوں کا خطبہ سننا شرط نہیں ہے بلکہ خطبہ کے وقت وہ موجود ہوں یہاں تک کہ اگر وہ امام سے دور ہیں یا سو گئے تو جمعہ ہو گیا۔ خطیب کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ بلند آواز سے خطبہ پڑھے تاکہ جو اس کے قریب ہے اگر کوئی مانع نہ ہو تو سن سکے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۲۸)

(۱۳): یعنی مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے کہ جس مسلمان کا دل چاہے آ جائے۔ کسی کی روک ٹوک نہ ہو۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۵۵۹)

(۱۴): اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ "فاسعوا الی ذکر اللہ" جمع کا صیغہ ہے جس کا اطلاق کم از کم تین افراد پر ہوتا ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۵۶۰)

(۱۵): کیونکہ عورت اور بچہ نماز جمعہ کے اہل نہیں ہیں۔

(۱۶): ان کو اجازت صراحتہ ہو یا دلالتہ ہو۔ اس لئے کہ یہ امامت کے اہل ہیں۔ ان پر جمعہ واجب نہ ہونے کی وجہ ان پر آسانی کے لئے ہے۔ لیکن جب یہ جمعہ کے لئے حاضر ہوئے تو فرض ہی ادا ہو جائے گا۔ جیسا کہ مسافر جب روزہ رکھ لے۔ بر خلاف بچہ کہ وہ اہل ہی نہیں ہے۔ اور عورت مردوں کی امامت کی اہل نہیں۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۵۶۱)

وَالمِصرُ :كُلُّ مَوضِعٍ لَهُ مُفْتٍ وَأَمِيرٌ وَقَاضٍ يَنفُذُ الاَحكَامَ وَيُقِيمُ الحُدُودَ وَبَلَغَتْ أَبنِيَتُهُ أَبنِيَةَ مِنىً فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَإِذَا كَانَ القَاضِي أَوِ الاَمِيرُ مُفْتِيًا أَغنٰى عَنِ التَّعدَادِ وَجَازَتِ الجُمعَةُ بِمِنىً فِي المَوسِمِ لِلخَلِيفَةِ أَوْ أَمِيرِ الحِجَازِ،وَصَحَّ الاِقتِصَارُ فِي الخُطبَةِ عَلٰى نَحوِ تَسبِيحَةٍ أَوْ تَحمِيدَةٍ مَعَ الكَرَاهَةِ.

وَسُنَنُ الخُطبَةِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيئًا:الطَّهَارَةُ وَسَترُ العَورَةِ وَالجُلُوسُ عَلَى المِنبَرِ قَبلَ الشُّرُوعِ فِي الخُطبَةِ وَالاَذَانُ بَينَ يَدَيهِ كَالاِقَامَةِ ثُمَّ قِيَامُهُ وَالسَّيفُ بِيَسَارِهِ مُتَكِّئًا عَلَيهِ فِي كُلِّ بَلدَةٍ فُتِحَتْ عُنوَةً وَبِدُونِهِ فِي بَلدَةٍ فُتِحَتْ صُلحًاوَاستِقبَالُ القَومِ بِوَجهِهِ وَبِدَاءَ تُهُ بِحَمدِ اللّٰهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيهِ بِمَا هُوَ أَهلُهُ وَالشَّهَادَتَانِ وَالصَّلَاةُ عَلٰى سيدنا النَّبِيِّ صلى الله عليه سلم وَالعِظَةُ وَالتَّذكِيرُ وَقِرَاءَةُ آيَةٍ مِّنَ القُرآنِ وَخُطبَتَانِ وَالجُلُوسُ بَينَ الخُطبَتَينِ،وَإِعَادَةُ الحَمدِ وَالثَّنَاءِ وَالصَّلَاةُ عَلٰى سيدنا النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي اِبتِدَاءِ الخُطبَةِ الثَّانِيَةِ وَالدُّعَاءِ فِيهَا لِلمُؤمِنِينَ بِالاِستِغفَارِ لَهُم وَأَنْ يُسمِعَ القَومَ الخُطبَةَ وَتَخفِيفُ الخُطبَتَينِ بِقَدرِ سُورَةٍ مِنْ طِوَالِ المُفَصَّلِ .

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مفت:	فتوی دینے والا	قاض:	فیصلہ کرنے والا
ابنیته:	آبادی	اغنی:	بے نیاز ہوجانا
طهارة:	پاکیزگی	یدیه:	سامنے
متکئا:	سہارا لیتے ہوئے	عنوة:	غلبہ
عظة:	بیان ہونا	تذکیر:	نصیحت

ترجمه:

ہر وہ جگہ جہاں مفتی، امیر اور قاضی ہو جو احکام کو نافذ اور حدود کو قائم کرتا ہو [۱] اور اس کی بستی منی کی بستی جتنی ہو [۲] تو ظاہر الروایہ میں وہ شہر ہے۔جب قاضی اور امیر مفتی ہو تو تعداد پوری کرنے کی ضرورت نہیں [۳]۔خلیفہ اور امیر حجاز کے لئے حج کے موسم میں، منی میں جمعہ پڑھانا جائز ہے۔خطبہ میں صرف سبحان اللہ اور اللہ اکبر پر اکتفاء کرنا صحیح ہے۔مگر یہ مکروہ ہے [۴]۔خطبہ میں اٹھارہ چیزیں سنت ہیں (۱) طہارت (۲) شرم گاہ کا چھپا ہوا ہونا (۳) خطبہ شروع کرنے سے پہلے [۵] منبر پر بیٹھنا (۴) اذان کا امام کے سامنے ہونا جیسا کہ اقامت [۶]۔(۵) پھر کھڑا ہونا۔(۶) ہر وہ شہر جس کو غلبہ کے طور پر فتح کیا گیا

ہے۔اس میں تلوار کو بائیں ہاتھ میں رکھ کر اس پر ٹیک لگانا [۷]۔اور جو شہر صلح کے ساتھ فتح کیا گیا ہے۔اس میں تلوار ہاتھ میں نہ لینا (۷) امام کا چہرہ قوم کی طرف ہو۔(۸) خطبہ کی ابتداء الحمد للہ سے کرنا (۹) اللہ تعالی کی شایاں شان اس کی تعریف کرنا (۱۰) کلمہ شہادت کہنا (۱۱) نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھنا، وعظ ونصیحت کرنا، قرآن پاک کی آیت پڑھنا (۱۲) دو خطبے (۱۳) دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا [۸]۔(۱۴) الحمد للہ دوبارہ کہنا (۱۵) دوسرے خطبہ کی ابتداء میں ثنا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنا [۹]۔(۱۶) اور اس خطبہ میں مومنین اور مومنات کے لئے بخشش کی دعا مانگنا (۱۷) قوم خطبہ کو سنے (۱۸) طوال مفصل میں سے سورۃ کی مقدار دونوں خطبوں میں تخفیف کرنا۔

تشریح:

(۱): مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے۔یعنی انصاف پر قدرت کافی ہو اگرچہ ناانصافی یا بدلہ نہ لیتا ہو۔
(مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی علی نور الایضاح، ص ۵۱۳)

(۲): کیونکہ منی، فناء مکہ ہے۔یہ لوگوں کے ٹھہرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔اور یہ مصالح مکہ میں سے ہے۔
(ضوء المصباح، حاشیہ علی نور الایضاح، ص ۱۲۸)

(۳): کیونکہ جُمُعہ کا دارومدار احکام کی معرفت پر ہے نہ کہ کثرت اشخاص پر۔

(۴): یہ مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ یہ سنت کا ترک ہے۔پہلے خطبہ میں چار کام ہیں (۱) حمد بیان کرنا (۲) درود پاک (۳) اللہ تعالی سے ڈرنے کا حکم دینا (۴) قرآن پاک کی آیت مبارک پڑھنا دوسرے خطبہ میں بھی یہی سنتیں ہیں دوسرے خطبہ میں آیت کی جگہ دعا پڑھے۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۵۶۳)

(۵): منبر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنوایا اور اس پر خطبہ فرمایا، منبر اقدس کے تین زینے تھے علاوہ اوپر کے تختے کے جس پر بیٹھتے ہیں۔بلندی منبر سے اصل مقصود یہ ہے کہ سب حاضرین خطیب کو دیکھیں اور اس کی آواز سنیں جہاں اس سے زیادہ کی حاجت ہو زیادہ بھی زینے بنا سکتے ہیں۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۳۴۳ تا ۳۴۴)

(۶): یہ اذان مسجد میں نہ ہو کہ جُمُعہ کی اذان ثانی زمانہ اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم میں منبر کے سامنے دروازہ مسجد پر ہوا کرتی تھی۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۵۰۱)

(۷): اعلی حضرت فرماتے ہیں "خطبہ میں عصا ہاتھ میں لینا بعض علماء نے سنت لکھا اور بعض نے مکروہ، اور ظاہر ہے کہ اگر سنت بھی ہو تو کوئی سنت موکدہ نہیں، تو اختلاف کی وجہ سے اس سے بچنا ہی بہتر ہے مگر جبکہ کوئی عذر ہو۔(تو عصا لے سکتا ہے)

(فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۳۰۴)

(۸): اوران کے درمیان دعا مانگنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہ حکم امام کے لئے ہے اور مقتدی دل میں دعا مانگیں زبان کو حرکت نہ دیں۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۴۸۱)

(۹): دوسرے خطبہ میں خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ وعباس رضی اللہ عنہم کا ذکر کرنا مستحب ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۵۲۶)

وَيُكْرَهُ التَّطْوِيلُ وَتَرْكُ شَيْءٍ مِنَ السُّنَنِ. وَيَجِبُ السَّعْيُ لِلْجُمُعَةِ وَتَرْكُ الْبَيْعِ بِالْاَذَانِ الْاَوَّلِ فِي الْاَصَحِّ، وَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ فَلَا صَلَاةَ وَلَا كَلَامَ وَلَا يَرُدُّ سَلَامًا وَلَا يُشَمِّتُ عَاطِسًا حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ وَكُرِهَ لِحَاضِرِ الْخُطْبَةِ الْاَكْلُ وَالشُّرْبُ وَالْعَبَثُ وَالْاِلْتِفَاتُ وَلَا يُسَلِّمُ الْخَطِيبُ عَلَى الْقَوْمِ إِذَا اسْتَوٰى عَلَى الْمِنْبَرِ وَكُرِهَ الْخُرُوْجُ مِنَ الْمِصْرِ بَعْدَ النِّدَاءِ مَا لَمْ يُصَلِّ وَمَنْ لَا جُمُعَةَ عَلَيْهِ إِنْ أَدَّاهَا جَازَ عَنْ فَرْضِ الْوَقْتِ وَمَنْ لَا عُذْرَ لَهُ لَوْ صَلَّى الظُّهْرَ قَبْلَهَا حَرُمَ فَإِنْ سَعٰى إِلَيْهَا وَالْإِمَامُ فِيهَا بَطَلَ ظُهْرُهُ وَإِنْ لَمْ يُدْرِكْهَا وَكُرِهَ لِلْمَعْذُوْرِ وَالْمَسْجُوْنِ أَدَاءُ الظُّهْرِ بِجَمَاعَةٍ فِي الْمِصْرِ يَوْمَهَا وَمَنْ أَدْرَكَهَا فِي التَّشَهُّدِ أَوْ سُجُوْدِ السَّهْوِ أَتَمَّ جُمُعَةً والله أعلم.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سعی للجمعۃ:	جُمعَہ کے لئے تیاری کرنا	یرد:	جوب دینا
عاطسا:	چھینک مارنے والا	عبث:	کھیلنا
بعدالنداء:	اذان کے بعد	حرم:	حرام، ناجائز

ترجمہ:

خطبہ لمبا کرنا[1] اورسنت میں سے کسی کو چھوڑنا مکروہ ہے۔ جُمعَہ کی اذان[2] اول ہوتے ساتھ ہی بیع کو[3] چھوڑنا اور سعی جُمعَہ کے لئے کرنا واجب ہے۔یہ اصح قول ہے۔جب امام (خطبے دینے کے لئے) نکلے تو نہ ہی نماز ہے،نہ ہی کلام[4]،سلام کا جواب نہ دے۔اورنہ چھینکنے والے کو جواب دیا جائے[5]۔یہاں تک کہ خطیب نماز سے فارغ ہوجائے۔خطبہ کے لئے حاضر ہونے والوں کے لئے کھانا پینا،کھیلنا اور اِدھر اُدھر دیکھنا مکروہ ہے۔جب خطیب منبر پر بیٹھ جائے

تو خطیب قوم کو سلام نہ کرے۔اذان کے بعد جب تک جُمُعَہ نہ پڑھ لے شہر سے نکلنا مکروہ ہے[6]۔جس شخص پر جُمُعَہ (فرض) نہیں ہے اگر وہ جُمُعَہ پڑھے تو وقتی فرض نماز کی طرف سے ہوگا[7]۔اگر اس نے جُمُعَہ سے پہلے ظہر پڑھ لی یہ حرام ہے۔اگر جُمُعَہ کے لئے سعی کی اور امام نماز جُمُعَہ پڑھا رہا تھا تو اس کی ظہر باطل ہوگئی[8]۔اگرچہ اس نے جُمُعَہ کو نہ پایا ہو۔شہر میں جُمُعَہ کے دن معذور اور قیدی کے لئے ظہر کی نماز باجماعت ادا کرنا مکروہ[9] ہے۔جس نے امام کو تشہد یا سجدہ سہو میں پایا تو وہ جُمُعَہ کو مکمل کرلے۔

تشریح:

(۱): حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''انسان کی عقل مندی یہ ہے کہ وہ نماز کو لمبا کرے اور خطبہ کو مختصر کرے''۔ (امدادالفتاح شرح نورالایضاح، ص۵۶۶)

(۲): اذان اول سے کیا مراد ہے اس میں اختلاف ہے۔اور اصح یہ ہے کہ اس سے مراد زوال کے بعد والی اذان ہے نہ کہ وہ اذان جو خطبہ سے پہلے دی جاتی ہے۔یہی مفتی بہ قول ہے۔ (امدادالفتاح شرح نورالایضاح، ص۵۶۷)

(۳): اسی طرح ہر وہ چیز جو سعی کے منافی ہے چھوڑ دے یہاں تک کہ جُمُعَہ کی طرف جاتے ہوئے بیع کی تو یہ بھی ناجائز اور مسجد میں بیع کرنا تو بہت بڑا گناہ ہے۔ (مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی، ص۵۱۸)

(۴): چاہے وہ کلام دینی ہو یا دنیوی، ذکر و اذکار بھی منع ہے ہاں صاحب ترتیب اپنی قضا نماز پڑھ لے۔نہ ہی امر بالمعروف کرسکتا ہے۔ہاں خطیب امر بالمعروف کرسکتا ہے۔جو لوگ امام سے دور ہوں کہ خطبہ کی آواز ان تک نہیں پہنچتی انہیں بھی چپ رہنا واجب ہے۔ (بہار شریعت حصہ چہارم، ص۱۲۳)

(۵): یہاں تک خطیب نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک لیا تو حاضرین دل میں درود شریف پڑھیں۔زبان سے پڑھنے کی اس وقت اجازت نہیں (مگر کوئی پڑھے تو اس سے نزاع نہ کرے)۔ (الدرالمختار، جلد۳، ص۴۰)

(۶): اور یہ مکروہ تحریمی ہے ہاں زوال سے پہلے شہر سے نکل سکتا ہے۔

(مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی علی نورالایضاح، ص۵۲۰)

(۷): جیسا کہ مریض اور مسافر وغیرہ اگر یہ نماز جُمُعَہ ادا کریں گے تو جائز ہے۔اس لئے کہ جُمُعَہ کی ادائیگی عزیمت ہے اور ظہر کی ادائیگی رخصت ہے لہذا جب اس نے عزیمت پر عمل کیا تو یہ درست ہے۔جیسا کہ مسافر افطار اس کے لئے رخصت ہے اور روزہ عزیمت ہے۔ (ذریعۃ النجاح، حاشیہ نورالایضاح، ص۵۲۱)

(۸): اب یہ نفل ہو گئے۔ (مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی، ص ۵۲۱)

(۹): کیونکہ قیدی کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ جمعہ کے بعد ظہر ادا کریں۔لہذا ان کا ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

(مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی، ص ۵۲۲)

فائدہ: سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا ،تین اشخاص ایسے ہیں کہ انہیں عذاب قبر نہ ہوگا۔(۱) مؤذن (۲) شہید (۳) جمعہ کی رات کو وفات پانے والا۔

(البخاری، مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی، ص ۵۳۴)

بَابُ احکام العِیدَین

صَلاۃُ الْعِیْدَیْنِ :وَاجِبَۃٌ فِی الْاَصَحِّ عَلٰی مَنْ تَجِبُ عَلَیْہِ الْجُمُعَۃُ بِشَرَائِطِھَا سِوَی الْخُطْبَۃِ فَتَصِحُّ بِدُوْنِھَا مَعَ الْاِسَاءَۃِ کَمَا لَوْ قُدِّمَتِ الْخُطْبَۃُ عَلٰی صَلاۃٍ، وَنُدِبَ فِی الْفِطْرِ ثَلاثَۃَ عَشَرَ شَیْئًا،أَنْ یَّأْکُلَ وَاَنْ یَّکُوْنَ الْمَأْکُوْلُ تَمْرًا وَوِتْرًا وَیَغْتَسِلَ وَیَسْتَاکَ، وَیَتَطَیَّبَ، وَیَلْبَسَ أَحْسَنَ ثِیَابِہٖ وَیُؤَدِّیَ صَدَقَۃَ الْفِطْرِ إِنْ وَجَبَتْ عَلَیْہِ وَیَظْھَرَ الْفَرْحَ وَالْبَشَاشَۃَ وَکَثْرَۃُ الصَّدَقَۃِ حَسْبَ طَاقَتِہٖ وَالتَّبْکِیْرُ وَھُوَ سُرْعَۃُ الْاِنْتِبَاہِ وَالْاِبْتِکَارُوَھُوالْمُسَارَعَۃُ إِلَی الْمُصَلّٰی وَصَلاۃُ الصُّبْحِ فِی مَسْجِدِ حَیِّہٖ ثُمَّ یَتَوَجَّہُ إِلَی الْمُصَلّٰی مَاشِیًا مُکَبِّرًا سِرًّا وَیَقْطَعُہُ إِذَاانْتَھٰی إِلَی الْمُصَلّٰی فِی رِوَایَۃٍ وَفِی رِوَایَۃٍ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلاۃَ وَیَرْجِعُ مِن طَرِیْقٍ آخَرَ وَیُکْرَہُ التَّنَفُّلُ قَبْلَ صَلاۃِ الْعِیْدِ فِی الْمُصَلّٰی وَالْبَیْتِ وَبَعْدَھَا فِی الْمُصَلّٰی فَقَطْ عَلٰی اِخْتِیَارِ الْجُمْھُوْرِوَوَقْتُ صِحَّۃِ صَلاۃِ الْعِیْدِ مِنْ اِرْتِفَاعِ الشَّمْسِ قَدْرَ رُمْحٍ أَوْ رُمْحَیْنِ إِلٰی زَوَالِھَا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ماکول:	جس کو کھایا جائے	تمرا:	کھجور
وترا:	طاق عدد	یستاک:	مسواک کرنا
تطیب:	خوشبو لگانا	فرح:	خوشی
ابتکار:	عیدگاہ کی طرف جلدی جانا	حیۃ:	مسجد محلہ
رمح:	نیزہ		

ترجمہ:

یہ باب عیدین[1] کے بیان میں ہے

اصح قول کے مطابق سوائے خطبہ کے جس شخص پر جمعہ اس کی شرائط کے ساتھ واجب ہے ان پر عیدین کی نماز بھی واجب ہے۔ عید کی نماز خطبہ کے بغیر بھی صحیح ہے[2] مگر یہ برا ہے جیسا کہ خطبہ نماز عید سے پہلے دیا جائے۔ عید الفطر میں تیرہ کام مستحب ہیں۔ وہ کھائے یہ کہ کھجوریں ہوں اور طاق تعداد میں ہوں[3] غسل کرے، مسواک کرے، خوشبو لگائے، اچھے کپڑے پہنے[4]، اگر اس پر صدقہ فطر واجب ہے[5] تو صدقہ ادا کرے، خوشی اور مسرت کا اظہار کرے، طاقت کے مطابق کثرت سے صدقہ دینا، تبکیر یعنی جلدی اٹھنا ابتکار کرنا اور وہ عیدگاہ کی طرف جلدی سے جانا ہے۔ فجر کی نماز محلے کی مسجد میں ادا کرنا، پھر وہ آہستہ سے تکبیر کہتے ہوئے پیدل ہی عیدگاہ کی[6] طرف جائے، جب عیدگاہ پہنچ جائے تو تکبیر کہنا بند کردے، ایک روایت میں کہ جب وہ نماز شروع کرے اس وقت تکبیر کہنا بند کرے۔ دوسرے راستے سے گھر آئے[7]۔ نماز عید سے پہلے گھر اور عیدگاہ میں نوافل پڑھنا مکروہ ہے جمہور کے اختیار کردہ قول کے مطابق نماز عید کے بعد صرف عیدگاہ میں نفل پڑھنا مکروہ[8] ہے عید کی نماز کے صحیح ہونے کا وقت، سورج کے ایک نیزے یا دو نیزے کی مقدار بلند ہونے سے لے کر سورج کے زوال تک ہے[9]۔

تشریح:

فائدہ: نماز عید کا حکم ہجرت کے پہلے سال ہوا۔

(۱): حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ سال میں دو دن (مہرجان و نیروز) خوشی منایا کرتے تھے فرمایا! یہ کیا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کی، جاہلیت میں ہم ان دنوں میں کھیل کود کیا کرتے تھے: فرمایا "اللہ تعالی نے ان کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن دیئے۔ عید الاضحیٰ و عید الفطر کے دن"۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، الحدیث ۱۱۳۴)

(۲): کیونکہ عیدین میں خطبہ سنت ہے اور عیدین کا خطبہ بعد نماز ہے۔ اگر پہلے پڑھ لیا تو نماز ہوگئی خطبہ کا لوٹانا بھی ضروری نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۲۸)

(۳): حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کی صبح کھجوریں کھاتے اور کھجوریں طاق تعداد میں ہوتی تھیں۔ (بخاری شریف کتاب الصلوۃ العیدین، ص ۹۵۳)

(۴): لباس میں تین چیزیں ضروری ہیں(۱)لباس فی نفسہ جائز ہولہذا ریشم کے کپڑے نہ ہوں کہ وہ مرد کے لئے حلال نہیں(۲)اس لباس میں کسی غیر مسلم قوم، نیز فساق سے مشابہت نہ ہواگر وہ لباس اس غیر مسلم قوم کا مذہبی شعار ہے تو یہ کفر ہے(۳)اس سے ستر ہو سکے۔

(۵): صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر جس کی نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو واجب ہے۔اس میں عاقل بالغ اور مال نامی ہونے کی شرط نہیں۔

(بہار شریعت، جلداول، حصہ پنجم، ص ۹۳۵)

(۶): عیدگاہ ایک زمین ہے کہ مسلمانوں نے نماز عید کے لئے خاص کی۔ایک قول کے مطابق وہ مسجد ہے اوراس کے تمام احکام، احکام مسجد ہیں۔اورایک قول کے مطابق وہ عین مسجد نہیں۔نہایہ میں اسے مختار للفتوی کہا۔مگر عیدگاہ میں بول و براز جائز نہیں۔اس کی صفائی ضروری ہے۔اوراس میں جنبی داخل ہو سکتا ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج۸، ص ۵۹۶)

(۷): ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک راستے سے تشریف لے جاتے اور دوسرے سے واپس ہوتے۔

(جامع الترمذی ابواب العیدین، الحدیث، ۵۴۱)

(۸): نماز عید سے پہلے نفل پڑھنا مطلقا مکروہ ہے۔اس پر عید کی نماز واجب ہو یا نہیں یہاں تک کہ عورت اگر گھر میں چاشت کی نماز پڑھنا چاہے تو عید کے بعد پڑھے یہ احکام خواص کے ہیں عوام اگر نفل پڑھیں اگر چہ نماز عید سے پہلے، اگر چہ عیدگاہ میں انہیں منع نہ کیا جائے۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۳۰)

(۹): عیدالاضحیٰ میں جلدی کرنا اور عیدالفطر میں تھوڑی سی تاخیر کرنا مستحب ہے اسی طرح سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حزم رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور کہا کہ "عیدالاضحیٰ میں جلدی کرو اور عیدالفطر میں تاخیر کرو"۔

(حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۵۳۲)

وَكَيْفِيَّةُ صَلَاتِهِمَا: أَنْ يَنْوِيَ صَلَاةَ الْعِيدِ ثُمَّ يُكَبِّرُ لِلتَّحْرِيمَةِ ثُمَّ يَقْرَأُ الثَّنَاءَ ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيرَاتِ الزَّوَائِدِ ثَلَاثًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي كُلٍّ مِنْهَا، ثُمَّ يَتَعَوَّذُ ثُمَّ يُسَمِّي سِرًّا، ثُمَّ يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ ثُمَّ سُورَةً وَنُدِبَ أَنْ تَكُونَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ثُمَّ يَرْكَعُ فَإِذَا قَامَ لِلثَّانِيَةِ ابْتَدَأَ بِالْبَسْمَلَةِ ثُمَّ بِالْفَاتِحَةِ ثُمَّ بِالسُّورَةِ وَنُدِبَ أَنْ تَكُونَ الْغَاشِيَةَ ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيرَاتِ الزَّوَائِدِ ثَلَاثًا وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيهَا كَمَا فِي الْأُولَى وَهٰذَا أَوْلَى مِنْ تَقْدِيمِ تَكْبِيرَاتِ الزَّوَائِدِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ عَلَى الْقِرَاءَةِ فَإِنْ قَدَّمَ التَّكْبِيرَاتِ عَلَى الْقِرَاءَةِ فِيهَا جَازَ ثُمَّ يَخْطُبُ الْإِمَامُ بَعْدَ الصَّلَاةِ خُطْبَتَيْنِ يُعَلِّمُ فِيهِمَا أَحْكَامَ صَدَقَةِ الْفِطْرِ وَمَنْ فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ مَعَ الْإِمَامِ لَا يَقْضِيهَا وَتُؤَخَّرُ بِعُذْرٍ إِلَى الْغَدِ فَقَطْ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
یسمی:	بسم اللہ پڑھنا	یعلم:	سکھائے
غد:	اگلے دن صبح		

ترجمہ:

عیدین کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ وہ نماز عید کی نیت [۱] کرے۔ پھر تکبیر تحریمہ کہے پھر ثنا پڑھے۔ اس کے بعد تین زائد تکبیریں [۲] کہے۔ ہر تکبیر کہتے وقت ہاتھوں کو بلند کرے [۳]۔ اس کے بعد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھے۔ پھر آہستہ بسم اللہ کہے۔ پھر سورۃ فاتحہ کے بعد سورت پڑھے۔ مستحب یہ ہے کہ سورۃ سبح اسم ربک الاعلی ہو۔ پھر رکوع کرے۔ جب دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو تو بسم اللہ سے ابتداء کرے۔ پھر فاتحہ اور سورۃ پڑھے اور مستحب یہ ہے کہ سورۃ الغاشیہ کی تلاوت کرے [۴]۔ پھر تین زائد تکبیریں کہے۔ اس رکعت میں بھی ویسے ہی ہاتھوں کو اٹھائے جیسا کہ پہلی رکعت میں اٹھاتا تھا۔ دوسری رکعت میں قرأت پر زائد تکبیروں کو مقدم کرنے سے یہ زیادہ افضل ہے (۵)۔ اگر دوسری رکعت میں بھی قرأت سے پہلے تکبیرات کہہ لیں تو جائز ہے [۶]۔ امام نماز کے بعد دو خطبے دے۔ اور ان خطبوں میں صدقہ فطر کے احکام سکھائے [۷]۔ جس کی عید کی نماز امام کے ساتھ رہ جائے تو نماز عید کی قضاء نہ کرے [۸] اور عذر کی صورت میں صرف دوسرے دن تک مؤخر کیا جا سکتا ہے [۹]۔

تشریح:

(۱): دل میں بھی نیت کرے اور زبان سے یہ کہے کہ ''اصلی صلاۃ العید للہ تعالی'' اور مقتدی متابعت کی نیت بھی

کرے۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص۵۳۲)

(۲): ان کو زائد تکبیرات اس لئے کہتے ہیں کہ یہ تکبیرات تحریمہ کے علاوہ ہیں۔

نوٹ: اگر امام نے چھ تکبیروں سے زائد کہی تو مقتدی بھی امام کی پیروی کرے مگر تیرہ سے زیادہ میں امام کی پیروی نہیں۔

(بہار شریعت حصہ چہارم، ص۱۳۱)

(۳): پہلی اور دوسری تکبیر میں ہاتھوں کو اٹھائے اور چھوڑ دے اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھوں کو اٹھا کر باندھ لے۔ اس کو یوں یاد رکھئے کہ جہاں قیام میں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھنے ہیں اور جہاں نہیں پڑھنا وہاں ہاتھ لٹکانے ہیں۔

(نماز کے احکام، رسالہ نماز عید کا طریقہ، ص۴۴۰)

(۴): حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین اور جمعہ میں "سبح اسم ربک الاعلیٰ" اور "ھل اتاک حدیث الغاشیۃ" پڑھتے تھے۔

(صحیح مسلم: باب مایقراء فی صلاۃ الجمعۃ الحدیث: ۸۷۸)

(۵): یعنی دونوں رکعتوں کی قرات میں تکبیرات کے ساتھ فصل نہ کرنا اور ایک رکعت میں تین ست زائد تکبیر نہ کہنا افضل ہے

(۶): کیونکہ اختلاف صرف افضلیت میں ہے نہ کہ جواز اور عدم جواز میں۔ لہذا اگر امام کو رکوع میں پایا اور مقتدی بھی رکوع میں چلا گیا اگر رکوع میں تین سے کم تکبیریں کہی تھیں کہ امام نے سر اٹھالیا تو باقی تکبیریں ساقط ہو جائیں گی۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۵۸۲)

(۷): کیونکہ عیدین کا خطبہ اسی کام کے لئے مشروع ہوا ہے۔ لہذا اس میں یہ بیان کرے کہ صدقہ فطر کب واجب ہوگا؟ کتنا واجب ہوگا؟ کس پر واجب ہوگا؟ دونوں خطبوں کے درمیان تھوڑا سا جلسہ کرے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۵۸۳)

(۸): کیونکہ امام کے بغیر یہ نماز نہیں ہوسکتی تو جس کی عید کی نماز رہ جائے تو اس کو اختیار ہے کہ چاہے تو واپس چلا جائے۔ چاہے نفلی نماز پڑھ لے اور چار رکعت نفل پڑھنا افضل ہے۔ (مراقی الفلاح حاشیہ الطحطاوی، ص۵۳۵)

(۹): اگر بلا عذر دوسرے دن تک تاخیر کرے گا تو عید الفطر کی نماز اصلا نہ ہوگی برخلاف عید الاضحیٰ کی نماز کے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص۵۷۲)

وَأَحْكَامُ الْاَضْحٰى كَالْفِطْرِ لٰكِنَّهُ فِي الْاَضْحٰى يُؤَخِّرُ الْاَكْلَ عَنِ الصَّلَاةِ وَيُكَبِّرُ فِي الطَّرِيْقِ جَهْرًا وَيُعَلِّمُ الْاُضْحِيَّةَ وَتَكْبِيْرَ التَّشْرِيْقِ فِي الْخُطْبَةِ وَتُؤَخَّرُ بِعُذْرٍ إِلٰى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ .وَالتَّعْرِيْفُ لَيْسَ بِشَيْءٍ .وَيَجِبُ تَكْبِيْرُ التَّشْرِيْقِ مِنْ بَعْدِ فَجْرِ عَرَفَةَ إِلٰى عَصْرِ الْعِيْدِ مَرَّةً فَوْرَ كُلِّ فَرْضٍ أُدِّيَ بِجَمَاعَةٍ مُسْتَحَبَّةٍ عَلٰى أَمَامٍ مُقِيْمٍ بِمِصْرٍ وَعَلٰى مَنِ اقْتَدٰى بِهٖ وَلَوْ كَانَ مُسَافِرًا أَوْرَقِيْقًا أَوْ أُنْثٰى عِنْدَ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ، وَقَالَا يَجِبُ فَوْرَ كُلِّ فَرْضٍ عَلٰى مَنْ صَلَّاهُ وَلَوْ مُنْفَرِدًا أَوْ مُسَافِرًا أَوْ قَرَوِيًّا إِلٰى عَصْرِ الْخَامِسِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَبِهٖ يُعْمَلُ وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى وَلَا بَأْسَ بِالتَّكْبِيْرِ عَقْبَ صَلَاةِ الْعِيْدَيْنِ وَالتَّكْبِيْرُ أَنْ يَّقُوْلَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تعریف:	مقام عرفہ	رقیقا:	غلام
انثی:	عورت	قرویا:	دیہاتی

ترجمہ:

عیدالاضحیٰ کے احکام، عیدالفطر کی طرح ہیں۔البتہ عیدالاضحیٰ میں نماز کے بعد کھانا کھائے[1]۔راستے میں بلند آواز سے تکبیر کہے۔خطبہ میں قربانی اور تکبیر تشریق سکھائے۔عیدالاضحیٰ کی نماز کو عذر کی صورت میں تین دن تک موخر کیا جاسکتا ہے[2]تعریف کچھ نہیں ہے[3]۔امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک شہر میں مقیم امام اور مقتدیوں خواہ مسافر، غلام یا عورت ہو نو ذی الحجہ کی فجر سے تیرھویں کی عصر تک ہر اس نماز کے بعد جو کہ جماعت مستحبہ پر ادا کی گئی ہے۔فوراً ایک بار تکبیر تشریق واجب ہے[4]۔صاحبین فرماتے ہیں نویں ذی الحجہ سے لے کر تیرھویں ذی الحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز جو اس نے ادا کی ہے اس کے فوراً بعد واجب ہے۔نماز ادا کرنے والا منفرد ہو۔مسافر ہو یا دیہاتی۔اسی پر عمل کیا جاتا ہے۔اسی پر فتوی ہے[5]۔عیدین کی نماز کے بعد تکبیر کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔تکبیر اس طرح کہے۔اللہ بہت بڑا ہے۔اللہ بہت بڑا ہے۔اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ بڑا ہے۔اللہ بڑا ہے تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں۔

تشریح:

(۱): آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدالاضحیٰ کے دن کھانا نہ کھاتے تھے یہاں تک کہ واپس تشریف لاتے اور قربانی میں سے تناول فرماتے۔ (ترمذی باب ماجاء فی الاکل یوم الفطر قبل الخروج، ص ۵۴۲)

(۲): اگر عذر کی وجہ سے ہو تو کوئی کراہت نہیں ہے مگر بغیر عذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۸، ص ۲۷۵)

(۳): تعریف سے مراد یوم عرفہ کو کسی جگہ جمع ہو کر حاجیوں کی طرح وقوف کرنا اور ذکر دعا میں مشغول ہونا صحیح یہ ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں جبکہ لازم وواجب نہ جانے۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۳۲)

(۴): فرض کی قید سے نفل، وتر، نماز جنازہ خارج ہو گئے۔ "جماعت" کی قید سے منفرد نکل گیا "مستحبہ" کی قید سے عورتیں نکل گئیں۔ مقیم کی قید سے مسافر خارج ہو گیا۔ "شہر" کی قید سے دیہات خارج ہو گیا۔ "مقتدی" کی قید لگائی تو اس سے مسبوق خارج نہیں ہوگا۔ کیونکہ مسبوق مقتدی کے حکم میں ہے۔ لہذا جوں ہی وہ اپنی نماز سے فارغ ہوگا تکبیر تشریق کہے گا۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۵۸۵)

(۵): فتوی امام اعظم کے قول پر ہے مگر احتیاط کے پیش نظر منفرد کہہ لے۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۳۵)

بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوْفِ وَالْخُسُوْفِ وَالْافزاع

سُنَّ رَكْعَتَانِ كَهَيْئَةِ النَّفْلِ لِلْكُسُوْفِ،بِإِمَامِ الْجُمُعَةِ أَوْ مَأْمُوْرِ السُّلْطَانِ بِلاَ أَذَانٍ وَلا إِقَامَةٍ وَلاَ جَهْرٍ، وَلاَ خُطْبَةٍ بَلْ يُنَادِى الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، وَسُنَّ تَطْوِيْلُهُمَا وَتَطْوِيْلُ رُكُوْعِهِمَا وَسُجُوْدِهِمَا ثُمَّ يَدْعُوْ الْإِمَامُ جَالِسًا مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ إِنْ شَاءَ أَوْ قَائِمًا مُسْتَقْبِلَ النَّاسِ وَهُوَ أَحْسَنُ وَيُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى دُعَائِهٖ حَتّٰى يَكْمُلَ انْجِلَاءُ الشَّمْسِ وَإِنْ لَّمْ يَحْضُرِ الْإِمَامُ صَلُّوْا فُرَادٰى كَالْخُسُوْفِ وَالظُّلْمَةِ الْهَائِلَةِ نَهَارًا وَالرِّيْحِ الشَّدِيْدَةِ وَالْفَزْعِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
كسوف:	سورج گرہن	خسوف:	چاند گرہن
افزاع:	خوف	يدعو:	دعا مانگنا
مستقبل القبلة:	قبلہ رخ	يؤمنون:	آمین کہنا
انجلاء الشمس:	سورج کا ظاہر ہو جانا	فرادی:	تنہا
ظلمة الهائلة:	شدید اندھیرا	ريح الشديد:	تیز ہوا
فزع:	خوف		

ترجمہ:

یہ باب سورج گرہن[۱]، چاند گرہن اور خوف کی نماز کے بیان میں ہے

سورج گرہن کے لئے نفل کی طرح[2] دو رکعتیں سنت[3] ہیں (اور یہ نماز) جمعہ یا سلطان کے مقرر کردہ امام کے پیچھے، اذان، اقامت، جہر اور خطبہ کے بغیر ہو۔ بلکہ "الصلوۃ جامعۃ" کی ندا دی جائے۔ ان رکعتوں کے قیام، رکوع اور سجود کو لمبا کرنا مستحب ہے[4]۔ پھر اگر امام چاہے تو قبلہ رخ بیٹھ کر لوگوں کی طرف رخ کر کے دعا پڑھے، یہ بہتر ہے[5]۔ مقتدی امام کی دعا پر آمین کہے۔ یہاں تک سورج کی روشنی مکمل ہو جائے۔ اگر امام حاضر نہ ہو تو وہ اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیں۔ جیسا کہ چاند گرہن[6]، دن کے وقت سخت اندھیرے کی صورت میں تیز ہوا[7] اور خوف کے[8] وقت پڑھی جاتی ہے۔

تشریح:

(۱): حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کریم میں ایک مرتبہ آفتاب میں گرہن لگا، مسجد میں تشریف لائے اور بہت طویل قیام رکوع وسجود کے ساتھ نماز پڑھی کہ میں نے کبھی ایسا کرتے نہ دیکھا اور یہ فرمایا کہ اللہ عزوجل کسی کی موت وحیات کی وجہ سے یہ نشانیاں ظاہر نہیں کرتا، لیکن ان سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے لہذا جب ان میں سے کچھ دیکھو تو ذکر ودعا واستغفار کی طرف گھبرا کر اٹھو۔

(صحیح البخاری، ابواب الکسوف، الحدیث ۱۰۵۹)

(۲): لہذا اوقات مکروہ میں سورج گرہن کی نماز نہیں ہے کیونکہ اوقات مکروہ میں نوافل پڑھنے کی ممانعت ہے۔

(ضوء المصباح، حاشیہ نور الایضاح، ۱۳۴)

(۳): سورج گرہن کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور چاند گرہن کی مستحب، سورج گرہن کی نماز جماعت سے پڑھنا مستحب ہے۔ اور جماعت کی صورت میں ادائیگی کی جائے تو سوائے خطبہ کے اس کی وہی شرائط ہیں جو کہ امام جمعہ کے لئے ہیں۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۳۶)

(۴): حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی کہ "سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن لگ گیا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام کیا نماز کے لئے۔ ایسا لگتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع نہیں فرمائیں گے۔ پھر آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے رکوع فرمایا لگتا تھا کہ سجدہ نہ فرمائیں گے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ فرمایا۔ طویل سجدہ اسی طرح دوسری رکعت میں کیا۔ (المستدرک للحاکم، جلد ۱، ص ۳۲۹)

(۵): یعنی قبلہ کی طرف منہ کرنا بہتر ہے۔ اگر کھڑے ہو کر دعا کی اور عصا وغیرہ پر سہارا لیا تو یہ بھی اچھا ہے مگر دعا کے لئے امام

منبر پر نہ جائے۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۸۹)

(۶): کیونکہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں کئی بار چاند گرہن ہو لیکن سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو جمع فرمایا ہو۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۵۹۱)

(۷): آقا دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ہوا اللہ تعالی کی رحمت سے ہے۔اسے برا نہ کہو اور اللہ تعالی سے اس کے خیر کا سوال کرو۔ اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۳۸)

(۸): مثلا آسمان سرخ ہو جائے۔ بجلیاں گریں یا تارے ٹوٹیں۔

باب الاستسقاء

لَہُ صَلاۃٌ مِنْ غَیْرِ جَمَاعَۃٍ وَلَہُ اِسْتِغْفَار، وَیَسْتَحِبُّ الْخُرُوْجُ لَہُ ثَلاثَۃَ أیَّامٍ مُشَاۃً فِی ثِیَابِ خَلْقَۃٍ غَسِیْلَۃٍ أوْ مُرَقَّعَۃٍ مُتَذَلِّلِیْنَ مُتَوَاضِعِیْنَ خَاشِعِیْنَ لِلّٰہِ تَعَالٰی نَاکِسِیْنَ رُؤُوْسَھُمْ مُقَدِّمِیْنَ الصَّدَقَۃَ کُلَّ یَوْمٍ قَبْلَ خُرُوْجِھِمْ، وَیَسْتَحِبُّ إخْرَاجُ الدَّوَابِّ وَالشُّیُوْخِ الْکُبَّارِ وَالأطْفَالِ وَفِی مَکَّۃَ وَبَیْتِ الْمَقْدِسِ فَفِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الأقْصٰی یَجْتَمِعُوْنَ وَیَنْبَغِی ذٰلِکَ أیْضًا لِأھْلِ مَدِیْنَۃِ سیدنا النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، وَیَقُوْمُ الْإمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ رَافِعاً یَدَیْہِ وَالنَّاسُ قُعُوْدٌ مُسْتَقْبِلِیْنَ الْقِبْلَۃَ یُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی دُعَائِہٖ یَقُوْلُ" :اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا ھَنِیْئًا مَرِیْئًا مُرِیْعًا غَدَقاً مُجَلِّلاً سَحاً طَبَقًا دَائِمًا وَمَا أشْبَھَہ سِرًّا أوْ جَھْرًا وَلَیْسَ فِیْہِ قَلْبُ رِدَاءٍ وَلا یَحْضُرہ ذِمِّیٌّ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
استسقاء:	بارش کی طلب کے لئے دعا کو استسقاء کہتے ہیں	مشاۃ:	پیدل چلنا
ثیاب خلقۃ:	پرانے کپڑے	غسیلۃ:	دھلے ہوئے
مرقعۃ:	پیوند لگے ہوئے	ناکسین:	جھکانا
مقدمین الصدقۃ:	پیشگی صدقہ ادا کرنا	دواب:	جانور
شیوخ:	عمر رسیدہ افراد	اطفال:	بچے
اسقنا:	سیراب کرنا	مغیثا:	موسلا دھار بارش
مریئا:	ظاہر و باطن نفع	مریعا:	کھیتی
غدقا:	بارش کے بڑے قطرے	مجللا:	جو سارے آسمان کو گھیر لے
سحا:	پانی کا بہت زیادہ گرنا	طبقا:	زمین کے ہر حصے پر
قلب رداء:	چادر کو الٹ پلٹ کرنا	ذمی:	وہ غیر مسلم جو دار السلام میں جزیہ دے کر رہتا ہو

ترجمہ:

یہ باب بارش[1] کی طلب کے بارے میں ہے

بارش کی طلب کے لئے بغیر جماعت کے نماز ہے[2] اس میں بخشش مانگنا ہے تین[3] دن تک پرانے دھلے ہوئے یا

پیوند والے کپڑوں میں، اللہ تعالی کے حضور عاجزی وانکساری کرتے ہوئے، اپنے سروں کو جھکاتے ہوئے۔ ہر دن جانے سے پہلے صدقہ دیتے ہوئے بارش کی طلب کیلئے جانا مستحب ہے۔ جانور، بوڑھے، اور بچوں کو ساتھ لے کر جانا مستحب ہے[۴]۔ مکہ اور بیت المقدس میں رہنے والے، مسجد حرام اور مسجد اقصی میں جمع ہوں چاہیے کہ اسی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر کے رہنے والے بھی کریں۔ امام اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے قبلہ رخ کھڑا ہو[۵] اس حال میں کہ لوگ قبلہ رخ بیٹھے ہوں۔ امام کی دعا پر آمین کہیں۔ یہ کہے "اے اللہ ہمیں سیراب کر پوری بارش سے، جو خوشگوار تازگی لانے والی ہو۔ موسلا دھار ہو، ڈھانپ دینے والی ہو۔ ایسی بارش ہو جو ہر جگہ ہو۔" اس کی مثل دعا آہستہ یا بلند آواز سے پڑھے۔ نماز استسقاء میں چادر کو الٹ پلٹ کرنا نہیں[۶] اور نہ ہی ذمی نماز میں حاضر ہو[۷]۔

تشریح:

(۱): صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں: لوگ جب قحط میں مبتلا ہوئے تو امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق، حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے توسل سے بارش کی طلب کرتے ہیں۔ عرض کرتے! اے اللہ تیری طرف ہم اپنے نبی کا وسیلہ کیا کرتے تھے اور تو برساتا تھا اب ہم تیری بارگاہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کو وسیلہ کرتے ہیں تو بارش بھیج، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یوں کرتے تو بارش ہوتی۔ (صحیح البخاری، ابواب الاستسقاء، الحدیث ۱۰۱۰)

(۲): یعنی جماعت اس کے لئے سنت نہیں ہے۔ چاہے جماعت سے پڑھیں یا تنہا دونوں میں اختیار ہے۔

(بہار شریعت حصہ چہارم، ص ۱۴۲)

(۳): تین دن تک لگاتار جائیں کیونکہ دعا کا مقصد قبولیت ہے۔ تین دن کی مدت میں عذر کو قبول کر لیا جاتا ہے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۳۴)

(۴): سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا "تمہیں رزق اور تمہاری مدد تمہارے کمزوروں کی وجہ سے کی جاتی ہے۔"

(صحیح البخاری، جلد ۳، ص ۵۵)

(۵): حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز استسقاء میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھوں کو اتنا بلند فرماتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بغلوں کی سپیدی ظاہر ہوتی۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ، باب رفع الیدین فی الاستسقاء)

(۶): امام محمد کا قول ہے کہ چادر کو الٹ پلٹ کرنا چاہیے۔ نیچے والے حصے کو اوپر اور اوپر والے حصے کو نیچے کر دے۔ صاحب

قدوری نے امام محمد کے قول کو اختیار کیا ہے۔اور اسی پر فتوی ہے۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح ،ص ۱۳۵)

(۷): اس لئے کہ جہاں کافر ہوتا ہے وہاں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔اور بارش کا طلب کرنا رحمت کے لئے ہے۔
(بہار شریعت، حصہ چہارم ،ص ۱۴۲)

باب صَلاَةِ الْخَوف

هِيَ جَائِزَةٌ بِحُضُورِ عُدُوٍّ او بِخَوْفِ غَرَقٍ أَوْ حَرْقٍ، وَإِذَا تَنَازَعَ الْقَوْمُ فِي الصَّلاَةِ خَلْفَ إِمَامٍ وَاحِدٍ فَيَجْعَلُهُمْ طَائِفَتَيْنِ وَاحِدَةً بِإزَاءِ الْعُدُوِّ وَيُصَلِّي بِالْأُخْرَى رَكْعَةً مِنَ الثُّنَائِيَةِ وَرَكْعَتَيْنِ مِنَ الرُّبَاعِيَةِ أَوِ الْمَغْرِبِ وَتَمْضِي هٰذِهٖ إِلَى الْعُدُوِّ مُشَاةً وَجَاءَت تِلْكَ فَصَلّى بِهِم مَا بَقِيَ وَسَلَّمَ وَذَهَبُوا إِلَى الْعُدُوِّ ثُمَّ جَاءَتِ الْأُولىٰ وَأَتِمُّوا بِلاَ قِرَاءَةٍ وَسَلِّمُوا وَمَضَوْا ثُمَّ جَاءَتِ الْأُخْرٰى إِنْ شَاءُوْا وَصَلُّوْا مَابَقِيَ بِقِرَاءَةٍ، وَإِنْ اِشْتَدَّ الْخَوْفُ صَلُّوْا رُكْبَانًا فُرَادٰى بِالْإِيْمَاءِ إِلٰى أَيِّ جِهَةٍ قَدَرُوْا، وَلَمْ تَجُزْ بِلاَ حُضُوْرِ عُدُوٍّ وَيُسْتَحَبُّ حَمْلُ السِّلاَحِ فِي الصَّلاَةِ عِنْدَ الْخَوْفِ، وَإِنْ لَّمْ يَتَنَازَعُوْا فِي الصَّلاَةِ خَلْفَ إِمَامٍ وَاحِدٍ فَالْأَفْضَلُ صَلاَةُ كُلِّ طَائِفَةٍ بِإِمَامٍ مِثْلَ حَالَةِ الْأَمْنِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
عدو:	دشمن	غرق:	ڈوب جانا
حرق:	جل جانا	تنازع:	جھگڑا کرنا
طائفتین:	دو گروہ	تمضی:	گزر جانا
رکبانا:	سواری کی حالت میں	حمل السلاح:	ہتھیاروں کا اٹھانا

ترجمہ:

یہ باب صلوۃ الخوف[1] کے بیان میں ہے

صلوۃ الخوف دشمن کی موجودگی اور ڈوبنے[2] یا جلنے کی صورت میں جائز ہے۔جب قوم ایک امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں جھگڑا کرے[3] تو انہیں دو گروہوں میں تقسیم کردے۔ایک گروہ دشمن کے مقابلے میں ہو۔جبکہ دوسرا گروہ دو رکعت والی نماز میں سے ایک رکعت،چار رکعت والی نماز یا مغرب کی نماز میں اسے دو رکعت پڑھے۔پھر یہ گروہ دشمن کی طرف پیدل

جائے اور پہلے والا گروہ آئے اور جو رکعتیں رہ گئی تھیں وہ پڑھ جائے۔ اور امام اکیلا ہی سلام پھیر دے۔ پھر یہ دشمن کی طرف چلے جائیں۔ اور پہلے والا گروہ آ کر نماز کو بغیر قرأت کے مکمل کرے (۵)۔ اور سلام پھیر دیں۔ پھر دوسرا گروہ آئے اگر وہ چاہیں تو جو نماز رہ گئی ہے قرأت کے ساتھ وہیں سے پڑھیں (۶)۔ اگر خوف زیادہ ہو جائے تو تنہا تنہا سواری پر اشارے کے ساتھ پڑھیں۔ جس جہت پر وہ قادر ہوں (۷)۔ دشمن کی عدم موجودگی میں نماز خوف جائز نہیں ہے خوف کے وقت میں نماز میں اسلحہ رکھنا مستحب ہے اگر ایک امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں جھگڑا نہ کریں تو افضل یہ ہے کہ ہر گروہ حالت امن کی طرح ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھیں (۸)۔

تشریح:

(۱): اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے "اگر تمہیں خوف ہو تو پیدل یا سواری پر نماز پڑھو پھر جب خوف جاتا رہے تو اللہ تعالی کو اس طرح یاد کرو جیسا کہ اس نے سکھایا وہ جو کہ تم نہ جانتے تھے۔" (پارہ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۲۳۹)

اسی طرح پ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۰۲ تا ۱۰۳ تک صلوۃ الخوف کا طریقہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے۔

(۲): دریا میں تیرنے والا اگر کچھ دیر بغیر اعضاء کو حرکت دیئے رہ سکے تو اشارے سے نماز پڑھے ورنہ نماز نہ ہوگی۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۴۷)

(۳): یہ اندیشہ ہو کہ ایک ساتھ نماز پڑھیں گے تو دشمن حملہ کر دیں گے۔

(۴): اگر سوار ہو کر جائیں گے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ یا جس طرف دشمن ہے اس طرف نہ گئے تو یہ چلنا نماز کو فاسد کر دے گا۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۵۵۶)

(۵): کیونکہ یہ لاحق کے حکم میں ہیں گویا یہ امام کے پیچھے ہی ہیں۔ لہذا قرأت نہ کریں گے۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۵۵۶)

(۶): کیونکہ یہ مسبوق ہے اصل اس مسئلہ میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی یہ روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح صحابہ کو صلاۃ الخوف پڑھائی تھی۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۶۰)

(۷): ہاں اگر ایک گھوڑے پر دو سوار ہوں تو پچھلا اگلے کی اقتداء کر سکتا ہے۔ اور سواری پر فرض نماز اسی وقت جائز ہوگی کہ دشمن ان کا تعاقب کر رہے ہوں۔ اگر یہ دشمن کا تعاقب کر رہے ہوں تو سواری پر نماز نہ ہوگی۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۴۶)

(۸): تاکہ نماز میں چلنے سے بچ جائیں۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح،ص ۶۰۱)

بَابُ أَحْكَامِ الْجَنَائِزِ

يُسَنُّ تَوْجِيهُ الْمُحْتَضَرِ عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَجَازَ الْاِسْتِلْقَاءُ وَتُرْفَعُ رَأْسُهٗ قَلِيْلاً، وَيُلَقَّنُ بِذِكْرِ الشَّهَادَةِ عِنْدَهٗ مِنْ غَيْرِ إِلْحَاحٍ وَلَا يُؤْمَرُ بِهَا وَتَلْقِيْنُهٗ فِي الْقَبْرِ مَشْرُوْعٌ وَقِيْلَ لَا يُلَقَّنُ وَقِيْلَ لَا يُؤْمَرُ بِهٖ وَلَا يُنْهٰى عَنْهُ وَيُسْتَحَبُّ لِأَقْرِبَاءِ الْمُحْتَضَرِ وَجِيْرَانِهِ الدُّخُوْلُ عَلَيْهِ وَيَتْلُوْنَ عِنْدَهٗ سُوْرَةَ يٰسٓ وَاسْتُحْسِنَ سُوْرَةُ الرَّعْدِ وَاخْتَلَفُوْا فِي إِخْرَاجِ الْحَائِضِ وَالنُّفَسَاءِ مِنْ عِنْدِهٖ فَإِذَا مَاتَ شُدَّ لَحْيَاهُ وَغُمِّضَ عَيْنَاهُ وَيَقُوْلُ مُغَمِّضُهٗ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ سيدنا رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ أَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ وَأَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ إِلَيْهِ خَيْرًا مِمَّا خَرَجَ عَنْهُ وَيُوْضَعُ عَلٰى بَطْنِهٖ حَدِيْدَةٌ لِئَلَّا يَنْتَفِخَ وَتُوْضَعُ يَدَاهُ بِجَنْبَيْهِ وَلَا يَجُوْزُ وَضْعُهُمَا عَلٰى صَدْرِهٖ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
توجیه:	منہ کرنا	محتضر:	قریب الموت
استلقاء:	چت ہوکر لیٹنا	الحاح:	بغیر مجبور کیے
اقربا:	قریبی رشتہ دار	جیرانه:	پڑوسی
یتلون:	تلاوت کرنا	شد:	باندھنا
غمض:	بلند کرنا	مغمضه:	آنکھیں بند کرنا
ملة:	دین	یسر:	آسان کرنا
اسعده:	خوش بخت ہونا	لقائک:	ملاقات
حدیدة:	لوہا	ینتفخ:	پھٹ جانا

ترجمہ:

یہ باب جنازے[۱] کے احکام کے بارے میں ہے

قریب المرگ شخص کو قبلہ رخ دائیں پہلو پہ لٹانا سنت ہے[۲] پیٹھ کے بل لٹانا بھی جائز ہے۔ میت کا سر تھوڑا سا بلند کیا

جائے۔میت کے پاس بغیر اصرار کے کلمہ شہادت کے ذکر کی صورت میں تلقین[۳] کی جائے۔مگر کلمہ شہادت کہنے کا حکم نہ دیا جائے۔قبر میں تلقین[۴] مشروع ہے۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ تلقین نہ کی جائے۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ نہ تو اس کا حکم دیا جائے اور نہ ہی اس سے روکا جائے۔قریب المرگ شخص کے پڑوسیوں اور اقرباء کا اس کے پاس موجود ہونا مستحب ہے۔میت کے پاس سورۃ یاسین کی تلاوت کریں سورۃ رعد کے پڑھنے کو بھی اچھا قرار دیا گیا ہے۔قریب المرگ شخص کے پاس سے حیض اور نفاس والی عورتوں کے نکالنے کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے[۵]۔جب وہ مرجائے تو اس کے جبڑوں کو باندھ دیا جائے۔اس کی آنکھوں کو[۶] بند کردیا جائے۔میت کی آنکھیں بند کرنے والا یہ کہے۔"اللہ کے نام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملت پر۔اے اللہ اس پر اس کا معاملہ آسان کردے۔بعد میں آنے والی چیزوں کو اس کے لئے آسان کردے۔اپنی ملاقات سے اسے سعادت مند کردے۔اے اللہ جس طرف جارہا ہے۔اسے اس سے بہتر بنا جس سے جارہا ہے۔"میت کے پیٹ پر لوہا رکھے تاکہ پیٹ پھول نہ جائے[۷]۔اس کے ہاتھوں کو پہلوؤں پر رکھا جائے۔ہاتھوں کو سینے پر رکھنا جائز نہیں ہے[۸]۔

تشریح:

(۱): اسلام میں سب سے پہلی نماز جنازہ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی ادا کی گئی۔اور حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔

(۲): اس لئے کہ قبر میں بھی دائیں پہلو رکھا جاتا ہے۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہر کام دائیں جانب سے کرتے تھے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح،ص۶۰۲)

(۳): آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا"مردوں کو لاالہ الا اللہ کی تلقین کرو۔جو بھی مسلمان ان کلمات کو موت کے وقت کہتا ہے۔اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے نجات عطا فرماتا ہے۔

(صحیح مسلم،باب:"تلقین لاموتی لاالہ الا اللہ"الحدیث:۲۱۲۰)

(۴): تلقین کے الفاظ یہ ہیں"یافلان بن فلان اذکر دینک الذی کنت علیه فی دار الدنیا شهادة ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله"۔

(۵): صحیح یہ ہے کہ حیض ونفاس والی عورتیں میت کے پاس حاضر ہوسکتی ہیں۔مگر جس کا حیض ونفاس منقطع ہوگیا اور ابھی غسل نہیں کیا اسے اور جنبی کو نہ آنا چاہیے۔ (بہار شریعت،حصہ چہارم،ص۱۵۷)

(۶): سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا"جب کوئی مر جائے تو اس کی آنکھیں بند کردو کہ آنکھیں روح کا پیچھا کرتی ہیں اور اس کے لئے اچھی بات کہو کہ فرشتے تمہاری دعا پر آمین کہتے ہیں۔

(ابن ماجہ"کتاب الجنائز،باب:ماجآء فی تغمیض المیت"۱۴۵۵)

(۷): مگر ضرورت سے زیادہ وزنی نہ ہو کہ باعث تکلیف ہو۔ (بہار شریعت،حصہ چہارم،ص۱۵۸)

(۸): کیونکہ اس میں اہل کتاب سے مشابہت ہے۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح،ص۲۰۷)

وَتُكْرَهُ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ عِنْدَهُ حَتّٰى يُغْسَلَ،وَلا بَأْسَ بِإِعْلامِ النَّاسِ بِمَوْتِهِ، وَيُعَجَّلُ بِتَجْهِيزِهِ فَيُوْضَعُ كَمَا مَاتَ عَلٰى سَرِيْرٍ مُجَمَّرٍ وِتْرًا وَيُوْضَعُ كَيْفَ اِتَّفَقَ عَلَى الْأَصَحِّ وَيُسْتَرُ عَوْرَتُهُ ثُمَّ جُرِّدَ عَنْ ثِيَابِهِ ووُضِّيءَ فِي الصَّحِيْحِ إِلَّا أَنْ يكونَ صَغِيْرًا لا يَعْقِلُ الصَّلاةَ بِلا مَضْمَضَةٍ وَاِسْتِنْشَاقٍ إِلَّا أَنْ يكونُ جُنباً وصُبَّ عَليه مَاءٌ مُغْلًى بِسِدْرٍ أو حُرْضٍ وإلا فَالْقَرَاحُ وَهُوَ الْمَاءُ الْخَالِصُ وَيُغْسَلُ رَأْسُهُ ولِحيتُه بِالْخِطْمِيِّ ثُم يُضْجَعُ عَلى يسارِهِ فَيُغسلُ حَتّٰى يَصِلَ الْمَاءُ إِلَىٰ مَايَلِيَ التَّخْتَ مِنْهُ ثُمَّ عَلٰى يَمِيْنِهِ كَذٰلِكَ ثُم أُجْلِسَ مُسْنَدًاإليه وَمَسَحَ بَطْنَهُ وَمَاخَرَجَ مِنْهُ غَسَلَهُ وَلَمْ يُعِدْ يُنَشَّفُ بِثَوبٍ وَيجْعَلُ الْحُنُوطُ عَلى لِحْيَتِهٖ وَرَأْسِهٖ وَالْكَافُوْرُ عَلٰى مَسَاجِدِهٖ وَلَيْسَ فِي الْغُسْلِ اِسْتِعْمَالُ الْقُطْنِ فِي الرِّوَايَاتِ الظَّاهِرَةِ وَلا يُقَصُّ ظُفْرُهُ وَشَعْرُهُ وَلا يُسَرَّحُ شَعْرُهُ وَلِحْيَتُهُ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اعلام:	اعلان کرنا	يعجل:	جلدی کرنا
تجهيز:	کفن دفن کے انتظامات	مجمّر:	دھونی دینا
جرد:	خالی کر دینا	مضمضة:	کلی کرنا
استنشاق:	ناک میں پانی ڈالنا	بسدر:	بیری کے پتوں سے گرم کیا ہوا
حرض:	اشنان،جس سے کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے ہیں	يضجع:	پہلو کے بل لیٹانا
مسندا:	ٹیک لگانا	ينشف:	کپڑے کے ساتھ جھاڑنا
لحية:	داڑھی	مساجده:	پیشانی

یقص: کاٹنا ظفرہ: ناخن

یسرح: کنگھا کرنا

ترجمہ:

جب تک میت کو غسل نہ دے دیا جائے اس کے پاس قرآن پاک پڑھنا مکروہ ہے[1]۔اور اس کی موت سے لوگوں کو آگاہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے[2]۔اس کی تجہیز و تکفین میں جلدی کی جائے[3]۔جیسے ہی فوت ہوا سے ایسے تختے پر رکھا جائے جسے طاق تعداد میں دھونی دی گئی ہو۔اصح قول کے مطابق جس طریقہ پر انہیں آسانی ہو اسی طریقے پر میت کو رکھا جائے۔اس کے اعضاء کو چھپایا جائے[4]۔پھر میت کے کپڑے اتار دیے جائیں۔وضو کرایا جائے اگر یہ میت ایسے چھوٹے بچے کی ہو جو نماز کی سمجھ بوجھ نہیں رکھتا۔(تو وضو نہ کرایا جائے) وضو کلی اور ناک میں پانی چڑھانے کے بغیر ہو مگر یہ کہ میت جنبی ہو[5]۔پھر میت پر بیری کے پتوں یا اشنان سے گرم کیا ہوا پانی بہایا جائے[6] ورنہ صرف قراح ہے قراح خالص پانی کو کہتے ہیں میت کا سر اور داڑھی خطمی[7] سے دھوئی جائے۔پھر میت کو بائیں پہلو پر لٹا کر غسل دیا جائے۔یہاں تک کہ پانی اس کے نیچے والے حصے کی طرف پہنچ جائے۔پھر اسی طرح دائیں پہلو پر لٹا کر کیا جائے۔پھر اسے سہارا دے کر بٹھایا جائے۔میت کے پیٹ پر آہستہ سے ہاتھ پھیر لے۔جو کچھ میت سے نکلے اسے دھو دے۔دوبارہ غسل نہ دے پھر کسی کپڑے سے میت کے بدن کو خشک کر دیا جائے۔حنوط[8] کو اس کے سر اور داڑھی میں لگائے۔اعضاء سجدہ پر کافور لگائی جائے۔ظاہر الروایۃ میں میت کے غسل میں روئی کا استعمال نہ کیا جائے۔میت کے بال اور ناخن نہ کاٹے جائیں[9] اور نہ ہی اس کے داڑھی اور بالوں میں کنگھی کی جائے[10]۔

تشریح:

(۱): میت کی موت نجاست حکمیہ ہے اس کے دلائل یہ ہیں۔نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت عثمان بن مظعون کو غسل دینے سے پہلے بوسہ دیا اگر آپ ناپاک ہوتے تو آپ ﷺ کبھی انہیں بوسہ نہ دیتے۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے مسلمان ناپاک نہیں ہے زندہ ہو یا مر گیا ہو۔اور غسل سے پہلے قرات قران مکروہ (تنزیہی) ہے کہ اس حالت میں غالبا مردے سے نجاست نکلتی رہتی ہے اور غالب ایسے ہی ہے جیسے وہ ثابت ہو۔

(۲): تاکہ لوگ اس کے جنازہ میں شریک ہوں۔اور اس کے لئے مغفرت کی دعا کریں۔اگر کوئی زاہد یا عالم فوت ہو تو بازار

میں اعلان کرنا جائز ہے تا کہ لوگ اس سے تبرک حاصل کریں۔ (ضوء المصباح، حاشیہ نور الایضاح، ص۱۳۸)

(۳): سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ کی عیادت کی اور فرمایا حضرت طلحہ قریب الموت ہے۔لہذا جب یہ وصال فرما جائیں تو مجھے اس کی خبر دینا تا کہ میں ان پر نماز پڑھوں اور ان کے کفن دفن میں جلدی کرو۔

(ابوداؤد" کتاب الجنائز: باب التعجیل بالجنازة کرهیة حسبها)

(۴): اعضائے ستر جسم پر ہوں یا جدا ان کی طرف نظر کرنا چھونا جائز نہیں ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد۹، ص۳۹۰)

(۵): صحیح قول یہ ہے کہ جنبی میت کے ناک اور منہ میں پانی نہیں ڈالا جائے گا۔اور اس حالت میں مرنے کی صورت میں ایک ہی غسل ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد۹، ص۹۸)

(۶): کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشنان سے غسل دینے کا حکم فرمایا ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۶۰۹)

(۷): یہ ایک خوشبودار بوٹی ہے جو کہ عراق میں پائی جاتی ہے جو کہ صابن کی جگہ کام آتی ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۶۰۹)

(۸): حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس مشک تھا۔وصیت فرمائی کہ میرے حنوط میں یہ مشک استعمال کیا جائے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حنوط کا بچا ہوا ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد۹، ص۱۱۸)

(۹): کیونکہ اس میں زیب و زینت ہے اور مردہ کو اس کی حاجت نہیں ہے۔

(مراقی الفلاح، مع حاشیہ الطحطاوی، ص۵۷۱)

(۱۰): کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(الہدایہ اولین، ص۱۵۹، مطبوعہ ضیاء القرآن)

وَالْمَرْأَةُ تَغْسِلُ زَوْجَهَا بِخِلَافِهِ كَأُمِّ الْوَلَدِ لَا تَغْسِلُ سَيِّدَهَا وَلَوْ مَاتَتْ اِمْرَأَةٌ مَعَ الرِّجَالِ يُيَمِّمُوْهَا كَعَكْسِهِ بِخِرْقَةٍ وَإِنْ وُجِدَ ذُوْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ يُيَمِّمُ بِلَا خِرْقَةٍ وَكَذَا الْخُنْثٰى الْمُشْكِلُ يُيَمَّمُ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَيَجُوْزُ لِلرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ تَغْسِيْلُ صَبِيٍّ وَصَبِيَّةٍ لَمْ يَشْتَهِيَا وَلَا بَأْسَ بِتَقْبِيْلِ الْمَيِّتِ، وعَلَى الرَّجُلِ تَجْهِيْزُ اِمْرَأَتِهِ وَلَوْ مُعْسِرًا فِي الْاَصَحِّ وَمَنْ لَا مَالَ لَهُ فَكَفْنُهُ عَلٰى مَنْ تَلْزَمُهُ نَفَقَتُهُ وإِنْ لَمْ يُوْجَدْ مَنْ تَجِبُ عليه نَفَقَتُهُ فَفِي بَيْتِ الْمَالِ فَإِنْ لَمْ يُعْطِ عِجْزًا أَوْ ظُلْمًا فَعَلَى النَّاسِ وَيَسْأَلُ لَهُ التَّجْهِيْزَ مَن لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ غَيْرُهُ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سیدھا:	آقا	ییمموھا:	تیمم کروانا
خرقۃ:	کپڑے کا ٹکرا	تقبیل:	چومنا
معسرا:	تنگدست		

ترجمہ:

بیوی اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے[1] بخلاف خاوند[2] کے جیسا کہ ام ولد جو اپنے آقا کو غسل نہیں دے سکتی۔ اگر مردوں کے ساتھ کوئی عورت فوت ہوگئی تو وہ عورت کو کپڑے سے تیمم کروائیں جیسا کہ اس کی برعکس صورت میں ہوتا ہے۔ اگر کوئی قریبی رشتہ دار ہو تو وہ بغیر کپڑے کے تیمم کرائے۔ ظاہر الروایۃ کے مطابق۔ اسی طرح خنثیٰ مشکل کو بھی تیمم کروایا جائے[3]۔ مرد اور عورت کے لئے بچے اور بچی کو جبکہ حد شہوت کو نہ پہنچے ہوں[4] غسل دینا جائز ہے۔ میت کو چومنے میں کوئی حرج نہیں ہے[5]۔ اصح قول کے مطابق بیوی کی تجہیز و تکفین شوہر پر لازم ہے[6] اگرچہ غریب ہو۔ اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو اس کی تجہیز اس پر ہے۔ جس پر اس کا نفقہ لازم ہے۔ اور جس پر نفقہ واجب ہے اگر وہ بھی نہ ہو تو بیت المال سے تجہیز و تکفین کی جائے۔ اگر تنگدستی یا ظلم کی وجہ سے بیت المال بھی نہ دے تو تجہیز و تکفین لوگوں پر لازم ہے۔ اس پر قادر نہ ہو تو وہ دوسروں سے تجہیز و تکفین کے لئے سوال کرے[7]۔

تشریح:

(۱): کیونکہ شوہر کی موت سے عورت بالکلیہ نکاح سے نہیں نکلتی لہذا غسل دے سکتی ہے اگر مرد نے عورت کو طلاق بائن دے دی تھی یا بعد وفات شوہر عدت گزر گئی مثلاً عورت حاملہ تھی شوہر کے انتقال ہوتے ہی بچہ پیدا ہوگیا۔ عورت عدت سے نکل کر اجنبی ہوگئی اب غسل نہیں دے سکتی۔ (فتاوی رضویہ، جلد۹، ص۹۵)

(۲): خاوند اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا کیونکہ عورت کو چھونا نکاح کی وجہ سے جائز تھا جب عورت مرگئی تو اجنبی ہوگئی لہذا غسل نہیں دے سکتا۔ (فتاوی رضویہ، جلد۹، ص۹۵)

نوٹ: وہ جو منقول ہوا کہ حضرت علی نے فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو غسل دیا اولا اس کا صحیح اور حجت ہونا محل نظر ہے۔ ثانیا دوسری روایت ہے کہ حضرت ام ایمن نے انہیں غسل دیا تھا۔ ثالثا غسل تو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے دیا اور حضرت علی نے اسباب مہیا کیے۔ تو مسبب کی وجہ سے منسوب کیا گیا ہے چوتھی یہ کہ حضرت علی رضی اللہ علیہ کا خاصہ ہے۔ اوروں کو اس پر قیاس کرنا درست نہیں۔ (فتاوی رضویہ، جلد۹، ص۹۲ تا ۹۳۹)

(۳): خنثی وہ ہے جسمیں مرد و عورت دونوں کی علامات پائی جائیں۔ اگر مرد والی علامت غالب ہو تو خنثی مردوں کے حکم میں ہے۔ اگر عورت والی علامات غالب ہو تو عورت کے حکم میں ہے۔ (القدوری، ص۲۳۷)

(۴): بچہ جب بارہ برس اور لڑکی جب نو برس کی ہو جائے تو یہ حد شہوت میں داخل ہو گئے۔

(فتاوی رضویہ، جلد۹، ص۱۰۰)

(۵): جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کا وصال ہوا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے چہرے سے کپڑا اٹھایا بہت زیادہ روئے اور آپ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تمہیں مبارک ہو نہ تم نے دنیا کو اپنا مسکن بنایا اور نہ دنیا تم پر غالب آئی۔"

(حاشیہ الطحطاوی مراقی الفلاح، ص۵۷۳)

(۶): بشرط یہ کہ موت کے وقت کوئی ایسی شے نہ پائی جائے جس سے عورت کا نفقہ شوہر سے ساقط ہو جاتا ہے۔ مگر عورت پر کفن واجب نہیں اگر چہ مالدار ہو۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص۱۶۹)

(۷): کفن کے لئے سوال کر کے لائے اور کچھ بچ گیا تو دینے والا معلوم ہو تو اس کو واپس کر دیں اگر وہ بھی معلوم نہ ہو تو کسی محتاج کے لئے سنبھال کر رکھیں۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو صدقہ کر دیں۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص۱۶۹)

وَكَفَنُ الرَّجُلِ سُنَّةً قَمِيصٌ وَإِزَارٌ وَلِفَافَةٌ مِمَّا يَلْبَسُهُ فِي حَيَاتِهِ وَكِفَايَةً إِزَارٌ وَلِفَافَةٌ وَفُضِّلَ الْبَيَاضُ مِنَ الْقُطْنِ، وَكُلٌّ مِنَ الْإِزَارِ وَاللِّفَافَةِ مِنَ الْقَرْنِ إِلَى الْقَدَمِ وَلَا يُجْعَلُ لِقَمِيصِهِ كُمٌّ وَلَا دِخْرِيصٌ وَلَا جَيْبٌ وَلَا تُكَفُّ أَطْرَافُهُ وَتُكْرَهُ الْعِمَامَةُ فِي الْأَصَحِّ وَلُفَّ مِنْ يَسَارِهِ ثُمَّ يَمِينِهِ وَعُقِدَ إِنْ خِيفَ انْتِشَارُهُ وَتُزَادُ الْمَرْأَةُ فِي السُّنَّةِ خِمَارًا لِوَجْهِهَا وَخِرْقَةً لِرَبْطِ ثَدْيَيْهَا وَفِي الْكِفَايَةِ خِمَارًا وَيُجْعَلُ شَعْرُهَا ضَفِيرَتَيْنِ عَلَى صَدْرِهَا فَوْقَ الْقَمِيصِ ثُمَّ الْخِمَارُ فَوْقَهُ تَحْتَ اللِّفَافَةِ ثُمَّ الْخِرْقَةُ فَوْقَهَا وَتُجَمَّرُ الْأَكْفَانُ وِتْرًا قَبْلَ أَنْ يُدْرَجَ فِيهَا وَكَفَنُ الضَّرُورَةِ مَا يُوجَدُ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ازار:	تہبند	بیاض:	سفیدی
قرن:	سینگ مراد سر	کم:	آستین
دخریص:	گریبان	لف:	لپیٹنا
عقد:	گرہ لگانا	خیف:	خوف ہونا
انتشارہ:	کھلنے کا	ربط:	باندھنا
ثدی:	پستان	ضفیرتین:	مینڈھیاں
خمار:	اوڑھنی	وترا:	طاق عدد
یدرج:	داخل کرنا	یوجد:	جو مل جائے

ترجمہ:

مرد کے لئے کفن سنت قمیص، تہبند اور لفافہ ہے[۱]۔ ایسے لباس میں سے ہو جیسا وہ اپنی زندگی میں پہنا کرتا تھا[۲]۔ کفن کفایہ تہبند اور لفافہ ہے[۳]۔ سفید سوتی کفن کو فضیلت دی گئی ہے[۴]۔ تہبند اور لفافہ گردن سے قدم تک ہو[۵]۔ قمیص میں آستین، گریبان، اور جیب نہ ہو۔ کفن کے کناروں کو نہ لپیٹا جائے۔ اصح قول کے مطابق عمامہ باندھنا مکروہ ہے[۶]۔ پہلے بائیں طرف سے لپیٹا جائے گا پھر دائیں جانب سے۔ اگر کفن کھلنے کا اندیشہ ہو تو اس کو گرہ لگا دی جائے۔ عورت کے کفن سنت میں عورت کے چہرہ کے لئے اوڑھنی اور پستان باندھنے کے لئے کپڑا کا اضافہ کیا جائے۔ کفن کفایہ[۷] میں صرف اوڑھنی کا اضافہ کیا جائے۔ پھر اس کے بالوں کی مینڈھیاں بنا کر قمیص کے اوپر، سینے پر رکھی جائیں گی۔ پھر قمیص کے اوپر اوڑھنی

ہو جو لفافہ سے نیچے ہو۔ پھر لفافہ سے اوپر کپڑا ہو۔ میت کو کفن میں داخل کرنے سے پہلے کفن کو طاق تعداد میں دھونی دی جائے[8]۔ کفن ضرورت وہ جو مل جائے[9]۔

تشریح:

(۱): عورت کے لئے پانچ کپڑے سنت ہیں (۱) قمیص (۲) تہبند (۳) لفافہ (۴) اوڑھنی (۵) سینہ بند، نابالغ اگر حد شہوت کو پہنچ گیا تو ان کا کفن مرد وعورت کی مثل ہے۔ اگر حد شہوت کو نہ پہنچیں ہوں تو بیٹے کو ایک اور بیٹی کو دو کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ اگر بیٹے کو دو کپڑوں بیٹی کو تین کپڑوں میں دیں تو اچھا ہے۔ اور دونوں کو پورا کفن مرد وعورت کا دیں تو سب سے بہتر۔ جو بچہ مردہ پیدا ہوا یا کچا گر گیا اسے ایک ہی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا چاہیے۔ کفن نہ دیں۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۱۰۰)

(۲): سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم اپنے بھائی کو کفن دو تو اچھا کفن دو۔
(صحیح مسلم، کتاب الجنائز باب: فی تحسین کفن المیت)

(۳): سرکار علیہ السلام نے فرمایا "تم پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو۔ اور اس کو دو کپڑوں میں کفن دو"۔
(صحیح البخاری، کتاب الجنائز باب: کیف یکفن المحرم)

(۴): سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "سفید کپڑے پہنو۔ یہ تمہارے لئے بہترین کپڑے ہیں۔ سفید کپڑوں میں مردوں کو کفن دو۔ تمہارے لئے بہترین سرمہ اثمد ہے۔ کیونکہ یہ بال اگاتا ہے۔ آنکھ کی روشنی تیز کرتا ہے۔
(الطبرانی الکبیر۔ ۱۲تا ۵۱)

(۵): لفافہ میت کے قد سے اس قدر زائد ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں۔ اور تہبند چوٹی سے قدم تک، کفنی گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک ہو۔ مرد کی کفنی مونڈھے پر سے چیریں اور عورت کی سینے کی طرف۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۶۷)

(۶): کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفن میں یہ نہ تھا بعض متاخرین نے اس کو اچھا قرار دیا ہے کیونکہ حضرت ابن عمر کو عمامہ پہنایا گیا تھا اور شملہ کو آپ کے چہرے پر رکھا گیا تھا۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۵۷۸)

(۷): بلاضرورت کفن کفایہ سے کم کرنا ناجائز ومکروہ ہے بعض محتاج کفن ضرورت پر قادر ہونے کے باوجود کفن مسنون کے لئے سوال کرتے ہیں یہ ناجائز ہے کہ سوال بلاضرورت جائز نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۶۷)

(۸): آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جب تم میت کو دھونی دو تو طاق تعداد میں دو"۔
(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۵۷۹)

(۹): حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا جب وصال ہوا تو صرف ایک ہی کپڑا تھا اگر چہرے کو ڈھانپتے تو پاؤں ظاہر ہو جاتے، اگر پاؤں کو چھپاتے تو آپ رضی اللہ عنہ کا چہرہ نظر آتا تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" ان کے چہرے کو کپڑے سے ڈھانپ دو اور قدموں کو گھاس سے" (حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۵۷۹)

نوٹ: جو کپڑا زندگی میں پہننا جائز اس کا کفن بھی جائز اور جو مرد کے لئے نا جائز ہے مثلاً زعفران یا کسم سے رنگا ہوا کپڑا تو اس کا کفن بھی نا جائز ہے۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۶۸)

فصلٌ: فِي الصَّلاةِ عَلَى الْمَيِّت

اَلصَّلاةُ عَلَيْهِ فَرْضُ كِفَايَةٍ وَأَرْكَانُهَا التَّكْبِيْرَاتُ وَالْقِيَامُ وَشَرَائِطُهَا سِتَّةٌ إِسْلامُ الْمَيِّتِ وَطَهَارَتُهُ وَتَقَدُّمُهُ وَحُضُوْرُهُ أَوْ حُضُوْرُ أَكْثَرِ بَدَنِهِ أَوْ نِصْفِهِ مَعَ رَأْسِهِ وَكَوْنُ الْمُصَلِّي عَلَيْهَا غَيْرَ رَاكِبٍ بِلا عُذْرٍ وَكَوْنُ الْمَيِّتِ عَلَى الْأَرْضِ فَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ أَوْ عَلَى أَيْدِي النَّاسِ لَمْ تَجُزِ الصَّلاةُ عَلَى الْمُخْتَارِ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَسُنَنُهَا أَرْبَعٌ :قِيَامُ الْإِمَامِ بِحِذَاءِ الْمَيِّتِ ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثَى وَالثَّنَاءُ بَعْدَ التَّكْبِيْرَةِ الْأُوْلَى وَالصَّلاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الثَّانِيَةِ وَالدُّعَاءُ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ الثَّالِثَةِ وَلا يَتَعَيَّنُ لَهُ شَيْءٌ وَإِنْ دَعَا بِالْمَأْثُوْرِ فَهُوَ أَحْسَنُ وَأَبْلَغُ وَمِنْهُ مَا حَفِظَ عَوْفٌ مِنْ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلاً خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجاً خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَيُسَلِّمُ بَعْدَ الرَّابِعَةِ مِنْ غَيْرِ دُعَاءٍ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَلا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي غَيْرِ التَّكْبِيْرَةِ الْأُوْلَى وَلَوْ كَبَّرَ الْإِمَامُ خَمْسًا لَمْ يُتَّبَعْ وَلٰكِنْ يَنْتَظِرُ سَلامَهُ فِي الْمُخْتَارِ وَلا يَسْتَغْفِرُ لِمَجْنُوْنٍ وَصَبِيٍّ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهُ لَنَا أَجْرًا وَذُخْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا مُشَفَّعًا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تقدمه:	آگے ہونا	حضوره:	موجود ہونا
ایدی:	ہاتھوں	بحذاء:	برابر
ذکرا:	مرد	انثی:	عورت
صلاة:	درود پاک	احسن:	اچھا
عوف:	عوف بن مالک	عافه:	عافیت چاہنا
واعف:	معاف کردینا	نزله:	مہمان نوازی کرنا
وسع:	کشادہ کرنا	نقه:	صاف ستھرا کرنا
دنس:	میل کچیل	اعذه:	پناہ دینا
فرطا:	پیشگی اجر، باعث اجر	ذخرا:	بہت زیادہ، ذخیرہ

شافعا: سفارش کرنے والا مشفعا: جسکی سفارش قبول کی جاتی ہے

ترجمہ:

نماز جنازہ فرض کفایہ[1] ہے۔تکبیریں اور قیام نماز جنازہ کے ارکان ہیں نماز جنازہ کی چھ شرائط ہیں(۱)میت کا مسلمان ہونا[2]۔(۲)میت[3] کا پاک ہونا۔(۳)میت کا آگے ہونا(۴)میت یا میت کے بدن کے اکثر حصہ یا سر کے ساتھ نصف حصہ کا موجود ہونا[4]۔(۵)نماز جنازہ پڑھنے والے کا بلا عذر سوار نہ ہونا۔(۶)میت کا زمین پر ہونا،مختار قول کے مطابق سوائے عذر کے جنازہ سواری یا لوگوں کے ہاتھوں میں ہوتو نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔نماز جنازہ کی سنتیں چار ہیں۔(۱)امام کا میت کے سینے کے مقابل کھڑے ہونا۔میت مرد ہو یا عورت(۲)پہلی تکبیر کے بعد ثناء پڑھنا[5]۔(۳)تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کرنا(۴)اس کے لئے کوئی دعا متعین نہیں کی گئی۔اگر دعائے ماثورہ مانگی تو یہ اچھا ہے۔اور قبولیت کے قریب ہے۔دعائے ماثورہ میں سے ایک دعا وہ بھی ہے جو کہ حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یاد کی۔۔

اے اللہ اس کو بخش دے۔اس پر رحم فرما۔اسے عافیت عطا فرما۔اس سے درگزر فرما،اسے عزت والا ٹھکانا عطا فرما۔اس کی قبر کو کشادہ فرما۔اسے پانی اولے،اور برف سے دھودے[6]۔اس کو گناہوں سے اس طرح پاک کردے جیسا کہ سفید کپڑے کو میل سے پاک کردیا جاتا ہے۔اسے اس کے گھر سے بہتر گھر اور اس کے اہل سے بہتر اہل عطا فرما۔اور اس کی زوجہ سے اچھی زوجہ عطا فرما۔اسے جنت میں داخل فرما۔اسے قبر کے عذاب اور آگ کے عذاب سے بچا۔ظاہر الروایہ کے مطابق چوتھی تکبیر کے بعد بغیر دعا کے سلام پھیردے[7]۔پہلی تکبیر کے علاوہ ہاتھوں کو بلند نہ کرے۔اگر امام نے پانچویں تکبیر کہہ لی تو اس کی پیروی نہ کی جائے۔لیکن مختار قول میں امام کے سلام پھیرنے کا انتظار کرے۔بچے اور مجنون[8] کے لئے استغفار کی دعا نہ کی جائے۔اور یہ دعا کہے الہی (اس لڑکے) کو ہمارے لئے آگے پہنچ کر سامان کرنے والا بنادے۔اس کو ہمارے لئے اجر کا (موجب) اور وقت پر کام آنے والا بنادے۔اور اس کو ہماری سفارش کرنے والا بنادے جس کی سفارش منظور ہوجائے۔

تشریح:

(۱): لہذا کسی ایک نے بھی پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہوگئے۔ورنہ جس جس کو خبر پہنچی اور نہ پڑھی وہ گناہ گار۔اس کی

فرضیت کا جو انکار کرے کافر ہے اس کیلئے جماعت شرط نہیں۔ ایک شخص بھی پڑھ لے تو فرض ادا ہو گیا۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۷۴)

(۲): اگر چہ تابع ہونے کے اعتبار سے مسلمان ہو مثلاً ماں باپ میں سے کوئی ایک مسلمان ہے تو بچہ مسلمان کہلائے گا۔ اسی طرح جو بچہ دار الحرب میں تنہا ملا اور دار السلام میں مرا تو یہ بھی مسلمان ہے۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۴۱)

(۳): میت سے مراد وہ ہے جو زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا۔ تو اگر مردہ پیدا ہوا بلکہ اگر نصف سے کم باہر نکلا تو اس وقت زندہ تھا اور اکثر باہر نکلنے سے پہلے مر گیا تو اس کی بھی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۷۵)

(۴): اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کسی حدیث صحیح صریح سے ثابت نہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غائبانہ جنازہ پڑھی۔ واقعہ بیئر معونہ ہی دیکھیے۔ ستر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو شہید کر دیا گیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ماہ تک ان پر بددعا فرماتے رہے۔ مگر ہرگز منقول نہیں کہ ان پیارے محبوبوں پر نماز پڑھی۔ ان کی نماز جنازہ کا ترک کرنا بغیر کسی وجہ سے نہیں ہو سکتا۔ ایسے وہ تین واقعات ہیں جس میں غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کا وہم ہوتا ہے ان کے جوابات درج ذیل ہیں۔

(۱) نجاشی بادشاہ کا واقعہ اولاً صحیح ابن حبان میں یہ روایت ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان یہی اعتقاد کرتے تھے کہ جنازہ ہمارے آگے موجود ہے۔ لہٰذا یہ غائبانہ جنازہ ہی نہیں۔

(۲) نجاشی رضی اللہ عنہ کا انتقال دار الکفر میں ہوا وہاں ان پر نماز نہ ہوئی تھی اس لئے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھائی۔

(۳) بعض کو ان کے اسلام پر شبہ تھا۔ اس نماز سے مقصود ان کی اشاعت اسلام تھی۔

واقعہ دوم: معاویہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ میں انتقال کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک میں نماز پڑھائی۔ محدثین نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ جیسا کہ امام عقیلی، ابن حبان، بیہقی وغیرہ، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس حدیث کو ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔

واقعہ سوم: جنگ موتہ کے شہداء کی نماز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں ادا فرمائی۔ اولاً یہ دونوں طریق مرسل ہیں ثانیاً اس حدیث کو واقدی نے بیان کیا یہاں تک کہ امام ذہبی نے ان کے متروک ہونے پر اجماع کا ادعا کیا ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۳۴۶ تا ۳۶۰)

(۵): ثناء کے ارادہ سے سورۃ فاتحہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ بہ نیت قرآن پڑھنا جائز نہیں۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۵۸۴)

(۶): یہ بطور کنایہ کلام کیا گیا اور میت کو کپڑے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اولے، برف سے دھونے سے مراد میت کو گناہوں سے پاک کرنا ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۵۸۵)

(۷): چوتھی تکبیر کے وقت ہاتھ چھوڑ کر سلام پھیرے۔ ہاتھ باندھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ چوتھی تکبیر کے بعد کوئی ذکر مسنون نہیں ہے کہ ہاتھ باندھے جائیں۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۱۹۴)

(۸): مجنون سے مراد وہ ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے مجنون ہوا کہ وہ کبھی مکلف ہی نہ ہوا۔ اگر جنون عارضی ہے تو اس کی مغفرت کی دعا کی جائے گی۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۸۴)

فَصلٌ: فِی بَیَانِ الاحق بِالصَّلاۃِ عَلَی الْجَنَازَۃ

اَلسُّلْطَانُ أَحَقُّ بِصَلاتِهِ ثُمَّ نَائِبُهُ ثُمَّ الْقَاضِيْ ثُمَّ إِمَامُ الْحَيِّ ثُمَّ الْوَلِيُّ وَلِمَنْ لَهُ حَقُّ التَّقَدُّمِ أَنْ يَأْذَنَ لِغَيْرِهِ فَإِنْ صَلّٰى غَيْرُهُ أَعَادَهَا إِنْ شَاءَ وَلا يُعِيْدُ مَعَهُ مَنْ صَلّٰى مَعَ غَيْرِهِ وَمَنْ لَهُ وِلايَةُ التَّقَدُّمِ فِيْهَا أَحَقُّ مِمَّنْ أَوْصٰى لَهُ الْمَيِّتُ بِالصَّلاةِ عَلَيْهِ عَلَى الْمُفْتٰى بِهِ وَإِنْ دُفِنَ بِلا صَلاةٍ صُلِّيَ عَلٰى قَبْرِهِ وَإِنْ لَمْ يُغْسَلْ مَالَمْ يَتَفَسَّخْ وَإِذَا اجْتَمَعَتِ الْجَنَائِزُ فَالإِفْرَادُ بِالصَّلاةِ لِكُلٍّ مِنْهَا أَوْلٰى وَيُقَدَّمُ الأَفْضَلُ فَالأَفْضَلُ وَإِنِ اجْتَمَعْنَ وَصَلّٰى عَلَيْهَا مَرَّةً جَعَلَهَا صَفًّا طَوِيْلاً مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ بِحَيْثُ يَكُوْنُ صَدْرُ كُلٍّ قُدَّامَ الإِمَامِ وَرَاعَى التَّرْتِيْبَ فَيَجْعَلُ الرِّجَالَ مِمَّا يَلِي الإِمَامَ ثُمَّ الصِّبْيَانَ بَعْدَهُمْ ثُمَّ الْخُنَاثٰى ثُمَّ النِّسَاءَ وَلَوْ دُفِنُوْا بِقَبْرٍ وَاحِدٍ وُضِعُوْا عَلٰى عَكْسِ هٰذَا وَلا يَقْتَدِيْ بِالإِمَامِ مَنْ وَجَدَهُ بَيْنَ تَكْبِيْرَتَيْنِ بَلْ يَنْتَظِرُ تَكْبِيْرَةَ الإِمَامِ فَيَدْخُلُ مَعَهُ وَيُوَافِقُهُ فِي دُعَائِهِ ثُمَّ يَقْضِي مَا فَاتَهُ قَبْلَ رَفْعِ الْجَنَازَةِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
امام الحي:	محلّہ کا امام	اعادۃ:	دہرائی کرنا
یتفسخ:	پھٹ جانا	اجتمعت:	جمع ہونا
افراد:	انفرادی طور پر	قدام:	سامنے ہو
راعي:	لحاظ رکھنا	وضع:	رکھنا
یوافق:	ساتھ رہنا، موافقت رکھنا		

ترجمہ:

نماز جنازہ پڑھانے کا سب سے زیادہ حقدار بادشاہ وقت پھر بادشاہ کا نائب، پھر قاضی، پھر محلے کا امام، پھر ولی ہے[1] جس کو آگے ہونے کا حق حاصل ہے۔ وہ دوسرے کو اجازت دے سکتا ہے۔ اگر ولی کے علاوہ کسی اور نے نماز پڑھادی تو اگر چاہے تو نماز جنازہ کا اعادہ کر سکتا ہے[2]۔ لیکن جنہوں نے کسی اور کے ساتھ پڑھ لی ہے وہ ولی کے ساتھ نماز جنازہ کا اعادہ نہ کریں[3]۔ جس شخص کو آگے ہونے کا حق حاصل ہے یہ اس شخص سے بہتر ہے جس کے بارے میں میت نے وصیت کی تھی کہ وہ اس کی نماز جنازہ پڑھائے[4]۔ یہ مفتی بہ قول ہے۔ اگر کسی شخص کو بغیر نماز جنازہ کے دفن کر دیا گیا تو جب تک پھول پھٹ نہ جائے اگر چہ اسے غسل نہ دیا گیا ہو اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی[5]۔ اگر بہت سارے جنازے جمع ہو جائیں تو ہر ایک کی علیحدہ نماز پڑھنا افضل ہے۔ افضل کو پھر (اس سے) افضل کو آگے کیا جائے۔ اگر کئی جنازے اکٹھے ہو جائیں اور ان پر ایک ہی مرتبہ نماز پڑھنی ہو تو قبلہ کی جانب ایک لمبی صف بنائے اس طرح کہ ہر ایک کا سینہ امام کے مقابل ہو اور ترتیب کا لحاظ رکھے۔ امام کے قریب، مردوں کو پھر ان کے بعد بچوں کو، پھر ہیجڑوں کو اور پھر عورت کو رکھے[6]۔ اگر ایک ہی قبر میں ان کو دفن کیا جائے اس کے برعکس رکھیں گے[7] جس شخص نے امام کو دو تکبیروں کے درمیان پایا تو امام کی اقتداء نہ کرے بلکہ امام کی تکبیر کا انتظار کرے اور امام کے ساتھ شامل ہو۔ دعا میں امام کی موافقت کرے۔ جنازہ اٹھنے سے پہلے باقی رہ جانے والی تکبیروں کو پورا کرے[8]۔

تشریح:

(۱): امام الحی اور امام جمعہ اس وقت احق ہیں جبکہ ولی سے زیادہ علم رکھتے ہوں تو بے اذن ولی پڑھا سکتے ہیں اصحاب ولایت عامہ مثلاً سلطان، یا اس کا نائب انہیں ولی سے مطلقاً اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ باقی سب محتاج اذن ولی ہے۔ بے اذن ولی پڑھائی گے اور ولی نے ان کی اقتداء بھی نہ کی تو اعادہ کر سکتے ہیں۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۱۷۴)

(۲): یہی وجہ تھی کہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری وصال ہوا تو لوگ باری باری آتے جاتے اور نماز جنازہ پڑھ کر چلے جاتے۔ مگر جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ چن لیا گیا۔ اور آپ نے جب نماز جنازہ پڑھادی تو اس کے بعد کسی نے ادا نہیں کی۔ کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین ہونے کی وجہ سے آپ ہی جنازہ پڑھانے کے حقدار تھے۔ یہ نماز جنازہ کیسی تھی تو بعض کہتے ہیں کہ یہ نماز جنازہ معروفہ نہ تھی بلکہ لوگ آتے جاتے

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھ کر چلے جاتے اور قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ نے کہا کہ آپ کی نماز جنازہ یہی صلوۃ معروفہ تھی۔ (فتاوی رضویہ، جلد۹، ص۳۱۴)

(۳): جس کو حق حاصل نہیں تھا اگر اس نے نماز جنازہ پڑھ لی تو فرض ساقط ہو جائے گا۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص۵۹۱)

(۴): کیونکہ اس وصیت سے ولی کا حق باطل نہ ہوگا۔ ہاں ولی کو اختیار ہے کہ خود نہ پڑھائے اس سے پڑھوا دے۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص۱۸۶)

(۵): بعض نے اس کی مقدار تین دن لگائی ہے۔ اور صحیح یہ کہ کچھ مدت معین نہیں، جب سلامت وعدم سلامت مشکوک ہو جائے نماز ناجائز ہو جائے گی۔ (فتاوی رضویہ، جلد۹، ص۲۷۱)

(۶): اس صورت میں اعتراض ہوتا ہے کہ دعا کون سی پڑھیں گے۔ تو بالغ مرد و عورت اور ہیجڑے کے لئے ایک ہی دعا ہے ہاں اگر نابالغ بھی ہوں تو پہلے دعا بالغوں والی پڑھی جائے اور بعد میں نابالغ ولی دعا۔

(۷): یعنی سب سے پہلے عورتوں کو پھر ہیجڑوں کو پھر بچوں کو اور اس کے بعد مردوں کو۔

(۸): اگر یہ اندیشہ ہو کہ دعائیں پڑھے گا تو پوری کرنے سے پہلے لوگ میت کو کندھوں تک اٹھالیں گے تو صرف تکبیریں کہہ لے۔ دعائیں چھوڑ دے۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص۱۸۸)

وَلا يَنْتَظِرُ تَكْبِيرَ الْإِمَامِ مَنْ حَضَرَ تَحْرِيمَتَهُ وَمَنْ حَضَرَ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الرَّابِعَةِ قَبْلَ السَّلَامِ فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ فِي الصَّحِيحِ وَتُكْرَهُ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ فِي مَسْجِدِ الْجَمَاعَةِ وَهُوَ فِيهِ أَوْ خَارِجَهُ وَبَعْضُ النَّاسِ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى الْمُخْتَارِ وَمَنِ اسْتَهَلَّ سُمِّيَ وَغُسِلَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَسْتَهِلَّ غُسِلَ فِي الْمُخْتَارِ وَأُدْرِجَ فِي خِرْقَةٍ وَدُفِنَ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ كَصَبِيٍّ سُبِيَ مَعَ أَحَدِ أَبَوَيْهِ إِلَّا أَنْ يُسْلِمَ أَحَدُهُمَا أَوْ هُوَ أَوْ لَمْ يُسْبَ أَحَدُهُمَا مَعَهُ وَإِنْ كَانَ لِكَافِرٍ قَرِيبٌ مُسْلِمٌ غَسَلَهُ كَغَسْلِ خِرْقَةٍ نَجِسَةٍ وَكَفَّنَهُ فِي خِرْقَةٍ وَأَلْقَاهُ فِي حُفْرَةٍ أَوْ دَفَعَهُ إِلَى أَهْلِ مِلَّتِهِ وَلَا يُصَلَّى عَلَى بَاغٍ وَقَاطِعِ طَرِيقٍ قُتِلَ فِي حَالَةِ الْمُحَارَبَةِ وَقَاتِلٍ بِالْخَنْقِ غِيلَةً وَمُكَابِرٍ فِي الْمِصْرِ لَيْلاً بِالسِّلَاحِ وَمَقْتُولٍ عَصَبِيَّةً وَإِنْ غُسِلُوا وَقَاتِلُ نَفْسِهِ يُغَسَّلُ وَيُصَلَّى عَلَيْهِ لَا عَلَى قَاتِلِ أَحَدِ أَبَوَيْهِ عَمْدًا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ادراج:	داخل کرنا	استهلال:	سانس لینا
سبي:	قید کرنا	يسلم:	اسلام قبول کرنا
مسلم:	قریبی رشتہ دار	القاء:	پھینک دینا
حفرة:	گھڑا	محاربة:	لڑتے ہوئے
خنق:	گلا گھونٹنا	مكابر:	ڈاکو
عصبية:	تعصب کے طور پر	نفسه:	خودکشی کرنا

ترجمہ:

جو تکبیر تحریمہ کے وقت آیا ہو وہ امام کی (دوسری) تکبیر کا انتظار نہ کرے۔ صحیح قول کے مطابق جو شخص سلام سے پہلے ، چوتھی تکبیر کے بعد آیا تو اس کی نماز جنازہ رہ گئی (۱)۔ مختار قول کے مطابق جس مسجد میں جماعت ہوتی ہے وہاں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔ اس حال میں کہ جنازہ مسجد میں ہو یا میت تو باہر ہو مگر بعض لوگ مسجد میں ہوں (۲)۔ جس بچہ نے سانس لیا اس کا نام رکھا جائے۔ غسل دیا جائے۔ نماز بھی پڑھی جائے گی۔ اگر بچہ مردہ پیدا ہوا تو مختار قول کے مطابق غسل دیا جائے گا (۳)۔ ایک کپڑے میں ڈال کر دفن کر دیا جائے گا۔ اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ جیسا کہ وہ بچہ جو اپنے ماں باپ میں سے کسی ایک کے ساتھ قید ہو کر آیا مگر یہ کہ اس کے والدین میں سے کوئی ایک ایمان لایا ہو (۴)۔ یا وہ بچہ ایمان لے آیا یا ماں باپ میں

سے کوئی ایک اس کے ساتھ قید ہو کر نہ آیا ہو۔ اگر کافر کا کوئی قریبی مسلمان رشتہ دار ہو تو اس کو غسل کروائے[۵]۔ جیسا کہ ناپاک کپڑے کو دھویا جاتا ہے۔ ایک کپڑے میں اس کو کفن دے۔ اور اس کو گھڑے میں پھینک دے۔ یا اس کے مذہب والوں کو دے دے باغی[۶]، راہزن میں جو لڑائی کی حالت میں مر جائے، دھوکے سے گلا گھونٹ کر قتل کرنے والے، جو شخص شہر میں رات کو اسلحہ لے کر لوٹ مار کرنے والے، جو تعصب کی وجہ سے قتل کیا گیا ان سب کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ اگر چہ ان کو غسل دیا جائے گا۔ خودکشی کرنے والے کو غسل دیا جائے گا[۷]۔ اس کی نماز بھی پڑھائی جائے گی اس شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی جس نے ماں باپ میں سے کسی ایک کو جان بوجھ کر قتل کیا[۸]۔

تشریح:

(۱): چوتھی تکبیر کے بعد جو شخص آیا تو جب تک امام نے سلام نہ پھیرا شامل ہو جائے اور امام کے سلام کے بعد تین بار اللہ اکبر کہہ لے۔ (پھر سلام پھیر دے) اسی پر فتوی ہے۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص۵۹۵)

(۲): آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جس نے مسجد میں جنازہ پڑھا اس کے لئے کچھ نہیں"

(ابوداؤد، باب: الصلاۃ علی الجنازۃ فی المسجد)

مگر فنائے مسجد میں نماز جنازہ جائز ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص۲۶۵)

(۳): بچہ کا اکثر حصہ باہر ہونے کے وقت زندہ تھا پھر مر گیا تو اس کو غسل وکفن اور اس کی نماز پڑھیں گے۔ سر کی طرف سے اکثر کی مقدار سر سے لے کر سینے تک ہے۔ پاؤں کی جانب سے اکثر کی مقدار کمر تک ہے۔

(نماز کے احکام، رسالہ نماز جنازہ کا طریقہ: ص۳۸۸)

(۴): کیونکہ بچہ ماں باپ، میں سے جس کا دین بہتر ہوگا۔ اسی کے تابع ہوگا۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۶۲۸)

(۵): کافر مردے کے لئے غسل وکفن ودفن نہیں، ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں، یہ تب ہے کہ اس کا ہم مذہب نہ ہو یا اسے نہ لے جائے۔ اگر ایسا نہ ہو تو مسلمان ہاتھ نہ لگائے اگر بوجہ قرابت قریبہ شریک ہو تو دور دور رہے۔ اس کا ہم مذہب کوئی نہ ہو اور بلحاظ قرابت غسل وکفن ودفن کرے تو جائز ہے مگر سنت کی رعائیت نہ کرے۔ یہ حکم کافر اصلی کا ہے۔ مرتد کا حکم یہ ہے کہ اسے مطلقاً غسل نہ دیں۔ (ملخصا بہار شریعت، حصہ چہارم، ص۱۶۴)

(۶): باغی جو امام برحق پر ناحق خروج کرے اور اسی بغاوت میں مارا جائے۔ ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی کیونکہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے باغیوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی اور کسی نے آپ رضی اللہ عنہ کا انکار نہیں کیا تو یہ اجماع ہو گیا۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۶۳۰)

(۷): جس نے خودکشی کی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اگرچہ قصداً خودکشی کرے۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۷۶)

(۸): اسی پر فتوی ہے۔ والدین میں سے کسی ایک کو قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

فَصْلٌ: فِی حَمْلِ الْجَنَازَةِ وَدَفْنِهَا

يُسَنُّ لِحَمْلِهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ وَيَنْبَغِيْ حَمْلُهَا أَرْبَعِيْنَ خُطْوَةً يَبْدَأُ بِمُقَدَّمِهَا الْأَيْمَنِ عَلٰى يَمِيْنِهِ وَيَمِيْنُهَا مَا كَانَ جِهَةَ يَسَارِ الْحَامِلِ ثُمَّ مُؤَخَّرُهَا الْأَيْمَنَ عَلَيْهِ ثُمَّ مُقَدَّمُهَا الْأَيْسَرُ عَلٰى يَسَارِهٖ ثُمَّ يُخْتَمُ بِالْأَيْسَرِ عَلَيْهِ وَيُسْتَحَبُّ الْإِسْرَاعُ بِهَا بِلَا خَبَبٍ وَهُوَ مَا يُؤَدِّيْ إِلٰى اِضْطِرَابِ الْمَيِّتِ وَالْمَشْيُ خَلْفَهَا أَفْضَلُ مِنَ الْمَشْيِ أَمَامَهَا كَفَضْلِ صَلَاةِ الْفَرْضِ عَلَى النَّفْلِ وَيُكْرَهُ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ وَالْجُلُوْسُ قَبْلَ وَضْعِهَا وَيُحْفَرُ الْقَبْرُ نِصْفَ قَامَةٍ أَوْ إِلَى الصَّدْرِ وَإِنْ زِيْدَ كَانَ حَسَناً وَيُلْحَدُ وَلَا يُشَقُّ إِلَّا فِيْ أَرْضٍ رَخْوَةٍ وَيُدْخَلُ الْمَيِّتُ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَيَقُوْلُ وَاضِعُهُ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُوَجَّهُ إِلَى الْقِبْلَةِ عَلٰى جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ وَتُحَلُّ الْعُقْدَةُ وَيُسَوَّى اللَّبِنُ عليه وَالْقَصَبُ وَكُرِهَ الْآجُرُّ وَالْخَشَبُ وان يُسَجّٰى قَبْرُهَا لَا قَبْرُهُ وَيُهَالُ التُّرَابُ وَيُسَنَّمُ الْقَبْرُ وَلَا يُرَبَّعُ وَيَحْرُمُ الْبِنَاءُ عَلَيْهِ لِلزِّيْنَةِ وَيُكْرَهُ لِلْإِحْكَامِ بَعْدَ الدَّفْنِ وَلَا بَأْسَ بِالْكِتَابَةِ عَلَيْهِ لِئَلَّا يَذْهَبَ الْأَثَرُ ولا يُمْتَهَنَ وَيُكْرَهُ الدَّفْنُ فِي الْبُيُوْتِ لِاخْتِصَاصِهٖ بِالْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
حمل:	اٹھانا	خطوۃ:	قدم
یبدأ:	ابتداء کی جائیگی	خبب:	جھولنا
امامها:	آگے	فضل:	فضیلت
رفع الصوت:	آواز بلند کرنا	جلوس:	بیٹھنا
یحفر:	کھودنا	رخوۃ:	نرم زمین

یوجہ:	رخ کرنا	تحل:	کھول دینا
لبن:	کچی اینٹ	قصب:	بانس
آجر:	پکی اینٹ	یسجی:	چھپانا، ڈھانپنا
یھال التراب:	مٹی ڈالنا	یسنم:	کوہان نما
یربع:	چوکور	احکام:	پختہ کرنا
کتابۃ:	لکھنا	یمتھن:	بوسیدہ کرنا
اختصاص:	خصوصیت		

ترجمہ:

فصل: جنازہ کو اٹھانے اور مردے کو دفن کرنے کے بیان میں

جنازہ کو اٹھانے کے لئے چار[1] مردوں[2] کا ہونا سنت ہے۔مناسب یہ ہے کہ جنازے کو چالیس قدم تک اٹھائے[3] جنازے کی اگلی دائیں جانب کو اپنے دائیں کاندھے پر اٹھا کر ابتداء کرے۔اس کی دائیں جانب وہ ہے جو کہ اٹھانے والے کی بائیں جانب ہے۔پھر جنازے کی پچھلی دائیں جانب کو اپنی دائیں جانب پر اٹھائے۔پھر آگے والی بائیں جانب کو اپنے بائیں کندھے پر اٹھائے۔اسے بائیں جانب پر ہی ختم کرے۔بغیر اضطراب کے میت کو جلدی جلدی لے کر جانا مستحب ہے[4]۔خبب سے مراد وہ کیفیت ہے جس سے میت کا جسم حرکت کرنے لگے[5]۔جنازہ کے پیچھے چلنا، جنازہ کے آگے چلنے سے بہتر ہے[6] جیسا کہ فرض نماز کو نفل پر فضیلت ہے بلند آواز سے ذکر کرنا[7] اور جنازہ کو رکھنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے[8]۔قبر نصف قد یا سینے تک کھودی جائے۔اگر اس سے بھی زیادہ کھودی جائے تو اچھا ہے[9]۔لحد بنائی جائے، شق نہ بنائی جائے[10] مگر یہ کہ نرم زمین ہو میت کو قبر میں قبلہ طرف سے داخل کیا جائے۔قبر میں رکھنے والا یہ کہے۔اللہ کے نام سے اور رسول صلی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین پر۔دائیں پہلو لٹا کر میت کا چہرہ قبلہ رخ کیا جائے۔(کفن کی) گرہیں کھول دی جائیں۔قبر پر کچی اینٹوں اور بانس وغیرہ کو رکھ کر برابر کر دیا جائے۔پکی اینٹ اور لکڑی قبر پر رکھنا مکروہ ہے[11]۔عورت کی قبر کو چھپایا جائے نہ کہ مرد کی قبر کو۔مٹی ڈال کر قبر کو کوہان نما بنایا جائے[12]۔قبر پر زینت کے لئے عمارت بنانا حرام ہے۔دفن کرنے کے بعد مضبوطی (کے لئے عمارت بنانا) مکروہ ہے[13]۔قبر پر لکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے تا کہ اسکی نشانی[14] ختم نہ ہو جائے اور اسکی

توہین نہ کیجائے۔گھر میں دفن کرنا مکروہ ہے۔کیونکہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے[15]۔

تشریح:

(۱): جنازہ کی تکریم کی نیت سے، جنازہ کو سامان کی طرح پیٹھ یا سواری پر رکھنا مکروہ ہے۔اگر چھوٹا بچہ ہو تو اس کو ہاتھوں میں بھی اٹھانا جائز ہے۔اور کوئی عذر ہو مثلاً جگہ تنگ ہو تو دو آدمی بھی اٹھا سکتے ہیں۔(مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی،ص ۶۰۳)

(۲): حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک جنازے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنازے میں شریک ہوئے۔سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو دیکھا فرمایا کیا تم جنازہ کو اٹھانے کے لئے آئی ہو۔عورتوں نے عرض کیا نہیں۔پھر فرمایا کیا تم اسے دفن کرنے آئی ہو۔عرض کی نہیں۔ارشاد فرمایا "تم گناہ گار ہو کر لوٹو گی نہ کہ اجر پا کر"۔ (حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح،ص ۶۰۳)

(۳): سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو جنازہ کو چالیس قدم تک اٹھائے۔اللہ تعالیٰ اس کے چالیس کبیرہ گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ (الجامع الصغیر للسیوطی الحدیث ۸۶۴۸)

(۴): سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جنازہ جلدی لے کر چلو اگر وہ صالح ہو تو اس کو جلدی آگے کرو۔اگر وہ گناہ گار ہے تو اس کا بوجھ اپنی گردنوں سے اتار دو۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز باب:البرعۃ بالجنازۃ۔الحدیث ۳۱۵)

(۵): حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنازہ لے کر چلنے کے بارے میں سوال کیا تو ارشاد فرمایا بغیر اضطراب کے ہو "جھٹکا محسوس نہ ہو"۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز باب:الاسراع بالجنازۃ الحدیث ۳۱۸۴)

(۶): حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "خدا کی قسم! جس نے آقا علیہ الصلوۃ والسلام کو مبعوث فرمایا ہے بے شک جنازے کے پیچھے چلنا، جنازے کے آگے چلنے سے افضل ہے۔جیسا کہ فرض نماز کو نفل پر فضیلت ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح،ص ۶۴۳)

(۷): فی نفسہ اللہ کا ذکر کرنا ناجائز نہیں ہے بلکہ عوارض کی وجہ سے منع ہوتا ہے،ام المؤمنین سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے (مسلم) ذکر کا مکروہ ہونا اس زمانہ خیر کے لئے تھا کہ کسی کے گھر میت ہوتی تو وہ یہ سمجھتے تھے کہ ان کے گھر میں میت ہوئی ہے اور ذکر سے ان کی توجہ بٹ (تقسیم) جاتی تھی۔اب کہ زمانہ منقلب ہو گیا لوگ جنازہ یہاں تک قبر پر بیٹھ کر لغویات میں مشغول ہوتے ہیں۔انہیں ذکر خدا اور رسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مشغول کرنا عین ثواب ہے۔ ویسے بھی قنیہ، تجرید، مجتبی، اور بحرالرائق میں مکروہ تنزیہی کہا اور اس کا ماحاصل صرف خلاف اولی جس بات کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ عنداللہ بھی اچھی ہے۔ نہ ہی ہر وہ بات جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھی مذموم ہے بلکہ بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص دین میں اچھی بات نکالے، اسے اس کا اجر ملے اور قیامت تک جتنے لوگ اس بات پر عمل کریں گے۔ سب کا ثواب، اس ایجاد کنندہ کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ تو جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی اجازت عطا فرمادی تو یہ بات نئی نہ ہوگی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس اذن عام سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی شریعت ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۱۴۰، ۱۴۶)

(۸): اور رکھنے کے بعد بے ضرورت کھڑا نہ رہے۔ اگر لوگ بیٹھے ہوں اور نماز کے لئے وہاں جنازہ لایا گیا تو جب تک رکھا نہ جائے کھڑے نہ ہوں۔ یونہیں اگر کسی جگہ بیٹھے ہوں اور وہاں سے جنازہ گزرا تو کھڑا ہونا ضروری نہیں۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۷۳)

(۹): یہ گہرائی کی حد ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ درندے اس کی قبر کو نقصان نہ پہنچائیں۔ اس کی لمبائی میت کے قد کے برابر ہو اور چوڑائی میت کے قد کا نصف ہو۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۴۵)

(۱۰): قبر کھود کر اس میں قبلہ کی طرف میت کے رکھنے کی جگہ کھودیں۔ اسے لحد کہتے ہیں اور جو صندوق نما قبر کھودی جائے تو اسے شق کہتے ہیں لحد سنت ہے۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۹۲)

(۱۱): اس لئے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر کچی اینٹیں رکھی گئیں تھیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز باب: فی للحد و نصب اللبن علی المیت'' ۹۶۶)

(۱۲): حضرت سفیان تمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں اس گھر میں داخل ہوا جس میں آقا علیہ الصلوۃ والسلام، ابو بکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما مدفون ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ان کے روضے کوہان نما ہیں۔

(سنن دارقطنی، جلد ۲، ص ۷۶)

(۱۳): ائمہ دین نے مزارات حضرات علماء و مشائخ قدست اسرارہم کے گرد اس غرض سے کہ زائرین و مستفیدین راحت پائیں عمارت بنانا جائز رکھا۔ اور تصریح فرمائی کہ جو منع کیا گیا ہے اس کی وجہ نیت فاسدہ یا عدم فائدہ ہے۔ اگر دفن کے بعد کوئی تعمیر ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ نفس قبر پر کوئی عمارت بنائی جائے۔ اس کی ممانعت میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ قبر کی چھت وہوائے قبر میت کا حق ہے۔ اور اس میں میت کی اہانت ہے۔ گرد قبر کی عمارت بنانا حول القبر ہے نہ کہ علی القبر جیسا کہ

خلاصۃ الفتاوی، فتاوی قاضی خاں وغیرہ میں ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۴۱۳ تا ۴۱۶)

(۱۴): کیونکہ اس پر اجماع عملی ہو گیا ہے کیونکہ شرق سے لے کر غرب تک ائمہ مسلمین کی قبروں پر علامت کے لئے لکھا جاتا ہے اسی پر عمل ہے۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۴۶)

(۱۵): جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو صحابہ کرام میں اختلاف ہو کہ کہاں دفن کیا جائے تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث سنی ہے جس کو میں کبھی نہیں بولا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی روح کو قبض نہیں فرمایا مگر اس جگہ میں جہاں انہوں نے اس بات کو پسند کیا کہ ان کو دفن کیا جائے" لہذا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے حجرے ہی میں دفن کرو۔

(عظمت وشان یار غار، ص ۱۷۷، مطبوعہ کرمانوالہ بک ڈپو)

وَيُكْرَهُ الدَّفْنُ فِي الْفَسَاقِيِّ وَلَا بَأْسَ بِدَفْنِ أَكْثَرَ مِنْ وَاحِدٍ فِي قَبْرٍ لِلضَّرُورَةِ وَيُحْجَزُ بَيْنَ كُلِّ اثْنَيْنِ بِالتُّرَابِ وَمَنْ مَاتَ فِي سَفِينَةٍ وَكَانَ الْبَرُّ بَعِيدًا وَخِيفَ الضَّرَرُ غُسِلَ وَكُفِّنَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ وَأُلْقِيَ فِي الْبَحْرِ وَيُسْتَحَبُّ الدَّفْنُ فِي مَحَلٍّ مَاتَ بِهِ أَوْ قُتِلَ فَإِنْ نُقِلَ قَبْلَ الدَّفْنِ قَدْرَ مِيلٍ أَو مِيلَيْنِ لَا بَاسَ بِهِ وَكُرِهَ نَقْلُهُ لِأَكْثَرَ مِنْهُ وَلَا يَجُوزُ نَقْلُهُ بَعْدَ دَفْنِهِ بِالْإِجْمَاعِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْأَرْضُ مَغْصُوبَةً أَوْ أُخِذَتْ بِالشُّفْعَةِ وإن دُفِنَ فِي قَبْرٍ حُفِرَ لِغَيْرِهِ ضَمِنَ قِيمَةَ الْحَفْرِ وَلَا يُخْرَجُ مِنْهُ وَيُنْبَشُ لِمَتَاعٍ سَقَطَ فِيهِ وَلِكَفَنٍ مَغْصُوبٍ وَمَالٍ مَعَ الْمَيِّتِ وَلَا يُنْبَشُ بِوَضْعِهِ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ أَوْ عَلَى يَسَارِهِ والله أعلم.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
فساقي:	بڑا حوض، بڑا کمرہ	يحجز:	رکاوٹ
بر:	خشکی	خيف:	خوف ہونا
ضرر:	نقصان	القي:	پھینک دینا
مغصوبة:	زبردستی	شفعة:	جتنے میں چیز مشتری نے خریدی ہے اتنے ہی پیسے دے کر وہ چیز پڑوسی کا خرید لینا
ضمن:	تاوان دینا	ينبش:	ظاہر کرنا، قبر کھودنا

ترجمہ:

بڑے کمرے[1] میں دفن کرنا مکروہ ہے۔ضرورت کی وجہ سے ایک ہی قبر میں ایک سے زیادہ لوگوں کے دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے[2]۔ ہر دو کے درمیان مٹی سے رکاوٹ کی جائے۔اگر کوئی کشتی میں فوت ہو گیا اور خشکی دور ہو یا نقصان کا اندیشہ ہو تو غسل وکفن اور نماز پڑھی جائے گی اور دریا میں پھینک دیا جائے گا[3] جو جس جگہ فوت ہوا ہے یا قتل کردیا گیا ہے اسی جگہ دفن کرن مستحب ہے۔اگر دفن کرنے سے پہلے ایک یا دو میل تک منتقل کیا گیا تو کوئی حرج نہیں ہے[4]۔ایک یا دو میل سے زیادہ فاصلہ تک منتقل کرنا مکروہ ہے۔دفن کرنے کے بعد میت کو بالاجماع منتقل کرنا ناجائز ہے۔مگر یہ کہ (وہ زمین غصب یا شفعہ کے ذریعے لی گئی ہو)[5]۔اگر اس کو ایسی قبر میں دفن کردیا گیا جو کسی اور کے لئے کھودی گئی ہے تو کھودنے کی قیمت کا ضامن ہوگا۔لیکن میت کو اس سے نہیں نکالا جائے گا۔قبر میں سامان گرنے،غصب شدہ کفن کے لئے،میت کے ساتھ مال گرنے کی صورت میں قبر کی کشائی کی جائے گی[6]۔میت کو قبلہ کی طرف نہ رکھنے یا بائیں پہلو پر رکھنے کی صورت میں قبر کشائی نہیں کی جائے گی۔

تشریح:

(۱): بڑے کمرے میں دفن کرنا چند وجوہ سے مکروہ ہے(۱)اس میں لحد نہیں ہے(۲)بلاضرورت ایک ہی قبر میں بہت سارے افراد کو دفن کرنا(۳)بغیر کسی پردے کے مرد وعورت کا اختلاط ہے(۴)ان کے اردگرد پکی اینٹ لگانا۔

(ضوء المصباح،حاشیہ نور الایضاح،ص۱۴۷)

(۲): یہ حکم ابتداءً ہے کہ ایک قبر میں ایک سے زائد لوگ دفن کرسکتے ہیں مگر دوسرے کی قبر کو کھودنا جائز نہیں ہے۔کہ اس میں اس کی توہین ہے۔اگر قبر کھودی گئی اور میت مٹی ہوگئی تو پھر بھی مکروہ ہے کیونکہ حرمت ابھی باقی ہے اور اگر ہڈیاں وغیرہ نکل آئیں تو انہیں جمع کرکے دفن کردے۔ (طحطاوی بزیادہ ص۶۱۳)

(۳): امام احمد بن حنبل رضی اللہ فرماتے ہیں کہ اس کو بھاری چیز باندھ کر پھینکا جائے تاکہ کنارے تک نہ پہنچے۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر دارالحرب قریب ہو تو اسی طرح کیا جائے۔ورنہ دو تختوں پر رکھ کر پھینک دیا جائے تاکہ کنارے پر پہنچے تو مسلمان اس کو دفن کریں۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح،ص۶۳۹)

(۴): جس شہر یا گاؤں وغیرہ میں انتقال ہوا وہیں کے قبرستان میں دفن کرنا مستحب ہے مگر ایک شہر سے دوسرے شہر میں لے جانے میں اکثر علماء نے منع فرمایا ہے اور یہی صحیح ہے اسی طرح امانتاً سپرد کرتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص۱۹۶)

(۵): اگر مردہ کو غصب شدہ زمین میں دفن کر دیا گیا یا شفعہ یعنی حق پڑوس کی وجہ سے مالک کی بیچی گئی زمین کو لے لی تو، مالک زمین کیلئے جائز ہے کہ وہ قبر کشائی کرے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ''جو قبر ظلماً بلا اجازت مالک بنالی جائے اس کے لئے کچھ حق نہیں''۔ آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ظالم کی رگ کا کوئی حق نہیں'' اب چاہے میت کو نکلوادے۔ چاہے یونہی زمین اپنے تصرف میں لائے۔ پھر بھی اگر صاحب حق اس میت مسلم کا لحاظ کر کے اپنے حق سے درگزر کرے کہ اس نے خود قصور نہ کیا تو امید ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ اسے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد۹، ص۴۰۸، ۴۰۹)

(۶): کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو رغال کی قبر اس مقصد کے لئے کھودنے کی اجازت عطا فرمائی۔

(ابوداؤد، کتاب الخراج والفئی والامارۃ باب تفشن القبور العادیہ فیھا المال)

فَصلٌ :فی زیارة القبور

نُدِبَ زِیَارَتُهَا لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ عَلَی الْاَصَحِّ وَیُسْتَحِبُّ قِرَاءَةُ یٰس لِمَا وَرَدَ انه مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ فَقَرَأَ یٰس خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ یَوْمَئِذٍ وَکَانَ لَهُ بِعَدَدِ مَا فِیْهَا حَسَنَاتٌ لاَ یُکْرَهُ الْجُلُوْسُ لِلْقِرَاءَةِ عَلَی الْقَبْرِ فِی الْمُخْتَارِ وَکُرِهَ الْقُعُوْدُ عَلَی الْقُبُوْرِ لِغَیْرِ قِرَاءَةٍ وَوَطْؤُهَا وَالنَّوْمُ وَقَضَاءُ الْحَاجَةِ عَلَیْهَا وَقَلْعُ الْحَشِیْشِ وَالشَّجَرُ مِنَ الْمَقْبَرَةِ وَلاَ بَأْسَ بِقَلْعِ الْیَابِسِ مِنْهُمَا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مقابر:	قبرستان	خفف:	تخفیف کرنا
حسنات:	نیکیاں	قعود:	بیٹھنا
وطؤھا:	روندنا	حشیش:	سبز گھاس
شجر:	درخت	بقلع:	کاٹنا
یابس:	خشک		

ترجمہ:

یہ فصل زیارت قبور[1] کے بارے میں ہے

مردوں اور عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت کرنا مستحب ہے[2]۔ یہ اصح قول ہے سورۃ یسین کا پڑھنا مستحب ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں آیا کہ جو قبرستان میں داخل ہوا اور اس نے سورۃ یسین کی تلاوت کی[3] تو اس دن اللہ تعالی اہل قبرستان سے عذاب میں تخفیف فرمادے گا۔ اور پڑھنے والے کو اہل قبور کی تعداد کے مطابق نیکیاں ملتی ہیں مختار قول کے مطابق قرآن کی تلاوت کیلئے قبر پر بیٹھنا مکروہ نہیں ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کے علاوہ قبر پر بیٹھنا، قبر کو روندنا، اس پر سونا، اس پر بول وبراز کرنا مکروہ ہے[4]۔ قبرستان سے درخت اور گھاس کاٹنا مکروہ ہے[5]۔ خشک درخت یا گھاس کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تشریح:

(۱): زیارت قبور مستحب ہے ہر ہفتہ میں ایک دن زیارت کرے، جُمعہ یا جمعرات، یا ہفتہ یا پیر کے دن مناسب ہے۔ سب

سے افضل جمعہ کا وقت صبح ہے۔ اولیاء کرام کے مزارات پر سفر کر کے جانا جائز ہے۔ وہ اپنے زائر کو نفع پہنچاتے ہیں۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۱۹۷)

(۲): جب ان خیر کے زمانوں میں عورتوں کو مسجد میں حاضری منع کر دی گئی۔ حالانکہ دین متین میں اس کی شدید تاکید ہے۔ تو اس زمانہ شرور میں ان کو زیارت قبور جانے کی کیوں اجازت دے دی جائے۔ جس کی شرعا تاکید بھی نہیں خصوصا جو ان میلوں ٹھیلوں میں ہوتا ہے۔ تو عورتوں کے مزارات کی حاضری سے منع کیا جائے گا۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۵۵۱)

(۳): سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اپنے مردوں پر سورۃ یسین کی تلاوت کرو"۔

(سنن ابی داؤد، الحدیث: ۳۱۲۱)

(۴): صحیح یہ ہے کہ قبر پر بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے کہ احادیث میں اس پر وعید آئی ہے۔

(فتاوی امجدیہ، جلد ۱، ص ۳۶۱ تا ۳۶۲)

(۵): کیونکہ جب تک وہ تر و تازہ رہے گی اللہ کا ذکر کرے گی۔ میت کو انس حاصل ہوگا۔ اور ان کے ذکر سے اللہ کی رحمت نازل ہوگی۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۶۲۵)

بَابُ أَحْكَامِ الشَّهِيْدِ

اَلشَّهِيْدُ الْمَقْتُوْلُ مَيِّتٌ بِأَجَلِهِ عِنْدَنَا وَالشَّهِيْدُ مَنْ قَتَلَهُ أَهْلُ الْحَرْبِ او أَهْلُ الْبُغْيِ او قُطَّاعُ الطَّرِيْقِ أو اللُّصُوْصِ فِي مَنْزِلِهِ لَيْلاً وَلَو بِمُثَقَّلٍ او وُجِدَ فِي الْمَعْرَكَةِ وَبِهِ أَثَرٌ أَوْ قَتَلَهُ مُسْلِمٌ ظُلْمًا عَمَدًا بِمُحَدَّدٍ وَكَانَ مُسْلِماً بَالِغًا خَالِيًا مِنْ حَيْضٍ وَنِفَاسٍ وَجنابةٍ ولم يُرْتَثَّ بَعْدَ اِنْقِضَاءِ الْحَرْبِ فَيُكَفَّنُ بِدَمِهِ وَثِيَابِهِ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ بِلاَ غُسْلٍ وَيُنْزَعُ عَنْهُ مَالَيْسَ صَالِحاً لِلْكَفْنِ كَالْفَرْوِ وَالْحَشْوِ وَالسَّلاَحِ وَالدِّرْعِ وَيُزَادُ وَيُنْقَصُ فِي ثِيَابِهِ وَكُرِهَ نَزْعُ جَمِيْعِهَا .

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اجله:	وقت	منزله:	گھر
مثقل:	بھاری چیز	معركة:	میدان جنگ
محدد:	دھاری دار	يرتث:	پرانا ہونا
انقضاء:	ختم ہونا	فرو:	پوستین
درع:	زرہ		

ترجمہ:

یہ باب شہید[1] کے احکام کے بیان میں ہے۔

اہل سنت کے نزدیک شہید وہ مقتول ہے جو اپنی موت[2] پر فوت ہوتا ہے۔شہید وہ ہے جسے جنگ کرنے والے ،باغی،راہزنوں اور چوروں نے رات کو اس کے مقام میں قتل کر دیا ہو۔اگر چہ کسی بھاری چیز سے ہو(۳)۔یا وہ میدان جنگ میں پایا گیا ہو[4] اور اس پر زخم کا کوئی نشان ہو۔یا اسے کسی مسلمان نے جان بوجھ کر تیز دھار آلے سے ظلماً قتل کیا ہو[5] اور وہ مسلمان بالغ تھا جو کہ حیض،نفاس اور جنابت میں نہیں تھا[6]۔جنگ ختم ہونے کے بعد اس نے کسی قسم کا فائدہ نہیں اٹھایا۔شہید کو اس کے خون اور کپڑوں کا ہی کفن دیا جائے[7]۔بغیر غسل کے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے[8]۔اسی طرح وہ کپڑے بھی اتار دیئے جائیں جو کفن کی صلاحیت نہیں رکھتے۔مثلاً پوستین،روئی والے کپڑے،اسلحہ اور زرہ[9]۔شہید کے کپڑوں میں کمی زیادتی کی جا سکتی ہے[10]۔شہید کے سارے ہی کپڑے اتار دینا مکروہ ہے۔

تشریح:

(۱): شہید یا تو فاعل کے معنی میں ہے۔ کیونکہ شہید اپنے رب کے حضور حاضر ہوتا ہے یا اس کے جسم پر موجود زخم اس کی گواہی دیتے ہیں یا مفعول کا معنی میں ہے کیونکہ فرشتے اس کی تعظیم وتکریم میں شہید کی زیارت کرتے ہیں۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۶۲۵)

شہید کی دو قسمیں (۱) شہید حقیقی (فقہی) (۲) شہید حکمی۔

شہید حقیقی کا تذکرہ کتاب میں موجود ہے۔ جبکہ شہید حکمی وہ ہے جو کسی مرض یا حادثہ وغیرہ میں وفات پائے مثلاً طاعون میں مرنے والا، پیٹ کی بیماری میں مرنے والا انہیں غسل بھی دیا جائے گا اور کفن بھی اور آخرت میں ان کے ساتھ شہیدوں والا معاملہ کیا جائے گا۔

(۲): معتزلہ کہتے ہیں کہ شہید کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا تھا۔ اگر اس کو قتل نہیں کیا جاتا تو زندہ رہتا ہے۔ مگر ہمارے نزدیک اس کی موت کا وقت آگیا وہ اپنی موت سے پہلے نہیں مرا کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "جب موت آئے گی تو نہ ایک ساعت پہلے آئے گی اور نہ ہی ایک ساعت بعد"۔

(ذریعۃ النجاح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۴۷)

(۳): صحیح یہ ہے کہ قتل آلہ جارحہ سے ہو بھاری چیز نہیں۔

(۴): برابر ہے یہ میدان جنگ، حربیوں سے ہو یا باغیوں اور ڈاکوؤں سے ہو۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۱۶۲۶)

(۴): برابر ہے کہ مسلم نے قتل کیا ہو یا ذمی نے قتل کی قید اس لئے لگائی کہ اگر وہ ڈوب کر، جل کر یا دیوار گرنے کی وجہ سے مرا تو وہ شہید فقہی نہیں ہے۔ اگر چہ آخرت میں اس کو شہیدوں والا درجہ دیا جائے گا۔ ظلماً کی قید اس لئے کہ اگر اس کو قصاص یا حد کی وجہ سے قتل کیا گیا تو بھی شہید نہیں کہلائے گا۔ (فتاوی شامی، جلد ۲، ص ۱۸۸)

(۵): کیونکہ اجنبی اور حیض ونفاس والی عورت خواہ ابھی حیض ونفاس میں ہو یا ختم ہو گیا مگر ابھی غسل نہ کیا تو ان سب کو غسل دیا جائے گا۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۲۰۹)

(۶): یعنی شہید کو بغیر غسل کے کفن دیں گے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہداء کے بارے میں فرمایا ہے "شہدا کو ان کے خون ہی میں ڈھانپ دو۔ بے شک کوئی زخم ایسا نہیں ہے جو اللہ کی راہ میں آئے مگر وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس سے خون بہہ رہا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۶۴۶)

(۷): کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ احد کے شہدا کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز باب: الصلاۃ علی الشہید الحدیث ۱۳۴۴)

(۸): حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ احد کے شہداء کے بارے میں حکم دیا کہ ان کی زرہیں اور جنگی لباس اتار لیا جائے اور انہیں ان کے خون اور کپڑوں میں ہی دفن کرو"۔

(ابو داؤد، کتاب الجنائز باب: فی الشہید یغسل، الحدیث ۳۱۳۴)

(۹): اگر کفن، کفن سنت سے کم ہے تو زیادہ کردے اور اگر کفن، کفن سنت سے زائد ہے تو پھر بھی کم کردے تاکہ شہادت کا کچھ اثر باقی رہے۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۶۴۷)

وَيُغَسَّلُ إِنْ قُتِلَ جُنُباً أَو صَبِياً أَو مَجْنُوناً أَو حَائِضاً أَو نُفَسَاء أَو ارْتُثَّ بَعْدَ انْقِضَاءِ الْحَرْبِ بِأَن أَكَلَ أَو شَرِبَ أَو نَامَ أَو تَدَاوٰى أَو مَضٰى عَلَيْهِ وَقْتُ الصَّلاةِ وَهُوَ يَعْقِلُ أَو نُقِلَ مِنَ الْمَعْرَكَةِ لا لِخَوفِ وَطْءِ الْخَيْلِ أَو أَوْصٰى أَو بَاعَ أَو اشْتَرٰى أَو تَكَلَّمَ بِكَلامٍ كَثِيرٍ وَإِن وُجِدَ مَا ذُكِرَ قَبْلَ انْقِضَاءِ الْحَرْبِ لا يَكُوْنُ مُرْتَثًّا (وَيُغَسَّل مَنْ قُتِلَ فِي الْمِصْرِ وَلَمْ يُعْلَم انه قُتِلَ بِمُحَدَّدٍ ظُلْماً أَو قُتِلَ بِحَدٍّ أَو قَوَدٍ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ).

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
خیل:	گھوڑے	قود:	قصاص

ترجمہ:

اگر بچہ، پاگل، حیض[۱] ونفاس والی عورت یا جنبی[۲] یا جنگ ختم ہونے کے بعد دنیا سے نفع اٹھایا[۳] بایں معنی کہ اس نے کچھ کھایا یا پیا، سویا یا دوائی استعمال کی یا ایک نماز کا وقت گزر گیا اسے ہوش بھی آیا[۴] یا میدان جنگ سے اسے منتقل کر دیا گیا مگر گھوڑوں کے روندنے کے خوف سے نہیں۔ یا اس نے وصیت کی[۵] یا خرید وفروخت کی، یا بہت زیادہ گفتگو کی یا ان کو قتل کر دیا گیا تو غسل دیا جائے گا[۶]۔ جو معاملات ذکر کیے گئے۔ اگر جنگ ختم ہونے سے پہلے کے ہوں تو وہ مرتث شمار نہیں ہوگا۔ جو شخص شہر میں قتل ہوا اور اس کے بارے میں پتہ نہیں ہے کہ اسے تیز دھار آلہ سے ظلماً قتل کیا گیا ہے یا اسے قصاص کے طور پر قتل کیا گیا ہے تو غسل دیا جائے گا۔ اور نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی[۷]۔

تشریح:

(۱): حیض شروع ہوئے ابھی پورے تین دن نہ ہوئے تھے کہ قتل کی گئی تو اسے غسل نہ دیں گے کہ ابھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ حائضہ ہے۔ (بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۲۰۹)

(۲): اس لئے کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”بے شک میں دیکھ رہا ہوں کہ فرشتے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو زمین وآسمان کے درمیان غسل دے رہے ہیں“۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ہم حضرت حنظلہ کے پاس گئے تو آپ کے بالوں سے پانی کے قطرے گر رہے تھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں، حضرت حنظلہ کی زوجہ کی طرف بھیجا تو انہوں نے خبر دی کہ حضرت حنظلہ جنبی تھے۔

(مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی، ص ۶۲۷)

(۳): تو اب سے حکم دنیوی ساقط ہو جائے گا اب اسے غسل دیا جائے گا۔ اور آخرت میں اس کو شہدا کا مرتبہ دیا جائے گا۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۶۲۹)

(۴): یہ حکم اس صورت میں ہے جب وہ نماز کے ادا کرنے پر قادر ہو۔ (حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۶۲۹)

(۵): وصیت اگر آخرت کے متعلق ہو یا دو ایک بات بولا اگر چہ لڑائی کے بعد تو شہید ہے غسل نہ دیں گے۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۲۱۱)

(۶): لہذا کلام قلیل کیا تو وہ شہید ہی ہے اور اسے غسل نہ دیا جائے گا جیسا کہ سعد بن ربیع نے غزوہ احد میں شہادت سے پہلے مختصر کلام کیا تھا۔ (ذریعۃ النجاح، حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۴۸)

(۷): یہ ہی حکم ہر اس صورت کا ہے جب نفس قتل سے قاتل پر قصاص واجب نہ ہو۔ بلکہ مال واجب ہو۔

(بہار شریعت، حصہ چہارم، ص ۲۱۰)

كتاب الصّوم

هُوَ الْإِمْسَاكُ نَهَارًا عَنْ إِدْخَالِ شَيْءٍ عَمْدًا او خطأً بَطْنًا او مَالَهُ حُكْمُ الْبَاطِنِ وَعَنْ شَهْوَةِ الْفَرْجِ بِنِيَّةٍ مِنْ أَهْلِهِ وَسَبَبُ وُجُوبِ رَمَضَانَ شُهُوْدُ جُزْءٍ مِنْهُ وَكُلُّ يَوْمٍ مِنْهُ سَبَبٌ لِأَدَائِهِ وَهُوَ فَرْضٌ أَدَاءً وَقَضَاءً عَلَى مَنِ اجْتَمَعَ فِيهِ أَرْبَعَةُ أَشْيَاءَ الْإِسْلَامُ وَالْعَقْلُ وَالْبُلُوْغُ وَالْعِلْمُ بِالْوُجُوبِ لِمَنْ أَسْلَمَ بِدَارِ الْحَرْبِ او الكونُ بِدَارِ الْإِسْلَامِ وَيُشْتَرَطُ لِوُجُوبِ أَدَائِهِ الصِّحَّةُ مِنْ مَرَضٍ وَحَيْضٍ وَنِفَاسٍ. وَالْإِقَامَةُ وَيُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ أَدَائِهِ ثَلَاثَةٌ: اَلنِّيَّةُ وَالْخُلُوُّ عَمَّا يُنَافِيْهِ مِنْ حَيْضٍ وَنِفَاسٍ وَعَمَّا يُفْسِدُهُ ولا يُشْتَرَطُ الْخُلُوُّ عَنِ الْجَنَابَةِ وَرُكْنُهُ الْكَفُّ عَنْ قَضَاءِ شَهْوَتَيِ الْبَطْنِ وَالْفَرْجِ وَمَا أُلْحِقَ بِهِمَا وَحُكْمُهُ سُقُوطُ الْوَاجِبِ عَنِ الذِّمَّةِ وَالثَّوَابُ فِي الْآخِرَةِ والله أعلم.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
امساک:	رک جانا	نہارا:	دن
بطنا:	پیٹ	شہود:	موجود ہونا
خلو:	خالی ہونا	کف:	رک جانا، باز آجانا
الحق:	لاحق کرنا، ملانا		

ترجمہ:

یہ کتاب روزے (۱) کے بیان میں ہے

جو شخص روزہ رکھنے کا اہل ہے اس کا نیت کے ساتھ جان بوجھ کر یا غلطی سے پیٹ یا جسے پیٹ کا حکم حاصل ہے میں کسی شے کو داخل کرنے اور شرم گاہ کی شہوت سے رکنے کا نام ہے (۲)۔ رمضان کے واجب ہونے کا سبب رمضان کے کسی جز کا پایا جانا ہے (۳)۔ رمضان کا ہر دن، اس کی ادائیگی واجب ہونے کے لئے سبب ہے ہر اس شخص پر جس میں چار باتیں جمع ہو جائیں روزہ فرض ہے۔ روزہ ادا ہو یا قضاء (۱) اسلام (۲) عقل (۳) بالغ (۴) جو شخص دار الحرب میں اسلام لایا اسے روزے کا وجوب ہونے کا علم ہونا یا دار السلام میں ہونا (۴)۔ وجوب ادا کے لئے بیماری (۵) حیض اور نفاس سے صحت یاب ہونا اور شہر میں مقیم ہونے کی شرط لگائی گئی ہے۔ وجوب ادا، صحیح ہونے کے لئے تین باتوں کی شرط لگائی گئی ہے (۱) نیت (۲) اس چیز کا نہ ہونا جو

روزے کے منافی ہیں مثلاً حیض ونفاس اور (۳) جو باتیں روزہ کو فاسد کرنے والی ہیں ان کا نہ ہونا جنابت کا نہ ہونا شرط نہیں ہے[۶]۔ روزے کا رکن پیٹ اور شرم گاہ کی شہوت اور جو کچھ ان سے لاحق کیا گیا ہے ان سے رکنا ہے۔ روزے کا حکم جو اس کے ذمہ واجب ہے اس کا ساقط ہونا اور آخرت میں ثواب ہے[۷]۔

تشریح:

(۱): روزے کے تین درجے ہیں (۱) عام لوگوں کا روزہ کہ پیٹ کو کھانے پینے اور شرم گاہ کو جماع سے روکنا (۲) دوسرا خواص کا روزہ کہ ان کے علاوہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور تمام اعضاء کو گناہ سے باز رکھنا (۳) تیسرا خاص الخاص کا کہ جمیع ماسوا اللہ سے اپنے کو بالکلیہ جدا کر کے صرف اسی کی طرف متوجہ رہنا۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۰۱)

(۲): فوائد وقیودات: (نہار) اس سے مراد صبح صادق سے لے کر مغرب تک کا وقت ہے۔ (ادخال) کی قید لگائی اگر کوئی شے خود بخود داخل ہوگئی جیسا کہ غبار وغیرہ تو روزہ نہ ٹوٹے گا (اس سے چند صورتیں مستثنیٰ ہیں)۔ (عمدا وخطا) کی قید سے اگر بھول کر کھا پی لیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ اگر غلطی سے کلی کرنے میں پانی منہ میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا (باطنا) مثلا ناک، منہ یا پیٹ کے زخم میں سے چلا گیا (ما لہ حکم الباطن) مثلا دماغ وغیرہ (شہوۃ الفرج) اس میں جماع انزال، دونوں داخل ہیں (ہر انزال مراد نہیں ہے)۔ (من اہلہ) لہذا جو روزے کا اہل نہیں وہ اس خارج ہوگیا مثلا حیض، نفاس والی عورت، کافر، اور مجنون نکل گئے کہ وہ اہل نہیں ہیں۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۶۳۱ تا ۶۳۲)

(۳): سب کا اتفاق ہے کہ رمضان کا روزہ، رمضان کے کسی جزء کے پائے جانے سے فرض ہوجاتا ہے۔ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سبب مطلقا رمضان کے کسی جز کا پایا جانا ہے اس میں رات، دن برابر ہیں۔ فخر الاسلام نے کہا کہ رمضان کے روزے کا سبب وہ جزء ہے جس میں روزہ رکھنا ہے۔ اسی پر فتویٰ ہے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۵۰)

(۴): جو شخص دار الاسلام میں ہو۔ اس کی جہالت عذر نہیں ہے۔ ہاں دار الحرب میں کوئی اسلام لایا اور اسے روزے کے واجب ہونے کا علم نہیں تو اس کا عذر قابل قبول ہے اگر اس کو بعد میں روزے کے فرض ہونے کا علم ہوا تو گزشتہ رہ جانے والے روزوں کی قضاء نہیں ہے۔ اور جب اس کو کوئی عادل شخص روزے کے واجب ہونے کی خبر دے تو اس پر روزہ رکھنا واجب ہوجائے گا۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۵۱)

(۵): اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے "یہ گنتی کے دن ہیں پس تم میں سے جو کوئی بیماری یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں رکھ

(۶): اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ روزہ، داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین نماز، داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز ہے۔ نصف رات تک سوتے، تہائی رات قیام فرماتے چھٹے حصے تک سوتے، ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔
(صحیح بخاری، کتاب التہجد باب: من نام عند السحر، ص ۱۱۳۱)

وَأَمَّا الْمَكْرُوْهُ فَهُوَ قِسْمَانِ :مَكْرُوْهٌ تَنْزِيْهًا وَمَكْرُوْهٌ تَحْرِيْمًا، اَلْاَوَّلُ كَصَوْمِ عَاشُوْرَاءَ مُنْفَرِدًا عَنِ التَّاسِعِ وَالثَّانِيْ صَوْمُ الْعِيْدَيْنِ وَاَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَكُرِهَ اِفْرَادُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاِفْرَادُ يَوْمِ السَّبْتِ وَيَوْمُ النَّيْرُوْزِ اَوِ الْمَهْرَجَانِ اِلَّا اَنْ يُوَافِقَ عَادَتَهُ وَكُرِهَ صَوْمُ الْوِصَالِ وَلَوْ يَوْمَيْنِ وَهُوَ اَنْ لَّا يُفْطِرَ بَعْدَ الْغُرُوْبِ اَصْلاً حَتّٰى يَتَّصِلَ صَوْمُ الْغَدِ بِالْاَمْسِ وَكُرِهَ صَوْمُ الدَّهْرِ۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ایام التشریق:	۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ	افراد:	تنہا
یوم السبت:	ہفتہ		

ترجمہ:

مکروہ کی دو قسمیں ہیں (۱) مکروہ تنزیہی (۲) مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی جیسے صرف عاشورہ کا روزہ رکھنا، مکروہ تحریمی جیسے عیدین [۱] اور ایام تشریق [۲] کے روزے، صرف جمعۃ [۳] یا ہفتہ کا روزہ رکھنا، نیروز اور مہرجان [۴] کا روزہ مکروہ ہے۔ مگر یہ اس کی عادت کے موافق یہ ایام آجائیں [۵]۔ صوم وصال [۶] اگرچہ دو دن کے لئے ہو مکروہ ہے۔ صوم وصال یہ ہے کہ غروب کے بعد بالکل افطار نہ کرے یہاں تک کہ اگلے دن کے روزے سے ملا دے صوم دہر [۷] مکروہ ہے۔

تشریح:

(۱): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو ایام کے روزے رکھنے سے منع فرمایا یعنی عید الاضحیٰ اور عید الفطر کا دن۔ (صحیح مسلم کتاب الصوم، باب: تحریم صوم یومی العیدین، ص ۳۶۰)

(۲): نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایام تشریق کے روزے رکھنے سے منع فرمایا ہے فرمایا یہ دن ہمارے کھانے پینے کے لئے ہیں۔ (صحیح مسلم کتاب الصوم، باب: تحریم صوم ایام التشریق، ص ۳۶۰)

(۳): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی

صرف جمعۃ کا روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ اس سے پہلے یا بعد میں مزید ایک روزہ رکھ لے۔

(صحیح مسلم، کتاب الصوم، باب: کراهة فی افراد یوم الجمعه بصوم لایوافق عادته، ص۳۶۰)

یہ کراہت، کراہت تنزیہی ہے۔

(۴): نیروز سے مراد سورج کا برج حمل میں حلول کرنا ہے اور مہرجان سے مراد سورج کا پہلی مرتبہ میزان میں حلول کرنا ہے یہ دونوں دن فارس والوں کے عید کے دن تھے۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۱۵۳)

(۵): اگر کوئی پہلے سے روزے رکھنے کا عادی ہو۔ اور ان میں یہ ایام آجائیں تو مکروہ نہیں ہے۔

(۶): حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم وصال سے منع فرمایا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے یوم وصال کا روزہ رکھتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ بے شک مجھے کھانا بھی کھلایا جاتا ہے اور پلایا بھی جاتا ہے۔

(صحیح مسلم، باب: النھی عن الوصال کتاب الصوم، ص۳۵۱)

(۷): یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ کیونکہ اس سے بدن میں ضعف آجائے گا۔ یا اسکی عادت بن جائیگی۔ اور عبادت کی بنیاد، عادت کے خلاف پر ہوتی ہے۔

فصل: فیما لا یشترط تبییت النیة

أَمَّا الْقِسْمُ الَّذِي لاَ يُشْتَرَطُ فِيهِ تَعْيِيْنُ النِّيَّةِ وَلاَ تَبْيِيتُهَا فَهُوَ أَدَاءُ رَمَضَانَ وَالنَّذْرُ الْمُعَيَّنُ زَمَانُهُ وَالنَّفْلُ فَيَصِحُّ بِنِيَّةٍ مِنَ اللَّيْلِ إِلَى مَا قَبْلَ نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى الْاَصَحِّ وَنِصْفُ النَّهَارِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ إِلَى وَقْتِ الضَّحْوَةِ الْكُبْرَى وَيَصِحُّ أَيْضًا بِمُطْلَقِ النِّيَّةِ وَبِنِيَّةِ النَّفْلِ وَلَوْ كَانَ مُسَافِرًا أَوْ مَرِيْضًا فِي الْاَصَحِّ وَيَصِحُّ أَدَاءُ رَمَضَانَ بِنِيَّةِ وَاجِبٍ آخَرَ لِمَنْ كَانَ صَحِيْحاً مُقِيْماً بِخَلاَفِ الْمُسَافِرِ فَإِنَّهُ يَقَعُ عَمَّا نَوَاهُ مِنَ الْوَاجِبِ وَاخْتَلَفَ التَّرْجِيْحُ فِي الْمَرِيْضِ إِذَا نَوَى وَاجِباً آخَرَ فِي رَمَضَانَ وَلاَ يَصِحُّ الْمَنْذُوْرُ الْمُعَيَّنُ زَمَانُهُ بِنِيَّةِ وَاجِبٍ غَيْرِهِ بَلْ يَقَعُ عَمَّا نَوَاهُ مِنَ الْوَاجِبِ فِيْهِ وَأَمَّا الْقِسْمُ الثَّانِي وَهُوَ مَا يُشْتَرَطُ لَهُ تَعْيِيْنُ النِّيَّةِ وَتَبْيِيْتُهَا فَهُوَ قَضَاءُ رَمَضَانَ وَقَضَاءُ مَا أَفْسَدَهُ مِنْ نَفْلٍ وَصَوْمِ الْكَفَّارَاتِ بِأَنْوَاعِهَا وَالنَّذْرُ الْمُطْلَقُ كَقَوْلِهِ إِنْ شَفَى اللّٰهُ مَرِيْضِي فَعَلَيَّ صَوْمُ يَوْمٍ فَحَصَلَ الشِّفَاءُ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تبییت:	رات گذارنا	آخر:	دوسرے
ترجیع:	ایک چیز کو دوسری پر ترجیح دینا	شفی:	تندرستی

ترجمہ:

یہ فصل ان روزوں کے بیان میں ہے جن میں رات سے ہی نیت معین کرنا شرط ہے یا نہیں ہے۔

روزوں کی وہ قسم جس میں رات ہی سے نیت کرنا اور معین کرنا شرط نہیں ہے۔ وہ رمضان کا ادا روزہ، نذر کا روزہ جس کا وقت معین ہو اور نفلی روزہ ہے۔ اصح قول کے مطابق یہ روزے رات سے لے کر، نصف النہار سے پہلے تک نیت کرنے سے صحیح ہو جاتے ہیں[۱]۔ نصف النہار، طلوع فجر سے لے کر ضحوہ کبری تک ہے۔ اسی طرح یہ روزے مطلق نیت اور نفل کی نیت سے بھی صحیح ہوتے ہیں[۲]۔ اصح قول کے مطابق اگرچہ مسافر یا مریض ہو۔ جو شخص تندرست، مقیم ہو اس کی رمضان کے روزے کی ادائیگی دوسرے واجب کی نیت سے بھی صحیح ہے مگر مسافر وہ جس واجب کی نیت کرے گا وہی واقع ہوگا۔ جب مریض رمضان میں دوسرے واجب کی نیت کرے تو اس کی ترجیح میں اختلاف ہے[۳]۔ اور نذر کا روزہ جس کا وقت متعین کر دیا گیا ہے وہ کسی دوسرے واجب کی نیت سے ادا نہ ہوگا۔ بلکہ وہی روزہ ہوگا جس واجب کی اس نے نیت کی ہے[۴] دوسری قسم وہ ہے جس میں

معین اور رات سے نیت کرنا ضروری ہے[۵]۔ یہ رمضان کے قضاء روزے، وہ نفلی روزے جو اس نے فاسد کر دیے اور ان کی قضاء، تمام قسم کے کفارات کے روزے، نذر مطلق کے روزے ہیں مثلاً یوں کہے اگر اللہ نے میرے مریض کو شفا دی تو مجھ پر ایک دن کا روزہ ہے اور شفا مل گئی۔

تشریح:

(۱): یعنی غروب آفتاب سے لے کر ضحوہ کبری تک ہے۔ دن میں نیت کرے تو یہ ضروری ہے کہ یہ نیت کرے میں صبح صادق سے روزہ دار ہوں۔ اگر یہ نیت کی کہ اب سے روزہ دار ہوں تو روزہ نہ ہوا۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص۱۰۲ تا ۱۰۳)

(۲): کیونکہ رمضان کے روزوں کے لئے وقت معیار ہے۔ اور اس وقت میں صرف رمضان کے روزہ ہی ادا ہوگا لہذا یہ فرض کیلئے متعین ہوگیا۔ لہذا مطلق نیت سے بھی ادا ہو جائیں گے۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۱۵۴)

(۳): صحیح یہی ہے کہ مسافر و مریض رمضان میں نفل یا کسی دوسرے واجب کی نیت کریں تو جس کی نیت کریں گے وہی ادا ہوگا۔ رمضان کا ادا نہ ہوگا۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص۱۰۵)

(۴): نذر کے روزے کی قضاء کرے۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص۱۰۵)

(۵): یعنی رات سے نیت بھی کرے اور روزے کو متعین بھی کرے۔ ان روزوں کی نیت اگر دن میں کی تو نفل ہوئے پھر بھی ان کا پورا کرنا ضروری ہے۔ توڑ دے گا تو قضا واجب ہے۔ اگرچہ اس کے علم میں ہو کہ جو یہ روزہ رکھنا چاہتا ہے وہ نہیں ہے۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص۱۰۶)

فصل: (فیما یثبت به الھلال وفی صوم الشک وغیرہ)

یَثْبُتُ رَمَضَانَ بِرُؤْيَةِ هِلاَلِهِ أَوْ بَعْدَ شَعْبَانَ ثَلاَثِيْنَ إِنْ غُمَّ الْهِلاَلُ وَيَوْمُ الشَّكِّ هُوَ مَايَلِيَ التَّاسِعَ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ شَعْبَانَ وَقَدْ إِسْتَوٰى فِيْهِ طَرْفُ الْعِلْمِ وَالْجَهْلِ بِأَنْ غُمَّ الْهِلاَلُ وَكُرِهَ فِيْهِ كُلُّ صَوْمٍ إِلَّا صَوْمَ نَفْلٍ جَزَمَ بِهِ بِلاَ تَرْدِيْدٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ صَوْمٍ آخَرَ وَإِنْ ظَهَرَ أَنَّهُ مِنْ رَمَضَانَ أَجْزَأَ عَنْهُ مَاصَامَهُ وَإِنْ رُدِّدَ فِيْهِ بَيْنَ صِيَامٍ وَفِطْرٍ لاَ يَكُوْنُ صَائِمًا وَكُرِهَ صَوْمُ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ مِنْ آخَرِ شَعْبَانَ لاَ يَكْرَهُ مَافَوْقَهُمَا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
رؤیۃ:	دیکھنا	ہلال:	چاند
غم:	چھپ جانا، مراد بادلوں کا آنا	تردید:	شک

ترجمہ:

یہ فصل چاند کے ثبوت، یوم شک کے روزے اور اس کے علاوہ دیگر چیزوں کے بیان میں ہے

رمضان، رمضان کا چاند دیکھنے[1] اور چاند کے چھپے ہونے کی صورت میں شعبان کے تیس دن مکمل ہونے سے ثابت ہوجاتا ہے[2]۔ شعبان کی انتیس تاریخ سے جودن ملا ہو وہ یوم شک ہے۔ اس معاملہ میں اگر چاند چھپا ہوا ہو تو علم و جہالت دونوں برابر ہیں۔ یوم شک میں ہر قسم کا روزہ رکھنا مکروہ ہے[3]۔ سوائے اس نفلی روزے کے جو اس نے پختہ یقین کے ساتھ رکھا ہو۔ اس طرح کہ اس روزے اور دوسرے روزے میں کوئی شک نہ ہو[4]۔ اگر روزہ اور افطار میں شک ہو تو وہ روزہ دار نہیں ہوگا۔ شعبان کے آخر میں ایک یا دو روزوں کا رکھنا مکروہ ہے[5]۔ اس سے زیادہ روزے رکھنا مکروہ نہیں ہے۔

تشریح:

(۱): پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے (۱) شعبان (۲) رمضان (۳) شوال (۴) ذیقعدہ (۵) ذی الحجہ۔ شعبان کا اس لئے کہ اگر رمضان کا چاند دیکھتے وقت ابر یا غبار ہو تو یہ تیس پورے کر کے رمضان شروع کریں۔ رمضان کا روزہ رکھنے کے لئے شوال کا چاند روزہ ختم کرنے کے لئے، ذی قعدہ کا چاند ذی الحجہ کے لئے اور ذی الحجہ کا بقرعید کے لئے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۴۴۹ تا ۴۵۱)

(۲): ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ''روزہ نہ رکھو، جب تک چاند نہ دیکھ لو

اور عید نہ کرو، جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اگر بادل ہوں تو مقدار پوری کرلو"۔
(صحیح البخاری، کتاب الصوم باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "اذا رایتم الھلال فصوموا" ص ۱۴۹)

(۳): حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایام تشریق کے تین دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا اور آپ ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم شک کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ (مسند امام اعظم، ص ۱۱۰)

(۴): تیس شعبان کو نفل خالص کی نیت سے روزہ رکھا یہ جائز ہے۔ نفل کے علاوہ کوئی اور روزہ رکھا تو مکروہ ہے۔ پھر اگر رمضان کی نیت ہے تو مکروہ تحریمی۔ پھر اگر رمضان کا روزہ ثابت ہوگیا تو مقیم کے لئے بہرحال رمضان کا روزہ ہے۔ اگر یہ ظاہر ہوا کہ شعبان کا دن تھا تو جس کی نیت کی وہی ہوا۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۰۷)

(۵): نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کہ رمضان سے پہلے ایک یا دو روزے پہلے نہ رکھو ہاں جو شخص روزے کا عادی ہو تو وہ رکھ سکتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الصوم باب: لا یتقدم رمضان بصوم یوم و یومین، ۱۹۱۴)

وَيَأْمُرُ الْمُفْتِي الْعَامَّةَ بِالتَّلَوُّمِ يَوْمَ الشَّكِّ ثُمَّ بِالْإِفْطَارِ إِذَا ذَهَبَ وَقْتُ النِّيَّةِ وَلَمْ يَتَبَيَّنِ الْحَالُ وَيَصُومُ فِيهِ الْمُفْتِي وَالْقَاضِي وَمَنْ كَانَ مِنَ الْخَوَاصِّ وَهُوَ مَنْ يَتَمَكَّنُ مِنْ ضَبْطِ نَفْسِهِ عَنِ التَّرْدِيدِ فِي النِّيَّةِ وَمُلَاحَظَةِ كَوْنِهِ عَنِ الْفَرْضِ وَمَنْ رَأَى هِلَالَ رَمَضَانَ أَوِ الْفِطْرِ وَحْدَهُ وَرُدَّ قَوْلُهُ لَزِمَهُ الصِّيَامُ وَلَا يَجُوزُ لَهُ الْفِطْرُ بِتَيَقُّنِهِ هِلَالَ شَوَّالٍ وَإِنْ أَفْطَرَ فِي الْوَقْتَيْنِ قَضَى وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَلَوْ كَانَ فِطْرُهُ قَبْلَ مَا رَدَّهُ الْقَاضِي فِي الصَّحِيحِ وَإِذَا كَانَ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ مِنْ غَيْمٍ أَوْ غُبَارٍ وَنَحْوِهِ قُبِلَ خَبَرُ وَاحِدٍ عَدْلٍ أَوْ مَسْتُورٍ فِي الصَّحِيحِ وَلَوْ شَهِدَ عَلَى شَهَادَةِ وَاحِدٍ مِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ أُنْثَى أَوْ رَقِيقًا أَوْ مَحْدُودًا فِي قَذْفٍ تَابَ لِرَمَضَانَ وَلَا يُشْتَرَطُ لَفْظُ الشَّهَادَةِ وَلَا الدَّعْوَى .

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
عامة:	عوام الناس	تلوم:	صبر کرنا، ٹھہرنا
يتبين:	واضح ہونا	الحال:	حالت
يتمكن:	قدرت رکھنا	ضبط:	روکنا
تيقن:	یقین	غيم:	بادل
مستور:	جسکا کذب وعدل واضح نہ ہو	انثى:	عورت
رقيق:	غلام	قذف:	تہمت
تاب:	توبہ کرنا		

ترجمہ:

مفتی شک کے دن عام لوگوں کو انتظار کا حکم دے [۱] پھر جب نیت کا وقت چلا جائے [۲] تو افطار کا حکم دے دیں جب کہ صورت حال واضح نہ ہو۔ مفتی، قاضی اور جو خواص [۳] میں سے ہیں شک کے دن روزہ رکھیں۔ خواص وہ ہیں جو نیت میں تردد کرنے اور اسے فرض سمجھنے سے اپنے نفس پر قابو رکھنے میں قادر ہوں۔ جس نے تنہا رمضان یا عید الفطر کا چاند دیکھا اور اس کی بات کو جھٹلا دیا گیا تو اس پر روزہ رکھنا لازم ہے [۴]۔ شوال کے چاند کا یقین ہونے کے باوجود اس کے لئے افطار کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر اس نے دونوں وقت افطار کر لیا تو قضا کرے اس پر کفارہ نہیں [۵] ہے۔ اگرچہ اس کا روزہ توڑنا قاضی کے اس کے قول کو رد کرنے سے پہلے ہو یہی صحیح قول ہے۔ جب آسمان میں بادلوں یا غبار وغیرہ کی وجہ سے کوئی مسئلہ ہو تو صحیح قول کے

مطابق (روزہ کے لئے) ایک عادل یا مستور الحال کی خبر قبول کر لی جائے گی اگر چہ اس نے اپنے جیسے ایک ہی مرد کی گواہی پر گواہی دی ہو اگر چہ وہ عورت، غلام یا ایسا شخص ہو جسے تہمت لگانے کی وجہ سے حد لگائی گئی ہو اور رمضان کی وجہ سے اس نے توبہ کر لی ہو اس میں نہ تو لفظ شہادت شرط ہے اور نہ ہی دعوی اور رمضان کی وجہ سے اس نے توبہ کر لی (٦)۔ اس میں نہ تو لفظ شہادت شرط ہے اور نہ ہی دعوی (٧)۔

تشریح:

(١): جس نے انتظار کیا۔ پھر بھول کر کھالیا۔ پھر اس دن رمضان کا روزہ ہونا ظاہر ہوا تو روزہ کی نیت کرے ہو جائے گا کہ انتظار کرنے والا روزہ دار کے حکم میں ہے اور بھول کر کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ١٠٨)

(٢): یعنی رمضان کے روزے کی نیت کا وقت رات سے لے کر ضحوی کبری تک ہے۔

(٣): خواص سے مراد یہاں علماء ہی نہیں بلکہ جو شخص جانتا ہو کہ یوم شک میں اس طرح روزہ رکھا جاتا ہے۔ وہ خواص میں ہے ورنہ عوام۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ١٠٧)

(٤): اللہ تعالی کا فرمان عالی شان ہے "فمن شهد منكم الشهر فليصمه" کہ تم میں سے کوئی بھی رمضان کا مہینہ پائے تو اس کے روزے رکھے۔ نیز آقا دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تمہارا روزہ تب ہے جب لوگ روزہ رکھیں اور تمہاری عید جب ہے کہ لوگ عید کریں" لوگوں نے افطار نہیں کیا تو اس پر بھی واجب ہے کہ افطار نہ کرے۔ فاسق کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ اگر چہ اس نے قاضی کے پاس گواہی نہ دی ہو۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ٦٦٧)

(٥): کیونکہ جب اس نے چاند دیکھا تو یہ دن اس کے نزدیک عید کا دن ہے۔ لہذا شبہ پیدا ہو گیا رمضان کی شہادت رد ہونے کی وجہ سے اسے جھوٹا ٹھہرایا گیا ہے۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ٦٦٧)

فائدہ: کفارہ جنایت کاملہ پر ہوتا ہے شبہ کی وجہ سے یہاں جنایت کاملہ نہیں پائی گئی۔

(٦): اعلی حضرت فرماتے ہیں "لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں (١) عادل (٢) مستور (٣) فاسق"۔

عادل: جو مرتکب کبیرہ اور خفیف الحرکات نہ ہو مثلاً شارع عام میں پیشاب کر بیٹھا۔

مستور: پوشیدہ حال جس کی کوئی بات مسقط شہادت معلوم نہیں۔

فاسق: جو ظاہراً بدافعال ہو، عادل کی گواہی ہر جگہ مقبول ہے۔ اور مستور کی رمضان کے چاند میں اور فاسق کی کہیں نہیں۔ (فتاوی رضویہ، جلد ١٠، ص ٤٥٢)

(۷): اگر مطلع ابر آلود ہو تو علاوہ رمضان کے شوال وذی الحجہ بلکہ تمام مہینوں کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں اور سب عادل ہوں اور آزاد ہوں اور ان میں سے کسی پر زنا کی تہمت کی حد نہ لگائی گئی ہو۔ اگرچہ توبہ کر چکا ہو۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ گواہ گواہی دیتے وقت یہ لفظ کہے میں گواہی دیتا ہوں۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص۱۱۳)

وَشَرْطُ لِهَلَالِ الْفِطْرِ إِذَا كَانَ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ لَفْظُ الشَّهَادَةِ مِنْ حُرَّيْنِ أَوْ حُرٍّ وَحُرَّتَيْنِ بِلاَ دَعْوَى، وَإِذَا لَمْ يَكُنْ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ فَلاَ بُدَّ مِنْ جَمْعٍ عَظِيمٍ لِرَمَضَانَ وَالْفِطْرِ وَمِقْدَارُ الْجَمْعِ مُفَوَّضٌ إِلَى رَأْيِ الْإِمَامِ فِي الْأَصَحِّ وَإِذَا تَمَّ الْعَدَدُ بِشَهَادَةِ فَرْدٍ وَلَمْ يُرَ هِلاَلُ الْفِطْرِ وَالسَّمَاءُ مُصْحِيَةٌ لاَ يَحِلُّ الْفِطْرُ وَاخْتَلَفَ التَّرْجِيحُ فِيمَا إِذَا كَانَ بِشَهَادَةِ عَدْلَيْنِ وَلاَ خِلاَفَ فِي حِلِّ الْفِطْرِ إِذَا كَانَ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ وَلَوْ ثَبَتَ رَمَضَانَ بِشَهَادَةِ الْفَرْدِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
عظیم:	بڑی	مفوض:	سپرد کی گئی

ترجمہ:

عید الفطر کے چاند کے لئے جب آسمان ابر آلود ہو تو دو آزاد مردوں یا ایک آزاد مرد اور دو عورتوں کی طرف سے لفظ ''شہادۃ''[۱]، کی شرط لگائی گئی ہے۔ اگر آسمان صاف ہو تو رمضان اور عید الفطر کے چاند کے لئے بڑی جماعت کا ہونا ضروری ہے[۲]۔ اصح قول کے مطابق بڑی جماعت کی تعداد قاضی کی رائے کی طرف سپرد کی گئی ہے[۳]۔ جب ایک مرد کی گواہی کی وجہ سے رمضان کی گنتی مکمل ہو جائے۔ اور عید الفطر کا چاند نظر نہ آئے۔ آسمان بھی صاف ہو تو روزہ توڑنا جائز نہیں[۴]۔ اگر معاملہ دو عادل گواہوں کی وجہ سے ہو تو اس میں ترجیح مختلف ہے[۵]۔ اگر آسمان ابر آلود ہو تو روزہ چھوڑنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگرچہ رمضان ایک مرد کی گواہی سے ثابت ہوا ہو۔

تشریح:

(۱): اس لئے کہ افطار کرنا بندوں کے لئے محض نفع دنیوی ہے۔ لہذا یہ حقوق العباد کے مشابہ ہو گیا۔ لہذا جس طرح حقوق العباد میں عدالت اور عدد شرط ہے۔ یہاں بھی شرط لگائی گئی ہے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، بتصرف زیادہ۔ ص۱۵۵)

(۲): اگر ایک ہی شخص جنگل یا بلند مکان سے آیا تو بھی ایک ہی کا بیان کافی ہوگا۔ ورنہ دیکھیں گے وہاں کے لوگ چاند دیکھنے میں شوق رکھتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں رکھتے تو کم سے کم دو کی گواہی درکار ہوگی۔ اگر چہ مستور الحال ہوں۔ ورنہ ایک جماعت عظیم چاہیے۔ اور اگر کثرت حد تواتر کو پہنچ جائے۔ کہ عقل اتنے شخصوں کا غلط خبر پر اتفاق محال جانے تو ایسی خبر مسلم و کافر سب کی مقبول ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۴۰۶)

(۳): اس میں کوئی تعداد نہیں ہے بلکہ جتنے اشخاص سے قاضی کو غلبہ ظن حاصل ہو جائے وہ ان کی گواہی قبول کر سکتا ہے۔

(حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۶۵۵)

(۴): اس گواہ کو تعزیز لگائی جائے گی۔ ایسی ہی درر میں ہے تجنیس میں ہے کہ شوال کا چاند دکھائی نہیں دیا بلکہ وہ روزہ رکھیں۔ مناسب یہ ہے کہ جب آسمان صاف ہو اور چاند نظر نہ آئے تو ان کی غلطی معلوم ہوگئی۔ روزہ رکھیں۔ اگر آسمان ابر آلود ہو تو افطار کریں۔ کیونکہ اس کی غلطی معلوم نہیں ہوئی۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۶۵۵)

(۵): اگر آسمان ابر آلود ہو تو بالاتفاق عید کریں۔ اگر آسمان صاف ہو تو ایک قول یہ ہے کہ وہ مطلقا افطار کریں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ مطلق افطار نہ کریں۔ اسی طرح اگر رمضان کے چاند کے لئے، شعبان کی گنتی مکمل کرنے کی صورت میں ابر آلود ہو تو رمضان کا روزہ نہ رکھیں۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۵۶)

وَهَلَالُ الْاَضْحٰی کَالْفِطْرِ وَيُشْتَرَطُ لِبَقِيَّةِ الْاَهِلَّةِ شَهَادَةُ رَجُلَيْنِ عَدْلَيْنِ اَوْ حُرٍّ وَحُرَّتَيْنِ غَيْرَ مَحْدُوْدَيْنَ فِي قَذْفٍ وَاِذَا ثَبَتَ فِي مَطْلَعٍ قُطْرٍ لَزِمَ سَائِرَ النَّاسِ فِي ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى وَلَا عِبْرَةَ بِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ نَهَارًا سَوَاءٌ كَانَ قَبْلَ الزَّوَالِ اَوْ بَعْدَهُ وَهُوَ اللَّيْلَةُ الْمُسْتَقْبِلَةُ فِي الْمُخْتَارِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اهلة:	چاند	محدودین:	حداس سزا کو کہتے ہیں جو قرآن وحدیث میں موجود ہو
عبرة:	اعتبار کرنا	مستقبلة:	آنے والی رات

ترجمہ:

عیدالاضحیٰ کا چاند عیدالفطر کی طرح ہے [۱]۔ باقی (مہینوں کے) چاند کے لئے دو آزاد عادل مرد یا ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتیں جنہیں زنا کی تہمت میں حد نہ لگائی گئی ہو، گواہی کی شرط لگائی گئی ہے۔ جب ایک علاقے کے مطلع میں چاند ثابت ہو جائے تو ظاہر مذہب کے مطابق تمام لوگوں کے لئے اس پر عمل کرنا لازم ہے۔ اسی پر فتوی ہے اسی پر اکثر مشائخ ہیں [۲]۔ دن میں چاند کا دکھائی دینا اس کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا۔ برابر ہے کہ زوال سے پہلے ہو یا بعد میں، یہ چاند مختار قول کے مطابق آنے والی رات کا ہے [۳]۔

تشریح:

(۱): لہٰذا اگر عیدین کے چاند میں لوگ سستی و کاہلی سے کام نہیں لیتے تو وہی جماعت عظیم درکار ہے ورنہ دو گواہ جنگل یا بلندی سے آئے ہوں ان کی بات مان لی جائے گی۔ (فتاوری رضویہ، جلد ۱۰، ص ۴۰۶)

فائدہ: اعلی حضرت فرماتے ہیں رویت ہلال کے ثبوت کے لئے شرع میں سات طریقے ہیں۔

(۱) خود شہادت رویت، یعنی چاند دیکھنے والوں کی گواہی۔

(۲) شہادۃ علی الشہادۃ: یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا۔ انہوں نے اس کی گواہی کی گواہی دی۔ یہ تب ہے کہ گواہان اصل حاضری سے معذور ہوں۔

(۳) شہادۃ علی القضاء: دوسرے کسی شہر میں حاکم اسلام کے پاس رویت ہلال پر شہادتیں گزری اور اس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا۔ اور دو عادل گواہوں نے جو اس گواہی کے وقت موجود تھے۔ انہوں نے دوسرے مقام پر قاضی کے حکم پر گواہی

دی۔

(۴) کتاب القاضی الی القاضی: قاضی اسلام نے دوسرے قاضی کو گواہیاں گزرنے کے شرعی طریقے پر مطلع کیا۔

(۵) استفاضہ: یعنی کسی شہر سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے وہاں روزہ ہونے کی خبر دیں۔

(٦) اکمال مدت: یہ مہینہ تیس دن کا ہوجائے کیونکہ اس سے زائد مہینے کا نہ ہونا یقینی بات ہے۔

(۷) حاکم اسلام کی طرف سے توپیں داغی گئیں تو خاص اس شہر والوں کے لئے یہ بھی رویت ہلال کا ذریعہ ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد۱۰، ص۴۲۰)

(۲): اختلاف مطالع معتبر نہیں یعنی اگر ایک جگہ ثابت ہوگیا کہ رمضان ہے تو دوسرے شہر والوں پر بھی اسی دن روزہ رکھنا ضروری ہے اعلی حضرت فرماتے ہیں کہ دونوں تصحیحوں میں سے اصل قول کے مطابق ہلال صوم وفطر میں اختلاف مطالع معتبر ہے۔ اس لئے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "صوموا الرویة وافطرو الرویته" چاند دیکھنے پر روزہ رکھو اور چاند دیکھنے پر روزہ افطار کرو۔ (فتاوی رضویہ، جلد۱۰، ص۳۹۵ تا ۳۹٦)

لہذا ہر ملک والے علیحدہ سے چاند کا اعتبار کریں گے اگر ان کے ملک میں چاند نظر آیا تو روزہ رکھیں گے۔ دوسرے ملک والوں پر یہ لازم نہ ہوگا۔ مثلاً عرب میں چاند نظر آیا مگر پاکستان میں نہیں تو عرب والوں پر روزہ ہوگا نہ کہ پاکستان والوں پر۔

(۳): لہذا اگر تیس رمضان کو دن میں چاند نظر آیا تو افطار کر لینا ہرگز جائز نہیں بلکہ حرام قطعی ہے۔ اللہ تعالی نے فرض کیا کہ روزہ رات تک پورا کرو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ "چاند دیکھنے پر روزہ رکھو اور چاند دیکھنے پر عید کرو" کا یہ معنی نہیں ہے کہ جب دیکھو تو افطار کرو ورنہ یہ لازم آئے گا کہ مغرب کے بعد محض چاند دیکھنے سے اسی وقت روزہ لازم ہوجائے۔

(فتاوی رضویہ، جلد۱۰، ص۳۸۹)

باب مالا یفسد الصوم

وَهُوَ أَرْبَعَةٌ وعِشْرُوْنَ شَيْئاً مَالَو أكَلَ أوْ شَرِبَ أو جَامَعَ نَاسِياً وَإِنْ كَانَ لِلنَّاسِي قُدْرَةٌ عَلَى الصَّوْمِ يُذَكِّرُهُ بِهِ مَنْ رَآهُ يَأْكُلُ وَكُرِهَ عَدمُ تَذْكِيْرِهِ وَإِنْ لَمْ يَكُن لَهُ قُوَّةٌ فَالْاَوْلٰى عَدمُ تَذْكِيرِهِ او أنْزَلَ بِنَظْرٍ او فِكْرٍ وَإِنْ أَدَامَ النَّظْرَ وَالْفِكْرَ او اِدَّهَنَ او اِكْتَحَلَ وَلَو وَجَدَ طُعْمَهُ فِي حَلْقِهِ او احْتَجَمَ او اِغْتَابَ او نَوَى الْفِطْرَ وَلَمْ يُفْطِر او دَخَلَ حَلْقَهُ دُخَانٌ بِلاَ صُنْعِهِ او غُبَارٌ وَلَو غُبَار الطَّاحُونِ او ذُبَابٌ او أثَرُ طَعْمِ الْاَدْوِيَةِ فِيْهِ وهُوَ ذَاكِرٌ لِصَومِهِ او أصْبَحَ جُنُباً ولو اِسْتَمَرَّ يَوماً بِالْجَنَابَةِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
جامع:	جماع کرنا	ناسیا:	بھول کر
تذکیر:	یاددلانا	ادھن:	تیل لگانا
اکتحل:	سرمہ لگانا	طعمہ:	ذائقہ
احتجم:	پچھنے لگوانا	اغتاب:	غیبت کرنا
دخان:	دھواں	طاحون:	چکی
ذباب:	مکھی		

ترجمہ:

یہ باب ان چیزوں کے بیان میں ہے جس سے روزہ نہیں ٹوٹتا

وہ چوبیس چیزیں ہیں۔ بھول کر کھاپی لیا یا جماع کر لیا[1]۔ اگر بھولنے والے کو روزہ رکھنے پر قدرت حاصل ہے تو جو اسے کھاتا دیکھ رہا ہے وہ اسے یاد کروادے۔ اور یاد نہ دلانا مکروہ ہے۔ اگر اسے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے تو بہتر یہ ہے کہ اسے روزے کے متعلق نہ یاد کروایا جائے[2]۔ دیکھنے اور سوچنے سے انزال ہو گیا۔ اگر چہ وہ کافی دیر تک دیکھتا اور سوچتا رہا۔ تیل یا سرمہ لگایا[3]۔ اگر چہ اس نے سرمہ کا ذائقہ حلق میں محسوس کیا۔ پچھنے لگوائے[4]۔ غیبت کی۔ روزہ توڑنے کی نیت کی مگر روزہ توڑا نہیں۔ روزہ دار کے کچھ کیے بغیر دھواں حلق میں چلا گیا۔ یا غبار چلا گیا۔ اگر چہ آٹے کی چکی کا غبار ہو[5]۔ مکھی داخل ہو گئی[6]۔ منہ میں دوائی کے ذائقے کا اثر چلا گیا حالانکہ اسے روزہ یاد تھا۔ حالت جنب میں صبح کی اور سارا دن اسی طرح رہا[7]۔

تشریح:

(۱): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' جسے بھول گیا کہ وہ روزہ دار ہے اور اس نے کھا پی لیا تو اس کو چاہیے کہ روزے کو مکمل کرے بے شک اسے اللہ عزوجل نے کھلایا پلایا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الصوم باب: اکل الناسی وشربہ و جماعہ، ص۳۶۴)

نوٹ: جب یہ حکم کھانے اور پینے کو شامل ہو گیا ہے تو دلالۃ یہ حکم جماع کے لئے بھی ثابت ہوگا۔ اس لئے کہ جماع کھانے اور پینے کے معنی میں ہے جیسا کہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۶۷۵)

(۲): کسی روزہ دار کو کھاتے پیتے دیکھا تو اسے یاد دلانا واجب ہے۔ یاد نہ دلایا تو گناہ گار ہوا، اصل حکم یہ ہے کہ جوانی اور بڑھاپے کو کوئی دخل نہیں ہے بلکہ قوت وضعف کا اعتبار ہے۔ لہذا اگر جوان انتہائی کمزور ہو تو یاد نہ دلانے میں کوئی حرج نہیں اور بوڑھا قوی ہو تو یاد دلانا واجب ہے۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۱۶)

(۳): حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی، میری آنکھ میں مرض ہے، کیا روزہ کی حالت میں سرمہ لگاؤں، ارشاد فرمایا'' ہاں''۔

(جامع الترمذی کتاب الصوم باب: ماجاء فی الکحل للصائم، الحدیث، ۷۲۶)

نوٹ: متقدمین فقہاء کے ہاں آنکھ میں منفذ نہیں تھا بلکہ کان میں منفذ تھا۔ لہذا ان کے نزدیک کان میں کوئی شے داخل کی اور اس کا ذائقہ حلق میں محسوس کیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ مگر جدید تحقیق کے مطابق آنکھ میں منفذ ہے جبکہ کان میں نہیں۔ لہذا آنکھ میں سرمہ کے علاوہ کوئی اور دوائی ڈالی اور اس کا ذائقہ حلق میں محسوس ہوا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اور سرمہ کا استثناء اس لئے کہ یہ خلاف قیاس حدیث سے ثابت ہے۔ کہ آنکھ میں سرمہ ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (تفہیم المسائل)

(۴): حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تین چیزیں روزہ نہیں توڑتیں، پچھنا، قے اور احتلام۔

(جامع الترمذی، ابواب الصوم، باب'' ماجاء فی الصائم یذرعہ القی'' الحدیث ۷۱۹)

(۵): اگر خود قصداً دھواں پہنچایا تو روزہ فاسد ہو گیا۔ جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔ یہاں تک کہ اگر بتی کی خوشبو سلگتی تھی اس نے منہ قریب کر کے دھوئیں کو ناک سے کھینچا روزہ فاسد ہو گیا۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۱۷)

(۶): اگر مکھی قصداً نگلی تو روزہ فاسد ہو گیا۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۱۸)

(۷): حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دروازے پر کھڑے ہو کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی'' یا رسول اللہ! میں نے حالت جنب میں صبح کی اور میں روزے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ سرکار علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ میں جنبی حالت میں صبح کی اور میں نے روزے کا ارادہ کیا پس میں نے غسل کیا اور روزہ رکھ

لیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الصوم باب "صحة الصوم من طلع عليه الفجر وهو جنب" ص ۳۵۳)

او صُبَّ فِي إِحْلِيْلِهِ مَاء او دُهناً او خاضَ نَهرًا فَدَخَلَ الْمَاءُ أُذُنَهُ او حَكَّ أُذُنَهُ بِعُوْدٍ فَخَرَجَ عَلَيْهِ دَرنٌ ثُمَّ أَدْخَلَهُ مِرَارًا إِلَى أُذُنِهِ او دخل أَنْفَهُ مُخَاطٌ فَاسْتَنْشَقَهُ عَمَدًا وَابْتَلَعَهُ وَيَنْبَغِي إِلْقَاءُ النُّخَامَةِ حَتَّى لاَ يَفْسُدَ صَوْمُهُ عَلَى قَوْلِ الْإِمَامِ الشَّافِعِيّ رَحِمَهُ اللّٰهُ او ذَرَعه القيءُ وعادَ بِغَيْرِ صُنْعِهِ وَلَوْ مَلَا فَمَهُ فِي الصَّحِيْحِ أو اِسْتَقَاء أَقَلَّ مِنْ مِلْءِ فَمِهِ عَلَى الصَّحِيْحِ وَلَوْ أَعَادَهُ فِي الصَّحِيْحِ أو أَكَلَ مَا بَيْنَ أَسْنَانِهِ وَكَانَ دُوْنَ الْحِمَّصَةِ أو مَضَغَ مِثْلَ سِمْسِمَةٍ مِنْ خَارِجِ فَمِهِ حَتّٰى تَلاَشَتْ وَلَمْ يَجِدْ لَهَا طُعْماً فِي حَلْقِهِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
احليل:	آلہ تناسل کا سوراخ	خاض:	غوطہ لگانا
حك:	کھجانا	بعود:	لکڑی
درن:	میل	مرارا:	کئی بار
مخاط:	رینٹھ، بلغم	ملا فمه.	منہ بھر قے
حمصة:	چنے کا دانہ	مضغ:	چبانا
سمسمة:	تل	تلاشت:	معدوم ہونا

ترجمہ:

عضو مخصوص کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالا[1] یا نہر میں غوطہ لگایا پس پانی اس کے کان میں داخل ہو گیا[2]۔ لکڑی سے کان کھجلایا، تو لکڑی کے ساتھ میل نکلی۔ پھر اسی لکڑی کو کئی بار کان میں داخل کیا۔ ناک میں رینٹھ داخل ہو گئی، پھر جان بوجھ کر اوپر چڑھایا یا اسے نگل لیا[3]۔ مناسب یہ ہے کہ کھنگار کر پھینک دے یہاں تک کہ امام شافعی کے قول پر بھی اس کا روزہ نہ ٹوٹے[4]۔ قے غالب آگئی اور روزہ دار کے کچھ کیے بغیر قے واپس لوٹ گئی۔ صحیح قول کے مطابق اگر چہ یہ قے منہ بھر ہو۔ صحیح قول کے مطابق منہ بھر سے کم قے کی۔ اگر چہ قے کو خود لوٹائے۔ یہی صحیح قول ہے[5]۔ دانتوں کے درمیان میں جو تھا وہ کھالیا اور اس کی مقدار چنے کے دانے سے کم تھی۔ منہ کے باہر تل کی مثل شے لے کر اس کو چبایا یہاں تک وہ لعاب کے ساتھ مل گئی اور اس کا ذائقہ اس نے حلق میں محسوس نہ کیا[6]۔

تشریح:

(۱): اگر عورت نے شرمگاہ میں تیل ٹپکایا تو روزہ جاتا رہا۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص۱۲۲)

فائدہ: اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ''مثلاً دوا کسی کپڑے میں باندھ کر فرج میں اس طرح داخل کی کہ کپڑا کا سرا فرج داخل سے باہر رہا اگرچہ فرج خارج میں غائب ہو جائے تو روزہ نہ جائے گا ہاں اگر کپڑا فرج داخل کے اندر غائب ہو گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد۱۰، ص۴۸۳)

(۲): اب فتویٰ اس پر ہے کہ کان میں کوئی ایسا منفذ نہیں ہے۔ جس کا تعلق براہ راست پیٹ سے ہو۔ لہذا پانی کان میں داخل ہو یا داخل کرے دونوں صورتوں میں روزہ فاسد نہ ہوگا۔

(۳): اگر اس نے منہ سے لعاب نکالا اور وہ لال کی سی صورت اختیار کر گیا۔ جس کا تعلق منہ سے جدا نہ ہوا ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اگر تھوک کا تعلق منہ سے ختم ہو گیا اور اب دوبارہ تھوک نگل گیا تو روزہ فاسد ہو گیا۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح بتصرف، ص۲۶۱)

(۴): کیونکہ اختلاف کی رعایت مستحب ہے۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۱۵۸)

(۵): قے والے مسئلہ کی کل چوبیس صورتیں بنتی ہیں۔ قے آئے گی یا وہ قصداً کرے گا پھر ان میں سے ہر ایک منہ بھر ہوگی یا نہیں۔ پھر ان چاروں میں سے ہر ایک یا تو وہ قے کر دے گا یا قے لوٹ آئے گی۔ قصداً لوٹائے گا۔ اور ان میں سے ہر ایک فعل روزے کے یاد ہوتے ہوئے ہوگا یا نہیں۔ ان تمام صورتوں میں روزہ صرف اس صورت میں ٹوٹے گا جب روزہ یاد ہو وہ قے منہ بھر ہو۔ قصداً قے کی ہو اور اس کو خود لوٹایا ہو۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۱۵۸)

(۶): چبانے کے ساتھ مقید کیا کیونکہ اگر اس نے تل بغیر چبائے نگل لیا تو روزہ فاسد ہو گیا۔ وجوب کفارہ کے بارے میں دو صحیح قول ذکر کیے گئے ہیں۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص۲۶۳)

بَابُ مَا يفسُدُ بِهِ الصَّومِ وتجِبُ بِهِ الْكَفارَة

وَهُوَ اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ شَيْئاً إِذَا فَعَلَ الصَّائِمُ شَيْئاً مِنْهَا طَائِعاً مُتَعَمِّدًا غَيْرَ مُضْطَرٍّ لَزِمَهُ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ وَهِيَ الْجِمَاعُ فِي أَحَدِ السَّبِيْلَيْنِ عَلَى الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ بِهِ وَالْاَكْلُ وَالشُّرْبُ سَوَاءٌ فِيْهِ مَا يَتَغَذّٰى بِهِ أَوْ يَتَدَاوٰى بِهِ وَابْتِلَاعُ مَطَرٍ دَخَلَ إِلَى فَمِهِ وَأَكْلُ اللَّحْمِ النَّيْءِ إِلَّا إِذَا دَوَّدَ وَأَكْلُ الشَّحْمِ فِي اِخْتِيَارِ الْفَقِيْهِ أَبِي اللَّيْثِ وَقَدِيْدُ اللَّحْمِ بِالْاِتِّفَاقِ وَأَكْلُ الْحِنْطَةِ وَقَضْمُهَا إِلَّا أَنْ يَمْضَغَ قَمْحَةً فَتَلَاشَتْ وَابْتِلَاعُ سِمْسِمَةٍ أَوْ نَحْوِهَا مِنْ خَارِجِ فَمِهِ فِي الْمُخْتَارِ وَأَكْلُ الطِّيْنِ الْاَرْمَنِيِّ مُطْلَقاً وَالطِّيْنُ غَيْرُ الْاَرْمَنِي كَالطَّفْلِ إِنِ اعْتَادَ أَكْلَهُ وَالْمِلْحُ الْقَلِيْلُ فِي الْمُخْتَارِ وَابْتِلَاعُ بُزَاقِ زَوْجَتِهِ أَوْ صَدِيْقِهِ لَا غَيْرِهِمَا وَأَكْلُهُ عَمَدًا بَعْدَ غِيْبَةٍ أَوْ بَعْدَ حِجَامَةٍ أَوْ بَعْدَ مَسٍّ أَوْ قُبْلَةٍ بِشَهْوَةٍ أَوْ بَعْدَ مُضَاجَعَةٍ مِن غَيْرِ إِنْزَالٍ أَوْ بَعْدَ دُهْنِ شَارِبِهِ ظَانّاً أَنه أَفْطَرَ بِذٰلِكَ إِلا إِذا أَفْتَاهُ فَقِيْهٌ أَو سَمِعَ الْحَدِيْثَ وَلَمْ يَعْرِف تَاوِيْلَهُ عَلَى الْمَذْهَبِ وَإِنْ عَرَفَ تَأْوِيْلَهُ وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ وَتَجِبُ الْكَفَّارَةُ عَلٰى مَنْ طَاوَعَتْ مُكْرِهاً.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
طائعا:	خوشی سے	مضطر:	مجبورا
يتغذى:	غذاء کے طور پر	يتداوى:	دوائی کے طور پر
ابتلاع:	نگلنا	لحم نیء:	کچا گوشت
دوّد:	کیڑے پڑ جانا	قديد:	بھنا ہوا گوشت
خنطة:	چبانا	قمحة:	گندم
سمسمة:	تل	ملح:	نمک
بزاق:	تھوک، لعاب	صديقه:	دوست
قبلة:	بوسہ لینا	دهن:	تیل لگانا
شاربه:	مونچھیں	يعرف:	پہچان
طاوعت:	خوشی سے	مكرها:	مجبور

ترجمہ:

یہ فصل ان چیزوں کے بارے میں ہے جس سے روزہ فاسد اور قضاء کے ساتھ کفارہ بھی [1] واجب ہوتا ہے۔ وہ بائیس

چیزیں ہیں۔جب روزہ داران میں سے کوئی بھی کام جان بوجھ کر بغیر مجبوری کے خوشی [۲] سے کرے گا تو اس پر قضاء وکفارہ لازم ہوگا۔دونوں راستوں میں سے کسی ایک میں جماع کرنے سے فاعل اور مفعول پر [۳]۔کھانا اور پینا برابر ہے کہ اسے غذا کے طور پر استعمال کیا جاتا ہو یا دوائی کے طور پر [۴]۔بارش کا پانی نگلنا جو اس کے منہ میں داخل ہوگیا۔کچا گوشت کھانا مگر جب کہ اس میں کیڑے پڑ جائیں [۵]۔فقیہہ ابواللیث کے مختار قول کے مطابق منہ کے باہر گندم یا تل کے دانہ لے کر کھانا۔مطلقا ارمنی مٹی کھانا اور غیر ارمنی مٹی جیسا کہ وہ مٹی کہ جس کو طفل کہتے ہیں۔اس مٹی کے کھانے کا عادی ہونا [۶]۔مختار مذہب کے مطابق تھوڑا نمک کھانا،اپنی بیوی اور دوست کا لعاب نگلنا ان کے علاوہ کسی اور کا نہیں [۷]۔غیبت [۸] پچھنے،چھونے،شہوت سے بوسہ لینے [۹]۔بیوی کے ساتھ اس طرح سونا جس میں انزال نہ ہو [۱۰] کے بعد جان بوجھ کر کھالینا،مونچھوں کو تیل لگانے کے بعد یہ گمان کرتے ہوئے کہ اس وجہ سے اس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے۔کھانا کھالینا۔مگر یہ کہ کسی فقیہہ نے فتوی [۱۱] دیا،یا اس نے حدیث سنی اور مذہب کے مطابق اس حدیث کی تاویل نہ جانتا ہو۔اگر وہ اس کی تاویل جانتا ہے تو اس پر کفارہ واجب ہے۔اس عورت پر بھی کفارہ واجب ہے جس نے مجبور کئے ہوئے شخص کی (وطی) میں موافقت کرلی۔

تشریح:

(۱): کفارہ کے لئے درج ذیل شرائط ہیں (۱) رات ہی سے روزہ رمضان کی نیت کی ہو اگر دن میں نیت کی اور توڑ دیا تو کفارہ لازم نہیں (۲) روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا امر واقع نہ ہوا ہو جو روزہ کے منافی ہو (۳)۔کفارہ واجب ہونے کے لئے پیٹ بھر کھانا ضروری نہیں (۴) جن صورتوں میں روزہ توڑنے پر کفارہ لازم نہیں ان میں شرط ہے کہ ایک ہی بار ایسا ہوا ہو اور معصیت کا قصد نہ ہو ورنہ کفارہ دینا ہوگا۔ (بہار شریعت،حصہ پنجم،ص ۱۲۶ تا ۱۲۷)

(۲): طائعاً کی قید سے مکرہ خارج ہوگیا اگر عورت نے مرد کو جماع پر مجبور کیا اور پھر جماع کے دوران خوشی سے مشغول رہا تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔کہ روزہ تو پہلے ہی ٹوٹ چکا ہے۔ (مراقی الفلاح شرح نورالایضاح بزیادہ،ص ۶۶۳)

(۳): اور یہ فعل زندہ آدمی کے ساتھ ہو۔اگرچہ انزال نہ ہو۔چاہے قبل میں کرے یا دبر میں۔کیونکہ جنایت کامل ہے۔

(امداد الفتاح شرح نورالایضاح،ص ۶۸۰)

(۴): اعلی حضرت ارشاد فرماتے ہیں روزے کی حقیقت کھانے،پینے اور جماع سے رکنا ہے۔جب کسی شے کی حقیقت ختم ہوجائے تو وہ شے بھی ختم ہوجاتی ہے۔اور اس میں ضرورت وعدم ضرورت کا فرق باطل ہے۔لہذا ظالم تلوار سر پہ لیے کھڑا ہے کہ نہیں کھاتا تو قتل کردے گا۔کیسی سخت ضرورت ہے۔حکم ہوگا کھالے مگر یہ نہ ہوگا کہ روزہ نہ جائے۔لہذا ضرورت اس قدر ہوتی

ہے کہ افطار جائز بلکہ کبھی فرض ہو جائے گا۔ (فتاوی رضویہ، جلد۱۰، ص۴۹۵)

(۵): ہر وہ چیز جس میں صلاح بدن ہو اور اسے غذا کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے کفارہ واجب ہے۔ لہذا کچے گوشت سے صلاح بدن بھی ہے اور غذا کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ مگر جب اس میں کیڑے پڑ جائیں تو یہ بدن کے لئے نقصان دہ ہیں (تو کفارہ واجب نہ ہوگا) (فتاوی شامی، جلد۳، ص۴۴۲تا۴۲۶)

(۶): طین ارمنی مطلقاً یعنی اس کے کھانے کا عادی ہو یا نہ ہو کیونکہ اس کو دوا کے طور پر کھایا جاتا ہے تو یہ افطار کامل ہوگا۔ لہذا غیر ارمنی مٹی (عام مٹی) کھانے کی صورت میں کفارہ اسی وقت واجب ہوگا جبکہ اس کے کھانے کا عادی ہو۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص۲۶۶)

(۷): یعنی دوست کا تھوک نگلے گا تو اس صورت میں کفارہ ہوگا کیونکہ وہ اس سے لذت حاصل کرتا ہے لہذا یہ صلاح بدن سے لاحق ہوگیا۔ مگر دوست کے علاوہ کسی اور کا تھوک نگلا تو کفارہ نہیں کیونکہ وہ شخص کے تھوک سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

(فتاوی شامی بزیادہ، جلد۳، ص۴۴۴)

(۸): اگرچہ اس کو یہ حدیث پہنچی ہو کہ ''غیبت روزہ کو توڑ دیتی ہے'' اس حدیث کی تاویل جانتا ہو یا نہیں۔ مفتی اس کے بارے میں فتوی دے یا نہ دے۔ اس لئے کہ غیب کی وجہ سے روزے کا ٹوٹنا خلاف قیاس ہے۔ کیونکہ بالاجماع حدیث کی تاویل کی گئی ہے۔ اس سے مراد ثواب کا نہ ملنا ہے۔ برخلاف پچھنے والی حدیث کے، کیونکہ بعض علماء نے اس کے ظاہر سے حکم لیا ہے کہ روزہ ٹوٹ جائے گا۔ جیسا کہ امام اوزاعی اور امام احمد رضی اللہ تعالی عنہما وغیرہ۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص۲۶۷)

(۹): حضرت سفیان رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ''میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا آپ نے اپنے والدین رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث روایت کرتے سنا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا بوسہ لیتے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے۔ وہ ایک گھڑی خاموش رہے پھر فرمایا جی ہاں۔

(صحیح مسلم، کتاب الصوم، باب: ''بیان ان القبلة فی الصوم لیس محرمة'' ص۳۵۲)

فائدہ: اگر بوسہ فاحشہ لیا تو یہ بھی مکروہ ہے۔ اگر عورت کا لعاب حلق سے اتر گیا تو کراہت درکنار روزہ ہی جاتا رہے گا۔ اور اگر بوسہ فاحشہ لیتے ہوئے قصداً بحالت لذت پی لیا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔ (فتاوی رضویہ، جلد۱۰، ص۵۵۲)

(۱۰): اگر روزے کے فاسد ہونے کا خوف ہو تو یہ سب افعال مکروہ وممنوع ہیں۔ (فتاوی رضویہ، جلد۱۰، ص۵۵۲)

(۱۱): مفتی سے مراد وہ ہے جس کی طرف لوگ رجوع کرتے ہیں۔ شہر میں اس کے فتوی پر اعتماد کیا جاتا ہو۔ تو اس صورت میں مفتی کا فتوی شبہ پیدا کرے گا۔ لہذا شبہ کی وجہ سے کفارہ ساقط ہو جائے گا (کیونکہ جنایت کامل نہیں ہے) اور جب مفتی کا

فتویٰ کفارہ کے ساقط ہونے کے لئے عذر بن سکتا ہے تو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدرجہ اولی عذر بن سکتا ہے۔
(حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ،ص ۶۶۷ تا ۶۶۸)

فصلٌ: فی الْکفارَۃ وَمَا یُسْقِطھا

تَسْقُطُ الْكَفَّارَةُ بِطُرُوِ حَيْضٍ أو نِفَاسٍ أو مَرَضٍ مُبِيحٍ لِلْفِطْرِ فِي يَوْمِهِ وَلَا تَسْقُطُ عَمَّنْ سُوفِرَ بِهِ كُرْهاً بَعْدَ لُزُومِهَا عَلَيْهِ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَالْكَفَّارَةُ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ وَلَوْ كَانَتْ غَيْرَ مُؤْمِنَةٍ فَإِنْ عَجَزَ عَنْهُ صَامَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ لَيْسَ فِيهِمَا يَوْمُ عِيدٍ ولا ايامُ التَّشْرِيقِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الصَومَ أَطْعَمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيناً يُغَدِّيهِمْ وَيُعَشِّيهِمْ غَدَاءً وَعَشَاءً مُشْبِعَيْنَ أو غَدَاءَيْنَ أو عَشَاءَيْنَ أو عَشَاءً وَسَحُورًا أو يُعْطِي كُلَّ فَقِيرٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أو دَقِيقِه أو سَوِيقِهِ أو صَاعَ تَمرٍ أو شَعِيرٍ أو قِيمَته وَكَفَتْ كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ عَنْ جِماعٍ وَأَكْلٍ مُتَعَدِّدٍ فِي أَيامٍ لم يَتَخَلَّلْهُ تَكْفِيرٌ وَلَو مِن رَمَضَانَيْنِ عَلَى الصحيحِ فإن تَخَلَّلَ التَّكْفِيرُ لا تَكْفِي كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بطرو:	طاری ہونا	سوفر:	جسے سفر کروایا
تحریر:	آزاد کرنا	رقبة:	غلام
متتابعین:	لگاتار	یغدیھم:	صبح کا کھانا
یغشیھم:	رات کا کھانا	مشبعین:	پیٹ بھر کر کھانا کھلانا
سحورا:	صبح سویرے	دقیقة:	آٹا
سویقه:	ستو	شعیر:	جو

ترجمہ:

یہ فصل کفارہ اور جو چیزیں ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہیں ان کے بیان میں ہے

اسی دن حیض، نفاس اور ایسی بیماری کی وجہ سے جس سے روزہ چھوڑنا جائز ہوتا ہے طاری ہونے سے کفارہ ساقط ہوجاتا ہے[1]۔ کفارہ لازم ہونے کے بعد جس کو زبردستی سفر کروایا گیا اس کا کفارہ ساقط نہ ہوگا[2] ایسا ہی ظاہر الروایہ میں ہے

روزے کا کفارہ غلام آزاد کرنا ہے اگر چہ وہ مومن نہ ہو[3]۔ اگر گلام دینے سے عاجز ہو تو دو مہینے لگا تار روزے[4] اس طرح رکھے کہ ان روزوں میں نہ تو عید کا دن ہو اور نہ ہی ایام تشریق[5] ہوں۔ اگر اس کی بھی استطاعت نہیں رکھتا تو ساٹھ مساکین[6] کو صبح وشام پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا دو صبح یا دو شام یا شام اور سحری میں کھانا کھلائے یا ہر فقیر کو گندم، آٹا یا ستو سے نصف صاع[7] دے یا ایک صاع کھجور یا جو دے یا اس کی قیمت دے دے۔ متعدد ایام میں بار بار کھانے یا جماع کرنے سے ایک ہی کفارہ لازم ہوگا۔ جبکہ درمیان میں کفارہ نہ دے۔ اگر چہ دو بار کے رمضان کی طرف سے ہو[8]۔ یہی صحیح بات ہے۔ اگر درمیان میں کفارہ دے دیا تو ظاہر الروایہ کے مطابق ایک کفارہ کافی نہ ہوگا۔

تشریح:

(۱): صورت مسئلہ یہ ہے کہ جس دن روزہ فاسد کیا۔ اس کے بعد ایسا عذر پایا گیا جس کی وجہ سے روزہ چھوڑنا جائز تھا تو اب کفارہ ساقط ہو جائے گا لہٰذا روزہ ایسا نہیں ہے کہ اس کے بعض حصہ ثابت ہو اور بعض ساقط تو شبہ پیدا ہوگا۔ اگر اس نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو زخمی کیا تو مختار قول کے مطابق کفارہ ساقط نہ ہوگا۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۶۶۹)

(۲): کیونکہ عذر صاحب حق کی طرف سے نہیں آیا۔ کیونکہ روزہ تو اس نے پہلے ہی توڑ دیا تھا۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۶۸۵)

(۳): کیونکہ قرآن پاک میں مطلق غلام کا ذکر کیا گیا ہے۔ لہٰذا چاہے وہ غلام کافر ہو یا مسلمان اس کا آزاد کرنا صحیح ہے۔

(۴): اگر عورت کو حیض آجائے تو حیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے یہ ناغے شمار نہیں کیے جائیں گے پہلے کے روزے اور حیض کے بعد والے دونوں مل کر ساٹھ ہونے سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۳۰)

(۵): کیونکہ ان ایام میں روزے رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔

(۶): مسکین اسے کہتے ہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لئے اس کا محتاج ہے۔ کہ لوگوں سے سوال کرے اور اسے سوال حلال ہے۔ (نماز کے احکام، رسالہ قضا نمازوں کا طریقہ، ص ۳۵۳)

(۷): اس کی مقدار تقریباً دو کلو میں سے اسی گرام کم آٹا یا اس کی قیمت ہے۔

(نماز کے احکام، رسالہ قضا نمازوں کا طریقہ، ص ۳۴۶)

(۸): مفتی امجد علی اعظمی فرماتے ہیں "اگر دو روزے توڑے تو دونوں کے لئے دو کفارے دے۔ اگر چہ پہلے کا ابھی کفارہ ادا

نہ کیا ہو۔ اگر ایک ہی رمضان کے کئی روزے توڑے تو ایک ہی کفارہ ہوگا۔ (بہار شریعت، حصہ۵، ص ۱۳۶)

باب ما يفسد الصوم من غير كفارة

وَهُوَ سَبْعَةٌ وَخَمْسُونَ شَيْئاً إِذَا أَكَلَ الصَّائِمُ أُرْزًا او عَجِيناً او دَقِيقاً او مِلْحاً كَثِيراً دَفعة او طيناً غير أَرْمَنِيِّ لَمْ يَعْتَدْ أَكْلَهُ او نَوَاةً او قُطْناً او كَاغِداً او سَفَرْجَلاً وَلَمْ يُطْبَخْ او جَوْزَةً رطبة او ابتلع حصاة او حَدِيداً او تُرَاباً او حَجَرًا او احْتَقَنَ او اِسْتَعَطَ او أَوْجَرَ بِصَبِّ شَيْءٍ فِي حَلْقِهِ على الاصح او اقطر في أذنه دُهْناً او مَاءً فِي الْأَصَحِّ او دَاوى جَائِفَةً او آمَّةً بِدَوَاءٍ ووَصَلَ إِلَى جَوْفِهِ او دِمَاغِهِ او دخل حلقه مطر او ثلج فِي الْأَصَحِّ وَلَمْ يَبْتَلِعْهُ بِصُنْعِهِ او أَفْطَرَ خَطَأً بِسَبْقِ مَاءِ الْمَضْمَضَةِ إِلَى جَوْفِهِ او أفطر مُكْرَهاً ولو بالجماع او أُكْرِهَتْ عَلَى الْجِمَاعِ او أَفْطَرَتْ خَوْفاً عَلَى نَفْسِهَا مِنْ أَنْ تَمْرَضَ مِنَ الْخِدْمَةِ أَمَةً كَانَتْ او مَنْكُوحَةً او صَبَّ أَحَدٌ فِي جَوْفِهِ مَاءً وَهُوَ نَائِمٌ او أَكَلَ عَمَداً بَعْدَ أَكْلِهِ نَاسِياً وَلَوْ عَلِمَ الْخَبَرَ عَلَى الْأَصَحِّ او جامع ناسياً ثُمَّ جَامَعَ عَامِداً.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ارزا:	کچے چاول	عجينا:	گوندھا ہوا آٹا
دقيقا:	آٹا	دفعة:	یکبارگی
نواة:	کھجور کی گٹھلی	قطنا:	روئی
سفرجلا:	سیب کی طرح کا پھل	جوزة:	اخروٹ
حصاة:	کنکری	احتقن:	دبر کے ذریعے دوائی چڑھانے کو حقنہ کہتے ہیں
استعط:	ناک میں دوائی چڑھانا	جائفة:	پیٹ کا زخم
آمة:	دماغ کا زخم	ثلج:	برف
خبر:	حدیث		

ترجمہ:

یہ باب ان چیزوں کے بارے میں جن میں بغیر کفارہ کے روزہ[1] فاسد ہوتا ہے۔

وہ ستاون چیزیں[۲] ہیں۔(۱) جب روزہ دار کچے چاول (۲) گوندھا ہوا آٹا[۳]۔(۳) اور بہت سانمک ایک ہی دفعہ کھائے[۴]۔(۵) غیر ارمنی مٹی جس کے کھانے کی عادت نہیں[۵]۔(۶) کھجور کی گٹھلی (۷) روئی (۸) کاغذ[۶]۔(۹) اور بھی دانہ جو پکا ہوا نہ ہو[۷]۔(۱۰) تر اخروٹ کھا لیا یا[۸] (۱۱) کنکری (۱۲) لوہا (۱۳) مٹی (۱۴) یا پتھر نگل لیا (۱۵) حقنہ لینا (۱۶) ناک میں دوائی چڑھانا[۹]۔(۱۷) اصح قول کے مطابق حلق میں کوئی چیز ڈالنا (۱۸) اصح قول کے مطابق کان میں تیل یا (۱۹) پانی ڈالنا (۲۰) پیٹ یا دماغ کے زخم میں کوئی دوائی ڈالی اور وہ دوائی پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی[۱۰]۔(۲۱) حلق میں بارش (۲۲) یا برف داخل ہوئی۔ اور اسے خود نہیں نگلا (۲۳) یا کلی کا پانی پیٹ تک پہنچنے کی وجہ سے افطار کر لیا یہ اصح قول کے مطابق ہے[۱۱]۔(۲۴) مکرہ نے افطار کیا اگر چہ جماع کے ذریعے[۱۲] ہو۔(۲۵) یا عورت کو جماع پر مجبور کیا گیا[۱۳]۔
(۲۶) عورت نے اپنی جان پر اس خوف سے روزہ توڑا کے وہ خدمت کے باعث بیمار ہو جائے گی، لونڈی ہو یا منکوحہ[۱۴]۔
(۲۸) سوئے ہوئے کے منہ میں کسی نے پانی ڈالا[۱۵]۔(۲۹) بھول کر کھانے کے بعد جان بوجھ کر کھانا کھا لیا اگر چہ اصح قول کے مطابق اسے خبر (حدیث) کا[۱۶] علم ہو یا بھول کر جماع کیا پھر جان بوجھ کر جماع کر لیا[۱۷]۔

تشریح:

(۱): عبادات میں فاسد اور باطل ایک ہی ہیں۔ مفسد کی دو قسمیں ہیں (۱) جن سے فقط روزہ فاسد ہوتا ہے (۲) جن میں روزہ فاسد ہونے کی صورت میں کفارہ بھی لازم ہوگا۔ (الدر المختار معہ رد المحتار، جلد ۳، ص ۱۳۰)

(۲): ضابطہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو نہ تو غذائیت میں شمار ہو اور نہ ہی اس کے معنی میں یا وہ غذائیت تو ہو مگر روزہ رکھنے والے کو کوئی عذر شرعی ہے۔ یا جس میں فرج کی شہوت کمال طور پر نہیں پائی جا رہی ہے۔ اس میں کفارہ واجب نہیں ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۶۸۷)

(۳): اگر گندم کا آٹا ہو پھر اسے پانی سے تر کیا گیا ہو اور اس میں شکر ملا کر کھایا جائے تو کفارہ واجب ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۶۸۷)

(۴): اگر کئی مرتبہ کھایا تھوڑا ہو یا زیادہ تو پہلی مرتبہ کھانے سے ہی قضا و کفارہ واجب ہو جائے گا۔

(حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۶۷۱)

(۵): کیونکہ یہ دوا کے طور پر استعمال نہیں کی جاتی ہے۔ اگر مٹی کھانے کا عادی ہو تو مطلقاً کفارہ لازم ہوگا۔

(مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی علی نور الایضاح، ص ۶۷۱)

(۶): اسی طرح وہ چیزیں جن کو عادۃ کھایا نہیں جاتا ان کا بھی یہی حکم ہے (قضا واجب ہوگی نہ کہ کفارہ)۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۶۸۹)

(۷): اور نہ ہی اس میں نمک ڈالا گیا ہو۔ اگر پکایا یا نمک ڈالا تو کفارہ واجب ہوگا کیونکہ یہ عادتاً کھایا جاتا ہے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۱۶)

(۸): اگر خشک بادام چبا کر کھایا اور اس میں مغز بھی ہو تو کفارہ ہے۔ اور ثابت نگل لیا تو نہیں اگر چہ پھٹا ہو۔

(بہار شریعت، حصہ پنجم، ص۱۲۸)

(۹): حقنہ اور ناک میں دوائی چڑھانے کی صورت میں کفارہ واجب نہیں ہوگا کیونکہ کفارہ کا موجب افطار کا صورۃ اور معنی پایا جانا ہے۔ صورۃ سے مراد نگلنا ہے اور نگلنا یہاں پایا نہیں گیا۔

(فتاوی شامی، جلد۳، ص۴۳۲)

(۱۰): فائدہ: یہاں پر قید لگائی گئی ہے کہ وہ دوا پیٹ تک پہنچے۔ تو اس صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور دوائی رگوں یا مسام کے ذریعے پیٹ میں پہنچتی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ اسی طرح فقہ کی کتابوں میں جزئیہ موجود ہے کہ کسی نے اپنے سوراخ ذکر میں تیل ڈالا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اگر چہ تیل مثانہ تک پہنچ جائے۔ اور علت یہ بیان فرمائی کہ سوراخ ذکر اور پیٹ کے درمیان منفذ نہیں ہے۔ نیز فتاوی عالمگیری میں ہے۔ کہ اگر بدن کے مسام سے تیل داخل ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ لہذا انجکشن خواہ گوشت میں لگے، خواہ رگوں میں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ جو انجکشن گوشت میں لگتا ہے اس کے بارے میں تو ظاہر ہے کہ وہ پورے جسم میں مسامات ہی کے ذریعے پہنچتا ہے رہ گیا رگ کا انجکشن تو اس کے جسم میں پہنچنے کی کیفیت یہ ہے کہ دوا خون کے ذریعے جسم میں پھیلتی ہے۔ اور خون رگوں سے دل میں جاتا ہے۔ وہاں سے پھر واپس رگوں میں آتا ہے دل سے دماغ اور پیٹ تک کوئی منفذ نہیں اس لئے رگوں کے انجکشن سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (فتاوی فیض الرسول، جلد ۱، ص۵۱۷ تا ۵۱۸)

(۱۱): اس کا روزہ تب فاسد ہوگا جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو اور اگر روزہ دار ہونا یاد نہیں ہے تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ جیسا کہ بھول کر پانی پینے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا ہے۔ نیز سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ عزوجل نے اس امت سے تین چیزوں کو اٹھالیا ہے (۱) خطا (۲) نسیان (۳) جس کو کسی کام پر مجبور کیا گیا ہو" لہذا اس صورت میں کفارہ نہ ہوگا۔ حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ روزہ بھی نہیں ٹوٹے گا بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس صورت میں گناہ نہیں ہے۔ مگر بھولنے والے کا روزہ خلاف قیاس حدیث کی وجہ سے نہیں ٹوٹے گا۔ (الدر المختار معہ رد المحتار بزیادۃ، جلد۳، ص۴۲۹ تا ۴۳۰)

(۱۲): کیونکہ روزہ کا فاسد ہونا دخول کے ساتھ ہے۔ اور اسے اس پر مجبور کیا گیا ہے۔

(فتاوی شامی، جلد۳، ص۴۳۰)

فائدہ: مکرہ سے مراد وہ ہے کہ جسے کسی نے صحیح دھمکی دی کہ اگر روزہ نہ توڑے گا تو میں تجھے مار ڈالوں گا یا ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا، یا ناک، کان وغیرہ کوئی عضو کاٹ ڈالوں گا۔ یا سخت مار ماروں گا اور روزہ دار یہ سمجھتا ہو کہ یہ کہنے والا جو کچھ کہتا ہے کر گزرے گا۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص۱۲۴)

(۱۳): فتاوی سمرقندی میں ہے کہ اگر عورت کو جماع پر مجبور کیا گیا تو مرد و عورت پر قضا و کفارہ ہوگا کیونکہ مرد سے جماع تبھی متصور ہے جبکہ اس کو لذت حاصل ہو۔ لہذا اکراہ زائل ہوگیا۔ اصح یہ ہے کہ اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کو مجبور کیا گیا ہے۔ اور آلہ کا منتشر ہونا اس کے بس میں نہیں ہے اور اسی پر فتوی ہے۔ اگر مرد نے عورت کو جماع پر مجبور کیا تو بالا جماع عورت پر کفارہ نہیں ہوگا کیونکہ کفارہ جنایت کاملہ کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔ اور یہاں جنایت کاملہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اکراہ کی وجہ سے گناہ نہیں ہوگا۔ اور کفارہ تو گناہ کو ختم کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اور یہاں کوئی گناہ نہیں ہے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نورالایضاح، ص۱۶۲)

(۱۴): اس لئے کہ لونڈی فرائض کے حق میں آزاد عورت کے حکم میں ہے۔ تو جب یہ حکم لونڈی کے بارے میں ہے تو آزاد عورت کے بارے میں بدرجہ اولی ثابت ہوگا۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص۶۷۳)

(۱۵): سونے والا بھولنے والے کے حکم میں نہیں ہے۔ کیونکہ بھولنے والے کا ذبح شدہ جانور کھایا جاتا ہے مگر سونے والے یا جس کی عقل چلی گئی ہو اس کا نہیں کھایا جاتا۔ (مراقی الفلاح شرح نورالایضاح، ص۶۷۳)

(۱۶): یعنی اس حدیث کا اس کو معلوم ہو کہ ''جس نے بھول کر کھا پی لیا تو وہ اپنا روزہ مکمل کرے'' کیونکہ یہ خبر واحد ہے تو اس سے علم قطعی حاصل نہیں ہوتا لہذا شبہ پیدا ہوگیا۔ (مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی علی نورالایضاح، ص۶۷۴)

(۱۷): کیونکہ اس صورت میں شبہ پیدا ہوگیا۔ قیاس اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ روزہ ٹوٹ جائے۔

(مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی، ص۶۷۴)

أَوْ أَكَلَ بَعْدَ مَا نَوَى نَهَاراً وَلَمْ يُبَيِّتْ نِيَّتَهُ أو أَصْبَحَ مُسَافِراً فَنَوَى الْإِقَامَةَ ثُمَّ أَكَلَ او سَافَرَ بَعْدَ مَا أَصْبَحَ مُقِيماً فَأَكَلَ او أَمْسَكَ بِلاَ نِيَّةِ صَوْمٍ وَلاَ نِيَّةِ فِطْرٍ او تَسَحَّرَ او جَامَعَ شَاكاً فِي طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَهُوَ طَالِعٌ او أَفْطَرَ بِظَنِّ الْغُرُوْبِ وَالشَّمْسُ بَاقِيَةٌ او أَنْزَلَ بِوَطْءِ مَيْتَةٍ او بَهِيْمَةٍ او بِتَفْخِيْذٍ او قُبْلَةٍ او لَمْسٍ او أَفْسَدَ صَوْمَ غَيْرِ أَدَاءِ رَمَضَانَ أَوْ وُطِئَتْ وَهِيَ نَائِمَةٌ او أُقْطِرَتْ فِي فَرْجِهَا عَلَى الْأَصَحِّ او أَدْخَلَ أُصْبَعَهُ مَبْلُوْلَةً بِمَاءٍ أو دُهْنٍ فِي دُبُرِهِ او أَدْخَلَتْهُ فِي فَرْجِهَا الدَّاخِلِ فِي الْمُخْتَارِ او أَدْخَلَ قُطْنَةً فِي دُبُرِهِ او فِي فَرْجِهَا الدَّاخِلِ وَغَيَّبَهَا او أَدْخَلَ دُخَاناً بِصُنْعِهِ او اِسْتَقَاءَ وَلَو دُوْنَ مِلْءِ الْفَمِ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَشَرَطَ أَبُو يُوْسُفَ مِلْءَ الْفَمِ وَهُوَ الصَّحِيْحُ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
یبیت نیته:	رات سے نیت کرنا	امسک:	رکے رہنا
تسحر:	سحری کرنا	فخذ:	ران
مبلولة:	ترانگلی	وغیب:	غائب کردینا
استقاء:	خود قے کرنا		

ترجمہ:

(۳۰) دن کو نیت کرنے کے بعد کھایا اور رات سے نیت نہیں کی تھی[1]۔ (۳۱) صبح مسافر تھا پھر اقامت کی نیت کر لی اور کھانا کھالیا (۳۲) صبح مقیم تھا پھر مسافر ہوا اور کھالیا[2]۔ (۳۳) روزے اور فطر کی نیت کیے بغیر رکے رہنا (۳۴) طلوع فجر میں شک ہوتے ہوئے سحری کی (۳۵) یا جماع کیا حالانکہ فجر طلوع ہو چکی تھی (۳۶) سورج غروب ہونے کا گمان کرتے ہوئے افطار کر لیا حالانکہ سورج ابھی غروب نہیں تھا[3]۔ (۳۷) مردہ عورت (۳۸) جانور (۳۹) ران (۴۰) پیٹ میں وطی کی (۴۱) بوسہ لیا (۴۲) یا[4] عورت کو چھوا اور انزال ہو گیا[5]۔ (۴۳) رمضان کے ادا روزے کے علاوہ کوئی اور روزہ توڑ دیا (۴۴) عورت سے وطی کی گئی اس حال میں کہ وہ سوئی ہوئی تھی[6]۔ (۴۵) اصح قول کے مطابق سوئی ہوئی عورت کی شرم گاہ میں قطرے ڈالے (۴۶) پانی (۴۷) یا تیل سے تر انگلی اپنی دبر میں (۴۸) یا عورت نے اپنی فرج داخل میں ڈالی۔ یہی مختار قول ہے[7]۔ (۴۹) اپنی دبر (۵۰) یا عورت کی شرم گاہ میں روئی ڈالی اور اسے غائب کر ڈالا۔ (۵۱) اپنے حلق میں خود دھواں داخل کیا (۵۲) اور خود قے کی اگرچہ یہ منہ بھر سے کم ہو ظاہر روایت کے مطابق ہے۔ امام ابو یوسف نے منہ بھر کی شرط لگائی ہے اور یہی

صحیح ہے (۸)۔

تشریح:

(۱): دن کو نیت کی تو امام شافعی کے نزدیک روزہ نہیں ہوگا۔لہذا شبہ پیدا ہو گیا اور کفارہ ساقط ہو گیا۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح،ص۶۷۴)

(۲): کیونکہ سفر کی وجہ سے شبہ پیدا ہو گیا کیونکہ حالت سفر میں روزہ معاف ہے حالت سفر کی قید لگائی کیونکہ جب وہ اپنی بستی میں لوٹ آیا یا اپنے مقام کی بستیوں سے نہیں نکلا اور روزہ توڑ دیا تو قضاء کفارہ واجب ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح،ص۶۹۰)

(۳): فقہ کا اصول ہے کہ''الاصل بقاء ما کان علی ما کان''بنیادی طور پر جو چیز جس حالت پر ہو اسی پر باقی رہتی ہے''اگر سحری کے وقت کا گمان کرتے ہوئے کھاتا رہا۔اور بعد کو معلوم بھی نہیں ہوا کہ سحری کا وقت ختم ہو چکا تھا تو اس پر قضاء نہیں ہے۔کیونکہ اصل یہ ہے کہ رات ابھی باقی ہو۔اور اگر غروب آفتاب کا گمان کرتے ہوئے روزہ توڑ دیا تو اس پر قضا ہوگی۔اس لئے کہ دن میں اصل یہ ہے کہ وہ باقی رہے۔لہذا اس پر قضا ہوگی۔

(فقہ حنفی کے اساسی قواعد،ص۴۷بزیادہ)

فائدہ: کیونکہ اس صورت میں جنایت کاملہ نہیں ہے لہذا کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

(۴): کیونکہ یہ ضروری ہے کہ محل مکمل طور پر مشتہاۃ ہو۔لہذا کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح،ص۱۶۳)

(۵): عورت کو چھونے کے بعد علیحدہ ہو گیا اور شہوت ابھی بھی باقی تھی اور اسی حالت میں کہ یہ عورت کے جسم سے جدا ہے۔منی اتری اور بشہوت نکل گئی تو اگرچہ غسل واجب ہوگا مگر روزہ نہ ٹوٹے گا کہ یہ انزال ان افعال سے نہ ہوا بلکہ محض تصور سے ہوا۔

(فتاوی رضویہ،جلد۱۰،ص۴۸۵)

(۶): یعنی عورت پر قضاء ہوگی نہ کہ کفارہ مگر واطی پر قضاء کفارہ دونوں ہوں گے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح،ص۱۶۳)

(۷): اعلی حضرت فرماتے ہیں''انگلی فرج میں داخل کرنے سے عورت کا روزہ صرف چار صورت میں فاسد ہوگا (۱) انگلی داخل کرنے سے اسی حالت میں کہ انگلی شرم گاہ کو مس کر رہی ہے۔عورت کو انزال ہو جائے (۲) انگلی پانی یا روغن سے تر ہو کہ انگلی سے تری علیحدہ ہو کر شرم گاہ میں داخل ہو جائے (۳) خشک انگلی شرم گاہ میں ڈالی۔اس کے ساتھ تری لگ گئی اور انگلی کو باہر نکال کر

پھر داخل کیا اور انگلی سے تری چھوٹ کر شرم گاہ میں داخل ہوگئی (۴) انگلی کٹی ہوئی ہے وہ فرج میں داخل کر کے غائب کر دی۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۴۸۱ تا ۴۸۳)

(۸): کیونکہ جو منہ بھر سے کم ہے وہ قلیل ہے اور قلیل کالمعدوم ہے۔ یہاں تک کہ قلیل سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۶۷۷)

أو أَعَادَ مَا ذَرَعَهُ مِنَ الْقَيْءِ وَكَانَ مِلْءُ الْفَمِ وَهُوَ ذَاكِرٌ، او أَكَلَ مَا بَيْنَ أَسْنَانِهِ وَكَانَ قَدْرَ الْحِمَّصَةِ أو نَوَى الصَّوْمَ نَهَارًا بَعْدَمَا أَكَلَ نَاسِياً قَبْلَ إِيْجَادِ نِيَّتِهِ مِنَ النَّهَارِ أو أُغْمِيَ عَلَيْهِ وَلَو جَمِيْعَ الشَّهْرِ إلا أنه لاَ يَقْضِي الْيَوْمَ الَّذِي حَدَثَ فِيْهِ الْإِغْمَاءُ أو حَدَثَ فِي لَيْلَتِهِ أو جُنَّ غَيْرَ مُمْتَدٍّ جَمِيْعَ الشَّهْرِ ولا يَلْزَمُهُ قَضَاؤُهُ بِإِفَاقَتِهِ لَيْلاً أو نَهَارًا بَعْدَ فَوَاتِ وَقْتِ النِّيَّةِ فِي الصَّحِيْحِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
قبل ایجاد نیته:	نیت کے وجود سے پہلے	جن:	پاگل ہونا
ممتد:	مدت		

ترجمہ:

جو قے غالب آئی تھی اس کو لوٹایا اور وہ منہ بھر تھی اس حال میں کہ اسے روزہ بھی یاد تھا، (۵۴) دانتوں کے درمیان موجود شے کو جو کہ چنے کے برابر تھی کھالی[۱]۔ (۵۵) دن میں نیت کرنے سے پہلے بھول کر کھا لیا پھر دن کو روزے کی نیت کی (۵۶) بے ہوش ہوگیا اگرچہ سارا مہینہ بے ہوش رہا[۲]۔ مگر جس دن یا رات کو بے ہوش ہوا تھا اس کی قضاء نہ کرے (۵۷) تمام مہینے لگاتار پاگل نہ رہا۔ صحیح قول کے مطابق نیت کا وقت چلے جانے کے بعد دن یا رات کو افاقہ ہونے کی صورت میں اس پر قضاء لازم نہیں ہوگی[۳]۔

تشریح:

(۱): کیونکہ چنے کی مقدار شے سے بچنا ممکن ہے اور اس میں کوئی مشقت نہیں ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۵۹۳)

(۲): کیونکہ بے ہوشی، مرض کی طرح ہے جو قوی کو کمزور کر دیتی ہے۔ بے ہوشی نیند کی طرح ہے اور پورے مہینے تک بے

ہوش رہنا یہ نادر ہے۔اور نادر پر حکم لگانے میں کوئی حرج نہیں۔لہذا اس پر قضا ہوگی۔بخلاف مجنون کہ اس پر قضا نہیں ہوگی۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح،ص۶۹۳)

(۳): پاگل پر قضاء تب لازم ہوگی جب کہ وہ اس وقت میں تندرست ہو جب روزے کی نیت کرنا صحیح ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح،ص۶۹۳)

فصل :يجب الإمساک بقية اليوم

يَجِبُ الْإِمْسَاكُ بَقِيَّةَ الْيَوْمِ عَلٰى مَنْ فَسَدَ صَوْمُهُ وَعَلٰى حَائِضٍ وَنُفَسَاء طَهُرَتَابَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَعَلٰى صَبِيٍّ بَلَغَ وَكَافِرٍ أَسْلَمَ وَعَلَيْهِمُ الْقَضَاءُ إِلَّا الْاٰخِيْرَيْنِ.

ترجمہ:

جس شخص کا روزہ فاسد ہوگیا[۱] طلوع فجر کے بعد حیض ونفاس والی عورت پاک ہوئی[۲]۔بچہ جب بالغ ہوا،کافر اسلام لایا تو دن کے بقیہ حصہ میں رکے رہنا(کھانے پینے،جماع)واجب ہے۔آخری[۳] دو کو چھوڑ کر سب پر قضا ہوگی۔

تشریح:

(۱): اگر چہ عذر کی وجہ سے ٹوٹ گیا ہو پھر وہ عذر زائل ہوگیا ہو۔مثال کے طور پر بخار ہو یا دشمن سے جنگ ہو رہی ہو پھر یہ معاملات ختم ہوگئے ہوں۔ (ذریعۃ النجاح حاشیہ نور الایضاح،ص۱۶۰)

(۲): مسافر اور مریض پر بھی امساک واجب نہیں ہے۔کیونکہ ان پر سے روزے کی رخصت حرج کی وجہ سے ہے۔اگر بقیہ دن روزے داروں سے مشابہت کا حکم دیں گے،تو اصل حکم ٹوٹ جائے گا۔لیکن مریض ومسافر اعلانیہ نہ کھائیں پئیں۔بلکہ خفیہ طور پر کھائیں۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح،ص۱۶۴)

(۳): یعنی بچہ جب بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا۔اور یہ معاملہ طلوع فجر کے بعد ہوا ہو کیونکہ طلوع فجر کے بعد،روزے کا پہلا حصہ جس میں کھانے پینے جماع سے رکنا تھا۔گزر گیا۔لہذا روزہ رکھنے کا حکم ان دونوں کو شامل نہ ہوگا۔مگر نماز کا مسئلہ اس کے خلاف ہے۔لہذا اگر بچہ بالغ ہوگیا یا کافر اسلام لے آیا تو ان پر فجر کی قضا ہوگی۔کیونکہ نماز کے واجب ہونے کا سبب وہ جزء ہے جو ادا سے ملا ہوتا ہے اور وہ یہاں پایا گیا ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح،ص۶۷۸)

فصل فیما یکرہ للصائم وما لا یکرہ

كُرِهَ لِلصَّائِمِ سَبْعَةُ أَشْيَاءَ ذَوْقُ شَيْءٍ ومضغُهُ بِلا عُذْرٍ وَمَضْغُ الْعَلِكِ وَالْقُبْلَةُ وَالْمُبَاشَرَةُ إِنْ لَمْ يَأْمَنْ فِيهِمَا عَلَى نَفْسِهِ الْاَنْزَالَ اَوِالْجِمَاعَ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَجَمْعُ الرِّيقِ فِي الْفَمِ ثُمَّ إِبْتِلاعُهُ وَمَاظَنَّ أنه يَضْعُفُهُ كَالْفَصْدِ وَالْحِجَامَةِ مَالا يُكْرَهُ لَهُ وَتِسْعَةُ أَشْيَاءَ لَا تُكْرَهُ لِلصَّائِمِ الْقُبْلَةُ وَالْمُبَاشَرَةُ مَعَ الْاَمْنِ وَدُهْنُ الشَّارِبِ وَالْكُحْلُ وَالْحِجَامَةُ وَالْفَصْدُ وَالسِّوَاكُ آخِرَ النَّهَارِ بَلْ هُوَ سُنَّةٌ كَأَوَّلِهِ وَلَوْ كَانَ رَطْباً أَوْ مَبْلُوْلاً بِالْمَاءِ وَالْمَضْمَضَةُ وَالْإِسْتِنْشَاقُ لِغَيْرِ وُضُوْءٍ وَالْإِغْتِسَالُ وَالتَلَفُّفُ بِثَوْبٍ مُبْتَلٍ لِلتَبَرُّدِ عَلَى الْمُفْتٰى بِهِ وَيُسْتَحِبُّ لَهُ ثَلاثَةُ أَشْيَاءَ: اَلسَّحُوْرُ وَتَأْخِيْرُهُ وَتَعْجِيْلُ الْفِطْرِ فِي غَيْرِ يَوْمِ غَيْمٍ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ذوق:	چکھنا	مضغة:	چبانا
علک:	لیس دار چیز	ریق:	تھوک
فصد:	رگ کٹوانا	سواک:	مسواک کرنا
تلفف:	لپٹنا	تبرد:	ٹھنڈک

ترجمہ:

یہ فصل ان کاموں کے بارے میں ہے جوروزہ دار کے لئے مکروہ، غیر مکروہ اور مستحب ہیں

روزہ دار کے لئے سات چیزیں مکروہ ہیں (۱) بغیر کسی عذر کسی شے کو چکھنا[۱]۔ (۲) یا اس کو چبانا[۲]۔ (۳) گوند چبانا (۴) بوسہ لینا (۵) اور مباشرت کرنا[۳]۔ ظاہر الروایہ کے مطابق بوسہ ومباشرت کی صورت میں (تب مکروہ) ہے کہ اس شخص کو اپنے نفس پر جماع یا انزال سے امن نہ ہو۔ (۶) منہ میں تھوک جمع کر کے اسے نگل لینا (۷) ایسا کام کرنا جو اسے کمزور کر دے گا جیسا کہ رگ کٹوانا اور پچھنے لگوانا۔

نو چیزیں ایسی ہیں جو روزہ دار کے لئے مکروہ نہیں ہیں (۱) حالت امن میں بوسہ (۲) اور مباشرت کرنا (۳) مونچھوں کو تیل لگانا (۴) سرمہ لگانا[۴]۔ (۵) پچھنے لگوانا (۶) اور رگ کٹوانا (۷) دن کے آخری حصہ میں مسواک کرنا بلکہ وہ دن کے اول حصہ میں بھی سنت ہے اگر چہ مسواک تازہ یا پانی سے تر کی گئی ہو[۵]۔ (۸) وضو کے علاوہ کلی کرنا اور ناک میں پانی

چڑھانا(۹)غسل کرنا اور مفتی بہ قول کے مطابق ٹھنڈک کے لئے گیلا کپڑا لپیٹنا(۶)۔

روزہ دار کے لئے تین کام مستحب ہیں (۱) سحری کھانا(۷)۔(۲) سحری میں تاخیر کرنا(۸)۔ بادل والے دن کے علاوہ میں افطار میں جلدی کرنا(۹)۔

تشریح:

(۱): چکھنے کے وہ معنی نہیں جو آجکل عام محاورہ ہے یعنی کسی چیز کا مزہ دریافت کرنے کے لئے اس میں سے تھوڑا کھالینا یوں ہوتو روزہ ہی جاتا رہے گا۔ بلکہ چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان پر رکھ کر مزہ دریافت کرلیں اور اسے تھوک دیں اس میں سے حلق میں کچھ نہ جائے۔ چکھنے کے لئے عذر یہ ہے کہ مثلاً عورت کا شوہر یا باندی، غلام کا آقا بدمزاج ہے کہ نمک کم وبیش ہوگا تو اس کی ناراضی کا باعث ہوگا اس وجہ سے چکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص۱۳۱تا۱۳۲)

(۲): چبانے کے لئے یہ عذر ہے کہ اتنا چھوٹا بچہ ہے کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اسے کھلائی جائے۔ نہ حیض ونفاس والی یا کوئی اور بے روزہ ایسا ہے جو اسے چبا کر دے دے۔ تو بچہ کے لئے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں۔

(بہار شریعت، حصہ پنجم، ص۱۳۱)

(۳): مگر بوسہ فاحشہ اور مباشرت فاحشہ روزہ میں مطلقاً مکروہ ہے۔ مباشرت فاحشہ یہ ہے کہ مرد اپنا آلہ، عورت یا مرد کی شرم گاہ سے یا عورت، عورت کی شرم گاہ سے بغیر کسی حائل کے مس کرے۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص۱۳۲)

(۴): جبکہ سرمہ لگانا زینت کے لئے نہ ہو۔ اگر زینت کے لئے ہوگا تو یہ (عام حالت میں بھی) مکروہ ہے۔ اور روزے کی حالت میں بدرجہ اولی۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح بزیادہ، ص۶۸۱)

(۵): اعلی حضرت فرماتے ہیں "مسواک کرنا سنت ہے ہر وقت کرسکتا ہے اگرچہ تیسرے پہر یا عصر کے وقت چبانے سے اگر مسواک کے ریزے چھوٹیں یا مزہ محسوس ہو تو مسواک نہیں کرنی چاہیے۔ (فتاوی رضویہ، جلد۱۰، ص۵۱۱)

(۶): کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گرمی کی شدت کی وجہ سے روزہ کی حالت میں اپنے سر پر پانی بہایا۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روزے کی حالت میں کپڑے کو تر کرکے اپنے ساتھ لپیٹا۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۱۶۵)

(۷): نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "سحری کرو۔ بے شک سحری میں برکت ہے"

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب: برکۃ السحور فی غیر ایجاب، الحدیث ۱۸۲۳)

(۸): نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" تین باتیں مرسلین کے اخلاق میں سے ہیں (۱) افطار میں جلدی کرنا (۲) سحری میں تاخیر کرنا (۳) نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا

(۹): ۔ ممکن ہے کہ بادلوں کی وجہ سے سورج ابھی غروب نہ ہوا ہو اور اس کا روزہ فاسد ہو جائے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص ۶۹۷)

فصل: فی العوارض

لِمَنْ خَافَ زِيَادَةَ الْمَرَضِ أو بُطءَ الْبُرْءِ وَلِحَامِلٍ وَمُرْضِعٍ خَافَتْ نُقْصَانَ الْعَقْلِ أو الْهَلاكَ أو الْمَرَضَ عَلٰى نَفْسِهَا أو وَلَدِهَا نَسَباً كَان أو رِضَاعاً وَالْخَوْفُ الْمُعْتَبَرُ مَا كان مُسْتَنِداً لِغَلْبَةِ الظَّنِّ بِتَجْرِبَةٍ أو إِخْبَارِ طَبِيْبٍ وَلِمَنْ حَصَلَ لَهٗ عَطَشٌ شَدِيْدٌ أو جُوعٌ يَخَافُ مِنْهُ الْهَلاكَ وَلِلْمُسَافِرِ الْفِطْرُ وَصَوْمُهٗ أَحَبُّ إِنْ لَمْ يَضُرَّهٗ وَلَمْ تَكُنْ عَامَةُ رُفْقَتِهٖ مُفْطِرِيْنَ وَلا مُشْتَرِكِيْنَ فِي النَّفَقَةِ فَإِنْ كَانُوا مُشْتَرِكِيْنَ أو مُفْطِرِيْنَ فَالأَفْضَلُ فِطْرُهٗ مُوَافَقَةً لِلْجَمَاعَةِ وَلا يَجِبُ الْإِيْصَاءُ عَلٰى مَنْ مَاتَ قَبْلَ زَوَالِ عُذْرِهٖ وَقَضَوْا مَا قَدَرُوْا عَلٰى قَضَائِهٖ بِقَدْرِ الْإِقَامَةِ وَالصِّحةِ وَلا يُشْتَرَطُ التَّتَابُعُ فِي الْقَضَاءِ فَإِنْ جَاءَ رَمَضَان آخَرُ قُدِّمَ عَلَى الْقَضَاءِ وَلا فِدْيَةَ بِالتَّأْخِيْرِ إِلَيْهِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بطء:	دیر	لحامل:	حمل والی عورت
مرضع:	دودھ پلانے والی	مستندا:	منسوب
عطش:	پیاس	جوع:	بھوک
رفقتہ:	ساتھی	ایصاء:	وصیت کرنا
تتابع:	لگاتار		

ترجمہ:

یہ فصل عوارض[1] کے بیان میں ہے

جس شخص کو مرض کے بڑھنے کا[2] یا تاخیر سے صحت یاب ہونے کا خوف[3] ہو حاملہ اور دودھ پلانے والی[4] کو عقل

کے ضائع ہونے یا ہلاکت یا اس کو خود بیمار ہونے کا خوف ہو بچہ نسبی ہو یا رضائی۔ خوف وہ معتبر ہے جو تجربہ کے ساتھ بطور غلبہ ظن حاصل ہوا ہو۔ یا عادل ماہر مسلمان طبیب نے اس کی خبر دی ہو[۵]۔ جس شخص کو شدید پیاس اور بھوک لگی ہو اور اس سے ہلاکت کا ڈر ہو۔ مسافر کے لئے بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ اگر مسافر کو نقصان نہ ہو تو مسافر کا روزہ پسندیدہ ہے[۶]۔ جبکہ ساتھیوں نے روزہ نہ چھوڑا ہو اور نہ ہی وہ (سفر کے) خرچ وغیرہ میں شریک ہوں۔ اگر وہ سب نفقہ میں شریک ہوں یا سب نے روزہ نہ رکھا تو افضل یہ ہے کہ وہ بھی جماعت کی موافقت میں روزہ نہ رکھے[۷]۔ اگر بیماری، سفر یا اس کے علاوہ دیگر اعذار کے زائل ہونے سے پہلے مر گیا تو وصیت کرنا واجب نہیں ہے[۸]۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا۔ مقیم اور تندرست ہونے کی صورت میں جو قضاء پر قادر ہوں تو قضاء کریں۔ قضاء روزے لگاتار رکھنا شرط نہیں ہے۔ اگر دوسرا رمضان آ جائے تو اس رمضان کے روزے قضاء سے پہلے رکھے[۹] دوسرے رمضان تک موخر کرنے کی صورت میں فدیہ نہیں ہوگا۔

تشریح:

(۱): عذر کی دو قسمیں ہیں (۱) عذر سماوی مثال کے طور پر نیند، بے ہوشی، جنون وغیرہ۔ (۲) عذر غیر سماوی کی دو قسمیں ہیں (۱) جو اس کے طرف سے ہے مثال کے طور پر جہالت، نشہ سفر وغیرہ (۲) جو کسی دوسرے کی وجہ سے ہو مثلاً اکراہ وغیرہ۔

(الحسامی، ص ۲۸۰ تا ۲۸۱)

(۲): جب اس کو غلبہ ظن حاصل ہو جائے تو روزہ توڑ دے۔ صحیح یہ ہے کہ جس کو روزے رکھنے سے بیمار ہونے کا خوف ہو وہ بھی مریض کی طرح ہے۔ اسی طرح لونڈی کو روزہ (نفلی) رکھنے کی صورت میں کمزوری کا اندیشہ ہو اور وہ آقا کی خدمت کر رہی تھی تو اس کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ روزہ توڑ دے اور بعد میں قضا کرے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۶۵)

(۳): اگر چہ کسی عضو کے ضائع ہونے کا خوف ہو۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۶۵)

(۴): حمل والی اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان یا بچہ کا صحیح اندیشہ ہے، تو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے چاہے دودھ پلانے والی ماں ہو یا دائی۔ اگر چہ رمضان میں دودھ پلانے کا عقد کیا ہے۔

(بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۰۰۴)

(۵): آج کل اکثر اطباء کافر نہیں تو فاسق ضرور ہیں اور حاذق طبیب فی زمانہ مفقود ہیں۔ ان لوگوں کا کہنا کچھ قابل اعتبار

نہیں نہ ان کے کہنے پر روزہ افطار کیا جائے۔ان طبیبوں کو دیکھا جاتا ہے کہ ذرا ذرا سی بیماری پر روزہ کو منع کر دیتے ہیں، اتنی بھی تمیز نہیں رکھتے کہ کس مرض میں روزہ مضر ہے۔کس میں نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۳۹)

(۶): مسافر سے مراد شرعی مسافر ہے اگرچہ معصیت کے طور پر سفر کیا ہو۔یہ حکم اس مسافر کے لئے ہے۔جو طلوع فجر سے پہلے چلا گیا کیونکہ بعد طلوع فجر مسافر ہونے کی صورت میں اس کو روزہ نہ رکھنا جائز نہیں ہے۔البتہ اگر توڑ دے گا تو کفارہ نہیں ہوگا۔ (مراقی الفلاح مع حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۶۶)

(۷): تا کہ اس کے ساتھیوں پر نفقہ میں سے اس کے حصے کے مطابق خرچ کرنے میں مشقت درپیش نہ ہو۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۶۶)

(۸): صورت مسئلہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے اسی عذر میں مر گئے، اتنا موقع نہ ملا کہ قضاء رکھتے تو ان پر واجب نہیں کہ فدیہ کی وصیت کی جائیں۔پھر بھی وصیت کی تو تہائی مال میں جاری ہوگی۔اگر اتنا موقع ملا کہ قضاء روزے رکھ لیتے، مگر نہ رکھے تو وصیت کرنا واجب ہے۔اور عمداً نہ رکھے تو بدرجہ اولی وصیت کرنا واجب ہے۔اور وصیت نہ کی بلکہ ولی نے اپنی طرف سے دے دیا تو بھی جائز ہے مگر ولی پر واجب نہ تھا۔

(۹): مگر حکم یہ ہے کہ عذر جانے کے بعد دوسرے رمضان کے آنے سے پہلے قضاء رکھ لیں۔حدیث میں فرمایا ''جس پر اگلے رمضان کی قضا باقی ہے وہ نہ رکھے تو اس رمضان کے روزے قبول نہ ہوں گے۔

(بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۳۹)

اور دوسرا رمضان آجائے تو پہلے اس رمضان کے روزے رکھے قضا نہ رکھے۔

وَيَجُوزُ الْفِطْرُ لِشَيْخٍ فَانٍ وَعَجُوزٍ فَانِيَةٍ وَتَلْزَمُهُمَا الْفِدْيَةُ لِكُلِّ يَوْمٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ كَمَنْ نَذَرَ صَوْمَ الْأَبَدِ فَضَعُفَ عَنْهُ فَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الْفِدْيَةِ لِعُسْرَتِهِ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ وَيَسْتَقِيلُهُ وَلَوْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ كَفَّارَةُ يَمِينٍ أَوْ قَتْلٍ فَلَمْ يَجِدْ مَا يُكَفِّرُ بِهِ مِنْ عِتْقٍ وَهُوَ شَيْخٌ فَانٍ أَوْ لَمْ يَصُمْ لَا تَجُوزُ لَهُ الْفِدْيَةُ لِأَنَّ الصَّوْمَ هُنَا بَدَلٌ عَنْ غَيْرِهِ وَيَجُوزُ لِلْمُتَطَوِّعِ الْفِطْرُ بِلَا عُذْرٍ فِي رِوَايَةٍ وَالضِّيَافَةُ عُذْرٌ عَلَى الْأَظْهَرِ لِلضَّيْفِ وَالْمُضِيْفِ وَلَهُ الْبِشَارَةُ بِهٰذِهِ الْفَائِدَةِ الْجَلِيلَةِ، وَإِذَا أَفْطَرَ عَلَى أَيِّ حَالٍ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ إِلَّا إِذَا شَرَعَ مُتَطَوِّعًا فِي خَمْسَةِ أَيَّامٍ يَوْمَيِ الْعِيدَيْنِ وَأَيَّامِ التَّشْرِيقِ فَلَا يَلْزَمُهُ قَضَاؤُهَا بِإِفْسَادِهَا فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ والله اعلم.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
شیخ فان:	وہ جو فی الحال روزہ نہیں رکھ سکتا اور نہ ہی آئندہ رکھنے پر قدرت ہو	عجوز:	بوڑھی
یستقیله:	اللہ سے معافی طلب کرنا	یمین:	قسم
ضیافة:	مہمان نوازی	بشارة:	خوشخبری

ترجمہ:

شیخ فانی [1] اور انتہائی بوڑھی عورت کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔اور ان دونوں پر ہر دن کے بدلے میں نصف صاع گندم فدیہ واجب ہوگا۔جیسا کہ وہ شخص جس نے ہمیشہ روزہ رکھنے کی نذر مان لی۔کاروبار میں مشغولیت کی وجہ سے وہ روزہ رکھنے سے عاجز آ گیا تو وہ روزہ چھوڑ دے اور فدیہ دے [2]۔اگر اپنی تنگدستی کی وجہ سے فدیہ دینے پر قادر نہ ہو تو اللہ تعالی سے بخشش مانگے۔اور اللہ تعالی کے حق میں کوتاہی کی وجہ سے معافی مانگے۔اگر اس شخص پر قسم یا قتل کا کفارہ واجب ہوا اور اس کے پاس کوئی (غلام) نہ ہو جو کہ کفارہ کے طور پر آزاد کرے حالانکہ وہ شیخ فانی ہے یا اس نے روزہ نہ رکھا یہاں تک کہ وہ شیخ فانی ہوگیا۔تو اس کے لئے فدیہ دینا جائز نہیں ہے۔کیونکہ یہاں پر روزہ اپنے غیر کا بدل ہے [3]۔ایک روایت کے مطابق نفلی روزہ بغیر عذر کے توڑنا جائز ہے [4]۔اظہر قول کے مطابق دعوت کرنا، مہمان اور میزبان دونوں کے لئے عذر ہے [5]۔اسی فائدہ جلیلہ کی وجہ سے اس کے لئے بشارت بھی ہے نفلی جس طرح کی صورت حال میں بھی توڑے گا۔اس پر قضاء ہے۔مگر یہ کہ اس نے ان پانچ ایام میری مراد عیدین کے دو دن اور تشریق کے ایام (تین دن) میں نفلی روزہ رکھا تو ظاہر الروایہ کے مطابق ان ایام میں روزہ فاسد کرنے کی صورت میں اس پر قضاء نہیں ہوگی [6] اور اللہ تعالی بہتر جانتا ہے۔

تشریح:

(۱): یعنی وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہوگئی ہو کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا۔ جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو نہ آئندہ اس میں اتنی طاقت کی امید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا تو وہ فدیہ دے۔ اگر فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آگئی کہ روزہ رکھ سکے۔ تو فدیہ صدقۂ نفل ہوگیا اور ان روزوں کی قضاء رکھے۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۴۱)

(۲): کیونکہ اسے یقینی طور پر معلوم ہوگیا ہے کہ وہ روزہ نہیں رکھ سکتا۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۶۲)

(۳): کیونکہ فدیہ صرف اسی روزے کا ہوسکتا ہے جو کسی کا بدل نہ ہو۔ لہٰذا رمضان کے روزے کا فدیہ ہوگا کہ یہ کسی روزے کا بدل نہیں ہے۔ مگر کفارہ یمین (اس کے کفارے کے تین روزے ہیں) میں روزہ، غلام کا بدل ہے کہ اگر غلام ادا نہیں کرسکتا تو روزے رکھ لے اور بدل کا بدل نہیں ہوتا۔ (ذریعۃ النجاح بزیادہ، ص ۱۶۲)

(۴): صحیح قول یہ ہے کہ نفلی روزہ بغیر عذر کے توڑنا جائز نہیں ہے کیونکہ "فی الروایۃ" کہہ کر خود ماتن نے اس پر جزم نہیں کیا۔ (فتاوی شامی، جلد ۳، ص ۴۷۵)

(۵): یہ حکم تب ہے کہ مہمان کے ساتھ اگر میزبان نہ کھائے گا تو اسے ناگوار ہوگا یا مہمان اگر کھانا نہ کھائے تو میزبان کو اذیت ہوگی تو نفلی روزہ توڑ دینے کے لئے یہ عذر ہے۔ بشرطیکہ یہ بھروسہ ہو کہ قضا رکھ لے گا۔ اور ضحوہ کبری سے پہلے توڑے، بعد میں نہیں، زوال کے بعد ماں باپ کی ناراضی کے سبب توڑ سکتا ہے۔ اور اس میں بھی عصر سے پہلے توڑ سکتا ہے۔ بعد میں نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۴۲)

(۶): بلکہ نفلی روزہ توڑ دینا واجب ہے اور اسکی قضاء بھی نہیں اگر ان دونوں میں روزہ رکھنے کی منت مانی تو منت پوری کرنی واجب ہے۔ مگر ان دونوں میں نہیں بلکہ اور دنوں میں۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۴۲)

بَابُ مَا يَلْزَمُ الْوَفَاءُ بِهٖ

إِذَا نَذَرَ شَيْئاً لَزِمَهُ الْوَفَاءُ بِهٖ إِذَا اجْتَمَعَ فِيهِ ثَلاثَةُ شُرُوطٍ أَنْ يَكُونَ مِنْ جِنْسِهٖ وَاجِبٌ وَأَنْ يَكُونَ مَقْصُوداً وَلَيْسَ وَاجِباً فَلاَ يَلْزَمُ الْوُضُوءُ بِنَذْرِهٖ وَلاَ سَجْدَةُ التِّلاوَةِ وَلاَ عِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَلاَ الْوَاجِبَاتُ بِنَذْرِهَا وَيَصِحُّ بِالْعِتْقِ وَالْإِعْتِكَافِ وَالصَّلاةِ غَيْرِ الْمَفْرُوضَةِ وَالصَّوْمِ فَإِنْ نَذَرَ نَذْراً مُطْلَقاً أَوْ مُعَلَّقاً بِشَرْطٍ وَوُجِدَ لَزِمَهُ الْوَفَاءُ بِهٖ وَصَحَّ نَذْرُ صَوْمِ الْعِيدَيْنِ وَأَيَّامِ التَّشْرِيقِ فِي الْمُخْتَارِ وَيَجِبُ فِطْرُهَا وَقَضَاءُهَا وَإِنْ صَامَهَا أَجْزَأَهُ مَعَ الْحُرْمَةِ وَأُلْغِيَ تَعْيِينُ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ وَالدِّرْهَمِ وَالْفَقِيرِ فَيُجْزِئُهُ صَوْمُ رَجَبٍ عَنْ نَذْرِهٖ صَوْمَ شَعْبَانَ وَتُجْزِئُهُ صَلاةُ رَكْعَتَيْنِ بِمِصْرٍ نَذَرَ أَدَاءَهُمَا بِمَكَّةَ وَالتَّصَدُّقُ بِدِرْهَمٍ عَنْ دِرْهَمٍ عَيَّنَهُ لَهُ وَالصَّرْفُ لِزَيْدٍ الْفَقِيرِ بِنَذْرِهٖ لِعَمْرٍو وَإِنْ عَلَّقَ النَّذْرَ بِشَرْطٍ لاَ يُجْزِئُهُ عَنْهُ مَا فَعَلَهُ قَبْلَ وُجُودِ شَرْطِهٖ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
وفاء:	پورا کرنا	اجتمع:	جمع ہوں
عتق:	آزاد کرنا	الغینا:	لغو قرار دینا
یجزئه:	کفایت نہ کرنا	شرطه:	شرط پائے جانے سے پہلے

ترجمہ:

یہ باب ان چیزوں کے بارے میں جن کا پورا کرنا لازم ہے۔

جب کسی شخص نے کسی شے کی نذر مانی تو اس نذر کا پورا کرنا لازم ہے جبکہ اس نذر میں تین شرطیں [۱] پائی جائیں (۱) اس کی جنس سے کوئی چیز واجب ہو (۲) وہ (عبادت) مقصود ہو (۳) پہلے سے وہ واجب نہ ہو۔ لہذا وضوء کی نذر ماننے سے وضو لازم نہ ہوگا [۲]۔ نہ ہی سجدہ تلاوت [۳]، مریض کی عیادت اور واجبات [۴] ان کی نذر ماننے سے لازم ہوں گے۔ غلام آزاد کرنے، اعتکاف بیٹھنے، نماز اور روزہ جو فرض نہ ہوں ان کی نذر ماننا صحیح ہے۔ مطلقا نذر مانی یا کسی شرط کے ساتھ معلق کر کے نذر مانی اور وہ شرط پائی گئی تو اس نذر کا پورا کرنا لازم ہے۔ مختار مذہب کے مطابق عیدین اور ایام تشریق کے روزے کی نذر صحیح ہے۔ ان ایام میں روزہ نہ رکھنا واجب ہے۔ اور اس کی قضا کرے۔ اگر ان ایام میں روزہ رکھ لیا تو حرام ہونے کے باوجود منت کی طرف سے کفایت کر جائے گا۔ ہم نے وقت، جگہ، درہم اور فقیر کی قید کو فضول قرار دیا ہے [۵]۔ شعبان کے روزے کی منت، رجب کے روزے رکھنے سے کفایت کر جائے گی [۶] اگر مکہ میں دو رکعتیں ادا کرنے کی نذر مانی تو شہر میں دو رکعتیں ادا

کرنے سے نذر پوری ہوجائے گی۔ معین درہم کے بدلے غیر معین درہم کا تصدق کرنا جائز ہے۔ اور عمرو کو دینے کی نذر مان کر زید فقیر کو دینا جائز ہے۔ اگر کسی شخص نے نذر کو کسی شرط پر معلق کیا تو شرط کے پائے جانے سے پہلے جو کچھ اس نے کیا وہ نذر(۷) کے لئے کفایت نہیں کرے گا۔

تشریح:

(۱): بلکہ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی بہار شریعت میں اس کی مزید دو شرطیں نقل فرماتے ہیں (۱) جس چیز کی نذر مانی وہ خود بذاتہ کوئی گناہ کی بات نہ ہو اگر کسی اور وجہ سے گناہ ہو تو منت صحیح ہو جائے گی۔ جیسا کہ عید کے دن روزہ رکھنا (روزہ فی نفسہ جائز ہے مگر کیونکہ یہ ایام ضیافت کے ہیں لہذا روزہ رکھنا منع ہے) (۲) ایسی چیز کی منت نہ ہو جس کا ہونا محال ہو مثلا یہ منت مانی کہ کل گزشتہ میں روزہ رکھوں گا یہ منت صحیح نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص۱۵۰)

(۲): کیونکہ یہ عبادت مقصودہ نہیں ہے، بلکہ دوسری عبادت کے لئے وسیلہ ہیں۔

(۳): کیونکہ یہ پہلے ہی سے شارع کی طرف سے واجب ہیں۔

(۴): خواہ یہ چیز فی الحال واجب ہو یا آئندہ مثلا آج کی ظہر یا کسی فرض نماز کی منت صحیح نہیں۔ اسی طرح آنے والی نماز، یا فرض روزہ کی منت صحیح نہیں ہے۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح بزیادہ، ص۱۶۷)

(۵): کیونکہ نذر کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) نذر معلق (۲) نذر غیر معلق، غیر معلق میں اگر چہ وقت یا جگہ وغیرہ معین کرے۔ مگر اس قید کا لحاظ رکھنا ضروری نہیں بلکہ اسی وقت سے پہلے روزے رکھ لئے یا نماز پڑھ لی تو منت پوری ہوگئی۔

(بہار شریعت، حصہ پنجم، ص۱۵۳)

(۶): کیونکہ سبب پایا گیا ہے یعنی نذر۔ پہلے رکھنے میں یہ بھی فائدہ ہے کہ وہ موت سے پہلے ثواب حاصل کرے گا۔ اگر شعبان کا مہینہ انتیس کا ہوا اور رجب کا بھی تو منت پوری ہوگئی۔

(۷): نذر کا صیغہ قسم کا بھی احتمال رکھتا ہے۔ لہذا اس کی چھ صورتیں ہوں گی (۱) ان لفظوں سے کچھ نیت نہ کی نہ منت کی نہ یمین کی۔ (۲) فقط منت کی نیت کی۔ (۳) منت کی نیت کی اور یہ کہ یمین نہیں۔ (۴) یمین کی نیت کی اور یہ کہ منت نہیں۔ (۵) منت اور یمین دونوں کی نیت نہیں کی (۶) فقط یمین کی نیت کی اور منت ہونے یا نہ ہونے کی نہیں۔ پہلی تین صورتوں میں فقط منت ہے کہ پوری نہ کرے۔ تو قضاء دے اور چوتھی صورت میں یمین ہے۔ اگر پوری نہ کی تو کفارہ دینا ہوگا۔ پانچویں اور چھٹی صورت میں منت اور یمین دونوں میں پوری نہ کرے تو منت کی قضا دے اور یمین کا کفارہ۔

(بہار شریعت، حصہ پنجم، ص۱۵۱)

باب الاعتكاف

هُوَ الْإِقَامَةُ بِنِيتِهِ فِي مَسْجِدٍ تُقَامُ فِيهِ الْجَمَاعَةُ بِالْفِعْلِ لِلصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فَلَا يَصِحُّ فِي مَسْجِدٍ لَا تُقَامُ فِيهِ الْجَمَاعَةُ لِلصَّلَاةِ عَلَى الْمُخْتَارِ وَلِلْمَرْأَةِ الْإِعْتِكَافُ فِي مَسْجِدِ بَيْتِهَا وَهُوَ مَحَلٌّ عَيَّنَتْهُ لِلصَّلَاةِ فِيهِ .وَالْإِعْتِكَافُ عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ وَاجِبٌ فِي الْمَنْذُوْرِ وَسُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ فِي الْعَشْرِ الْأَخِيرِ مِنْ رَمَضَانَ وَمُسْتَحَبٌّ فِيمَا سِوَاهُ وَالصَّوْمُ شَرْطٌ لِصِحَّةِ الْمَنْذُوْرِ فَقَطْ،وَأَقَلُّهُ نَفْلاً مُدَّةٌ يَسِيرَةٌ وَلَوْ كَانَ مَاشِياً عَلَى الْمُفْتٰى بِهِ وَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا لِحَاجَةٍ شَرْعِيَّةٍ أَوْ طَبِيْعِيَّةٍ كَالْبَوْلِ أَوْضَرُوْرِيَّةٍ كَانْهِدَامِ الْمَسْجِدِ وَإِخْرَاجِ ظَالِمٍ كُرهاً وَتَفَرُّقِ أَهْلِهِ وَخَوْفٍ عَلٰى نَفْسِهِ أَوْ مَتَاعِهِ مِنَ الْمُكَابِرِيْنَ فَيَدْخُلُ مَسْجِداً غَيْرَهُ مِنْ سَاعَتِهِ فَإِنْ خَرَجَ سَاعَةً بِلَا عُذْرٍ فَسَدَ الْوَاجِبُ وَانْتَهٰى بِهِ غَيْرُهُ وَأَكْلُ الْمُعْتَكِفِ وَشُرْبُهُ وَنَوْمُهُ وَعَقْدُهُ الْبَيْعَ لِمَا يَحْتَاجُهُ لِنَفْسِهِ أَوْ عِيَالِهِ فِي الْمَسْجِدِ وَكُرِهَ إِحْضَارُ الْمَبِيعِ فِيهِ وَكُرِهَ عَقْدُ مَا كَانَ لِلتِّجَارَةِ وَكُرِهَ الصَّمْتُ إِنْ إِعْتَقَدَهُ قُرْبَةً وَحَرُمَ الْوَطْءُ وَدَوَاعِيهِ وَبَطَلَ بِوَطْئِهِ وَبِالْإِنْزَالِ بِدَوَاعِيهِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اقامة:	ٹھہرنا	مسجد بیت:	گھر میں جو جگہ نماز کے لئے مختص ہو
عشر الاخیر:	آخری دس دن	ماشیا:	چلتے ہوئے
انهدام المسجد:	مسجد کا گر جانا	اخراج:	نکالنا
متاعة:	سامان	مکابرین:	ڈاکوؤں
نومه:	سونا	عقده البیع:	عقد بیع کرنا
احضار:	حاضر کرنا	مبیع:	جس کو فروخت کیا جائے
صمت:	خاموشی، چپ رہنا	قربة:	نیکی کا کام

ترجمہ:

یہ باب اعتکاف(۱) کے بارے میں ہے۔

اعتکاف ایسی مسجد میں جہاں پانچوں نمازیں باجماعت ادا کی جاتی ہوں(۲) اعتکاف کی نیت سے ٹھہرنے کا نام

ہے۔مختار قول کے مطابق ایسی مسجد جس میں نماز باجماعت ادنہیں کی جاتی،اس میں اعتکاف کرنا صحیح نہیں ہے۔عورت مسجد بیت میں اعتکاف کرے(۳)۔اور مسجد بیت وہ جگہ ہے جسے اس نے گھر میں نماز کے لئے متعین کیا ہے۔اعتکاف کی تین اقسام ہیں۔(۱)واجب جیسے وہ اعتکاف جس کی نذر مانی گئی ہو(۲)سنت موکدہ کفایہ(۴) جیسے رمضان کے آخری دس دنوں میں(۳)ان کے علاوہ جو اعتکاف ہے وہ مستحب ہے۔فقط وہ اعتکاف جس کی نذر مانی گئی ہواس کے لئے روزہ شرط ہے۔اعتکاف کی کم از کم مدت انتہائی کم ہے۔مفتی بہ قول کے مطابق اگر چہ یہ اعتکاف چلتے چلتے ہو(۵)۔مسجد سے معتکف نہ نکلے مگر جبکہ حاجت شرعیہ جیسا کہ نماز جُمُعَہ یا حاجت طبعیہ مثال کے طور پر پیشاب یا حاجت ضروریہ ہو مثال کے طور پر مسجد کا گرجانا یا ظالم کا معتکف کوزبردستی مسجد سے نکالنا یا مسجد والوں کا جدا جدا ہوجانا یا فساد کرنے والوں کی طرف سے جان یا اپنے سامان کے (چوری ہونے) کا خوف ہو۔اسی وقت دوسری مسجد میں داخل ہوجائے۔اگر وہ مسجد سے ایک گھڑی بھی بلا عذر نکلا تو واجب اعتکاف فاسد ہوجائے گا(۶)۔اور اس کے علاوہ کوئی اعتکاف ہوا تو وہ پورا ہوجائے گا(۷)۔معتکف کا کھانا پینا،سونا،اور اس چیز کی خرید وفروخت جس کی اسے اور اس کے گھر والوں کو ضرورت ہے مسجد میں ہوگا۔مسجد میں مبیع کا لانا اور وہ عقد کرنا جو تجارت کے لئے ہو مکروہ ہے(۸)۔اگر خاموشی کو نیکی سمجھتا ہو تو یہ مکروہ ہے(۹)۔گفتگو بھی مکروہ ہے مگر یہ کہ وہ بھلائی والا کلام ہو۔وطی اور اس کے طرف لے جانے والے افعال حرام ہیں(۱۰)صحبت کرنے یا صحبت کی طرف لے جانے والے افعال کی صورت میں انزال ہوجائے تو اعتکاف باطل ہوجاتا ہے۔

تشریح:

(۱): اعتکاف کے صحیح ہونے کے لئے مسلمان،عاقل اور جنابت وحیض سے پاک ہونا شرط ہے بلوغ شرط نہیں بلکہ نابالغ جو تمیز رکھتا ہے اگر بہ نیت اعتکاف مسجد میں ٹھہرے تو یہ اعتکاف صحیح ہے۔ (بہار شریعت،حصہ پنجم،ص۱۵۵)

(۲): مسجد جماعت وہ ہے جس میں امام ومؤذن مقرر ہوں اگر چہ اس میں پنجگانہ جماعت نہ ہوتی ہو اور آسانی اس میں ہے کہ مطلقا ہر مسجد میں اعتکاف صحیح ہے اگر چہ وہ مسجد جماعت نہ ہو۔خصوصا اس زمانہ میں کہ بہت سی مسجدیں ایسی ہیں جس میں نہ امام ہیں نہ موذن۔ (بہار شریعت،حصہ پنجم،ص۱۵۵)

(۳): اگر عورت نے کوئی جگہ معین نہیں کی تو عورت کے لئے اعتکاف کرنا جائز نہیں ہے۔اگر عورت نے مسجد بیت میں اعتکاف کرلیا پھر اس سے نکل گئی تو اعتکاف فاسد ہوگیا۔ (طحطاوی مع مراقی الفلاح،ص۶۹۹)

(۴): یعنی اگر سب ترک کریں تو سب سے مطالبہ ہوگا اور شہر میں ایک نے کرلیا تو سب بری الذمہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری دس دن اعتکاف فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوگیا۔ (صحیح البخاری کتاب الاعتکاف باب ''الاعتکاف فی العشر الاواخر'')

(۵): کیونکہ اعتکاف ایک ساعت سے بھی ہوجاتا ہے لہذا جو شخص مسجد کے ایک راستے سے داخل ہوکر دوسرے راستے سے نکلنا چاہے تو اعتکاف کی نیت کرے ورنہ مسجد کو راستہ بنانا جائز نہیں۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، ص۷۰۹ تا ۷۱۰)

(۶): اگر ڈوبنے یا جلنے والے کے بچانے کے لئے مسجد سے باہر گیا یا گواہی دینے کے لئے باہر گیا۔ یا جہاد میں سب لوگوں کا بلاوا ہوا اور یہ بھی نکلا یا مریض کی عیادت یا نماز جنازہ کے لئے گیا۔ اگرچہ کوئی دوسرا پڑھنے والا نہ ہوا اعتکاف فاسد ہوگیا۔

(بہار شریعت حصہ پنجم، ص۱۶۰)

(۷): نفلی اعتکاف مسجد سے باہر ہوتے ہی مکمل ہوجاتا ہے کیونکہ اس کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔

(مراقی الفلاح، ص۷۰۳)

(۸): معتکف کو اپنی یا بال بچوں کی ضرورت سے مسجد میں خرید و فروخت جائز ہے بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو اور نہ ہی بقصد تجارت ہو

(۹): اگر وہ خاموشی قربت کے طور پر نہیں بلکہ زبان کی حفاظت کے لئے ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن وہ قرآن پاک کی تلاوت کرے۔ حدیث پڑھے۔ صالحین کے واقعات وغیرہ پڑھے۔ خاموشی سے اعتکاف کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ اہل کتاب سے مشابہت ہے۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح)

(۱۰): اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ''تم عورتوں سے مباشرت نہ کرو اس حال میں کہ تم نے مسجد میں اعتکاف کیا ہو'' اگر اس پر اعتراض ہو کہ معتکف کے لئے حرام ہے تو غیر معتکف کے لئے جائز ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مسجد سے نکلنا حاجت شرعی کے لئے جائز ہے تو اس کے بارے میں بھی وہم ہوتا تھا کہ شاید یہ بھی حاجت انسانی ہے۔ لہذا اس وہم کو دور کرنے کے لئے کہا گیا کہ معتکف کے لئے وطی حرام ہے۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۱۶۹)

وَلَزِمَتهُ اللَّيَالِيْ اَيضاً بِنَذْرِ اِعْتِكَافِ أيَّامٍ وَلزِمَتهُ الاَيَّامُ بِنَذْرِ اللَّيَالِي مُتَتَابِعَةً وَإنْ لَمْ يُشْتَرط التَّتابُعُ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَلَزِمَتهُ لَيْلَتَانِ بِنَذْرِ يَوْمَيْنِ وَصَحَّ نِيَّةُ النَّهْرِ خَاصَةً دُوْنَ اللَّيَالِي وَإنْ نَذَرَ اِعْتِكَافَ شَهْرٍ وَنَوى النَّهْرَ خَاصَةً أو اللَّيَالِي خَاصَةً لَا تُعْمَلُ نِيَّتُهُ إلا أنْ يُصَرِّحَ بِالْاِسْتِثْنَاءِ. وَالْاِعْتِكَافُ مَشْرُوْعٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَهُوَ مِنْ أشْرَفِ الاَعْمَالِ إذَا كَانَ عَنْ إخْلَاصٍ وَمِنْ مَحَاسِنِهِ أنَّ فِيْه تَفْرِيْغُ الْقَلْبِ مِن اُمُوْرِ الدُّنْيَا وَتَسْلِيْمُ النَّفْسِ إلَى الْمَوْلٰى وَمُلَازَمَةُ عِبَادَتِهِ فِي بَيْتِهِ وَالتَّحَصُّنُ بِحِصْنِهِ وَقَالَ عَطاءُ رَحِمَهُ اللّٰهُ مَثَلُ الْمُعْتَكِفِ مِثْلُ رَجُلٍ يَخْتَلِفُ عَلَى بَابِ عَظِيْمٍ لِحَاجَةٍ فَالْمُعْتَكِفُ يَقُوْلُ لَا أبْرَحُ حَتّٰى يَغْفِرَ لِي. وَهٰذَا مَا تَيَسَّرَ لِلْعَاجِزِ الْحَقِيْرِ بِعِنَايَةِ مَوْلَاهُ الْقَوِيِّ الْقَدِيْرِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِى هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ وصلى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الانبيائِهِ وعَلٰى اٰلِه وَصَحْبِهِ وذُرِّيَّتِه ومَنْ وَالَاهُ، وَنَسْأَلُ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ أن يَّجْعَلَه خَالِصًا لِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وأنْ يَّنْفَعَ بِهِ النَّفْعَ الْعَظِيْمَ وَيُجْزِلُ به الثَّوَابَ الْجَسِيْمَ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
نهر:	دن	تفریغ:	فارغ رکھنا
ملازمة:	لازم پکڑ لینا	تحصن:	قید کر لینا
ابرح:	کھڑے رہنا، نہ ہٹنا	تیسر:	آسان ہونا
قوی:	مضبوط	قدیر:	ہر پسندیدہ شے پر قادر
خاتم:	مہر مراد آخری نبی	صحبه:	ساتھی مراد صحابہ کرام
عمیم:	عام نفع	یجزل:	بہت دینا

ترجمہ:

ایام کے اعتکاف کی نذر سے راتوں کا اور راتوں کے اعتکاف کی نذر سے دن میں بھی اعتکاف تسلسل کے ساتھ لازم ہوگا۔ اگرچہ ظاہر الروایۃ کے مطابق تسلسل کی شرط نہیں لگائی گئی۔ دو دن کے اعتکاف کی نذر ماننے سے دو راتوں کا اعتکاف بھی لازم آئے گا۔ راتوں کے علاوہ خاص دن کی نیت اعتکاف بھی صحیح ہے۔ اگر کسی شخص نے ایک دن کے اعتکاف کی منت مانی اور خاص دن کی یا خاص رات کے اعتکاف کی نیت کی تو اس کی نیت پر عمل نہیں کیا جائے گا[1] مگر یہ کہ وہ استثناء کے ساتھ تصریح کر دے۔ اعتکاف قرآن وسنت سے مشروع ہے[2]۔ اور جب یہ اخلاص سے ہو تو یہ معزز ترین اعمال میں سے ہے۔ اور اعتکاف

کی خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس میں دل کو دنیاوی امور سے علیحدہ کرنا ہے اور اپنے آپ کو اللہ تعالی کے سپرد کرنا ہے اور اللہ تعالی کے گھر میں عبادت کا التزام کرنا ہے اور اس کے گھر میں قید رہنا ہے۔ حضرت عطا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں (۳) معتکف کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو اپنی حاجت کے لئے کسی بہت بڑے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے۔ معتکف کہتا ہے میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا جب تک تو مجھے معاف نہ فرمادے۔ یہ وہ ہے جو عاجز حقیر کے لئے اپنے مولا قوی قدیر کی عنایت سے آسان ہوا۔ تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اس طرف مجھے ہدایت دی۔ اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم ہرگز ہدایت پانے والے نہ ہوتے درود ہو ہمارے آقا و مولا حضرت محمد جو خاتم النبیین ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل، اصحاب اور ذریت اور جو آپ کے دوست ہیں ان پر بھی ہو۔ اور ہم اللہ جو کہ بلند ہے وسیلہ اختیار کرتے ہوئے سوال کرتے ہیں کہ اللہ تعالی اسے اپنی کریم ذات کے لئے بنائے اور اس سے نفع عام عطا فرمائے اور اس کے بدلے بہت بڑا ثواب عطا فرمائے۔

تشریح:

(۱): صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے کئی ایام یا کئی راتوں کے اعتکاف کی منت مانی تو ان دونوں صورتوں میں اگر صرف دن یا راتیں مراد لیں۔ تو پہلی صورت میں منت صحیح اور صرف دنوں میں اعتکاف واجب ہے اور اس صورت میں اختیار ہے کہ اتنے دنوں کا لگاتار اعتکاف کرے یا متفرق طور پر اور دوسری صورت میں منت صحیح نہیں ہے کہ اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے رات میں روزہ نہیں ہوسکتا اگر دونوں صورتوں میں دن اور رات دونوں مراد ہیں یا کچھ نیت نہ کی تو دونوں صورتوں میں دن اور رات کا اعتکاف واجب ہے اور علی الاتصال شرط ہے تفریق نہیں کرسکتا نیز اس صورت میں یہ بھی ضرور ہے کہ دن سے پہلے جو رات ہے۔ اس میں اعتکاف ہو۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۱۶۲)

(۲): اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں" ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المسجد "عورتوں سے مباشرت نہ کرے۔ جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف کیے ہوئے ہو۔

حدیث پاک: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف باب: "اعتکاف العشر الاواخر من رمضان" الحدیث ۲۷۸۲)

(۳): حضرت عطا سے حضرت عطا بن ابی رباح مراد ہیں۔ جو کہ تابعی ہیں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں۔ اور یہ امام اعظم کے مشائخ میں سے ایک ہیں۔ (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، ص ۷۰۹)

كتاب الزكاة

هِيَ تَمْلِيْكُ مَالٍ مَخْصُوْصٍ لِشَخْصٍ مَخْصُوْصٍ فُرِضَتْ عَلٰى حُرٍّ مُسْلِمٍ مُكَلَّفٍ مَالِكٍ لِنِصَابٍ مِنْ نَقْدٍ وَلَوْ تِبْرًا او حُلِيًّا او آنِيَةً او مَا يُسَاوِي قِيْمَتَه مِنْ عُرُوْضِ تِجَارَةٍ فَارِغٍ عَنِ الدَّيْنِ وَعَنْ حَاجَتِهِ الْاَصْلِيَّةِ وَلَوْ تَقْدِيْرًا وَشَرْطُ وُجُوْبِ أَدَائِهَا حَوَلَانُ الْحَوْلِ عَلَى النِّصَابِ الْاَصْلِيِّ وَأَمَّا الْمُسْتَفَادُ فِي أَثْنَاءِ الْحَوْلِ فَيُضَمُّ إِلٰى مَجَانِسِهِ وَيُزَكِّي بِتَمَامِ الْحَوْلِ الْاَصْلِيِّ سَوَاءٌ اُسْتُفِيْدَ بِتِجَارَةٍ أو مِيْرَاثٍ أو غَيْرِهِ وَلَوْ عَجَّلَ ذُوْ نِصَابٍ لِسِنِيْنَ صَحَّ وَشَرْطُ صِحَّةِ أَدَائِهَا نِيَّةٌ مُقَارِنَةٌ لِاَدَائِهَا لِلْفَقِيْرِ أو وَكِيْلِهِ أو لِعَزْلِ مَا وَجَبَ وَلَو مُقَارَنَةً حُكْمِيَّةً كَمَا لَوْ دَفَعَ بِلَا نِيَّةٍ ثُمَّ نَوَى وَالْمَالُ قَائِمٌ بِيَدِ الْفَقِيْرِ وَلَا يُشْتَرَطُ عِلْمُ الْفَقِيْرِ أَنَّهَا زَكَاةٌ عَلَى الْاَصَحِّ حَتّٰى لَوْ أَعْطَاهُ شَيْئًا وَسَمَّاهُ هِبَةً أو قَرْضًا وَنَوَى بِهِ الزَّكَاةَ صَحَّتْ وَلَوْ تَصَدَّقَ بِجَمِيْعِ مَالِهِ وَلَمْ يَنْوِ الزَّكَاةَ سَقَطَ عَنْهُ فَرْضُهَا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تمليك:	مالک بنانا	حر:	آزاد
تبرا:	سونے کا بغیر ڈھلا ہوڈھیلا	حلية:	زیور
آنية:	برتن	عروض:	سامان
دين:	جو چیز بھی ذمہ پر واجب ہو	نام:	بڑھوتری
تقديرا:	حکما	حولان الحول:	سال کا گزرنا
مستفاد:	جو حاصل ہو	اثناء:	درمیان
يزكي:	زکوۃ دے	ميراث:	کسی شخص کے مرنے کے بعد جو اس کا مال ورثا میں تقسیم ہوتا ہے
عجل:	جلدی کرنا	لسنين:	کئی سالوں سے
عزل:	اتارنا	سماه:	نام رکھا
هبة:	بغیر عوض کے مالک بنانا		

ترجمہ:

یہ کتاب زکوۃ کے بیان میں ہے

زکوۃ مال مخصوص کا [1] مخصوص شخص [2] کو مالک [3] بنانا ہے۔زکوۃ فرض کی گئی ہے آزاد [4] مسلمان [5] مکلف [6] صاحب نصاب پر جو نقد اگر چہ چاندی کا ٹکڑا، زیور یا برتن [7] کا مالک ہو یا نصاب کی قیمت کے برابر سامان تجارت ہو اور یہ نصاب [8] دین اور حاجت اصلیہ کے علاوہ ہو، نصاب بڑھنے والا ہو اگر چہ حکما ہو۔زکوۃ کی ادائیگی واجب ہونے کے لئے نصاب اصلی پر ایک سال گزرنا شرط ہے [9]۔اور سال کے دوران جو کچھ بھی حاصل ہوگا اسے اس کی ہم جنس کے ساتھ ملایا جائے گا [10]۔سال گزرنے پر سب کی زکوۃ دی جائے گی برابر ہے کہ یہ مال تجارت، وراثت یا اس کے علاوہ کسی اور شے سے حاصل کیا گیا ہو۔اگر مالک نصاب نے کئی سالوں کی زکوۃ پہلے ہی دے دی تو یہ صحیح ہے [11] زکوۃ کی ادائیگی کے صحیح ہونے کے لئے فقیر یا وکیل کو دیتے وقت یا جو اس کے ذمہ واجب ہے اس کو علیحدہ کرتے وقت نیت کا ملا ہوا ہونا شرط ہے [12] اگر چہ یہ نیت حکمی طور پر ملی ہوئی ہو۔مثال کے طور پر کسی شخص نے بغیر نیت کے زکوۃ دی۔پھر زکوۃ کی ادائیگی کی نیت کر لی جبکہ مال ابھی فقیر کے پاس موجود ہو۔اصح قول کے مطابق یہ شرط نہیں ہے کہ فقیر کو زکوۃ کا علم ہو۔یہاں تک کہ فقیر کو کوئی شے دی اور اس کا نام ہبہ یا قرض رکھا اور اس سے زکوۃ کی نیت کر لی تو زکوۃ کی ادائیگی صحیح ہو جائے گی [13]۔اگر کسی شخص نے سارا مال صدقہ کر دیا اور زکوۃ کی نیت نہیں کی۔تو اس شخص سے زکوۃ کی فرضیت ساقط ہو جائے گی [14]۔

تشریح:

زکوۃ کا لغوی معنی طہارت اور بڑھوتری ہے۔قرآن مجید میں زکوۃ اور نماز کا ذکر یکبارگی بیاسی (۸۲) مقامات پر آیا ہے۔اور یہ ہجرت کو دوسرے سال فرض ہوئی یہ انبیاء پر واجب نہیں ہے۔اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

(الدر المختار، جلد۳،ص ۲۵۷)

(۱): اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا "الذین ھم للزکوۃ فاعلون" اور فلاح وہ لوگ پاتے ہیں جو زکوۃ ادا کرتے ہیں۔

(سورۃ المؤمنون: آیت ۴)

حدیث پاک: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس مال کی زکوۃ نہیں دی گئی وہ قیامت کے دن گنجا سانپ ہوگا۔مالک کو دوڑائے گا، وہ بھاگے گا یہاں تک کہ اپنی انگلیاں اس کے منہ میں ڈال دے گا۔

(بہار شریعت، حصہ پنجم، جلد اول،ص ۸۶۹)

(۲): تین قسم کے مال پر زکوۃ ہے (۱) سونا چاندی، کیسے ہی ہوں، پہننے کے لئے ہوں یا استعمال کرنے کے لئے یا رکھنے کے

لئے ہوں۔ سکہ ہو یا ورق (۲) چرائی پر چھوڑے ہوئے جانور (۳) مال تجارت باقی کسی چیز پر زکوۃ نہیں۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۱۰۱)

فائدہ: زکوۃ کل مال کا چالیسواں حصہ فرض ہے۔ مخصوص شخص سے مراد مسلمان فقیر ہے۔ وہ فقیر نہ ہاشمی ہو نہ ہاشمی کا آزاد کردہ غلام ہو اور اپنا نفع اس مال سے بالکل جدا کر دے۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۸۷۴)

(۳): لہذا اباحت کر دینے سے زکوۃ ادا نہ ہوگی۔ مثلاً فقیر کو بہ نیت زکوۃ کھانا کھلا دیا زکوۃ ادا نہ ہوئی۔ کہ مالک بنانا نہیں پایا گیا۔ ہاں اگر کھانا دے دیا چاہے کھانا کھائے یا لے جائے تو زکوۃ ادا ہوگئی۔ یوں ہی کسی فقیر کو کپڑا پہنا دینا کہ اب اس کو قبضہ حاصل ہو گیا۔ (الدر المختار مع رد المحتار، جلد ۳، ص ۲۰۴)

(۴): لہذا غلام پر زکوۃ کی ادائیگی واجب نہیں ہے اگر چہ غلام مکاتب ہو، کیونکہ غلام جو کچھ کماتا ہے مولا اس کا مالک ہوتا ہے اور مکاتب اگر چہ جو کچھ کماتا ہے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے۔ مگر اسے ملک تام حاصل نہیں ہوتی۔

(فتاوی شامی، جلد ۳، ص ۲۰۷ تا ۲۰۸)

(۵): لھذا کافر پر زکوۃ فرض نہیں چاہے وہ کافر اصلی ہو یا مرتد، اگر مرتد اسلام لے آیا تو زمانہ ارتداد کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

(فتاوی شامی، جلد ۳، ص ۲۰۷)

(۶): لہذا پاگل اور بچے پر زکوۃ نہیں ہوگی۔ کیونکہ یہ عبادت محضہ ہے اور وہ اس کے مخاطب نہیں ہیں۔

(فتاوی شامی، جلد ۳، ص ۲۰۷)

(۷): برتنوں میں بھی مطلقاً زکوۃ ہے اگر چہ چاندی کے ہوں۔ اگر چہ زینت کے لئے ہوں۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۷۱)

(۸): دین سے مراد ہر وہ شے ہے جو واجب فی الذمہ ہے۔ خواہ بندے کی طرف سے ہو جیسے قرض یا خریدی گئی چیز کی رقم یا اللہ عزوجل کا دین ہو جیسے زکوۃ وغیرہ، لیکن یہاں دین سے مراد وہ ہے جس کا مطالبہ بندوں کی طرف سے ہو۔ لہذا اگر نذر و کفارہ کا دین ہو تو یہ زکوۃ کے لئے مانع نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۸۷۸ تا ۸۷۹)

کیونکہ جو چیزیں حاجت اصلیہ میں استعمال ہوگی۔ وہ معدوم کی طرح ہیں وہ چیزیں جو انسان کو ہلاکت سے دور کریں مثال کے طور پر رہنے کے لئے گھر، گرمی اور سردی کے لئے کپڑے پیشے کے آلات، جنگی آلات، سواری کے جانور، اور اہل علم کے لئے ان کی کتابیں حاجت اصلیہ میں سے ہیں کہ ان کے بغیر گزارہ ممکن نہیں۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح ،ص ۱۷۱)

(۹): ایک سال گزرنے پر اس کی ادائیگی فوراً واجب ہے اور بغیر کسی عذر کے ترک کرنے کی صورت میں گناہ گار ہوگا۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح ،ص ۷۱۳)

(۱۰): یہ حکم تب ہے کہ سال کے دوران اور مال اسی جنس کا حاصل ہو۔ اگر چہ ایک منٹ پہلے ہو حاصل ہو گیا ہو خواہ یہ مال اس کے پہلے مال سے حاصل ہوا ہو۔ اگر سال کے دوران دوسری جنس کا مال حاصل ہوا مثلاً پہلے اس کے پاس اونٹ تھے۔ اور اب بکریاں ملیں تو ان کو آپس میں نہیں ملایا جائے گا بلکہ بکریوں پر اب سے نیا سال شروع ہوگا۔ سونا چاندی تو مطلقا یہاں ایک ہی جنس ہیں۔ یوہی ان کے زیور، برتن وغیرہ اسباب بلکہ مال تجارت بھی انہیں کی جنس سے شمار ہوگا۔ اگر چہ کسی قسم کا ہو کہ اس کی زکوۃ بھی چاندی سونے سے قیمت لگا کر دی جاتی ہے۔ (بہار شریعت، حصہ پنجم، ص ۸۸۴)

(۱۱) اس کی دو شرطیں ہیں (۱) سال کے دمیان میں نصاب ختم نہ ہو۔ (۲) سال کے آخر میں نصاب کامل ہو۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح ،ص ۱۷۲)

(۱۲): اگر اس نے پہلے سے زکوۃ دینے کے لئے مال الگ کر رکھا ہے تو اب (فقیر یا وکیل) کو دیتے وقت نیت کرنا شرط نہیں ہے۔ اگر الگ کر کے نہیں رکھا تو نیت کرنا شرط ہے۔ اگر دیتے وقت نیت نہ کی مگر مال فقیر کے ہاتھ میں ہو تو اب بھی نیت کر سکتا ہے اور اگر فقیر نے مال خرچ کر دیا تو اب نیت نہیں کر سکتا۔ یہ مال خیرات، نفل میں گیا زکوۃ جدا ادا کرے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۱۶۱)

(۱۳): کیونکہ زکوۃ کے لئے نیت شرط ہے اور نیت میں اخلاص شرط ہے۔ بغیر اس کے نیت مہمل اور اس میں اعتبار صرف نیت کا ہے۔ اگر چہ زبان سے کچھ اور اظہار کرے، مگر نیت بھی صرف دینے والے کی ہے۔ لینے والا کچھ سمجھ کر لے اس کا علم اصلا معتبر نہیں ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۶۵ تا ۶۷)

(۱۴): کیونکہ مال زکوۃ، مال کے مخصوص حصے میں لازم ہوتی ہے۔ جو کہ تمام مال صدقہ کرنے کی صورت میں متعین ہے لہذا متعین کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ (الہدایہ اولین، کتاب الزکوۃ، ص ۱۶۸)

وَزَكَـاةُ الدَّيْنِ عَلى أقْسَامٍ فإنه قَوِيّ وَوَسَطٌ وَضَعِيفٌ فَالْقَوِيُّ وهو بَدْلُ الْقَرْضِ وَمَالِ التِّجَارَةِ إذَا قَبَضَهُ وكَان عَلى مُقِرٍّ ولو مُفْلِساً أو عَلى جَاحِدٍ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ زَكَّاهُ لِمَا مَضى وَيَتَرَاخى وُجُوبُ الْأدَاءِ إلى أنْ يَقْبِضَ أرْبَعِينَ دِرْهَماً فَفِيهَا دِرْهَمٌ لأن مَا دُوْنَ الْخُمُسِ مِن النِّصَابِ عَفْوٌ لاَ زَكَاةَ فِيهِ وكَذَا فِيْمَازَادَ بِحَسَابِهِ وَالْوَسَطُ وَهُو بَدلُ مَالَيس لِلتجارةِ كَثَمَنِ ثِيَابِ الْبَذْلَةِ وَعَبْدِ الْخِدْمَةِ ودَارِ السُّكْنى لاَ تَجِبُ الزَّكَاةُ فِيهِ مَالَمْ يَقْبِضْ نِصَاباً وَيُعْتَبَرُ لِمَا مَضى مِنَ الْحَوْلِ مِنْ وَقْتِ لُزُوْمِهِ لِذِمَّةِ الْمُشْتَرِي فِي صَحِيْحِ الرِّوَايَةِ. وَالضَّعِيفُ وَهُوَ بَدْلُ مَا لَيْسَ بِمَالٍ كَالْمَهْرِ وَالْوَصِيَّةِ وَبَدْلِ الْخُلعِ وَالصُّلْحِ عَنْ دَمِ الْعَمَدِ وَالدِّيَةِ وَبَدْلِ الْكِتَابَةِ وَالسِّعَايَةِ لاَ تَجِبُ فِيْهِ الزكاةُ مَالَمْ يَقْبِض نِصَاباً وَيَحُوْلُ عَلَيهِ الْحَوْلُ بَعْدَ الْقَبْضِ وَهٰذَا عِنْدَ الْإمَامِ وَأوْجَبَا عَنِ الْمَقْبُوضِ مِنَ الدُّيُونِ الثَّلاثَةِ بِحَسَابِهِ مُطْلَقاً.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مقر:	اقرار کرنے والا	مفلسا:	غریب
جاحد:	انکار کرنا	بينة:	گواہ
بذلة:	کام کاج	دار السكنى:	رہائشی مکان
مهر:	وہ مال جو عورت کو نکاح کے عوض دیا جاتا ہے	خلع:	عوض کے بدلے عورت کا طلاق لینا خلع کہلاتا ہے
دية:	خون بہانے کی جو قیمت قاتل کو دینا پڑتی ہے		

ترجمہ:

دین [1] کی زکوۃ کی چند قسمیں ہیں پس دین قوی، وسط اور ضعیف ہوتا ہے۔ دین قوی قرض اور مال تجارت کا بدل ہے جب اس پر قبضہ کرے۔ یہ دین اقرار کرنے والے پر ہو اگرچہ غریب ہو یا ایسے انکار کرنے والے کے ذمہ لازم ہو جس کے خلاف گواھیاں موجود ہوں۔ تو یہ گزشتہ زمانہ کی زکوۃ دے گا۔ وجوب ادا موخر ہو جائے گا یہاں تک کہ چالیس درہم پر قبضہ کر لے۔ چالیس درہم میں سے ایک درہم دینا ہوگا۔ کیونکہ نصاب کے پانچویں حصہ سے جو کم ہے وہ معاف ہے۔ اس میں زکوۃ نہیں ہے [2] اور اس سے زائد پر اس کے حساب سے زکوۃ ہوگی۔ ''دین وسط'' وہ ہے جو مال تجارت کا بدل نہ ہو مثال کے طور پر کام کاج کے کپڑوں، خدمت کے غلام اور رہائشی گھروں کے ثمن وغیرہ، دین اوسط میں جب تک نصاب پر قبضہ نہ کرے زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ اس میں گزشتہ سالوں کا اعتبار اس وقت سے کیا جائے گا جب سے وہ خریدنے والے کے ذمہ لازم ہوا ہے

۔یہی صحیح روایت ہے دین ضعیف وہ اس چیز کا بدل ہے جو مال نہ ہو۔مثلاً حق مہر [۳]، وصیت، بدل خلع قتل عمد کا بدل صلح، بدل کتاب اور بدل سعایت [۴] دین ضعیف میں جب تک نصاب پر قبضہ نہ کرے زکوۃ واجب نہیں ہوگی اور اس پر قبضہ کے بعد سال کا گزرنا بھی شرط ہے۔یہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ہے۔اور صاحبین دیون ثلاثہ میں سے جتنے پر قابض ہوا اسی حساب سے مطلقاً زکوۃ واجب قرار دیتے ہیں [۵]۔

تشریح:

(۱): اگر کوئی شخص صرف ایک نصاب کا مالک ہے اور دو سال گزر گئے تو زکوۃ نہیں دی تو صرف پہلے سال کی زکوۃ واجب ہے۔دوسرے سال کی نہیں کیونکہ پہلے سال کی زکوۃ اس پر دین ہے اسکے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتی لہذا دوسرے سال کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (فیضان زکوۃ، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، ص ۵۱)

فائدہ: اگر نصاب پر سال گزرنے بعد مقروض ہوا تو زکوۃ ساقط نہیں ہوگی۔ (فتاوی شامی، جلد ۳، ص ۲۱۵)

(۲): مثلاً کسی کے پاس آٹھ تولے سونا ہے تو صرف ساڑھے سات تولے سونے کی زکوۃ دینا ہوگی کیونکہ زائد مقدار آدھا تولہ نصاب کے پانچویں حصہ ڈیڑھ تولہ سے کم ہے۔اگر کسی کے پاس نو (۹) تولے سونے سونا ہو تو نو تولے کی زکوۃ دے گا۔زائد مقدار یعنی ڈیڑھ تولہ سونے کے نصاب کا پانچواں حصہ بنتی ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۸۵)

(۳): حق مہر کی دو قسمیں ہیں مہر معجّل و غیر معجّل اگر مہر معجّل نصاب کی مقدار ہو تو اس کا کم از کم پانچواں حصہ وصول ہونے پر عورت کو زکوۃ دینا ہوگی۔۔اور مہر غیر معجّل میں عموماً ادائیگی کا وقت طے نہیں ہوتا اور اس کا مطالبہ عورت طلاق یا شوہر کی موت سے پہلے نہیں کر سکتی۔اس پر وصول کرنے کے بعد شرائط پوری ہونے کی صورت میں زکوۃ فرض ہوگی۔ (فتاوی رضویہ، ج ۱۰ ص ۱۶۹)

(۴): اسی طرح مرنے والے نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد فلاں کو اتنا مال دے دینا، تو یہ وصیت تہائی میں جاری ہوگی۔اور اس تہائی کے مطابق جو حصہ آئے گا وہ وصیت کے ورثاء پر دین ہوگا۔(بدل خلع) مثلاً عورت نے طلاق کا مطالبہ کیا تو جو حق مہر اس کے شوہر نے اس کو دیا ہے وہ واپس کرے اور یہ مال عورت پر لازم ہے اور یہ مال عورت پر دین ہے۔تو ابھی شوہر پر زکوۃ لازم نہ ہوگی (قتل عمد) کسی نے جان بوجھ کر کسی دوسرے کو قتل کر دیا تو مقتول کے ورثاء کے لئے جائز ہے کہ قصاص لیں یا دیت۔لہذا قصاص نہ لینے کی صورت میں یہ دیت قاتل کے ورثاء پر دین ہے۔۔(بدل سعایت) وہ مشترک غلام جس کو ایک شخص نے آزاد کر دیا اور باقی مالکوں نے آزاد نہیں کیا کیونکہ وہ مالدار نہیں ہیں۔باقی مالکوں کو کما کر لا کر دے تاکہ آزادی حاصل کرے تو یہ مال غلام پر دین ہے۔اور یہ سب صورتیں دین ضعیف کی ہیں۔

(۵): صاحبین کے نزدیک دیون ثلاثہ میں سے جس قدر حاصل ہوتا رہے اگر چہ نصاب کے برابر نہ ہو زکوۃ دیتا رہے مگر فتوی امام اعظم کے قول پر ہے۔

وَإِذَا قَبَضَ مَالَ الضِّمَارِ لَا تَجِبُ زَكَاةُ السِّنِيْنَ الْمَاضِيَةِ وَهُوَ كَآبِقٍ وَمَفْقُوْدٍ وَمَغْصُوْبٍ لَيس عَلَيهِ بَيِّنَةٌ وَمَالٍ سَاقِطٍ فِي الْبَحْرِ وَمَدْفُوْنٍ فِي مَفَازَةٍ أو دَارٍ عَظِيْمَةٍ وقَدْ نَسِيَ مَكَانَهُ وَمَأْخُوْذٍ مُصَادَرَةً وَمُوْدَعٍ عِنْدَ مَنْ لَّا يَعْرِفُهُ وَدَيْنٍ لَا بَيِّنَةَ عَلَيْهِ وَلَا يُجْزِئُ عَنِ الزَّكَاةِ دَيْنٌ أُبْرِئَ عَنْهُ فَقِيْرٌ بِنِيَّتِهَا وَصَحَّ دفعُ عرضٍ ومكيلٍ وموزونٍ عَنْ زَكَاةِ النَّقْدَيْنِ بِالْقِيْمَةِ وَإِنْ أَدّٰى مِن عَيْنِ النَّقْدَيْنِ فَالْمُعْتَبَرُ وَزْنُهما أداءً كَمَا اُعْتُبِرَ وُجُوْباً وَتُضَمُّ قِيْمَةُ الْعُرُوضِ إلى الثَّمَنَيْنِ وَالذَّهَبُ إِلَى الْفِضَّةِ قِيْمَةً وَنُقْصَانُ النِّصَابِ فِي الْحَوْلِ لَا يَضُرُّ إِنْ كَمُلَ فِي طَرَفَيْهِ فَإِن تَمَلَّكَ عَرْضاً بِنِيَّةِ التِّجَارَةِ وَهُوَ لَا يُسَاوِي نِصَاباً وَلَيْسَ لَهُ غَيْرُهُ ثُمَّ بَلَغَتْ قِيْمَتَهُ نِصَاباً فِي آخِرِ الْحَولِ لَا تَجِبُ زَكَاتُهُ لِذٰلِكَ الْحَوْلِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
کآبق:	بھاگا ہوا غلام	مفازۃ:	جنگل
مودع:	جس کے پاس امانت رکھوائی گئی	نقصان:	کم ہونا

ترجمہ:

جب اس نے مال[1] ضمار پر قبضہ کرلیا تو گزشتہ سالوں کی زکوۃ واجب نہ ہوگی۔ مال ضمار مثال کے طور پر بھاگا ہوا غلام، گمشدہ غلام، غصب شدہ مال جس پر گواہی موجود نہ ہو[2]۔ دریا میں گرنے والا مال، جنگل میں دفن کیا گیا مال یا بہت بڑے گھر میں دفن کیا گیا مال[3] اور وہ مال رکھنے کی جگہ بھول گیا۔ لڑائی جھگڑے سے چھینا گیا مال، ایسے شخص کے پاس امانت کے طور پر مال رکھنا جس کو وہ جانتا نہیں ہے[4]۔ اور ایسا قرض کہ جس پر گواہیاں نہ ہوں۔ ایسا قرض کہ جس سے فقیر کو زکوۃ کی نیت سے بری الذمہ کردیا۔ اس سے زکوۃ ادا نہ ہوگی[5]۔ سونے چاندی کی زکوۃ کا قیمت سے اعتبار کرتے ہوئے (اس کے بدلے) کوئی سامان کیلی یا وزنی چیز دینا صحیح ہے[6]۔ اگر سونا چاندی ہی زکوۃ میں ادا کی تو ادائیگی میں سونے چاندی کے وزن کا ہی اعتبار ہوگا جیسا کہ زکوۃ کے واجب ہونے میں وزن کا اعتبار کیا گیا ہے[7]۔ سامان کی قیمت کو سونے چاندی کے ساتھ اور بطور قیمت ملایا جائے گا[8]۔ سال کے درمیان نصاب کا کم ہونا کوئی نقصان نہیں ہے جبکہ سال کے شروع اور آخر میں نصاب مکمل

ہو[۹]۔ اگر وہ سامان کا بہ نیت تجارت مالک ہو اور وہ سامان نصاب کے برابر نہیں ہے۔ اور اس کے علاوہ اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ پھر سال کے آخر میں سامان کی قیمت نصاب کو پہنچ گئی تو اس سال زکوۃ واجب نہ ہوگی[۱۰]۔

تشریح:

(۱): مِلک کے باقی ہونے کے باوجود اس مال سے نفع اٹھانا ممکن نہ ہو۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۲۴)

(۲): اگر اس مال پر گواہیاں ہوں تو جس کا مال غصب کیا گیا ہے۔ اس پر قبضہ کے بعد گزشتہ سالوں کی زکوۃ واجب ہوگی۔ کیونکہ اس کا حکم دینِ قوی والا ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار، جلد ۳، ص ۲۱۸)

فائدہ: غصب کیے ہوئے مال کی زکوۃ غاصب پر واجب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اس کا مال ہی نہیں ہے۔ اس پر واجب ہے کہ جس کا مال ہے اسے واپس کر دے اور اگر غاصب نے اس مال کا اپنے مال میں خلط کر دیا کہ تمیز نا ممکن ہو اور اس کا اپنا مال بقدر نصاب ہے تو مجموعہ پر زکوۃ واجب ہے۔ (بہار شریعت، جلد اول، حصہ پنجم، ص ۸۷۷)

(۳): اگر مال محفوظ مقام پر رکھا گیا تو زکوۃ واجب ہوگی۔ اگر چہ اپنے گھر یا غیر کے گھر رکھا ہو۔ کیونکہ اس مال کو حاصل کرنا ممکن ہے۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۷۴)

(۴): اگر کسی جاننے والے کے پاس امانتاً مال رکھوایا تو زکوۃ واجب ہوگی۔

(فتاوی شامی، جلد ۳، ص ۲۱۸)

(۵): نفس مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کا مقروض ہے اور فقیر بھی ہے۔ اگر قرض خواہ نے قرضدار کو قرضہ معاف کر دیا تو اس سے زکوۃ کی نیت کی تو زکوۃ ادا نہ ہوگی۔

(۶): آسان ترین حساب یہ ہے کہ زکوۃ کا سال پورا ہونے پر سونا چاندی کی قیمت معلوم کریں پھر اس کا چالیسواں حصہ (یعنی ہر سو پر اڑھائی روپے) بطور زکوۃ ادا کریں۔ اس طرح چاہے تھوڑی رقم زائد مل جائے لیکن زکوۃ مکمل ہونا یقینی ہے۔

(فیضان زکوۃ، ص ۴۲)

فائدہ: شرعاً قیمت، اس کو کہتے ہیں جو اس چیز کا بازار میں بھاؤ ہو۔ اتفاقی طور پر یا بھاؤ تاؤ کرنے کے بعد کمی زیادتی کے ساتھ کوئی چیز خریدی جائے۔ تو اس کو قیمت نہیں کہیں گے۔ (فتاوی امجدیہ، جلد ۱، ص ۳۸۲)

(۷): اگر سونا چاندی ہی زکوۃ میں دینا چاہیں تو اس کا بھی چالیسواں حصہ بطور زکوۃ دینا ہوگا۔ اگر آپ کے پاس نصاب سے تھوڑی زائد سونا یا چاندی ہو تو آسانی اسی میں ہے کہ سونے کی کل مقدار اڑھائی فیصد یا چاندی کی زکوۃ ادا ہونا یقینی ہے۔

(فیضان زکوۃ، ص۳۲ تا ۳۳)

(۸): اس کی درج ذیل صورتیں ہیں اگر مختلف مال ہو اور کوئی بھی نصاب کو نہ پہنچتا ہو تو تمام مال مثلاً سونا، چاندی، یا مال تجارت یا کرنسی کو ملا کر اس کی کل مالیت نکالی جائے۔ اور اس کی زکوۃ کا حساب اس نصاب سے لگایا جائے گا جس میں فقراء کا زیادہ فائدہ ہو مثلاً تمام مال کو چاندی شمار کر کے زکوۃ نکالنے مین زکوۃ بنتی ہے تو یہی کیا جائے۔ اگر مختلف مال ہوں اور ہر ایک نصاب کو پہنچتا ہے تو اس میں تین صورتیں ممکن ہیں۔ (۱) ہر ایک مال محض مکمل نصاب ہو اس سے زائد کچھ نہ ہو۔ ایسی صورت میں اگر ملانا چاہیں تو وہ حساب لگائیں جس میں زکوۃ بنتی ہے نصاب کو پہنچنے کے بعد تمام اقسام کے مال کی کچھ مقدار عفو زائد ہوگی۔ تو ہر مال عفو کی اس زائد مقدار کو ملا کر حساب لگایا جائے گا جس میں زکوۃ زیادہ تھی۔ (مثلاً ۸ تولے سونا اور ۵۳ تولے چاندی ہو تو دونوں میں آدھا آدھا تولہ مقدار عفو ہے۔ ان دونوں کو ملا کر نصاب لگایا جائے گا)۔ (۲) نصاب کو پہنچنے کے بعد صرف ایک نصاب میں مقدار زائد ہے تو اس زائد کو چاندی کے نصاب کے ساتھ ملایا جائے گا۔ (۳) دونوں میں جنس کا نصاب مکمل ہوگا۔ اس کو دوسرے میں ملا دیں گے۔ مثلاً ساڑھے باون تولہ چاندی ہے اور سونا دو تولے تو سونا کو چاندی میں ملا دیں گے۔

(فیضان زکوۃ، ص۲۹ تا ۳۰)

(۹): یہ ہے کہ زکوۃ کی فرضیت میں سال کے شروع اور آخر کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اور زکوۃ کی ادیگی میں چاند کے مہینوں کا اعتبار ہوتا ہے۔

(۱۰): اس لئے کہ نصاب پر سال نہیں گزرا۔

وَنِصَابُ الذَّهَبِ عِشْرُوْنَ مِثْقَالاً وَنِصَابُ الْفِضَّةِ مِائَتَادِرْهَمٍ مِنَ الدَّرَاهِمِ الَّتِي كُلُّ عَشْرَةٍ مِنْهَا وَزْنُ سَبْعَةِ مَثَاقِيْلَ وَمَا زَادَ عَلَى نِصَابٍ وَبَلَغَ خُمْساً زَكَّاهُ بِحِسَابِهِ وَمَا غَلَبَ عَلَى الْغِشِّ فَكَالْخَالِصِ مِنَ النَّقْدَيْنِ وَلاَ زَكَاةَ فِي الْجَوَاهِرِ وَاللَّآلِيءِ إِلَّا أَنْ يَّتَمَلَّكَهَا بِنِيَّةِ التِّجَارَةِ كَسَائِرِ الْعُرُوْضِ وَلَوْ تَمَّ الْحَوْلُ عَلَى مَكِيْلٍ أَوْ مَوْزُوْنٍ فَغَلاَ سِعْرُهُ أَوْ رَخُصَ فَأَدّٰى مِنْ عَيْنِهِ رُبْعَ عُشْرِهِ أَجْزَأَهُ وَإِنْ أَدّٰى مِنْ قِيْمَتِهِ تُعْتَبَرُ قِيْمَتُهُ يَوْمَ الْوُجُوْبِ وَهُوَ تَمَامُ الْحَوْلِ عِنْدَ الْإِمَامِ وَقَالاَ يَوْمُ الْاَدَاءِ لِمَصْرِفِهَا وَلاَ يَضْمَنُ الزَّكَاةَ مُفْرِطٌ غَيْرُ مُتْلِفٍ فَهَلاَكُ الْمَالِ بَعْدَ الْحَوْلِ يُسْقِطُ الْوَاجِبَ وَهَلاَكُ الْبَعْضِ حِصَّتَهُ وَيُصْرَفُ الْهَالِكُ إِلَى الْعَفْوِ فَإِنْ لَمْ يُجَاوِزْهُ فَالْوَاجِبُ عَلٰى حَالِهِ وَلاَ تُؤْخَذُ الزَّكَاةُ جَبْراً وَلاَ مِنْ تَرِكَتِهِ إِلَّا أَنْ يُوْصِيَ بِهَا فَتَكُوْنُ مِنْ ثُلُثِهِ وَيُجِيْزُ أَبُوْ يُوْسُفَ الْحِيْلَةَ لِدَفْعِ وُجُوْبِ الزَّكَاةِ وَكَرِهَهَا مُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
غش:	کھوٹ	للآلی:	موتیوں
سعرہ:	قیمت بڑھ جانا	جبرا:	زبردستی
ترکتہ:	میت جو مال چھوڑتی ہے	ثلثہ:	تہائی مال

ترجمہ:

سونے کا نصاب بیس مثقال اور چاندی کا نصاب ایسے درہم سے دوسودرہم ہے [۱] کہ ان میں سے دس درہم کا وزن سات مثاقیل کے برابر ہو [۲]۔ جو نصاب سے زائد ہو اور (اس نصاب) خمس کو پہنچ جائے [۳] تو اس کی زکوۃ اسی حساب سے دے۔ سونا چاندی، اگر کھوٹ پر غالب ہوں تو یہ خالص کے حکم میں ہے [۴]۔ جواہر اور موتیوں میں زکوۃ نہیں مگر یہ کہ ان کا تجارت کی نیت سے مالک ہو جائے۔ جیسا کہ تمام قسم کے سامان کا حکم ہے۔ اگر مکیلی اور موزونی شے پر سال گزر گیا پھر اس کا نرخ بڑھ یا کم ہو گیا اور اسی چیز سے چالیسواں حصہ ادا کر دیا تو یہ درست ہے۔ اگر اس کی قیمت [۵] کے اعتبار سے زکوۃ ادا کی تو جس دن زکوۃ واجب ہوئی ہے اس دن کی قیمت کا اعتبار کیا جائے گا۔ اور یہ دن امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک سال پورا ہونے کا دن ہے [۶]۔ اور صاحبین کے نزدیک یہ دن زکوۃ کو اسکے مصرف میں ادا کرنے کا ہے۔ زکوۃ کو ضائع کرنے کے علاوہ، زکوۃ کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے والا زکوۃ کا ضامن نہ ہوگا۔ سال کے بعد مال کا ھلاک ہو جانا واجب کو ساقط کر دے گا [۷]۔ اور بعض مال کے ہلاک ہونے کی صورت اگر اس سے تجاوز نہ ہو تو واجب اپنے حال پر رہے گا۔ زکوۃ نہ تو جبراً لی جائے گی

اور نہ ہی اس کے ترکہ سے مگر یہ کہ جب مرنے والا اس کی وصیت کرے۔ تو یہ وصیت اس کے مال کے تہائی حصہ میں ہوگی [۸]۔ زکوۃ کے وجوب کو دور کرنے کے لئے حیلہ کرنا امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک جائز ہے اور امام محمد علیہ الرحمہ اس کو مکروہ قرار دیا ہے [۹]۔

تشریح:

(۱): نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب تمہارے پاس دوسو درہم ہو جائیں اور ان پر سال گزر جائے تو ان پر پانچ درہم ہیں۔ اور سونے پر تم پر کچھ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ بیس دینار ہو جائیں تو ان پر نصف دینار زکوۃ ہے''

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکوۃ باب:، فی زکاۃ السائمہ، الحدیث ۱۵۷۳)

(۲): مثقال دینار کو کہتے ہیں اور ایک دینار میں بیس قیراط ہوتے ہیں اور ایک درہم میں چودہ قیراط ہوتے ہیں۔ ایک قیراط پانچ چاول کے دانے کے برابر ہوا۔ ایک درہم میں چودہ قیراط اور دس درہم میں ایک سو چالیس قیراط ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک دینار میں بیس قیراط اور سات دینار میں ایک سو چالیس قیراط ہوتے ہیں۔ اسی طرح دس درہم کا وزن سات مثاقیل کے برابر ہوا۔ اصل اس مسئلہ میں یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مختلف قسم کے دینار پائے جاتے ہیں۔ (۱) ایک درہم بیس قیراط کا ہوتا ہے جیسا کہ دینار ہوتا ہے۔ (۲) ایک درہم بارہ قیراط کا ہوتا یعنی کہ ایک دینار کے پانچ حصہ کر لئے جائیں تو یہ اس کا تیسرا حصہ بنتا ہے۔ (۳) ایک درہم دس قیراط کا ہوتا ہے یعنی نصف دینار کے برابر۔ اب پہلی صورت میں دس دینا کا وزن دس درہم کے برابر ہوتا۔ دوسری صورت میں دس درہم (۱۲۰ قیراط) کا وزن چھ دینار (20x6=120) کے برابر ہوئے۔ لوگوں کے درمیان تنازع ہوگیا کہ زکوۃ کی ادائیگی کس درہم کے حساب سے کریں۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہر نوع میں سے ایک درہم لے لیا یعنی (20+10+12=42) اور تین مساوی درہم پائے اب بیالیس کو تین پر تقسیم کیا تو ہر درہم چودہ قیراط کے برابر آ گیا۔ تو اب اسی پر عمل ہے۔

(ذریعۃ النجاح بزیادۃ، ص ۱۶۸)

(۳): دوسو درہم کا خمس چالیس درہم ہوں گے۔ یعنی دوسو درہم کو پانچ پر تقسیم کریں گے تو چالیس درہم بنیں گے اور اس چالیس درہم میں سے ایک درہم دینا ہوگا۔ کیونکہ زکوۃ مال کا چالیسواں حصہ ہے۔

(۴): سونے چاندی کے ساتھ اگر کھوٹ مل جائے تو اس کی تین صورتیں ہوں گی۔ (۱) سونا چاندی غالب ہے۔ (۲) سونا چندی کھوٹ کے برابر ہے۔ (۳) کھوٹ سونا چاندی پر غالب ہے پہلی دونوں صورتوں میں زکوۃ واجب ہوگی۔ تیسری صورت کی مزید دو صورتیں اور بنیں گی (۱) اگر اس میں سونا چاندی اتنی ہے کہ جدا کریں تو نصاب کو پہنچ جائے۔ یا وہ نصاب کو نہیں پہنچتا مگر

اس کے پاس اور مال ہے کہ اس سے مل کر نصاب ہو جائے گی یا وہ ثمن میں چلتا ہے۔ اور اس کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہے تو زکوۃ واجب ہوگی (۲) اگر ان صورتوں میں کوئی نہ ہو تو اس میں اگر تجارت کی نیت ہو تو بشرائط تجارت اسے مال تجارت قرار دیں اور اس کی قیمت نصاب کی قدر ہو۔ خود یا اوروں سے مل کر تو زکوۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔

(بہار شریعت، حصہ پنجم، جلد اول، ص ۹۰۴)

(۵): جس جگہ اشیاء واقعی حکومتی ریٹ کے مطابق فروخت ہوتی ہوں وہاں اسی ریٹ کا اعتبار ہوگا اور اگر حکومت ریٹ اور بازار کے بھاؤ میں فرق ہو تو بازار کے بھاؤ کا اعتبار ہوگا۔ قیمت اس جگہ کی ہوگی جہاں مال ہے۔

(فیضان زکوۃ، ص ۳۱)

(۶): (اور اسی پر فتوی ہے) کہ جب اس پر سال گزرے گا اس وقت کا ریٹ لیا جائے گا۔

(فتاوی رضویہ، ج ۱۰ ص ۱۳۲)

(۷): زکواۃ واجب ہونے کے بعد مال میں کمی کی تین صورتیں ہیں۔ (۱) استھلاک یعنی اس نے خود رقم ضائع کر دی۔ اگر چہ سارا مال ہی ضائع کر دیا زکوہ دینا ہوگی۔ (۲) تصدق مثلاً مطلقاً صدقہ دیا یا کسی واجب یا نذر کی ادائیگی کے بغیر کسی محتاج فقیر کو دے دیا تو تمام مال صدقہ کرنے کی صورت میں زکوۃ ساقط ہوگئی۔ (۳) ھلاک یعنی اس کے بغیر تلف یا ضائع ہوگئی تو اس کا حکم یہ ہے کہ جتنا ہلاک ہوا اس کی ساکت اور جو باقی ہے اس کی واجب اگر چہ وہ بقدر نصاب نہ ہو۔

(فتاوی رضویہ ج ۱۰ ص ۹۱ تا ۹۵)

(۸): اگر اس کے تمام ورثاء اس کو جائز قرار دیں تو کل مال سے زکوۃ دی جائے گی اور قمری سال کا اعتبار ہوگا نہ کہ شمسی کا۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۷۱۸)

تنبیہ: بعض لوگ یہ کہتے رہتے ہیں کہ رمضان میں زکوۃ ادا کریں گے اگر قمری مہینوں کے اعتبار سے سال رمضان میں ہی پورا ہو رہا ہے تو درست ہے اگر رمضان میں سال پورا نہیں ہوتا بلکہ اس سے پہلے سال مکمل ہو جاتا ہے مثلاً رجب میں نصاب پر سال گزر جاتا ہے تو رمضان تک تاخیر کرنا جائز نہیں ہے۔

(۹): اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اپنے رسالہ میں تحریر کرتے ہیں۔ زکوۃ کے وجوب سے پہلے اس کو ساقط کرنا جائز نہیں ہے اور یہ طرفین کا مذہب ہے۔ اور حیلہ اسقاط زکوۃ کے بارے میں امام ابو یوسف نے اپنے سابق قول سے رجوع فرما لیا ہے۔ امام دین جب ایک قول سے رجوع فرمالے تو وہ اب اس کا قول نہ رہا نہ اس سے اس پر طعن روا ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما جواز متعہ کے قائل تھے پھر حرمت متعہ کی طرف رجوع فرما لیا۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۱۹۰ تا ۱۹۲)

باب المصرف

هُوَ الْفَقِيْرُ وَهُوَ :مَنْ يَمْلِكُ مَالاً يَبْلُغُ نِصَاباً وَلاَ قِيْمَتَهُ مِنْ أيِّ مَالٍ كَانَ وَلَو صَحِيْحاً مُكْتَسِباً وَالْمِسْكِيْنُ وَهُوَ :مَنْ لاَ شَيْءَ لَهُ وَالْمُكَاتَبُ وَالْمَدْيُوْنُ الَّذِى لاَ يَمْلِكُ نِصَاباً وَلاَ قِيْمَتَهُ فَاضِلاً عَنْ دَيْنِهِ وَفِى سَبِيْلِ اللّٰهِ وَهُوَ مُنْقَطِعُ الْغُزَاةِ أو الحَاجُ وَابْنُ السَّبِيْلِ وَهُوَ :مَنْ لَهُ مَالٌ فِى وَطَنِهِ وَلَيْسَ مَعَهُ مَالٌ وَالْعَامِلُ عَلَيْهَا يُعْطَى قَدْرُ مَا يَسَعُهُ وَأعْوَانَهُ وَلِلْمُزَكِّى الدَّفْعِ إلَى كُلِّ الْاَصْنَافِ وَلَهُ الْاِقْتِصَارُ عَلَى وَاحِدٍ مَعَ وُجُوْدِ بَاقِى الْاَصْنَافِ وَلاَ يَصِحُ دَفْعُهَا لِكَافِرٍ وَغَنِى يَمْلِكُ نِصَاباً أوْ مَا يُسَاوِى قِيْمَتَهُ مِن أيِّ مَالٍ كَانَ فَاضِلُ عَنْ حَوَائِجِهِ الْاَصْلِيَّةِ وطِفُل غَنِى وَبَنِى هَاشِمٍ وَمَوَالِيْهِمْ .وَاخْتَارَ الطَّحَاوِى جَوَازَ دَفْعِهَا لِبَنِى هَاشِمٍ وَأصْلِ الْمُزَكِّى وَفَرْعِهِ وَزَوْجَتِهِ وَمَمْلُوْكِهِ وَمُكَاتَبِهِ وَمُعْتَقِ بَعْضِهِ وَكَفْنِ مَيِّتٍ وَقَضَاءِ دَيْنِهِ وَثَمَنِ قِنٍّ يُعْتَقُ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مکتسبا:	کام کرنے والا، کمانے والا	مکاتب:	جس کے ساتھ یہ معاہدہ ہوا ہو کہ وہ اتنا کما کر دے گا تو آزاد ہے
مدیون:	مقروض	فاضلا:	زائد
غزاۃ:	غزوہ	اعوانہ:	ساتھی
اصناف:	تمام اقسام	طفل:	بچہ

ترجمہ:

یہ باب زکوۃ کے مصارف [1] کے بیان میں ہے

وہ (جسکو زکوۃ دے سکتے ہیں) فقیر ہے۔ فقیر وہ ہے جو ایسی چیز کا مالک ہو جو نہ تو نصاب کو پہنچتی ہو اور نہ ہی نصاب کی قیمت کو۔ جس طرح کا مال ہو۔ اگرچہ تندرست کمانے والا ہو [2]۔

مسکین اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔

مکاتب [3]۔

قرضدار جو قرض سے زائد نہ تو نصاب اور نہ ہی نصاب کی قیمت کا مالک ہو۔

فی سبیل اللہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو غازیوں یا حاجیوں سے علیحدہ رہ گیا ہو[۴]۔

ابن السبیل (مسافر) جس کا مال اس کے وطن میں ہو مگر اس کے پاس مال نہ ہو[۵]۔

زکوۃ وصول کرنے والا۔ اسے اس قدر دیا جائے جو اسے اور اس کے ساتھیوں کے لئے کافی ہو[۶]۔

زکوۃ دینے والا ان اقسام میں سے ہر ایک کو بھی دے سکتا ہے اور باقی اقسام کے ہونے کے باوجود صرف ایک شخص ہی کو زکوۃ دے سکتا ہے۔ کافر، غنی یعنی جو نصاب یا کسی بھی مال سے اس نصاب کے برابر قیمت کا مالک ہو اور یہ مال اس کی حاجت اصلیہ سے زیادہ ہو۔ غنی کا بیٹا[۷]۔ بنو ہاشم اور ان کے غلاموں کو زکوۃ دینا جائز نہیں[۸]۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بنو ہاشم کو زکوۃ دینا جائز قرار دیا ہے[۹]۔ زکوۃ دینے والا اپنی اصول وفروع[۱۰] بیوی[۱۱]، غلام، مکاتب، جس کا بعض حصہ آزاد کر دیا گیا میت کے کفن، اس کے قرض کی ادائیگی، غلام جس کو آزاد کر دیا گیا ان کی قیمت وغیرہ میں زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔

تشریح:

(۱) اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے "انما الصدقات للفقراء والمسکین والعملین علیها والمولفة قلوبهم وفي الرقاب والغارمين وفي سبيل الله وابن السبيل فريضة من الله والله عليم حكيم.

(پارہ ۱۰، التوبہ، آیت ۶۰)

(۲): گداگر تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) غنی مالدار انہیں سوال کرنا حرام اور ان کو دینا بھی حرام انہیں دینے سے زکوۃ ادا نہ ہوگی کہ مستحق زکوۃ ہی نہیں (۲) وہ فقیر جو تندرست اور بقدر حاجت کمانے پر قادر ہوں ایسے پیشہ وروں کو سوال کرنا حرام ہے۔ اور جو کچھ ان کو ملے ان کے حق میں مال خبیث ہے۔ اسے مالک کو لٹانا یا صدقہ کرنا واجب ہے لیکن ان کو کسی نے زکوۃ دے دی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی (۳) کمانے سے عاجز فقیر یا پھر حاجت سے کم کمانے والے، انہیں بقدر ضرورت سوال حلال ہے۔ اور جو کچھ ان کو ملے ان کے لئے حلال ہے۔ انہیں زکوۃ دی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۲۵۴)

(۳): غنی کے مکاتب کو بھی زکوۃ دے سکتے ہیں اگر چہ یہ معلوم ہو کہ غنی کا مکاتب ہے۔ مکاتب پورا بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز آ گیا پھر بدستور غلام ہو گیا تو جو کچھ اس نے مال زکوۃ لیا ہے اس کو مولی تصرف میں لا سکتا ہے۔ اگر چہ غنی ہو۔

(بہار شریعت، جلد اول، حصہ پنجم، ص ۹۲۵)

(۴): طالب علم کہ علم دین پڑھتا یا پڑھانا چاہتا ہے اسے دے سکتے ہیں کہ یہ بھی راہ حق میں دینا ہے۔ بلکہ طالبعلم سوال کر

کے بھی لے سکتا ہے۔ جبکہ اس نے اپنے آپ کو اسی کام کے لئے فارغ رکھا ہو۔ اگر چہ کسب (کمائی) پر قادر ہو۔

(فیضان زکوۃ، ص ۵۹)

(۵): مگر اسی قدر لے لے کہ اس کی ضرورت پوری ہو جائے۔ زیادہ کی اجازت نہیں اور اگر اسے قرض مل سکتا ہے تو بہتر یہ ہے کہ قرض لے لے۔ (فیضان زکوۃ، ص ۵۹)

(۶): صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی فرماتے ہیں ''جن لوگوں کی نسبت بیان کیا گیا ہو کہ انہیں زکوۃ دے سکتے ہیں ان سب کا فقیر ہونا شرط ہے۔ سوائے عامل کہ اس کے لئے فقیر ہونا شرط نہیں اور مسافر اگر چہ غنی ہو اس وقت فقیر کے حکم میں ہے۔ (بہار شریعت، جلد اول، حصہ پنجم، ص ۹۳۲)

(۷): کیونکہ غنی کا نابالغ بچہ اپنے باپ کی وجہ سے غنی شمار ہوگا۔

(۸): سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ بنو ہاشم کسے کہتے ہیں ''بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب سے آل علی، آل عباس، آل جعفر، آل عقیل، آل حارث عبد المطلب، ان کے علاوہ جنہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اعانت نہ کی مثلاً ابولہب کہ اگر چہ کافر بھی حضرت عبد المطلب کا بیٹا تھا مگر اس کی اولادیں بنی ہاشم میں شامل نہ ہوگی۔

(بہار شریعت، حصہ پنجم، جلد اول، ص ۶۵)

بنو ہاشم کو زکوۃ دینے کی ممانعت کی وجہ:

آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عظمت نشان ہے ''یہ صدقات لوگوں کے میل ہیں۔ نہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حلال ہیں اور نہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کو'' (صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، الحدیث ۱۰۷۲)

فائدہ: کسی کی والدہ ہاشمی بلکہ سیدانی ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو وہ ہاشمی نہیں کہ شرع میں نسب باپ سے ہے۔ لہذا ایسے شخص کو زکوۃ دے سکتے ہیں جبکہ کوئی دوسرا مانع نہ ہو۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۱۰۹)

(۹): اعلی حضرت نے اپنے رسالہ ''الزہر الباسم فی حرمۃ الزکوۃ علی بنی ہاشم'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی بنو ہاشم کو صدقہ دینا حرام ہے۔ ''مزید وضاحت کے لئے اسی رسالہ کا مطالعہ فرمائیں''

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۲۸۱)

(۱۰): اصول سے مراد یہ جن کی اولاد میں سے ہے مثلاً ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ۔ اور فروع سے مراد اس کی اولاد میں سے جو ہیں مثلاً بیٹا، بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی، اگر چہ یہ اصلی اور فروگی رشتے عیاذ باللہ تعالی بذریعہ زنا ہوں۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۱۹۰)

(۱۱): اگر چہ عورت کو طلاق مغلظہ دے دی گئی ہو اور عدت میں ہی ہوں۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۱۹۰)

وَلَوْ دَفَعَ بِتَحَرٍّ لِمَنْ ظَنَّهُ مَصْرَفاً فَظَهَر بِخِلافِهِ أَجْزَأَهُ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ عَبْدُهُ أَوْ مُكَاتَبَهُ وَكُرِهَ الْإِغْنَاءُ وَهُوَ اَنْ يُفْضَلَ لِلْفَقِيرِ نِصَابٌ بَعْدَ قَضَاءِ دَيْنِهِ وَبَعْدَ إِعْطَاءِ كُلِّ فَرْدٍ مِنْ عِيَالِهِ دُوْنَ نِصَابٍ مِنَ الْمَدْفُوْعِ إِلَيْهِ وَإِلَّا فَلا يُكْرَهُ. وَنُدِبَ إِغْنَاؤُهُ عَنِ السُّؤَالِ وَكُرِهَ نَقْلُهَا بَعْدَ تَمَامِ الْحَوْلِ لِبَلَدٍ آخَرَ لِغَيْرِ قَرِيْبٍ وَأَحْوَجَ وَأَوْرَعَ وَأَنْفَعَ لِلْمُسْلِمِيْنَ بِتَعْلِيْمٍ. وَالْأَفْضَلُ صَرْفُهَا لِلْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبِ مِنْ كُلِّ ذِي رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنْهُ ثُمَّ لِجِيْرَانِهِ ثُمَّ لِأَهْلِ مَحَلَّتِهِ ثُمَّ لِأَهْلِ حِرْفَتِهِ ثُمَّ لِأَهْلِ بَلْدَتِهِ وَقَالَ الشَّيْخُ أَبُو حَفْصٍ الْكَبِيْرُ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَا تُقْبَلُ صَدَقَةُ الرَّجُلِ وَقَرَابَتُهُ مَحَاوِيْجُ حَتّٰى يَبْدَأَ بِهِمْ فَيَسُدَّ حَاجَتَهُمْ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اغناء:	غنی کر دینا	احوج:	زیادہ حاجت مند
لجیرانہ:	پڑوسی	حرفتہ:	پیشہ والے
قرابتہ محاویج:	قریبی حاجت مند		

ترجمہ:

اگر غور و فکر کے بعد کسی کو مصرف گمان کر کے زکوۃ دے دی پھر پتہ چلا کہ وہ مصرف ہی تھا تو اس کی زکوۃ ادا ہو گئی[1] مگر یہ کہ جس کو زکوۃ دی ہے وہ اس کا غلام یا مکاتب ہے (زکوۃ ادا نہ ہوگی)۔ غنی بنانا مکروہ ہے۔ اس کی صورت یوں ہوگی کہ فقیر کے پاس قرض کی ادائیگی اور اپنے اہل و عیال میں سے ہر فرد کو نصاب سے کم دینے کے بعد، جو اس کو زکوۃ دی گئی ہے نصاب بچ جائے اور اگر ایسا نہیں ہے تو مکروہ نہیں ہے۔ اور اسے سوال سے بے نیاز کر دینا مستحب ہے[2] سوال پورا ہونے کے بعد زکوۃ کو ایسے دوسرے شہر میں منتقل کرنا مکروہ ہے جہاں نہ قریبی رشتہ دار[3] ہوں نہ ہی زیادہ حاجت مند ہو۔ نہ ہی متقی، اور نہ ہی مسلمانوں کی تعلیم کے لئے زیادہ نفع مند ہو۔ ذو رحم محرم میں سے قریبی رشتہ دار کو پھر اپنے پڑوسیوں کو، پھر اہل محلہ، پھر ہم پیشہ پھر اپنے شہر والوں کو زکوۃ دینا افضل ہے۔ حضرت شیخ ابو حفص علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اللہ تعالی اس شخص کا صدقہ قبول نہیں فرماتا جبکہ اس کے قریبی رشتہ دار حاجت مند ہوں۔ یہاں تک کہ قریبی رشتہ داروں سے ابتداء کرے اور ان کی حاجت کو پورا کر دے۔

تشریح:

(۱): لیکن اس نے حرام کام کیا کیونکہ یہ زکوٰۃ کا مستحق نہیں تھا۔اس مال پر حاصل ہونے والی ملکیت ملک خبیث کہلاتی ہے ۔اوراس کا حکم یہ ہے کہ اتنا مال صدقہ کردے۔ (فیضان زکوٰۃ،ص۷۴)

(۲): مناسب یہ ہے کہ اس کی حالت کے مطابق اس کو دے۔مثلاً قرض اور کپڑا وغیرہ اور مصنف کا کلام اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ایک ہی شخص کو زکوٰۃ دینا مستحب ہے۔ (ذریعۃ النجاح،حاشیہ نورالایضاح،ص۱۷۰)

(۳): اگر دوسرے شہر میں اس کے قریبی رشتہ دار ہیں تو زکوٰۃ کا منتقل کرنا مکروہ نہیں ہے۔فطرہ میں افضل یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے بہن بھائیوں کو دے۔پھر اپنے پھوپھا،پھوپھی پھر ان کی اولاد،پھر خالہ،خالو،پھر ان کی اولاد پھر پڑوسیوں کو دے اور اگر دوسرے شہر میں تعلیم تعلم کے لئے بھیجے تو جائز ہے۔کہ حضرت معاذ نے زکوٰۃ یمن سے مدینہ منورہ اسی مقصد کے لئے بھیجی تھی۔ (ضوء المصباح،حاشیہ نورالایضاح،ص۱۷۸)

باب صدقة الفطر

تَـجِبُ عَلٰى حُرٍّ مُسْلِمٍ مُكَلَّفٍ مَالِكٍ لِنِصَابٍ أَوْ قِيْمَته وإن لَمْ يَحُل عَلَيْهِ الْحَوْلُ عِنْدَ طُلُوْعِ فَجْرِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَمْ يَكُنْ لِلتِّجَارَةِ فَارِغٌ عَنِ الدَّيْنِ وَحَاجَتِهِ الْاَصْلِيَّةِ وَحَوَائِجِ عِيَالِهِ وَالْمُعْتَبَرُ فِيْهَا الْكِفَايَةُ لاَ التَّقْدِيْرُ وَهِيَ مَسْكَنُه وَأَثَاثُهُ وَثِيَابُهُ وفَرَسُهُ وسِلاَحُهُ وَعَبِيْدُهُ لِلْخِدْمَةِ فَيُخْرِجُهَا عَنْ نَفْسِهِ وَأَوْلاَدِهِ الصِّغَارِ الْفُقَرَاءِ وَإِنْ كَانُوا أَغْنِيَاءَ يُخْرِجُهَا مِنْ مَالِهِمْ وَلاَ تَجِبُ عَلَى الْجَدِّ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَاخْتِيرَ أَنَّ الْجَدَّ كَالْأَبِ عِنْدَ فَقْدِهِ أَوْ فَقْرِهِ وَعَنْ مَمَالِيكِهِ لِلْخِدْمَةِ وَمُدَبَّرِهِ وَأُمِّ وَلَدِهِ وَلَوْ كُفَّارًا لاَ عَنْ مُكَاتَبِهِ وَلاَ وَلَدِهِ الْكَبِيرِ وَزَوْجَتِهِ وَقِنٍّ مُشْتَرَكٍ وَآبِقٍ اِلَّابَعْدَ عَوْدِهِ وَكَذَا الْمَغْصُوبُ وَالْمَأْسُوْرُ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
عياله:	گھر والے	مسكنه:	رہنے کی جگہ
سلاحه:	اسلحہ	مدبره:	وہ غلام جو مولی کے مرنے کے بعد آزاد ہو جائے
وقن:	غلام		

ترجمه:

یہ باب صدقہ فطر [۱] کے بیان میں ہے

صدقہ فطر آزاد مسلمان نصاب یا نصاب کی قیمت کا جو مالک ہے۔اس پر واجب ہے۔اگر چہ اس نصاب پر سال نہ گزرا ہو[۲]۔اس کا وقت عید کے دن کی صبح صادق طلوع ہونے کے وقت (ہی شروع ہو جاتا ہے) اور یہ مال تجارت کے لئے نہ ہو یہ مال قرض، حاجت اصلیہ، اور اہل وعیال کی ضرورتوں کے علاوہ ہو۔اہل وعیال کے لئے گزر اوقات کا اعتبار کیا گیا ہے۔اس کے لئے کوئی خاص مقدار نہیں ہے۔اور یہ گھر، گھر کا سامان، کپڑے، گھوڑا، اسلحہ اور خدمت کے غلام ہیں۔صدقہ الفطر اپنی اور اپنے چھوٹے فقیر بچوں کی طرف سے دے۔اگر اس کے بچے غنی ہوں تو ان کے مال سے دے[۳] ظاہر الروایہ کے مطابق دادا پر صدقہ فطر واجب نہیں ہوگا۔اور جس قول کو اختیار کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ باپ نہ ہو تو دادا باپ کے قائم مقام ہے اور خدمت کے غلاموں مدبر، اور ام ولد کی طرف سے بھی صدقہ فطر دے اگر چہ وہ کافر ہوں مگر مکاتب کا صدقہ فطر نہیں دے گا۔اور نہ ہی جوان اولاد، بیوی[۴]، مشترک غلام[۵]، اور بھاگا ہوا غلام مگر یہ کہ واپس آنے کے بعد[۶] اسی طرح غصب شدہ اور قیدی غلام

کی طرف سے بھی صدقہ فطر دے(۷)۔

تشریح:

(۱): حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، نے روزوں کو لغو اور بے حیائی کی بات سے پاک کرنے کے لئے اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کے لئے صدقہ فطر مقرر فرمایا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکوۃ باب زکوۃ الفطر، الحدیث ۱۶۰۹)

فائدہ: ۲ھ میں رمضان کے روزے فرض ہوئے اور اسی سال عید سے دو دن پہلے صدقہ فطر کا حکم دیا گیا۔

(الدر المختار کتاب الزکوۃ، باب: صدقۃ الفطر، جلد ۳، ص ۳۶۲)

(۲): زکوۃ اور صدقہ فطر میں فرق یہ ہے کہ زکوۃ میں سال کا گزرنا، عاقل بالغ اور نصاب نامی ہونا شرط ہے اور صدقہ فطر میں یہ شرائط نہیں۔ (فیضان زکوۃ، ص ۱۱۴)

(۳): نابالغی کی حالت میں باپ نے بچہ کا صدقہ فطر ادا نہ کیا اگر تو وہ بچہ مالک نصاب تھا اور باپ تھا اور باپ نے ادا نہ کیا تو بالغ ہونے پر خود فطرہ ادا کرے اور اگر وہ بچہ مالک نصاب نہ تھا تو بالغ ہونے پر اس کے ذمے ادا کرنا واجب نہیں۔ اگر باپ نہ ہو تو ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب نہیں۔ (فیضان زکوۃ، ص ۱۱۶)

اگر بیوی نے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کا فطرہ ادا کیا تو صدقہ فطر ادا نہیں ہوگا۔ جبکہ صراحۃ یا دلالۃ اجازت نہ ہو۔ اگر شوہر نے بیوی یا بالغ اولاد کی اجازت کے بغیر ان کا صدقہ فطر ادا کیا تو صدقہ فطر ادا ہو جائے گا۔ بشرطیکہ وہ اس کے عیال میں ہو۔ (بہار شریعت، جلد اول، ص ۹۳۸)

فائدہ: اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں صدقہ فطر عبادت ہے اور عبادت میں نیت شرط ہے تو بلا اجازت ناممکن ہے۔ ہاں اجازت کے لئے صراحۃ ہونا ضروری نہیں دلالۃ کافی ہے۔ مثلاً زید اس کے عیال میں ہے اس کا کھانا، پہننا، سب اس کے پاس سے ہونا ہے۔ اس صورت میں ادا ہو جائے گا۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۰، ص ۴۵۳)

(۵): یعنی ایک غلام کئی لوگوں کے درمیان مشترک ہے تو اس کا صدقہ کسی پر نہیں ہے۔

(۶): حربی اگر غلام کے مالک ہو گئے تو واپسی کے بعد اس کا صدقہ فطر نہیں۔

(بہار شریعت جلد اول، حصہ پنجم، ص ۹۳۷)

(۷): اگر یہ واپس مل گئے تو ان کے گزشتہ سالوں کا صدقہ فطر ہوگا۔

وَهِيَ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ دَقِيقِهِ أَوْ سَوِيقِهِ أَوْ صَاعُ تَمْرٍ أَوْ زَبِيبٍ أَوْ شَعِيرٍ وَهُوَ ثَمَانِيَةُ أَرْطَالٍ بِالْعِرَاقِي وَيَجُوزُ دَفْعُ الْقِيمَةِ وَهِيَ أَفْضَلُ عِنْدَ وِجْدَانِ مَا يَحْتَاجُهُ لِأَنَّهَا أَسْرَعُ لِقَضَاءِ حَاجَةِ الْفَقِيرِ وَإِنْ كَانَ زَمَنُ شِدَّةٍ فَالْحِنْطَةُ وَالشَّعِيرُ وَمَا يُؤْكَلُ أَفْضَلُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَوَقْتُ الْوُجُوبِ عِنْدَ طُلُوعِ فَجْرِ يَوْمِ الْفِطْرِ فَمَنْ مَاتَ أَوِ افْتَقَرَ قَبْلَهُ أَوْ أَسْلَمَ أَوِ اغْتَنَى أَوْ وُلِدَ بَعْدَهُ لَا تَلْزَمُهُ. وَيُسْتَحَبُّ إِخْرَاجُهَا قَبْلَ الْخُرُوجِ إِلَى الْمُصَلَّى وَصَحَّ لَوْ قَدَّمَ أَوْ أَخَّرَ وَالتَّأْخِيرُ مَكْرُوهٌ وَيَدْفَعُ كُلُّ شَخْصٍ فِطْرَتَهُ لِفَقِيرٍ وَاحِدٍ. وَاخْتُلِفَ فِي جَوَازِ تَفْرِيقِ فِطْرَةٍ وَاحِدَةٍ عَلَى أَكْثَرَ مِنْ فَقِيرٍ وَيَجُوزُ دَفْعُ مَا عَلَى جَمَاعَةٍ لِوَاحِدٍ عَلَى الصَّحِيحِ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَابِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
زبیب:	منقی	افتقر:	فقیر ہو جانا
ولد:	اولاد جنی	مصلی:	عیدگاہ
موفق:	توفیق دینے والی ذات	للصواب:	درستگی

ترجمہ:

صدقہ فطر گندم یا اس کے آٹے یا اس کے ستو سے نصف صاع یا کھجور، منقی، جو سے ایک صاع ہے (۱)۔ اور یہ عراقی رطل کے اعتبار سے آٹھ رطل بنتا ہے۔ قیمت دینا بھی جائز ہے (۲)۔ بلکہ فقیر جس چیز کا محتاج ہے وہ مل جائے تو قیمت دینا افضل ہے۔ کیونکہ اس صورت میں فقیر کی حاجت (۳) جلد پوری ہو جائے گی۔ اگر تنگدستی کا زمانہ ہو تو گندم، جو اور جو چیز کھائی جاتی ہے دراہم کے مقابلے میں ان چیزوں کا دینا افضل ہے۔ صدقہ فطر کے وجوب کا وقت، عید کے دن صبح صادق کے طلوع ہونے کے ساتھ ہی ہے۔ پس جو شخص اس وقت سے پہلے فوت ہو گیا یا فقیر ہو گیا، یا اس وقت کے بعد اسلام لے آیا، غنی ہو گیا یا پیدا ہوا تو اس پر صدقہ فطر لازم نہیں ہے۔ صدقہ فطر عیدگاہ کی طرف جانے سے پہلے دینا مستحب ہے اگر پہلے یا بعد میں دیا تو بھی صحیح ہے (۴)۔ اور تاخیر مکروہ ہے ہر شخص اپنا فطرانہ کسی ایک فقیر کو دے اور ایک ہی فطرہ کئی فقیروں پر تقسیم کرنے کے جواز میں اختلاف کیا گیا (۵)۔ صحیح قول کے مطابق کئی افراد کا ایک ہی فقیر کو صدقہ فطر دینا جائز ہے اور اللہ ہی سیدھی راہ کی طرف توفیق دینے والا ہے۔

تشریح:

(۱): ایک صاع تقریباً چار کلو میں سے ایک سو ساٹھ گرام کم کا ہوتا ہے۔ اور نصف صاع دو کلو میں سے اسی گرام کم کا ہوتا ہے

(۲): چار چیزوں میں صرف صاع کے اعتبار سے صدقہ فطر ادا ہوگا۔(۱) گندم (۲) جو (۳) منقی (۴) خرما (کھجور) اور ان چار چیزوں کے علاوہ کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہیں تو قیمت کا اعتبار ہوگا۔ یعنی وہ چیز آدھے صاع گندم اور ایک صاع جو کے حساب سے اس کی قیمت دیں۔ یہاں تک کہ اگر روئی بھی دے تو اس میں بھی قیمت کا اعتبار ہوگا۔

(بہار شریعت بزیادہ جلد اول، حصہ پنجم، ص ۹۳۹)

(۳): صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوۃ کے ہیں۔ سوائے عامل کے اس کے لئے زکوۃ ہے فطرہ نہیں۔

(بہار شریعت حصہ پنجم، جلد اول، ص ۹۴۰)

(۴): اگرچہ رمضان المبارک میں ہی دیا ہو اسی طرف متون و شروع میں لکھا ہے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۸۰)

(۵): مگر اکثر کے نزدیک یہ جائز ہے اور اسی والواجیہ، خانیہ، بدائع، اور محیط میں جزم کیا گیا ہے۔ اور امام زیلعی نے اس کی اتباع کی اور خلاف کا ذکر تک نہیں کیا۔ (کتاب) برہان میں اس کو درست قرار دیا گیا ہے۔ گویا کہ یہی مذہب ہے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۸۰)

كتاب الحج

هُوَ زِيارةُ بِقَاعٍ مَخْصُوصَةٍ بِفِعْلٍ مَخْصُوصٍ فِي أَشْهُرِهِ وَهِيَ شَوَّالٌ وَذُوْ الْقَعْدَةِ وعَشْرُ ذِي الْحَجَّةِ فُرِضَ مَرَّةً عَلَى الْفَوْرِ فِي الْأَصَحِّ. وَشُرُوْطُ فَرْضِيَّتِهِ ثَمَانِيَةٌ عَلَى الْأَصَحِّ: اَلْإِسْلَامُ وَالْعَقْلُ وَالْبُلُوْغُ وَالْحُرِّيَّةُ وَالْوَقْتُ وَالْقُدْرَةُ عَلَى الزَّادِ وَلَوْ بِمَكَّةَ بِنَفَقَةٍ وَسْطٍ وَالْقُدْرَةُ عَلَى رَاحِلَةٍ مُخْتَصَّةٍ بِهِ أو عَلى شِقِّ مَحْمَلٍ بِالْمِلْكِ أو الْإِجَارَةِ لاَ الْإِبَاحَةِ وَالْإِعَارَةِ لِغَيْرِ أَهْلِ مَكَّةَ ومَن حَوْلَهم إِذَا أَمْكَنَهُمُ الْمَشْيُ بِالْقَدَمِ وَالْقُوَّةِ بِلاَ مُشَقَّةٍ وَإِلَّا فَلاَ بُدَّ مِنَ الرَّاحِلَةِ مُطْلَقاً وَتِلْكَ الْقُدْرَةُ فَاضِلَةٌ عَن نَفَقَتِهِ وَنَفَقَةِ عَيَالِهِ إِلَى حِيْنَ عَوْدِهِ وَعَمَّا لاَ بُدَّ مِنْهُ كَالْمَنْزِلِ وأثاثِهِ وَآلاتِ الْمُحْتَرِفِيْنَ وَقَضَاءِ الدَّيْنِ وَيُشْتَرَطُ الْعِلْمُ بِفَرْضِيَّةِ الْحَجِّ لِمَنْ أَسْلَمَ بِدَارِ الْحَرْبِ اَوِ الْكَوْنُ بِدَارِ الْإِسْلَامِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بقاع:	جگہ،مقام	اشھرہ:	مہینے
راحلة:	سواری	عودہ:	لوٹنا

ترجمہ:

حج کا بیان

حج [۱] مخصوص [۲] مقامات کی مخصوص افعال کے ساتھ [۳] حج کے مہینوں میں زیارت کرنے کا نام ہے۔حج کے مہینے شوال،ذوالقعدہ،اور ذی الحجہ کے دس دن ہیں [۴]۔اصح قول کے مطابق حج (زندگی میں) ایک بار فی الفور فرض کیا گیا ہے [۵]۔حج کے فرض ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں یہی اصح قول ہے۔(۱) اسلام [۶]۔(۲) عقل (۳) بالغ ہونا [۷]۔(۴) آزاد ہونا [۸]۔(۵) وقت (۶) زادراہ پر اوسط خرچے کے ساتھ قادر ہونا۔اگر چہ مکہ مکرمہ میں ہو(۷) جو مکہ میں نہیں رہتے حج کے لئے مخصوص سواری یا کجاوے کے ایک حصہ پر ملک یا اجارے کے طور پر قدرت ہونہ کہ اباحت اور عاریت کے ساتھ قادر ہوں۔ مکہ مکرمہ اور اس کے اردگرد رہنے والوں کے لئے (سواری شرط) نہیں ہے۔جبکہ اہل مکہ کے لئے بغیر مشقت ،کہ پیدل چلنا ممکن ہو [۹]۔ورنہ مطلقا سواری ضروری ہے۔یہ قدرت اس کے اور اس کے اہل وعیال کے خرچے کے لئے جب تک کہ وہ لوٹ نہ آئے۔اور جو چیزیں اس کے لئے ضروری ہیں ان سے زائد ہو جیسا کہ گھر،اس کا سامان،کاریگروں کے اوزار اور قرض کی ادائیگی سے بھی زائد ہو [۱۰]۔(۸) جو شخص دارالحرب میں ایمان لایا اس کے لئے فرضیت حج کا علم یا دارالسلام میں ہونا شرط

ہے۔[11]

تشریح:

(۱): حج کا لغوی معنی کسی معظم شے کا قصد کرنا ہے۔ حج ۹ھ میں فرض ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عذر کی وجہ سے ۱۰ھ تک موخر کیا تھا۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی حیات کا علم تھا۔ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو حج کے احکام سکھائیں۔ (الدر المختار، ج۳ص۵۱۵تا۵۱۷)

فائدہ: حج کا فرض ہونا صرف اسی امت کا خاصہ ہے۔ ہم سے پہلی والی امتوں پر حج فرض نہ تھا۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص۷۲۶)

(۲): کعبہ اور میدان عرفات مراد ہیں۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص۷۱۵)

(۳): یعنی وہ حج کی نیت سے حالت احرام میں ہو۔ یہ نہ کہے کہ میں دین کے ارکان میں سے ایک رکن ادا کر رہا ہوں کیونکہ یہ حج نفل کو بھی شامل ہوگی۔ (الدر المختار، ج۳ص۵۱۷)

(۴): لہٰذا افعال حج میں سے کوئی فعل ان اوقات کے بعد کیا تو یہ جائز نہیں ہے۔ اور حج پہلے مہینوں سے پہلے احرام باندھنا مکروہ ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص۷۲۷)

(۵): اصل اس مسئلہ میں یہ ہے کہ حج کا وقت حج کے لئے من وجہ معیار بھی ہے اور من وجہ ظرف بھی ہے۔ ظرف تو اس اعتبار سے ہے کہ ان اوقات میں صرف حج ہی لازم ہے کوئی اور عبادت نہیں اور جو معیار کے قائل ہیں وہ اس وجہ سے ہیں کہ حج کے وقت میں وسعت ہے۔ لہٰذا جو ظرف کے قائل ہیں ان کے نزدیک حج کی ادائیگی فی الفور لازم ہے۔ اور تاخیر کی صورت میں گناہگار ہوگا۔ مگر جب اگلے سال ادا کرے تو یہ حج ادا ہی کہلائے گا قضا نہیں۔ اور جن کے نزدیک معیار کی جہت راجح ہے ان کے نزدیک حج فی الفور لازم نہیں ہے۔ لہٰذا حج کو اگلے سال ادا کیا تو تاخیر کی صورت میں گناہ گار ہوگا۔ اگر حج نہ کیا اور مر گیا تو گناگار ہوگا۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص۷۲۷)

تنبیہ: مفتی بہ قول یہی ہے کہ حج فی الفور ادا کرنا فرض ہے۔

فائدہ: سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشریعی احکامات کا اختیار دیا ہے۔ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا۔ پس حج کرو، تو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہر سال فرض ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاموشی

اختیار کی۔ یہاں تک کہ اس شخص نے اسی بات کو تین مرتبہ دہرایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کر دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔ (صحیح مسلم، جلد اول، کتاب الحج، ص ۴۳۲)

(۶): لہذا اگر مسلمان ہونے سے پہلے استطاعت تھی پھر فقیر ہو گیا اور اسلام لے آیا تو زمانہ کفر کی استطاعت کی وجہ سے حج فرض نہ ہوگا۔ کہ جب استطاعت تھی اس کا اہل نہ تھا۔ (بہار شریعت، حصہ ششم، ص ۸)

(۷): اگر نابالغ نے حج کا احرام باندھا اور وقوف عرفہ سے پہلے بالغ ہو گیا تھا تو اگر اسی احرام پر رہا تو حج نفل ہوا اور اگر اتار کر نیا احرام باندھ کر وقوف عرفہ کیا تو اس کا حج فرض ادا ہوگا۔ (بہار شریعت، حصہ ششم، ص ۹)

(۸): کیونکہ اس میں وجوب کی اہلیت نہیں ہے۔ کہ اہل ہونے کے لئے زاد راہ اور سواری کا مالک ہونا ضروری ہے۔ اور یہ مالک ہو نہیں سکتا۔ مگر روزہ اور نماز اس پر واجب ہوگی کیونکہ یہ اس کا اہل ہے۔ اہلیت سے مراد وجوب اہلیت ہے۔ ورنہ غلام اگر حج ادا کرے تو نفل ہوگا۔ (فتاوی شامی، جلد ۳، ص ۵۲۲)

(۹): پیدل حج کرنے کی بہت زیادہ فضیلت ہے چنانچہ حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" جو مکہ مکرمہ سے پیدل حج کو جائے۔ یہاں تک کہ مکہ واپس آئے۔ اس کے لئے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم کی مثل لکھی جائیں گی عرض کیا گیا حرم کی نیکیوں کی کیا مقدار ہے؟ ارشاد فرمایا ہر نیکی لاکھ نیکی ہے۔

(فتاوی شامی، جلد ۳، ص ۵۲۷)

(۱۰): نفس مسئلہ یہ ہے کہ زاد راہ اور سواری اس کی حاجت سے زائد ہو۔ یعنی مکان اس کے سامان اور اہل وعیال کے نفقے سے زائد ہو۔ سواری اور زادہ راہ کی وجہ سے اس کے گھر والوں کو پریشانی نہ ہو اور عیال سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا نفقہ اس پر واجب ہے۔

فائدہ: سواری خاص اسی کے لئے ہو اگر دو شخصوں میں مشترک ہو کہ باری باری دونوں سوار ہوں گے تو یہ سواری پر قدرت نہیں اور حج فرض نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ششم، ص ۱۱)

(۱۱): کیونکہ دار السلام میں فرض کا علم نہ ہونا عذر نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ششم، ص ۸)

وَشُرُوطُ وُجُوبِ الْاَدَاءِ خَمْسَةٌ عَلَى الْاَصَحِّ :صِحَّةُ الْبَدَنِ وَزَوَالُ الْمَانِعِ الْحِسِّيِّ عَنِ الذَّهَابِ لِلْحَجِّ وَأَمْنُ الطَّرِيْقِ وَعَدَمُ قِيَامِ الْعِدَّةِ وَخُرُوْجُ مَحْرَمٍ وَلَو مِنْ رِضَاعٍ او مُصَاهَرَةٍ مُسْلِمٍ مَأْمُونٍ عَاقِلٍ بَالِغٍ أو زَوْجٍ لِامْرَأَةٍ فِي سَفَرٍ وَالْعِبْرَةُ بِغَلَبَةِ السَّلَامَةِ بَرًّا وَبَحْراً عَلَى الْمُفْتٰى بِهِ .وَيَصِحُّ أَدَاءُ فَرْضِ الْحَجِّ بِأَرْبَعَةِ أَشْيَاءَ لِلْحُرِّ :اَلْاِحْرَامُ وَالْاِسْلَامُ وَهُمَا شَرْطَانِ ثُمَّ الْاِتْيَانُ بِرُكْنَيْهِ وَهُمَا :اَلْوُقُوْفُ مُحْرِماً بِعَرَفَاتٍ لَحْظَةً مِنْ زَوَالِ يَوْمِ التَّاسِعِ إِلٰى فَجْرِ يَوْمِ النَّحْرِ بِشَرْطِ عَدَمِ الجِمَاعِ قَبْلَهُ مُحْرِماً وَالرُّكْنُ الثَّانِي هُوَ أَكْثَرُ طَوَافِ الْاِفَاضَةِ فِي وَقْتِهِ وَهُوَ مَا بَعْدَ طُلُوْعِ فَجْرِ النَّحْرِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
برا:	خشکی	بحرا:	سمندری سفر
لحظة:	ایک لمحہ		

ترجمہ:

اصح قول کے مطابق وجوب ادا کی پانچ شرطیں ہیں (۱) بدن کا تندرست ہونا [۱]۔ (۲) حج کے لئے جانے کے لئے حسی رکاوٹ کا دور ہونا (۳) راستہ کا پر امن ہونا [۲]۔ (۴) عدت کا نہ ہونا [۳]۔ (۵) محرم کا نکلنا اگر چہ رضاعی یا سسرالی رشتہ دار ہو (وہ) مسلمان ہو جس سے امن ہو۔ عاقل، بالغ ہو، یا عورت کا خاوند سفر میں ساتھ ہو [۴]۔ مفتی بہ قول کے مطابق خشکی اور دریا میں سلامتی کے لئے غلبہ ظن کا اعتبار کیا گیا ہے۔ آزاد آدمی کا فرض حج چار چیزوں کے ساتھ صحیح ہوتا ہے۔ (۱) احرام [۵] (۲) اسلام، اور یہ دونوں شرطیں ہیں پھر اس کے بعد حج کے دو رکن ادا کرے۔ دونوں رکنوں میں سے پہلا یہ ہے کہ نویں ذی الحجہ کے زوال سے لے کر قربانی کے دن کی فجر تک ایک لمحے کے لئے میدان عرفات میں اس شرط کے ساتھ ٹھہرنا ہے [۶] کہ وقوف عرفہ سے پہلے جماع نہ کیا ہو۔ دوسرا رکن اس کے وقت میں طواف افاضہ [۷] کے اکثر چکر لگانا ہے اور اس کا وقت یوم نحر کی طلوع فجر کے بعد ہے۔

تشریح:

(۱): اگر پہلے تندرست تھا اور دیگر شرائط بھی پائے جاتے تھے اور حج نہ کیا۔ پھر اپاہج وغیرہ ہو گیا کہ حج نہیں کر سکتا تو اس پر وہ حج فرض باقی ہے۔ خود نہ کر سکے تو حج بدل کرائے۔ (بہار شریعت، حصہ ششم، ص ۱۰)

(۲): اس بارے میں اختلاف ہےکہ امن طریق شرط وجوب ہے یا وجوب ادا، کتاب میں شرط وجوب کہا ہے جبکہ اعلی حضرت کے نزدیک وجوب ادا ہے لھذا اعلی حضرت فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں "راستہ کا پرامن ہونا ان کے لئے ہے جن پر پہلی بار حج واجب ہوا اور جس پر پہلے سے حج واجب تھا، اور سستی کی وجہ سے اب تک ادا نہ کیا تو راستہ پرامن نہ ہونے کی صورت میں ان سے وجوب ساقط نہ ہوگا۔ غایت یہ کہ جس سال امن نہ ہونا ثابت ہو وجوب ادا نہ ہوگا۔ جب باذنہ تعالی امن ہو جائے واجب الادا ہوگا۔ (فتاوی رضویہ، جلد۱۰،ص۷۱۱)

(۳): جب عورت عدت میں ہو تو عورت پر حج کی ادئیگی واجب نہ ہوگی۔ برابر ہے کہ یہ عدت وفات کی ہو یا طلاق بائن کی یا رجعی کی۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح ،ص۱۸۲)

(۴): عورت کو بغیر محرم کے حج خواہ کسی اور کام کے واسطے سفر کرنا ناجائز ہے۔لیکن اگر بغیر محرم چلی گئی اور حج کر لیا تو فرض ساقط اور حج مع الکراہت ادا ہوگا۔ اور اس فعل ناجائز کی معصیت جدا۔ اگر عورت پر حج فرض ہو گیا اور کوئی محرم نہیں ہے تو کسی سے نکاح کرے اور اگر یہ خوف ہو کہ اس نے نکاح کر لیا اور پھر نہ گیا تو یہ پھنس گئی تو حج بھی نہ ہوا۔ ایسی صورت میں عورت اس طرح نکاح کرے کہ اپنے نفس کے لئے اختیار رکھے کہ جب چاہے طلاق دے۔ (فتاوی رضویہ، جلد۱۰،ص۷۰۱تا۷۰۲)

(۵): جب حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کر کے تلبیہ پڑھتے ہیں تو بعض حلال چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں۔اس لئے اس کو ''احرام'' کہتے ہیں اور مجازاً ان بغیر سلی چادروں کو بھی احرام کہا جاتا ہے۔ جن کو احرام کی حالت میں استعمال کیا جاتا ہے۔

(رفیق الحرمین، ص۳۳)

(۶): کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''حج عرفہ کا نام ہے'' اور عرفہ کو عرفہ اس لئے کہتے ہیں کہ اسی مقام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام کا آپس میں تعارف ہوا تھا۔

(الدر المختار مع رد المحتار، جلد۳،ص۵۳۷)

(۷): طواف افاضہ کو طواف زیارۃ بھی کہتے ہیں اس کا وقت دس ذی الحجہ کی صبح صادق سے لے کر بارہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک ہے۔ مگر دس ذی الحجہ کو کرنا افضل ہے۔ (رفیق الحرمین، ص۳۴)

وَوَاجِبَاتُ الْحَجِّ :إِنْشَاءُ الإِحْرَامِ مِنَ الْمِيْقَاتِ وَمَدُّ الْوُقُوفِ بِعَرَفَاتٍ إِلَى الْغُرُوْبِ وَالْوُقُوْفُ بِالْمُزْدَلِفَةِ فِيْمَا بَعْدَ فَجْرِ يَوْمِ النَّحْرِ وَقَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَرَمْيِ الْجِمَارِ وَذَبْحُ الْقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ وَالْحَلْقُ وَتَخْصِيْصُهُ بِالْحَرَمِ وَأَيَّامِ النَّحْرِ وَتَقْدِيْمُ الرَّمْيِ عَلَى الْحَلْقِ وَنَحْرُ الْقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ بَيْنَهُمَا وَإِيْقَاعُ طَوَافِ الزِّيَارَةِ فِي أَيَّامِ النَّحْرِ وَالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَحُصُوْلُهُ بَعْدَ طَوَافٍ مُعْتَدٍ بِهِ، وَالْمَشْيُ فِيْهِ لِمَنْ لاَعُذْرَ لَه وَبِدَاءَةُ السَّعْيِ مِنَ الصَّفَا وَطَوَافُ الْوَدَاعِ وَبِدَاءَةُ كُلِّ طَوَافٍ بِالْبَيْتِ مِنَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ وَالتَّيَامُنُ فِيْهِ وَالْمَشْيُ فِيْهِ لِمَنْ لاَّ عُذْرَ لَه وَالطَّهَارَةُ مِنَ الْحَدَثَيْنِ وَسَتْرُ الْعَوْرَةِ وَأَقَلُّ الْأَشْوَاطِ بَعْدَ فِعْلِ الْأَكْثَرِ مِنْ طَوَافِ الزِّيَارَةِ وَتَرْكُ الْمَحْظُوْرَاتِ كَلُبْسِ الرَّجُلِ الْمُخِيْطَ وَسَتْرِ رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَسَتْرِ الْمَرْأَةِ وَجْهَهَا وَالرَّفَثِ وَالْفُسُوْقِ وَالْجِدَالِ وَقَتْلِ الصَّيْدِ وَالْإِشَارَةِ إِلَيْهِ وَالدَّلاَلَةِ عَلَيْهِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
انشاء:	کسی چیز کا شروع کرنا	میقات:	جہاں سے مکہ کی حدود میں بغیر احرام جانا منع ہے
جمار:	ستون	بداءۃ:	ابتداء کرنا
تیامن:	دائیں جانب	اشواط:	چکر
رفث:	جماع	فسوق:	گالم گلوچ
جدال:	جھگڑا	صید:	شکار کرنا
دلالۃ:	راہنمائی کرنا		

ترجمہ:

حج کے واجبات یہ ہیں (۱) میقات[۱] سے احرام باندھنا (۲) غروب آفتاب تک میدان عرفات[۲] میں ٹھہرنا، (۳) مزدلفہ میں یوم نحر کی فجر کے بعد اور طلوع شمس سے پہلے ٹھہرنا[۳]۔ (۴) جمروں کو کنکریاں[۴] مارنا۔ (۵) قارن اور متمتع کا قربانی کرنا[۵]۔ (۶) سر منڈانا (۷) قربانی کے دنوں میں صرف حرم میں سر منڈانا (۸) سر منڈانے سے پہلے کنکریاں مارنا (۹) قارن اور متمتع کا ان دونوں کے درمیان قربانی کرنا (۱۰) قربانی کے دنوں میں طواف زیارت کرنا (۱۱) حج کے مہینوں میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا[۶]۔ (۱۲) ایسا طواف جس کو شمار کیا گیا ہے اس کے بعد سعی کرنا[۷]۔ (۱۳) جسے عذر نہ ہو

اس کا پیدل سعی کرنا (۱۴) صفاء سے سعی شروع کرنا[۸]۔(۱۵) طواف وداع کرنا[۹]۔(۱۶) خانہ کعبہ کے ہر طواف کی حجر اسود سے ابتداء کرنا[۱۰]۔(۱۷) طواف دائیں طرف سے کرنا (۱۸) جسے عذر نہیں ہے اس کا پیدل طواف کرنا (۱۹) دونوں حدثوں سے پاک ہونا (۲۰) اعضا ستر کا چھپا ہوا ہونا[۱۱] (۲۱) طواف زیارۃ کے اکثر چکر (ایام نحر میں) لگانے کے بعد، اس سے کم چکر (تین چکر) لگانا (۲۲) ممنوعات کا چھوڑ دینا، مثلا مرد کا سلا ہوا کپڑ پہننا[۱۲] سر اور چہرہ کو چھپانا، عورت کا اپنے چہرہ کو چھپانا[۱۳] صحبت کرنا، گناہ کرنا، لڑائی جھگڑا کرنا، شکار کرنا، شکار کی طرف اشارہ کرنا، شکار کے بارے میں رہنمائی کرنا[۱۴]۔

تشریح:

(۱): میقات اس جگہ کو کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ جانے والے آفاقی (وہ شخص جو میقات کی حدود سے باہر رہتا ہو) کو بغیر احرام وہاں سے آگے جانا جائز نہیں۔ میقات پانچ ہیں (۱) ذوالحلیفہ (۲) ذات عرق (۳) یلملم (۴) جحفہ (۵) قرن المنازل۔ پاک و ہندوالوں کو یلملم میقات ہے۔ (رفیق الحرمین، ص ۳۹ تا ۴۰)

(۲): منی سے تقریبا گیارہ کلومیٹر دور ہے اور عرفات کا وہ مقدس پہاڑ جسے جبل رحمت کہتے ہیں اس کے قریب وقوف کرنا افضل ہے۔ (رفیق الحرمین، ص ۴۲)

(۳): مزدلفہ میں رات گزارنا سنت موکدہ ہے۔ تو جس شخص نے طلوع فجر سے پہلے یا طلوع شمس کے بعد وقوف کیا تو یہ شمار نہ ہوگا۔ طلوع فجر اور طلوع شمس کے درمیان ایک لحہ بھی ٹھہر گیا تو واجب ادا ہوگیا۔ اگر چہ وہ سویا ہوا ہو یا نشے کی حالت میں۔ وقوف کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

(فتاوی شامی، جلد ۳، ص ۶۰۴)

(۴): سات کنکریوں سے کم مارنا جائز نہیں۔ اگر سب کنکریاں ایک ساتھ پھینکیں تو یہ سات نہیں فقط ایک کنکری مانی جائے گی۔ اسی طرح جمرات پر کنکریوں کی جگہ ڈبے، جوتے، وغیرہ مارے تو رمی ہوگی ہی نہیں۔ (رفیق الحرمین، ص ۱۵۶)

(۵): یہ وہ قربانی نہیں جو بقر عید پر ہوا کرتی ہے۔ بلکہ حج کے شکرانے میں قارن اور متمتع پر واجب ہے۔ اور حج افراد کرنے والے کے لئے یہ قربانی مستحب ہے اگر چہ غنی ہو۔ (رفیق الحرمین، ص ۱۵۸)

(۶): اللہ تبارک وتعالی نے ارشاد فرماتا ہے "ان الصفاء والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما" بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانیوں میں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کچھ

گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے۔ (ترجمہ کنزالایمان، پارہ۲، رکوع۳، آیت ۱۵۸)

(۷): یعنی طواف کے کم از کم چار چکر لگا کر سعی کرے۔

(۸): اگر مروہ سے پہلا پھیرا شروع کیا تو یہ پھیرا شمار نہ ہوگا۔ (ضوء المصباح حاشیہ نورالایضاح، ص۱۸۳)

(۹): حج کے بعد مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے ہوئے جو طواف کیا جاتا ہے۔ اسے طواف وداع کہتے ہیں یہ ہر آفاقی (جو مکہ مکرمہ کے باہر سے آیا ہو) پر واجب ہے۔ (رفیق الحرمین، ص۳۵)

(۱۰): اگر حجر اسود سے طواف شروع نہ کیا تو جب تک مکہ معظمہ میں ہے اس طواف کا اعادہ کرے اور اگر اعادہ نہ کیا اور وہاں سے چلا آیا تو دم واجب ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ ششم، ص۱۰۹۹)

(۱۱): اگر ایک عضو کی چوتھائی یا اس سے زیادہ حصہ کھلا رہا تو دم واجب ہوگا۔ اور اگر چند جگہ سے ظاہر ہے تو اسے جمع کریں گے۔ غرض نماز میں ستر کھلنے سے جہاں نماز فاسد ہوتی ہے۔ یہاں دم واجب ہوگا۔ (بہارِ شریعت، حصہ ششم، ص۲۰)

(۱۲): حج میں سلا ہوا لباس اسطرح پہننا جس طرح عادۃً پہنا جاتا ہے منع ہے۔ لہٰذا احرام میں لنگوٹ باندھنا مطلقا جائز ہے۔ اسی طرح کپڑے اگرچہ دو چار ہوں اوڑھنے کی اجازت ہے۔

(ملخص فتاوی رضویہ، جلد۱۰، ص۷۶۴)

(۱۳): عورت کے لئے سر چھپانا جائز ہے اور عورت کا چہرہ کو اس طرح کسی کپڑے سے چھپانا کہ چہرے سے مس نہ ہو جائز ہے۔ لہٰذا غیر محرموں سے بچنے کے لئے کوئی کتاب یا پنکھا وغیرہ منہ کے سامنے رکھے۔ (رفیق الحرمین، ص۶۲)

(۱۴): حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں "میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ ایک سفر پر گیا۔ میرے علاوہ کوئی بھی غیر مُحرِم نہ تھا۔ میں نے گورخروں کو دیکھا، میں گھوڑے کی طرف گیا اور اس پر سوار ہو گیا۔ مگر اپنا گھوڑا بھول گیا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہمیں چابک پکڑا دیں مگر انہوں نے انکار کر دیا پس میں سواری سے اترا اور کوڑا لیا پس میں ان کے پیچھے ہو لیا اور ان میں سے ایک کو شکار کر لیا۔ بس میں نے بھی کھایا اور صحابہ نے بھی کھایا۔

(مسند امام اعظم، ص۱۱۴)

فائدہ: ائمہ احناف کے نزدیک پانی کا شکار محرم کے لئے حلال ہے۔ پانی کے جانور سے مراد وہ ہے جو پانی میں پیدا ہوا ہو اگرچہ خشکی میں بھی کبھی کبھی رہتا ہو۔

وَسُنَنُ الْحَجِّ مِنْهَا الْاِغْتِسَالُ وَلَوْ لِحَائِضٍ ونُفَسَاءَ او الْوُضُوْءُ إِذَا أَرَادَ الْإِحْرَامَ وَلُبْسُ أَزَارٍ وَرِدَاءٍ جَدِيْدَيْنِ أَبْيَضَيْنِ وَالتَطَيُّبُ وصَلاةُ رَكْعَتَيْنِ وَالْاِكْثَارُ مِنَ التَّلْبِيَّةِ بَعْدَ الْإِحْرَامِ رَافِعاً بِهَا صَوْتَهُ مَتٰى صَلّٰى أو عَلا شَرَفاً او هَبَطَ وَادِياً او لَقِيَ رَكْباً وَبِالْاَسْحَارِ وَتَكْرِيْرُهَا كُلَّمَا أَخَذَ فِيْهَا وَالصَّلاةُ عَلَى النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسَلَّمْ وَسُؤَالُ الْجَنَّةِ وَصُحْبَةِ الْاَبْرَارِ وَالْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ النَّارِ وَالْغُسْلُ لِدُخُوْلِ مَكَّةَ وَدُخُوْلُهَا مِنْ بَابِ الْمُعَلَّاةِ نَهَاراً وَالتَّكْبِيْرُ وَالتَّهْلِيْلُ تِلْقَاءَ الْبَيْتِ الشَّرِيْفِ وَالدُّعَاءُ بِمَا أَحَبَّ عِنْدَ رُؤْيَتِهِ وَهُوَ مُسْتَجَابٌ وَطَوَافُ الْقُدُوْمِ وَلَوْ فِي غَيْرِ أَشْهُرِ الْحَجِّ وَالْاِضْطِبَاعُ فِيْهِ وَالرَّمَلُ إِنْ سَعٰى بَعْدَه فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَالْهَرْوَلَةُ فِيْمَا بَيْنَ الْمِيْلَيْنِ الْاَخْضَرَيْنِ لِلرِّجَالِ وَالْمَشْيُ عَلٰى هِيْنَةٍ فِي بَاقِي السَّعْيِ وَالْاِكْثَارُ مِنَ الطَّوَافِ وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ صَلاةِ النَّفْلِ لِلْآفَاقِي .

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ازار:	تہبند	رداء:	چادر
تطیب:	خوشبو لگانا	ابرار:	نیکوکار
استعاذة:	پناہ طلب کرنا	تھلیل:	لا الہ الا اللہ کہنا
تلقاء:	ملاقات	ہرولة:	تیز چلنا
ھینة:	اطمینان	آفاقي:	وہ شخص جو حدود مکہ سے باہر سے حج وعمرہ کے ارادہ سے آئے اسے آفاقی کہتے ہیں

ترجمہ:

حج کی سنتیں یہ ہیں۔ جب احرام کا ارادہ کرے تو غسل کرنا اگر چہ حیض ونفاس والی ہو یا وضو کرنا (۱)۔ دو نئی سفید تہبند اور چادر پہننا (۲)۔ خوشبو لگانا (۳) دو رکعت نماز پڑھنا۔ احرام کے بعد اپنی آواز کو بلند کرتے ہوئے بلندی پر جاتے وقت، وادی سے اترتے وقت، سوار سے ملتے وقت اور سحری کے وقت کثرت سے تلبیہ کہے اور جب کبھی بھی تلبیہ کہنا شروع کرے تو بار بار تلبیہ کہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے اور نیکوکاروں کی صحبت کا سوال کرنا۔ دوزخ سے پناہ مانگنا۔ مکہ مکرمہ میں حاضری کے لئے غسل کرنا۔ دن کے وقت باب المعلی سے داخل ہونا۔ خانہ کعبہ کو دیکھتے ساتھ ہی اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہنا۔ خانہ کعبہ کو

دیکھتے ساتھ ہی جواسے پسند ہووہ دعا کرے کہ یہ دعا قبول کی جاتی ہے[۴] طواف قدوم کرنا گرچہ یہ حج کے مہینوں کے علاوہ میں ہو[۵] طواف قدوم میں اضطباع کرنا[۶]۔ حج کے مہینوں میں طواف قدوم کے بعد سعی کرے تو رمل کرے[۷]۔ میلین اخضرین[۸] کے درمیان مردوں کا جلدی سے چلنا۔ باقی سعی میں آرام سے چلنا۔ کثرت سے طواف کرنا۔ اور یہ آفاقی کے لئے نماز نفل پڑھنے سے افضل ہے۔

تشریح:

(۱): کیونکہ یہ غسل نظافت کے لئے ہے۔ اس صورت حال میں عجز کی صورت میں تیمم مشروع نہیں ہے۔ سنت پر ثواب تب ملے گا۔ جب اس نے احرام طہارت کی حالت میں پہنا ہو اور غسل وضو سے افضل ہے۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۷۳۰)

(۲): ایک چادر سے ستر عورت کرے اور دوسری چادر سے کندھوں کو چھپائے۔ اس لئے کہ دونوں کاندھے یا ان سے ایک کا ظاہر ہونا نماز کو مکروہ کر دیتا ہے۔ سفید رنگ کی چادریں دوسرے رنگوں سے افضل ہیں۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۷۳۰)

فائدہ: یہ حکم مرد کے لئے ہے بہر حال عورت وہ سلا ہوا کپڑا اور موزے پہن سکتی ہے۔ مگر اپنے چہرے کو نہیں چھپائے گی۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" عورت کا احرام چہرہ چھپانے میں ہے۔ اور عقلی دلیل یہ ہے کہ عورت کا سارا بدن ہی اعضا ستر میں ہے۔ اور بے سلے کپڑے سے ستر چھپانا مشکل ہے۔ اسی وجہ سے عورت کے لئے سلا ہو کپڑا پہننے کی اجازت ہے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۸۳)

(۳): بدن پر خوشبو لگائے نہ کہ کپڑے پر اور احرام باندھنے سے پہلے لگائے۔ اگرچہ اس خوشبو کا عین باقی رہے۔ کپڑے پر ایسی خوشبو لگانا جس کا اثر باقی رہے جائز نہیں۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۸۴)

(۴): امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک کوئی مخصوص دعا نہیں ہے کیونکہ اس طرح انسان تکلفات میں پڑھ جاتا ہے۔ اور دعاؤں سے برکت حاصل کرنے کے لئے پڑھے تو اچھا ہے۔ (ذریعۃ النجاح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۷۵)

(۵): میقات کے باہر سے آنے والا مکہ معظمہ میں حاضر ہو کر سب سے پہلا جو طواف کرے اسے طواف قدوم کہتے ہیں۔ طواف قدوم مفرد اور قارن کے لئے سنت ہے متمتع کے لئے نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ششم، ص ۲۱)

(۶): یعنی احرام کی اوپر والی چادر کو سیدھی بغل سے نکال کر اس طرح الٹے کندھے پر ڈالنا کہ سیدھا کندھا کھلا رہے۔

(رفیق الحرمین،ص۳۴)

فائدہ: اضطباع طواف کے تمام چکروں میں سنت ہے مگر طواف کرنے کے بعد اضطباع کو ترک کردے۔اگر اضطباع کی حالت میں ہی طواف کی دو رکعتیں پڑھ لی تو یہ مکروہ ہے۔کیونکہ نمازی کا کندھا ظاہر ہوا ہے۔

(ذریعۃ النجاح حاشیہ نورالایضاح،ص۱۷۵)

(۷): طواف کے ابتدائی تین پھیروں میں اکڑ کر شانے ہلاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے قدرے تیزی سے چلنا رمل کہلاتا ہے۔ (رفیق الحرمین،ص۳۴)

تنبیہ: اگر پہلے تین چکروں میں رمل نہیں کرسکا تو اب آخری چکروں میں رمل نہ کرے۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح،ص۷۳۰)

(۸): یعنی دو سبز نشان،صفا سے جانب مروہ کچھ دور چلنے کے بعد تھوڑے فاصلے پر دونوں طرف کی دیواروں اور چھت میں سبز لائیٹیں لگی ہوئی ہیں۔نیز ابتداء اور انتہاء پر فرش پر بھی سبز ماربل کی پٹی بنی ہوئی ہے۔ان دونوں سبز نشانیوں کے درمیان سعی مردوں کو دوڑنا ہوتا ہے۔ (رفیق الحرمین،ص۳۹)

وَالْخُطْبَةُ بَعْدَ صَلاَةِ الظُّهْرِ يَوْمَ سَابِعِ الْحجَّةِ بِمَكَّةَ وَهِيَ خُطْبَةٌ وَاحِدَةٌ بِلاَ جُلُوْسٍ يُعَلِّمُ الْمَنَاسِكَ فِيْهَا وَالْخُرُوْجُ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ مِنْ مَكَّةَ لِمِنٰى وَالْمَبِيْتُ بِهَا ثُمَّ الْخُرُوْجُ مِنْهَا بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ يَوْمَ عَرَفَةَ إِلٰى عَرَفَاتٍ فَيَخْطُبُ الْإِمَامُ بَعْدَ الزَّوَالِ قَبْلَ صَلاَةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ مَجْمُوْعَةً جَمْعَ تَقْدِيْمٍ مَعَ الظُّهْرِ خُطْبَتَيْنِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا وَالْإِجْتِهَادُ فِي التَّضَرُّعِ وَالْخُشُوْعِ وَالْبُكَاءُ بِالدُّمُوْعِ وَالدُّعَاءُ لِلنَّفْسِ وَالْوَالِدَيْنِ وَالْإِخْوَانِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا شَاءَ مِنْ أَمْرِ الدَّارَيْنِ فِي الْجَمْعَيْنِ وَالدَّفْعُ بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ بَعْدَ الْغُرُوْبِ مِنْ عَرَفَاتٍ وَالنُّزُوْلُ مِنْ مُزْدَلِفَةَ مُرْتَفِعاً عَنْ بَطْنِ الْوَادِيْ بِقُرْبِ جَبَلِ قُزَحَ وَالْمَبِيْتُ بِهَا لَيْلَةَ النَّحْرِ وَالْمَبِيْتُ بِمِنٰى أَيَّامَ مِنٰى بِجَمِيْعِ أَمْتِعَتِهِ وَكُرِهَ تَقْدِيْمُ ثِقْلِهِ إِلٰى مَكَّةَ إِذْ ذَاكَ وَيَجْعَلُ مِنٰى عَنْ يَمِيْنِهِ وَمَكَّةَ عَنْ يَسَارِهِ حَالَةَ الْوُقُوْفِ لِرَمْيِ الْجِمَارِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مناسک:	حج کے افعال	ترویة:	آٹھ ذی الحجہ
مبیت:	رات گزارنا	جمع تقدیم:	ظہر کے وقت میں عصر پڑھنا جمع تقدیم کہلاتا ہے
دموع:	آنسوؤں سے رونا	اخوان:	بھائی
دفع:	چلنا	امتعه:	سازوسامان

ترجمہ:

مکہ مکرمہ میں سات ذی الحجہ کو نماز ظہر کے بعد خطبہ دینا[1]۔ یہ بغیر بیٹھے ایک خطبہ ہے اس خطبہ میں حج کے مناسک سکھائے۔ آٹھ[2] ذی الحجہ کے دن طلوع شمس کے بعد مکہ سے منیٰ کی طرف نکلے منی میں رات گزارنے، پھر نویں ذی الحجہ کو طلوع شمس کے بعد منیٰ سے عرفات کی طرف جانے کے بارے میں سکھائے۔ پس امام ظہر اور عصر کو جمع تقدیم کے طور پر ظہر کے ساتھ ملاتے ہو۔ (ظہر وعصر) کی نماز سے پہلے زوال کے بعد دو خطبے دے۔ ان دو خطبوں کے دمیان بیٹھے۔ گریہ وزاری کرنا۔ خشوع، آنسوؤں کے ساتھ روتے ہوئے اپنے لئے والدین مومن بھائیوں کے لئے، دونوں جہانوں میں (خیر وعافیت) کے لئے دعا کرنے میں کوشش کرنا عرفات سے غروب آفتاب کے[3] بعد وقار اور سکینہ کے ساتھ نکلنا اور مقام مزدلفہ میں وادی کے درمیان سے بلند ہوکر جبل قزح کے قریب اترنا[4]۔ منی کی تمام راتیں اپنے تمام سامان سمیت منی میں گزارنا[5]۔ اپنا سامان مکہ کی

طرف منتقل کرنا حالانکہ وہ رمی کے دن ہیں تو یہ مکروہ ہے۔ جمروں کو کنکریاں مارنے [۶] کے لئے کھڑے ہوتے وقت منیٰ کو اپنے دائیں طرف اور مکہ کو بائیں طرف رکھے۔

تشریح:

(۱): حج میں تین خطبے ہیں۔ سات، نو، گیارہ ذی الحجہ کو یہ خطبے دیے جائیں گے۔

(ذریعۃ النجاح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۷۶)

(۲): یعنی غور وفکر کا دن اس کو یوم ترویہ اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے آٹھ ذی الحجہ کی رات کو یہ خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا انہیں کہہ رہا ہے کہ بے شک اللہ تعالی تمہیں حکم دیتا ہے کہ اپنے بیٹے کو اللہ کی راہ میں ذبح کرو پھر جب صبح ہوئی تو اس بارے میں غور وفکر کیا کہ یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے۔ اس لئے اسے یوم الترویہ کہتے ہیں۔

(ذریعۃ النجاح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۷۶)

(۳): اگر غروب آفتاب سے پہلے نکلا۔ یہاں تک کہ عرفہ کی حدود سے نکل گیا تو دم لازم آئے گا۔ ہاں اگر غروب آفتاب سے پہلے گیا اور لوٹ آیا اور پھر غروب کے بعد گیا دم ساقط ہو جائے گا۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۸۵)

(۴): تمام مزدلفہ میں وقوف کرنا صحیح ہے مگر وادی محسر میں نہیں کیونکہ یہیں اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا۔ لہذا یہاں سے گزرتے وقت تیزی سے گزرنا سنت ہے۔ (رفیق الحرمین بتصرف، ۴۳)

(۵): اگر منیٰ کے علاوہ کسی اور جگہ رات عمداً گزاری تو اس پر کوئی شے واجب نہیں ہے۔ کیونکہ اس پر لازم ہے کہ وہ رمی کے دنوں میں آسانی سے رمی کرے لیکن یہ حج کے افعال میں سے نہیں ہے۔ لہذا اگر اسے ترک کر دیا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہوگا۔

(جوہرہ نیرہ۔ ص ۲۳۴)

(۶): دسویں کی رمی طلوع آفتاب سے لے کر زوال تک سنت ہے زوال سے لے کر غروب تک مباح اور غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق تک مکروہ۔ اگر کسی عذر کے سبب ہو تو کراہت نہیں مثلاً چرواہے نے رات میں رمی کی۔

(رفیق الحرمین، ص ۱۵۷)

وَكَوْنُهُ رَاكِباً حَالَةَ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ فِي كُلِّ الْاَيَّامِ وَمَاشِياً فِي الْجَمْرَةِ الْاُولٰى الَّتِي تَلِيَ الْمَسْجِدَ وَالْوُسْطٰى وَالْقِيَامُ فِي بَطْنِ الْوَادِي حَالَةَ الرَّمْيِ وَكَوْنُ الرَّمْيِ فِي الْيَوْمِ الْاَوَّلِ فِيمَا بَيْنَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَزَوَالِهَا بَيْنَ الزَّوَالِ وَغُرُوْبِ الشَّمْسِ فِي بَاقِي الْاَيَّامِ وَكُرِهَ الرَّمْيُ فِي الْيَوْمِ الْاَوَّلِ وَالرَّابِعِ فِيمَا بَيْنَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَالشَّمْسِ وَكُرِهَ فِي اللَّيَالِي الثَّلاَثِ وَصَحَّ لِاَنَّ اللَّيَالِي كُلَّهَا تَابِعَةٌ لِمَا بَعْدَهَا مِنَ الْاَيَّامِ اِلاَّ اللَّيْلَةُ الَّتِي تَلِيَ عَرَفَةَ حَتّٰى صَحَّ فِيهَا الْوُقُوْفُ بِعَرفات وَهِيَ لَيْلَةُ الْعِيْدِ وَلَيَالِي رَمْيِ الثَّلاَثِ فَاِنَّهَا تَابِعَةٌ لِمَا قَبْلَهَا وَ الْمُبَاحُ مِنْ اَوْقَاتِ الرَّمْيِ مَا بَعْدَ الزَّوَالِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ مِنَ الْيَوْمِ الْاَوَّلِ وَبِهٰذَا عُلِمَتْ اَوْقَاتُ الرَّمْيِ كُلُّهَا جَوَازًا اَوْ كَرَاهَةً وَاسْتِحْبَاباً وَمِنَ السُّنَّةِ هَدْيُ الْمُفْرِدِ بِالْحَجِّ وَالْاَكْلُ مِنْهُ وَمِن هَدْيِ التَّطَوُّعِ وَالْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ فَقَط وَمِنَ السُّنَّةِ الْخُطْبَةُ يَوْمَ النَّحْرِ مِثْلَ الْاُوْلٰى يُعَلِّمُ فِيهَا بَقِيَّةَ الْمَنَاسِكِ وَهِيَ ثَالِثَةُ خُطَبِ الْحَجِّ

مفرد: جو فقط حج کا احرام باندھے اسے حج افراد کہتے ہیں۔

ترجمہ:

تمام دنوں میں جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارتے وقت سوار ہونا۔ جمرہ اولی جو کہ مسجد (خیف) سے ملا ہوا ہے۔ اور جمرہ وسطی پر پیدل چلتے ہوئے کنکریاں مارنا[1]، رمی کرتے وقت وادی کے نچلے حصے میں کھڑا ہونا پہلے دن طلوع شمس اور زوال کے درمیان اور باقی دنوں میں زوال اور غروب شمس کے درمیان کنکریاں مارنا[2] پہلے اور چوتھے دن طلوع فجر (صادق) اور طلوع شمس کے درمیان کنکریاں مارنا مکروہ ہے[3]۔ تین راتوں میں کنکریاں مارنا مکروہ ہے۔ اگرچہ صحیح ہے کیونکہ تمام راتیں اپنے سے بعد میں آنے والے دنوں کے تابع ہیں۔ مگر وہ رات جو عرفہ سے ملی ہوئی ہے کہ اس میں وقوف عرفہ صحیح ہے۔ اور یہ عید کی رات ہے۔ تین راتوں کی رمی اپنے سے پہلے والے ایام کی تابع ہیں۔ پہلے دن زوال کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک رمی کرنا مباح (جائز) ہے۔ اسی معلومات سے تمام کنکریوں کے مارنے کے اوقات[4] جواز، مکروہ، مستحب کے طور پر معلوم ہو گئے۔ حج افراد کرنے والے کا قربانی کرنا سنت ہے۔ اس قربانی، نفلی، تمتع اور قران کی قربانی سے کھانا[5]۔ یوم نحر کا خطبہ پہلے والے خطبہ کی طرح سنت ہے۔ یوم النحر کے خطبے میں حج کے بقیہ مناسک سکھائے۔ اور یہ حج کے خطبوں میں سے تیسرا خطبہ ہے۔

تشریح:

(۱): رمی پیدل بھی جائز ہے اور سوار ہو کر بھی مگر افضل یہ ہے کہ پہلے اور دوسرے جمروں پر پیدل رمی کرے اور تیسرے پر سوار ہو کر۔ (بہار شریعت، حصہ ششم، ص ۱۱۸)

(۲): پہلی تینوں تاریخوں ۱۰، ۱۱، ۱۲ کی رمی دن میں نہ کی تو رات میں کرے پھر اگر بغیر عذر ہے تو کراہت ہے۔ ورنہ کچھ نہیں۔ اگر رات میں بھی نہ کی تو قضا ہو گئی۔ اب دوسرے دن اس کی قضا دے اور اس کے ذمے کفارہ واجب اور اس قضا کا بھی وقت تیرھویں کے آفتاب ڈوبنے تک ہے۔ اگر تیرھویں کا آفتاب ڈوب گیا اور رمی نہ کی تو اب رمی نہیں کر سکتا اور دم واجب۔

(بہار شریعت، حصہ ششم، ص ۱۱۸)

(۳). امام اعظم کے نزدیک اس کا وقت طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک ان کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے لہٰذا زوال سے پہلے جائز نہ ہو گی۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۸۶)

(۴): گیارہویں اور بارہویں کی رمی کا وقت زوال آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے۔ گیارہویں یا بارہویں کو زوال سے پہلے اگر رمی کی اور اس کا اعادہ نہ کیا تو دم واجب ہے۔ اگر سورج ڈوبنے کے بعد ایسا کیا تو یہ مکروہ ہے جبکہ کوئی عذر نہ ہو۔

(رفیق الحرمین، ص ۱۶۹)

(۵): مکروہ قربانی جو جنایت کی وجہ سے لازم آئی ہے اس میں سے نہ کھائے۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۷۳۲)

وَتَعْجِيْلُ النَّفْرِ إِذَا أَرَادَهُ مِنْ مِنًى قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِي عَشَرَ وَإِنْ أَقَامَ بِهَا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِي عَشَرَ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَدْ أَسَاءَ وَإِنْ أَقَامَ بِمِنًى إِلَى طُلُوْعِ فَجْرِ الْيَوْمِ الرَّابِعِ لَزِمَهُ رَمْيُهُ وَمِنَ السُّنَّةِ النُّزُوْلُ بِالْمُحَصَّبِ سَاعَةً بَعْدَ إِرْتِحَالِهِ مِنْ مِنًى وَشُرْبُ مَاءَ زَمْزَمَ وَالتَّضَلُّعُ مِنْهُ وَإِسْتِقْبَالُ الْبَيْتِ وَالنَّظْرُ إِلَيْهِ قَائِماً والصَبُّ مِنْهُ عَلَى رَأْسِهِ وَسَائِرِ جَسَدِهِ وَهُوَ لِمَا شُرِبَ لَهُ مِنْ أُمُوْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ السُّنَّةِ اِلْتِزَامُ الْمُلْتَزَمِ وَهُوَ أَنْ يَّضَعَ صَدْرَهُ وَوَجْهَهُ عَلَيْهِ وَالتَّشَبُّثُ بِالْأَسْتَارِ سَاعَةً دَاعِياً بِمَا أَحَبَّ وَتَقْبِيْلُ عَتَبَةِ الْبَيْتِ وَدُخُوْلُهُ بِالْأَدَبِ وَالتَّعْظِيْمِ ثُمَّ لَمْ يَبْقَ عَلَيْهِ إِلَّا أَعْظَمَ الْقُرُبَاتِ وَهِيَ زِيَارَةُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَأَصْحَابِهِ فَيَنْوِيْهَا عِنْدَ خُرُوْجِهِ مِنْ مَكَّةَ مِنْ بَابِ شَبِيكة مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى وَسَنَذْكُرُ لِلزِّيَارَةِ فَصْلاً عَلَى حِدَتِهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ارتحالہ:	سفر اختیار کرنا	تضلع:	پیٹ بھر کر پینا
التزام:	چمٹنا	تشبث:	زور سے پکڑنا
استار:	پردہ	عتبہ البیت:	چوکھٹ

ترجمہ:

اگر بارہویں تاریخ کو جانے کا ارادہ ہو تو سورج کے غروب ہونے سے پہلے جلدی جلدی نکل جائے[1]۔ اگر وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو اس پر کوئی شے واجب نہیں ہوگی۔ لیکن اس نے برا کیا۔ اگر تیرہ ذی الحجہ کی طلوع فجر تک منی میں ٹھہرا رہا تو اس دن کی رمی بھی لازم ہوگی[2]۔ منی سے چلے جانے کے بعد وادی محصب[3] میں کچھ دیر کے لئے اترنا سنت ہے[4]۔ زم زم کا پانی خوب پیٹ بھر کر پینا، قبلہ رخ اور قبلہ کی طرف نظر کرتے ہوئے کھڑے ہو کر پینا، سر اور اپنے تمام بدن پر آب زم زم بہانا[5] دنیا اور آخرت کے کاموں میں سے جس کام کیلئے پیا جائے یہ اسی کے لئے ہے۔ ملتزم[6] سے چمٹنا بھی سنت ہے۔ چمٹنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے چہرے اور سینے کو ملتزم پر رکھے کچھ دیر غلاف کعبہ کے ساتھ چمٹ کر جو اسے پسند ہو وہ دعا کرے۔ بیت اللہ کی چوکھٹ کو بوسہ دے۔ پھر ادب و تعظیم کے ساتھ خانہ کعبہ میں داخل ہو۔ پھر اس پر سب سے بڑی عبادت رہ جائے گی۔ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ (مزارات) کی زیارت کرنا ہے۔ مکہ مکرمہ کی نچلی جانب باب شبیکہ سے ہو کر مکہ مکرمہ سے نکلتے وقت اس کی نیت کرے۔ عنقریب ہم زیارت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

بارے میں علیحدہ فصل بیان کریں گے۔ اگر اللہ نے چاہا۔

تشریح:

(۱): نفر اس کا معنی ہے پلٹنا، پہلے دن کو یوم نحر کہتے ہیں۔ دوسرے دن کو یوم القراء کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں پڑھا جاتا ہے۔ تیسرے دن کو نفر اول کہتے ہیں اور چوتھے دن کو نفر ثانی کہتے ہیں۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۸۶)

(۲): اگر بغیر رمی کیے چلا گیا تو اس پر دم واجب ہوگا۔ (بہار شریعت حصہ ششم، ص ۱۱۷)

(۳): جنت معلیٰ کے قریب ہے۔ جنت المعلی مکہ معظمہ کا قبرستان ہے۔ اس کے پاس ایک پہاڑ ہے۔ اور دوسرا پہاڑ اس کے سامنے مکہ کو جاتے ہوئے دہنے ہاتھ پر نالہ کہ درمیان سے جدا ہے۔ ان دونوں پہاڑوں کے بیچ کا نالہ وادی محصب ہے جنت المعلی محصب میں داخل نہیں۔ (بہار شریعت حصہ ششم، ص ۱۲۰)

(۴): اظہر قول یہ ہے کہ یہ سنت کفایہ ہے کیونکہ تمام حاجیوں کے لئے یہ ممکن نہیں ہے۔

(ذریعۃ النجاح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۷۷)

(۵): اعلی حضرت فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں "ہمارے ائمہ کے نزدیک اس سے وضوء وغسل جائز ہے۔ مگر ڈھیلے کے بعد استنجاء مکروہ اور نجاست دھونا منع ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲، ص ۴۵۲)

فائدہ: سب سے افضل ترین پانی وہ ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے نکلا۔

(الاشباہ والنظائر فی الفقہ الحنفی، ص ۳۸۵)

یہ وہ کنواں ہے جو حضرت سیدنا اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کے بچپن میں آپ کے ننھے منھے مبارک قدموں کی رگڑ سے جاری ہوا۔ یہ مبارک کنواں مقام ابراہیم علیہ السلام سے جنوب میں واقع ہے۔ (رفیق الحرمین، ص ۳۸)

(۶): کعبہ مشرفہ کے چار کونے ہیں (۱) رکن اسود (۲) رکن عراقی (۳) رکن شامی (۴) رکن یمانی، رکن اسود (حجر اسود) اور باب الکعبہ کی درمیانی دیوار ملتزم کہلاتی ہے۔ (رفیق الحرمین، ص ۳۶)

فصل فی کیفیة ترکیب أفعال الحج

إِذَا أَرَادَ الدُّخُولَ فِی الْحَجِّ أَحْرَمَ مِنَ الْمِيقَاتِ كَرَابِغٍ فَيَغْتَسِلُ أَوْ يَتَوَضَّأُ وَالْغُسْلُ أَحَبُّ وَهُوَ لِلتَّنْظِيفِ فَتَغْتَسِلُ الْمَرْأَةُ الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ إِذَا لَمْ يَضُرَّهَا وَيَسْتَحِبُّ كَمَالُ النَّظَافَةِ كَقَصِّ الظُّفُرِ وَالشَّارِبِ وَنَتْفِ الْإِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ وَجِمَاعِ الْأَهْلِ وَالدُّهْنِ وَلَوْ مُطَيَّباً وَيَلْبَسُ الرَّجُلُ إِزَاراً أَوْ رِدَاءً جَدِيدَيْنِ أَوْ غَسِيلَيْنِ وَالْجَدِيدُ الْأَبْيَضُ أَفْضَلُ وَلَا يَتَزِرُهُ وَلَا يَعْقِدُهُ وَلَا يُخَلِّلُهُ فَإِنْ فَعَلَ كُرِهَ وَلَا شَیْءَ عَلَيْهِ وَتَطَيَّبَ وَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّی أُرِيدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِی وَتَقَبَّلْ مِنِّی وَلَبِّ دُبُرَ صَلَاتِكَ تَنْوِی بِهَا الْحَجَّ وَهِیَ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَلَا تَنْقُصْ مِنْ هٰذِهِ الْأَلْفَاظِ شَيْئاً وَزِدْ فِيهَا لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرُّغْبٰی إِلَيْكَ وَالزِّيَادَةُ سُنَّةٌ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تنظیف:	صفائی	قص:	کاٹنا
ابط:	بغل کے بال اکھیڑنا	یزر:	تہبند باندھنا
عقد:	گرہ لگانا	لب:	تلبیہ کہنا
رغبی:	رغبت کرنا		

ترجمہ:

یہ فصل حج کے افعال ادا کرنے کے طریقے کے بارے میں ہے

جب کوئی شخص حج کا ارادہ کرے تو میقات سے احرام باندھے [1] مثلا رابغ [2] سے۔پس وہ غسل یا وضو کرے۔پاکیزگی کے لئے غسل کرنا زیادہ پسند ہے [3] اگر غسل نقصان دہ نہ ہوتو حیض ونفاس والی عورت بھی غسل کرے۔ناخن کاٹنے،موچھیں کاٹنے،بغلوں کے بال اکھیڑنے،موئے زیر ناف مونڈنے [4]،بیوی سے جماع کرے،تیل لگانے اگرچہ خوشبودار [5] ہو،ان کاموں کے ذریعے مکمل طور پر پاکیزگی حاصل کرنا مستحب ہے۔مرد دونئی یا دھلی ہوئی تہبند اور چادر پہنے۔نئی سفید چادریں افضل ہیں۔اسے نہ تو بٹن لگائے نہ ہی گرہ لگائے اور نہ ہی قمیص کی طرح بنا کر اس کے اندر داخل ہوا گر اس نے ایسا کیا تو مکروہ ہے اور اس پر کچھ واجب نہیں۔خوشبو لگائے اور دو رکعتیں پڑھے پھر یہ کہے"یا اللہ بے شک میں نے حج کا ارادہ کیا

،اسے میرے لئے آسان بنا دے،اور مجھ سے قبول فرمالے،نمازوں کے بعد تلبیہ حج کا ارادہ کیا،اسے میرے لئے آسان بنادے اور مجھ سے قبول فرمالے۔''نمازوں کے بعد تلبیہ سے حج کی نیت کرے۔تلبیہ یہ[۶] ہے۔''اے اللہ!میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں ہے، میں حاضر ہوں، بے شک تمام تعریفیں،نعمتیں اور بادشاہی تیری ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔''ان الفاظ میں سے کسی قسم کی کمی نہ کرے[۷]۔لیکن الفاظ کی زیادتی کر سکتا ہے۔''یا اللہ!میں حاضر ہوں،میں تیر افرمانبردار ہوں،تمام بھلائیاں تیرے ہی دست قدرت میں ہے، میں حاضر ہوں تیری ہی طرف رغبت کی جاتی ہے۔''ان الفاظ کا اضافہ سنت ہے[۸]۔

تشریح:

(۱): حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا۔احرام باندھنے کی کون سی جگہ ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا''احرام باندھیں اہل مدینہ ذی الخلیفہ سے، اہل عراق عقیق سے،اہل شام جحفہ سے اور اہل نجد قرن سے۔ (مسند امام اعظم،کتاب الحج،ص ۱۱)

نوٹ: میقات سے آگے بغیر احرام کے جانے کی صورت میں دم لازم آئے گا۔

(۲): یہ ایک وادی کا نام ہے جو مقام جحفہ سے کچھ سے پہلے ہے۔اور یہ مکہ کی جانب جانے والے کی بائیں جانب ہے۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح،ص ۷۳۲)

(۳): کیونکہ یہ سنت موکدہ ہے اور وضو اس کے قائم مقام تو ہو جائے گا مگر سنت موکدہ کی فضیلت نہیں ملے گی۔مگر قہستانی میں اختیار اور محیط سے مروی ہے کہ وضو و غسل مستحب ہیں۔ (فتاوی شامی،جلد ۳،ص ۵۵۷)

(۴): عانہ وہ جگہ ہے جو مرد و عورت کی شرم گاہ کے قریب ہوتی ہے۔اسی حکم میں دبر کے بال بھی شامل ہیں۔ بلکہ دبر کے بال کا شنا اولی ہے۔تا کہ استنجاء کی صورت میں ان بالوں کے ساتھ کوئی شے نہ لگے۔ (فتاوی شامی،جلد ۳،ص ۵۵۸)

(۵): حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوشبو لگاتی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج کے پاس جاتے اور صبح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محرم ہوتے۔ (مسند امام اعظم،۱۱۲)

نوٹ: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ محرم،احرام سے پہلے خوشبو لگا سکتا ہے۔مگر بعد میں نہیں۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ

عنہ سے مروی ہے کہ لبیک کہنے والا جب لبیک کہتا ہے تو اسے بشارت دی جاتی ہے۔عرض کی گئی جنت کی بشارت دی جاتی ہے؟فرمایا!ہاں۔ (المعجم الاوسط، باب المیم الحدیث،۷۷۷۹)

نوٹ: تلبیہ کے ساتھ حج کی نیت کرنا ضروری نہیں ہے۔کیونکہ حج مطلق نیت سے بھی ادا ہوجاتا ہے۔اگرچہ نیت دل میں ہو۔کیونکہ نیت کا تلبیہ سے ملا ہوا ہونا شرط نہیں بلکہ سنت ہے۔شرط یہ ہے کہ نیت مطلقا ذکر سے ملی ہوئی ہو۔

(الدرالمختار معہ ردالمحتار، جلد۳،ص۵۶۱)

(۷): کیونکہ تمام روایات اس پر متفق ہیں کہ یہ تلبیہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے لہذا اس میں سے کسی شے کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔ (ضوء المصباح حاشیہ نورالایضاح،ص۱۸۸)

(۸): تلبیہ کا بار بار پڑھنا سنت ہے۔مگر اس تلبیہ پر اضافہ کرنا مستحب ہے۔ (فتاوی شامی، جلد۳،ص۵۶۳)

فَإِذَا لَبَّيْتَ نَاوِياً فَقَدْ أَحْرَمْتَ فَاتَّقِ الرَّفَثَ وَهُوَ الْجِمَاعُ وَقِيلَ ذِكْرُهُ بِحَضْرَةِ النِّسَاءِ وَالْكَلَامَ الْفَاحِشَ وَالْفُسُوقَ وَالْمَعَاصِيَ وَالْجِدَالَ مَعَ الرُّفَقَاءِ وَالْخَدَمِ وَقَتْلَ صَيْدِ الْبَرِّ وَالْإِشَارَةَ إِلَيْهِ وَالدَّلَالَةَ عَلَيْهِ وَلُبْسَ الْمَخِيطِ وَالْعِمَامَةِ وَالْخُفَّيْنِ وَتَغْطِيَةَ الرَّأْسِ وَالْوَجْهِ وَمَسَّ الطِّيبِ وَحَلْقَ الرَّأْسِ وَالشَّعْرِ وَيَجُوزُ الْإِغْتِسَالُ وَالْإِسْتِظْلَالُ بِالْخَيْمَةِ وَالْمَحْمَلِ وَغَيْرِهِمَا وَشَدُّ الْهِمْيَانِ فِي الْوَسَطِ وَأَكْثِرِ التَّلْبِيَةَ مَتَى صَلَّيْتَ أَوْ عَلَوْتَ شَرَفاً أَوْ هَبَطْتَ وَادِياً أَوْ لَقِيتَ رَكْباً وَبِالْأَسْحَارِ رَافِعاً صَوْتَكَ بِلَا جُهْدٍ مُضِرٍّ وَإِذَا وَصَلْتَ مَكَّةَ يَسْتَحِبُّ أَنْ تَغْتَسِلَ وَتَدْخُلَهَا نَهَاراً مِنْ بَابِ الْمُعَلّٰى لِتَكُونَ مُسْتَقْبِلاً فِي دُخُولِكَ بَابَ الْبَيْتِ الشَّرِيفِ تَعْظِيماً. وَيَسْتَحِبُّ أَنْ تَكُونَ مُلَبِّياً فِي دُخُولِكَ حَتّٰى تَأْتِيَ بَابَ السَّلَامِ فَتَدْخُلَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ مِنْهُ مُتَوَاضِعاً خَاشِعاً مُلَبِّياً مُلَاحِظاً جَلَالَةَ الْمَكَانِ مُكَبِّراً مُهَلِّلاً مُصَلِّياً عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسلم مُتَلَطِّفاً بِالْمُزَاحِمِ دَاعِياً بِمَا أَحْبَبْتَ فَإِنَّهُ يُسْتَجَابُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ الْمُكَرَّمِ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
فاتق:	بچنا	خدم:	غلام
مخیط:	سلا ہوا کپڑا	استظلال:	سایہ لینا
همیان:	کمر بند		

ترجمہ:

جب تو نے حج کی نیت سے لبیک کہا پھر احرام باندھ لیا تو رفث یعنی جماع سے بچو [۱] اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد عورتوں کے سامنے جماع کا ذکر یا فحش گفتگو کرنا ہے [۲]۔ اور وہ فسق، گناہ، ساتھیوں اور خادم کے ساتھ لڑائی جھگڑا، خشکی کا شکار کرنے [۳]، شکار کی طرف اشارہ کرنے، شکار پر رہنمائی کرنے، سلا ہو کپڑا، عمامہ، اور موزے پہننے [۴]، سر اور چہرہ کو چھپانے [۵]، خوشبو لگانے، سر کے بال یا کوئی اور بال کاٹنے سے بچے [۶]۔ غسل کرنا یا خیمہ اور کجاوے کے سائے میں بیٹھنا، یا ان کے علاوہ کسی اور شے سے سایہ لینا اور کمر میں همیانی [۷] باندھنا جائز ہے۔ جب نماز پڑھ لو [۸] بلندی کی طرف جاتے یا وادی سے اترتے، سوار سے ملتے یا سحری کے وقت بلند آواز [۹] سے بکثرت تلبیہ کہو۔ مگر یہ کام مشقت، تکلیف کے بغیر ہو [۱۰]۔ جب تم مکہ پہنچ جاؤ تو مستحب یہ ہے کہ تم غسل کرلو۔ تم باب معلّٰی کی طرف سے داخل ہو۔ تا کہ تمہارے داخل ہوتے وقت تعظیم کی غرض سے تمہارا رخ بیت اللہ کی طرف ہو۔ مستحب ہے کہ تم تلبیہ کہتے ہوئے داخل ہو۔ یہاں تک کہ تم باب السلام تک

پہنچ جاؤ۔اور وہاں سے عاجزی، خشوع سے تلبیہ کہتے ہوئے بیت اللہ کے مقام کو مدنظر رکھتے ہوئے، تکبیر اور لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھ کر مسجد حرام میں داخل ہو۔مزاحمت کے وقت نرمی برتے (۱۱)۔اور جو دعا اسے پسند ہو مانگے کیونکہ بیت اللہ کی زیارت کرتے وقت جو دعا مانگی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے (۱۲)۔

تشریح:

(۱): سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس نے حج کیا اور اس نے نہ تو جماع کیا اور نہ ہی فسق کیا تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہو جائے گا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔
(الصحیح البخاری، کتاب الحج، باب: ''وجب العمرہ وفضلہا)

(۲): اگر عورتوں کی عدم موجودگی میں ذکر کیا جائے تو یہ رفث نہیں ہے۔
(ذریعۃ النجاح، حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۷۸)

(۳): مگر دریا کا شکار کرنے کی اجازت ہے۔اللہ تعالی کے اس فرمان عالیشان کی وجہ سے ''احل لکم صید البحر'' کہ تمہارے لئے دریا کا شکار حلال ہے۔ (سورۃ المائدہ ۵، الایۃ ۹۴)

(۴): حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی کہ محرم کون سا لباس پہنے؟ ارشاد فرمایا قمیص، عمامہ، جبہ، شلوار، ٹوپی نہ پہنے اور نہ ہی ایسا لباس پہنے جسے ورس یا زعفران سے رنگا گیا ہو اور جس کے پاس جوتا نہ ہو تو وہ موزے پہن لے اور انہیں ٹخنوں سے نیچے کاٹ کر (چپلیں) بنا کر پہن لے۔
(مسند امام اعظم، کتاب الحج، ص ۱۱۲)

(۵): مکمل چہرے کو چھپائے یا بعض حصہ کو جیسا کہ فقط منہ یا ٹھوڑی کو چھپالے۔مگر مکمل چہرہ کو اگر ایک دن یا ایک رات چھپائے رکھا تو دم لازم آئے گا۔مگر میت کا چہرہ اور سر چھپایا جائے گا عورت اجنبی مردوں سے کسی ایسے کپڑے سے پردہ کرے جو کہ اس کے چہرے کو نہ چھوئے۔ (الدر المختار ورد المحتار، جلد ۳، ص ۵۶۸)

(۶): اسی طرح دوسرے کسی شخص کے بال بھی نہ کاٹے۔اگر چہ وہ حالت احرام میں نہ ہو۔اسی طرح مونچھوں، بغلوں عانہ اور گردن کے بال وغیرہ کاٹنا بھی منع ہے۔اور یہ بال چاہے کاٹنے، اکھیڑنے یا جلنے کے ذریعے جسم کے کسی بھی حصہ سے جدا ہوں۔ (فتاوی شامی، جلد ۳، ص ۵۷۱)

(۷): اس سے مراد وہ کمر بند (بیلٹ) ہے جو حاجی حضرات باندھتے ہیں اور اس میں اپنی ضرورت کی اشیاء رکھتے ہیں۔

(۸): یہ نماز فرض ہو یا نفل یا فوت شدہ نماز اور یہی ظاہر الروایہ کے موافق ہے۔امام طحاوی نے اس کو فرض نماز کے ساتھ

خاص کیا ہے۔ (فتاوی شامی، جلد۳، ص۵۷۴)

(۹): مگر درج ذیل صورتوں میں آواز بلند نہ کرے۔(۱) شہر میں ہو (۲) عورت ہو (۳) یا مسجد میں ہو تا کہ نماز پڑھنے والوں کی نماز میں خلل نہ آئے۔ (فتاوی شامی، جلد۳، ص۵۷۴)

(۱۰): حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ افضل الحج العج والثج یعنی افضل حج وہ ہے جسمیں بلند آواز سے تلبیہ کہے اور قربانی کرے۔ (مسند امام اعظم کتاب الحج، ص۴۱۱)

(۱۱): کیونکہ جب لوگوں کا ہجوم ہو تو یہ افعال آرام سے کرے تا کہ دوسرے مسلمانوں کو ایذاء نہ ہو اور دوسرے مسلمانوں کو ایذاء سے بچانا واجب ہے۔

(۱۲): سید و مرشدی امیر اہلسنت فرماتے ہیں۔ آپ چاہیں تو خانہ کعبہ کو دیکھ کر یہ دعا مانگ لیں یا اللہ عزوجل! میں جب بھی کوئی جائز دعا مانگوں وہ قبول ہوا کرے۔ (رفیق الحرمین، ص۶۵)

ثُمَّ اِسْتَقْبَلَ الْحَجَرَ الْاَسْوَدَ مُکبرا مُهَلِّلاً رَافِعاً يَدَيْکَ کَمَا فِي الصَّلاةِ وَضَعَهُمَا عَلَى الْحَجَرِ وَقَبِّلْهُ بِلاَ صَوْتٍ فَمَنْ عَجَزَ عَنْ ذٰلِکَ إِلَّا بِالْإِيْذَاءِ تَرَکَهُ وَمَسَّ الْحَجَرَ بِشَيْءٍ وَقَبَّلَهُ أَوْ أَشَارَ إِلَيْهِ مِنْ بَعِيْدٍ مُکَبِّراً مُهَلِّلاً حَامِداً مُصَلِّياً عَلَى النَّبِي صلى الله عليه وسلم ثُمَّ طُفْ آخِذا عَنْ يَمِيْنِکَ مِمَّا يَلِيَ الْبَابَ مُضْطَبِعاً وَهُوَ أَنْ تَجْعَلَ الرِّدَاءَ تَحْتَ الْإِبْطِ الْأَيْمَنِ وَتُلْقِي طَرْفَيْهِ عَلَى الْأَيْسَرِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ دَاعِياً فِيْهَا بِمَا شِئْتَ وَطُفْ وَرَاءَ الْحَطِيْمِ وَإِنْ أَرَدْتَ أَنْ تَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَقْبَ الطَّوَافِ فَارمَل فِي الثَّلاثَةِ الْأَشْوَاطِ الْأُوَلِ وَهُوَ الْمَشْيُ بِسُرْعَةٍ مَعَ هَزِّ الْكَتِفَيْنِ كَالْمُبَارِزِ يَتَبَخْتَرُ بَيْنَ الصَّفَيْنِ فَإِن زَحَمَهُ النَّاسُ وَقَفَ فَإِذَا وَجَدَ فُرْجَةً رَمَلَ لِأَنَّهُ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ فَيَقِفُ حَتّٰى يُقِيْمَهُ عَلَى الْوَجْهِ الْمَسْنُوْنِ بِخِلَافِ اِسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ، لِأَنَّ لَهُ بَدَلاً وَهُوَ اِسْتِقْبَالُهُ وَيَسْتَلِمُ الْحَجَرَ كُلَّمَا مَرَّ بِهِ وَيَخْتِمُ الطَّوَافَ بِهِ وَبِرَكْعَتَيْنِ فِي مَقَامِ إِبْرَاهِيْمَ عليه السلام أو حَيْثُ تَيَسَّرَ مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَادَ فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَهٰذَا طَوَافُ الْقُدُوْمِ وَهُوَ سنةٌ لِلْآفَاقِي.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ایذاء:	تکلیف دینا	زحمہ:	لوگوں کا ہجوم

ترجمہ:

تکبیر وتہلیل کہتے ہوئے حجر اسود[۱] کی طرف رخ کرے ہاتھ کو بلند کر کے جیسا کہ نماز میں کرتے ہیں[۲] حجر اسود پر رکھے۔ مگر آواز پیدا کیے بغیر بوسہ دے۔ اور جو یہ کام ایذاء کی صورت میں ہی کر سکتا ہو تو وہ اسے ترک کر دے[۳]۔ تکبیر وتہلیل ،حمد اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پڑھتے ہوئے حجر اسود پر کوئی شے رکھے اور اس پر بوسہ دے یا دور سے حجر اسود کی طرف اشارہ کرے[۴]۔ پھر اضطباع کرتے ہوئے یعنی چادر کو دائیں کاندھے کے نیچے سے نکال کر بائیں کاندھے پر چادر کے دونوں کنارے ڈال کر (خانہ کعبہ کے) دروازے کی دائیں جانب سے طواف کے سات چکر لگائے۔ اور جو تو چاہے اس میں دعا مانگ۔ اور طواف حطیم کے باہر سے کرو[۵]۔ اگر طواف کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کا ارادہ ہو تو طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کرے۔ رمل کاندھوں کو ہلاتے ہوئے تیزی کے ساتھ چلنا ہے۔ جیسا کہ اعلان جنگ کرنے والا دو صفوں کے درمیان متکبرانہ چال سے چلتا ہے اگر لوگوں کا ہجوم ہو تو وہ ٹھہر جائے۔ جب رمل کے لئے جگہ خالی ہو تو رمل کرنا ضروری ہے۔ پس وہ ٹھہرا رہے تاکہ رمل سنت طریقے کے مطابق کرے۔ برخلاف حجر اسود کے چومنے کے، کیونکہ اس کا بدل

موجود ہے اور وہ حجر اسود کی طرف رخ کرتا ہے۔ جب کبھی بھی حجر اسود کے پاس سے گزرے تو اسے بوسہ دے۔ اور حجر اسود پر ہی طواف کو ختم کرے۔ پھر مقام ابراہیم (۶) یا مسجد میں جہاں کہیں آسانی ہو وہاں دو رکعت (نفل) پڑھے (۷)۔ پھر لوٹے اور حجر اسود کو بوسہ دے۔ یہ طواف قدوم ہے اور میقات کے باہر سے آنے والوں کے لئے یہ سنت ہے (۸)۔

تشریح:

(۱): زمین وآسمان سے پہلے پانی تھا۔ پھر یہ پانی جھاگ کی شکل اختیار کر گیا۔ جہاں وہ جھاگ محفوظ تھا وہیں یہ کعبہ تعمیر ہوا۔ پھر نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جب طوفان آئے تو یہ آسمانی عمارت اٹھالی گئی۔ اس کا صرف ایک یاقوت باقی رکھا گیا جو سنگ اسود کہلاتا ہے۔ (تفسیر نعیمی، جلد۴، ص۳۲)

(۲): نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "ہاتھوں کو سات جگہ پر بلند کیا جائے۔ (۱) نماز کے شروع کرتے وقت (۲) تکبیر قنوت (۳) عیدین کی تکبیرات (۴) مقام عرفات میں تکبیر (۵) جمرتین کے وقت تکبیر (۶) صفا اور مروہ کے درمیان تکبیر (۷) حجر اسود کو چومنے کے وقت تکبیر۔

(۳): حجر اسود کو بوسہ اس لئے دے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور اپنے ہونٹ مبارک حجر اسود پر رکھے۔ اور ایذاء کی صورت میں اُس لئے ترک کر دے کیونکہ حجر اسود کا بوسہ لینا سنت ہے۔ اور مسلمان کو تکلیف سے بچانا واجب ہے۔ (ذریعۃ النجاح شرح نور الایضاح، ص۱۸۰)

(۴): اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا مرد کے لیے سنت ہے جبکہ عورت کندھوں تک اٹھائے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۱۸۹)

(۵): مکہ معظمہ کی شمالی دیوار کے پاس نصف دائرے کی شکل میں فصیل (باونڈری) کے اندر کا حصہ "حطیم" کعبہ شریف کا ہی حصہ ہے۔ اور اس میں داخل ہونا عین کعبۃ اللہ شریف میں داخل ہونا ہے۔ (رفیق الحرمین، ص۳۷)

اس لئے حکم ہے کہ طواف حطیم کے باہر سے کرو کہ جب وہ عین کعبہ ہے تو اس کے اندر سے طواف کی صورت میں کعبہ کا طواف نہ ہوگا۔

(۶): مقام ابراہیم دروازہ کعبہ کے سامنے ایک قبہ میں وہ جنتی پتھر جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ شریف کی عمارت تعمیر کی اور یہ حضرات سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زندہ معجزہ ہے کہ آج بھی اس مبارک پتھر پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمین شریفین موجود ہیں۔ (رفیق الحرمین، ص۳۸)

(۷): یہ دو رکعت پڑھنی واجب ہیں جبکہ وقت مکروہ نہ ہو۔ اگر بچے نے طواف کیا تو اس پر واجب نہیں ہیں۔

(الدر المختار ورد المحتار، جلد۳، ص ۵۸۵)

(۸): لہذا یہ مکہ اور مواقیت کے اندر رہنے والوں پر نہیں ہے۔ اگر مکی اپنے علاقے سے نکل گیا۔ اور پھر حج کے لئے حالت احرام میں واپس آیا تو اس پر بھی طواف قدوم ہے۔ (فتاوی شامی، جلد۳، ص ۵۷۸)

ثُمَّ تَخْرُجُ إِلَى الصَّفَا فَتَصْعَدُ وَتَقُوْمُ عَلَيْهَا حَتّٰى تَرى الْبَيْتَ فَتَسْتَقْبِلَه مُكَبِّراً مُهَلِّلاً مُلَبِّياً مُصَلِّياً دَاعِياً وَتَرْفَعُ يَدَيْكَ مَبْسُوطَتَيْنِ ثُمَّ تَهْبِطُ نَحْوَ الْمَرْوَةِ عَلٰى هِيْنَةٍ فَإِذَا وَصَلَ بَطْنَ الْوَادِيْ سَعٰى بَيْنَ الْمِيْلَيْنِ الْأَخْضَرَيْنِ سَعْياً حَثِيْثاً فَإِذَا تَجَاوَزَ بَطْنَ الْوَادِيْ مَشٰى عَلٰى هِيْنَةٍ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمَرْوَةَ فَيَصْعَدُ عَلَيْهَا وَيَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا يَسْتَقْبِلُ الْبَيْتَ مُكَبِّراً مُهَلِّلاً مُلَبِّياً مُصَلِّياً دَاعِياً بَاسِطاً يَدَيْهِ نَحْوَ السَّمَاءِ وَهٰذَا شَوْطٌ ثُمَّ يَعُوْدُ قَاصِداً الصَّفَا فَإِذَا وَصَلَ إِلَى الميلين الأخضرين سَعٰى ثُمَّ مَشٰى عَلٰى هِيْنَةٍ حَتّٰى يَأْتِيَ الصَّفَا فَيَصْعَدُ عَلَيْهَا وَيَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ أَوَّلاً وَهٰذَا شَوْطٌ ثَانٍ فَيَطُوْفُ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ يَبْدَؤُ بِالصَّفَا وَيَخْتِمُ بِالْمَرْوَةِ وَيَسْعٰى فِي بَطْنِ الْوَادِيْ فِيْ كُلِّ شوط مِنْهَا ثُمَّ يُقِيْمُ بِمَكَّةَ مُحْرِماً وَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ كُلَّمَا بَدَا لَهُ وَهُوَ أَفْضَلُ مِنَ الصَّلاةِ نَفْلاً لِلْآفَاقِيْ فَإِذَا صَلَّى الْفَجْرَ بِمَكَّةَ ثَامِنَ ذِي الْحَجَّةِ تَأَهَّبَ لِلْخُرُوْجِ إِلٰى مِنٰى فَيَخْرُجُ مِنْهَا بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَيَسْتَحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ الظُّهْرَ بِمِنٰى.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
فتصعد:	چڑھنا	مبسوطتين:	پھیلانا
نحو:	طرف	بدا:	جب کبھی ظاہر ہو نظر آئے

ترجمہ:

پھر اس کے بعد صفا کی طرف نکلو اور اس پر چڑھ کر کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ تم خانہ کعبہ کو دیکھ لو۔ پھر تکبیر، تہلیل، تلبیہ، درود پاک، اور دعا[۱] مانگتے ہوئے خانہ کعبہ کی طرف رخ کرے۔ پھر ہاتھوں کو پھیلا کر بلند کرے پھر سکون کے ساتھ مروہ کی طرف اتر جاؤ۔ جب وادی کے درمیان پہنچو تو دو سبز میلوں کے درمیان جلدی جلدی چلے۔ اور جب وادی کے درمیان میں سے گزر جائے تو سکون کے ساتھ چلے۔ یہاں تک کہ مروہ پہنچ جائے۔ پس وہ مروہ پر چڑھ کر ایسا ہی کرے جیسا اس نے صفا پر کیا تھا۔ پھر تکبیر، تہلیل، تلبیہ، درود پاک، اور اپنے ہاتھ کو آسمان کی طرف بلند کر کے قبلہ رخ ہو کر دعا مانگے۔ یہ ایک پھیرا ہوا[۲]۔ پھر

صفا کا ارادہ کرتے ہوئے واپس لوٹے۔ پھر جب دو سبز میلوں کے پاس پہنچے تو دوڑے۔ پھر سکون و وقار کے ساتھ چلے یہاں تک صفا پہنچ کر اس پر چڑھ جائے۔ اور اس پر وہی افعال ادا کرے جو اس نے پہلی مرتبہ اس پر کیے تھے۔ یہ دوسرا پھیرا ہوا پس وہ اسی طرح سات ایسے چکر لگائے جس کی ابتداء صفا اور اختتام مروہ پر ہو۔ اور ہر چکر میں وادی کے درمیان دوڑ لگائے۔ پھر مکہ مکرمہ میں حالت احرام [۳] میں قیام کرے۔ جب کبھی بھی اس کو آسانی ہو خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ اور طواف کرنا آفاقی کے لئے نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے [۴]۔ پھر جب آٹھ ذی الحجہ کو مکہ میں نماز فجر ادا کرے تو منی کی طرف نکلنے کے لئے ساز و سامان کے ساتھ تیاری کرے۔ اور طلوع آفتاب کے بعد منی سے نکلے اور مستحب ہے کہ ظہر کی نماز منی میں ادا کرے [۵]۔

تشریح:

(۱): اس لئے کہ جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام صفا پر گئے اور خانہ کعبہ نظر آیا تو آپ نے تین مرتبہ تکبیر کہی اور ارشاد فرمایا کوئی معبود نہیں مگر وہ ایک اللہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کی بادشاہی ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ اللہ تعالی ہر پسندیدہ شی پر قادر ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد کی۔ اور اکیلے ہی سے تمام گروہوں کو شکست دی۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۹۰)

(۲): صاحب کتاب کا موقف یہ ہے کہ صفاء سے مروہ ایک چکر ہے اور مروہ سے صفا دوسرا چکر ہے اور امام طحاوی کے نزدیک صفاء سے صفاء ایک چکر ہے اور صحیح قول صاحب کتاب کا ہے۔ کیونکہ جنہوں نے حج کا طریقہ آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا وہ اس بات پر متفق ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفاء مروہ کے سات چکر لگائے ہیں۔

(ذریعۃ النجاح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۸۱)

(۳): کیونکہ جب تک وہ حج کے افعال نہ کرے اس کے لئے احرام اتارنا جائز نہیں ہے۔ اس سے یہ پتا چلا کہ حج کو عمرہ کی وجہ سے فاسد کر دینا جائز نہیں۔ (ملخص ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۹۱)

(۴): مگر آفاقی کے لئے طواف کرنا افضل ہے۔ مگر نماز فی نفسہ طواف سے افضل ہے کیونکہ طواف کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز سے تشبیہ دی ہے۔ لیکن اگر نماز میں مشغول ہو جائیں گے تو ان سے طواف رہ جائے گا جس کا تدارک ممکن نہیں ہے۔ (فتاوی شامی، جلد ۳، ص ۵۹۰)

(۵): بہر حال ہمارے زمانے میں جو لوگ آٹھ ذی الحجہ کو ہی عرفات میں چلے جاتے ہیں یہ درست نہیں ہے کیونکہ یہ سنت

کے مخالف ہے اور اس کے سبب سے بہت ساری سنتیں فوت ہوجاتی ہیں۔ مثلاً منی میں نمازیں پڑھنا، منی میں رات گزارنا معنی سے مسجد نمرہ جانا وغیرہ۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۸۱)

وَلَا يَتْرُكُ التَّلْبِيَةَ فِي أَحْوَالِهِ كُلِّهَا إِلَّا فِي الطَّوَافِ وَيَمْكُثُ بِمِنٰى إِلٰى أَنْ يُصَلِّي الْفَجْرَ بِهَا بِغَلَسٍ وَيَنْزِلُ بِقُرْبِ مَسْجِدِ الْخَيْفِ ثُمَّ بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ يَذْهَبُ إِلٰى عَرَفَات فَيُقِيمُ بِهَا فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ يَأْتِي مَسْجِدَ نَمِرَةَ فَيُصَلِّي مَعَ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ أَوْ نَائِبِهِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ بَعْدَ مَا يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا وَيُصَلِّي الْفَرْضَيْنِ بِأَذَانٍ وَإِقَامَتَيْنِ وَلَا يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا إِلَّا بِشَرْطَيْنِ الْإِحْرَامُ وَالْإِمَامُ الْأَعْظَمُ وَلَا يَفْصِلُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِنَافِلَةٍ وَإِنْ لَمْ يُدْرِكِ الْإِمَامَ صَلّٰى كُلَّ وَاحِدَةٍ فِي وَقْتِهَا الْمُعْتَادِ فَإِذَا صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ يَتَوَجَّهُ إِلَى الْمَوْقِفِ وَعَرَفَات كُلُّهَا مَوْقِفٌ إِلَّا بَطْنَ عُرَنَةَ وَيَغْتَسِلُ بَعْدَ الزَّوَالِ فِي عَرَفَات لِلْوُقُوفِ وَيَقِفُ بِقُرْبِ جَبَلِ الرَّحْمَةِ مُسْتَقْبِلًا مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا مُلَبِّيًا دَاعِيًا مَادًّا يَدَيْهِ كَالْمُسْتَطْعِمِ وَيَجْتَهِدُ فِي الدُّعَاءِ لِنَفْسِهِ وَوَالِدَيْهِ وَإِخْوَانِهِ وَيَجْتَهِدُ عَلٰى أَنْ يَخْرُجَ مِنْ عَيْنَيْهِ قَطَرَاتٌ مِنَ الدَّمْعِ فَإِنَّهُ دَلِيلُ الْقَبُولِ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
یمکث:	ٹھہرنا	بغلس:	خوب اندھیرا
ماداً:	پھیلانا	یجتھد:	کوشش کرنا

ترجمہ:

طواف کے علاوہ کسی حالت میں تلبیہ کو نہ چھوڑے۔ منی میں ٹھہرا رہے۔ یہاں تک کہ فجر کی نماز خوب اندھیرے میں پڑھے[1]۔ مسجد خیف کے قریب اترے پھر سورج کے طلوع ہونے کے بعد میدان عرفات کی طرف چلا جائے۔ وہاں قیام کرے۔ پھر جب سورج ڈھل جائے تو مسجد نمرہ آئے۔ اور امام کے دو ایسے خطبے جن کے درمیان امام بیٹھے اس کے بعد امام اعظم یا اس کے نائب کے ساتھ ظہر وعصر پڑھے۔ دونوں نمازیں ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ پڑھے[2] دو نمازوں کو کبھی بھی اکٹھا نہ پڑھے مگر دو شرطوں پر احرام اور امام اعظم۔ دو نمازوں کے درمیان نفل نماز سے فاصلہ نہ کرے[3]۔ اگر بڑا امام نہ ہو تو ہر ایک شخص اس کے وقت میں نماز پڑھے۔ جب وہ امام کے ساتھ نماز پڑھ لے تو موقف کی طرف متوجہ ہو بطن عرنہ[4] کے علاوہ تمام کا تمام میدان عرفات ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ مقام عرفات میں ٹھہرنے کے لئے زوال کے بعد غسل کرے۔ جبل

رحمت کے قریب ٹھہرے اس حال میں کہ تکبیر،تہلیل، تلبیہ اور ہاتھوں کو پھیلا کر جیسا کہ کھانا مانگنے والے کرتے ہیں قبلہ رخ ہو کر دعا کرے (۵)۔ اپنے والدین اور مسلمان بھائیوں کے لئے خوب دعا مانگے (۶)۔ اور کوشش کرے کہ اس کی آنکھوں سے چند قطرے آنسو نکل آئیں کہ قبولیت کی دلیل ہے (۷)۔

تشریح:

(۱): سوائے اس نماز کہ فجر میں خوب روشنی کر کے نماز پڑھنی چاہیے۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''فجر کی نماز خوب روشنی میں پڑھو کیونکہ اس کا اجر بہت زیادہ ہے''

(مسند امام اعظم،ص ۴۱)

(۲): ایک اذان اس لئے کہ اذان نماز کے وقت کے داخل ہونے کے لئے اعلان ہے دو اقامت سے مراد یہ ہے کہ ایک اقامت ظہر کے لئے اور دوسری اقامت نماز عصر کے لئے ہے کیونکہ اقامت اس لئے دی جاتی ہے تا کہ لوگوں کو نماز کے شروع ہونے کا علم ہو جائے۔ اور ان نمازوں میں آہستہ قرات کرے گا کیونکہ یہ دن کی نمازیں ہیں۔

(فتاوی شامی، جلد ۳،ص ۵۹۳)

(۳): یہاں تک کہ سنت موکدہ بھی نہ پڑھے۔ اگر سنتیں وغیرہ پڑھیں تو یہ مکروہ ہے۔ نماز عصر کی اذان کا اعادہ کرے کیونکہ یہ اذان فی الفور نہیں دی گئی۔ حدیث پاک میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھی پھر اقامت کہی پھر عصر کی نماز پڑھی اور ان کے درمیان کسی شے سے فاصلہ نہیں کیا۔ (فتاوی شامی ج ۳ ص ۵۹۸)

(۴): بطن عرنہ عرفات میں حرم کے نالوں میں سے ایک نالہ ہے۔ مسجد نمرہ کے مغرب یعنی مکہ معظمہ کی طرف وہاں موقف محض ناجائز ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۷۴۸)

(۵): نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''بہترین دعا یوم عرفہ کی دعا ہے سب سے بہتر وہ ہے جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے کی ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے بادشاہی ہے۔ اور تمام تعریفیں، تمام اوقات میں تمام کرنے والوں کی اللہ عزوجل کے لئے ہی ہیں۔ اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

(صحیح الترمذی، کتاب الدعوات، باب: فی دعا یوم عرفہ۔ الحدیث ۳۵۷۹)

(۶): فرمان باری تعالی ہے کہ ''واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنت'' اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔ (پارہ ۲۶، محمد ۱۹)

(۷): حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ دعا میں گریہ وزاری کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(فضائل دعا بحوالہ شعب الایمان الحدیث ۱۱۰۸، ص ۷۹)

وَيُلِحُّ فِي الدُّعَاءِ مَعَ قُوَّةِ رَجَاءِ الْإِجَابَةِ وَلاَ يُقَصِّرُ فِي هٰذَا الْيَوْمِ إِذْ لاَ يُمْكِنُهُ تَدَارُكُهُ سِيَّمَا إِذَا كَانَ مِنَ الْآفَاقِ وَالْوُقُوفُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفْضَلُ وَالْقَائِمُ عَلَى الْاَرْضِ أَفْضَلُ مِنَ الْقَاعِدِ فَإِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ أَفَاضَ الْإِمَامُ وَالنَّاسُ مَعَهُ عَلٰى هِيْنَتِهِمْ وَإِذَا وَجَدَ فُرْجَةً يَسْرَعُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُؤْذِيَ أَحَداً وَيَتَحَرَّزُ عَمَّا يَفْعَلُهُ الْجَهَلَةُ مِنَ الْاِشْتِدَادِ فِي السَّيْرِ وَالْاِزْدِحَامِ وَالْاِيْذَاءِ فَإِنَّهُ حَرَامٌ حَتّٰى يَأْتِيَ مُزْدَلِفَةَ فَيَنْزِلُ بِقُرْبِ جَبَلِ قُزَحٍ وَيَرْتَفِعُ عَنْ بَطْنِ الْوَادِي تَوْسِعَةً لِلْمَارِّيْنَ وَيُصَلِّي بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ وَلَوْ تَطَوَّعَ بَيْنَهُمَا أَوْ تَشَاغَلَ أَعَادَ الْإِقَامَةَ وَلَمْ تَجُزِ الْمَغْرِبُ فِي طَرِيْقِ الْمُزْدَلِفَةِ وَعَلَيْهِ إِعَادَتُهَا مَا لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ وَيُسَنُّ الْمَبِيْتُ بِالْمُزْدَلِفَةِ فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى الْإِمَامُ بِالنَّاسِ الْفَجْرَ بِغَلَسٍ ثُمَّ يَقِفُ وَالنَّاسُ مَعَهُ وَالْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ إِلاَّ بَطْنَ مُحَسِّرٍ وَيَقِفُ مُجْتَهِداً فِي دُعَائِهِ وَيَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يُتِمَّ مُرَادَهُ وَسُؤَالَهُ فِي هٰذَا الْمَوْقِفِ كَمَا أَتَمَّهُ لِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم فَإِذَا أَسْفَرَ جِدًّا أَفَاضَ الْإِمَامُ وَالنَّاسُ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ فَيَأْتِي إِلٰى مِنًى وَيَنْزِلُ بِهَا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سیما:	خاص طور پر	راحلة:	سواری
افاض:	ادانہ ہونا	فینزل:	اترنا
توسعة:	آسانی کرنا، گنجائش رکھنا	اسفر جدا:	خوب روشنی ہونا

ترجمہ:

قبولیت کی قوی امید کے ساتھ دعا میں گریہ وزاری کرے ان دنوں میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے [1] بالخصوص جبکہ وہ آفاقی ہو کیونکہ اس کا ازالہ ممکن نہیں ہے۔ سواری پر وقوف افضل ہے۔ بیٹھنے والے کے مقابلے میں زمین پر کھڑے ہونا افضل ہے [2]۔ جب سورج غروب ہو جائے [3] تو امام اور اس کے ساتھ لوگ سکون ووقار کے ساتھ وہاں سے چلے جائیں۔ جب جگہ میں گنجائش پائیں تو جلدی کریں مگر کسی کو بھی تکلیف نہ پہنچائیں۔ ایسے کام کرنے سے بچے جو جاہل کرتے ہیں مثلاً چلنے میں

شدت اختیار کرنا، بھیڑ کرنا اور تکلیف دینا۔ کیونکہ یہ حرام ہیں۔ جب مقام مزدلفہ آئے تو جبل قزح کے قریب اترے۔ گزرنے والوں پر آسانی چاہتے ہوئے بطن وادی کی جانب سے بلندی پر جائے۔ اور یہاں پر ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ مغرب و عشاء پڑھے [۴]۔ اگر ان دونمازوں کے درمیان نفل پڑھے یا کسی کام میں مشغول ہوگیا تو اقامت کا اعادہ کرے۔ مزدلفہ کے راستے میں مغرب کی ادائیگی جائز نہیں ہے۔ [۵] جب تک فجر طلوع نہ ہو اس پر نماز مغرب کا اعادہ ہے [۶] مزدلفہ میں رات گزارنا سنت ہے [۷]۔ جب فجر صادق طلوع ہوجائے تو امام خوب اندھیرے میں لوگوں کو نماز پڑھائے [۸]۔ پھر وہیں ٹھہرے اور اس کے ساتھ لوگ بھی ٹھہریں۔ بطن محسر [۹] کے علاوہ تمام کا تمام مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ وقوف کرتے ہوئے خوب دعا کرے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے کہ وہ اسکی مراد اور سوال کو اس جگہ پر پورا فرمادے۔ جیسا کہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد کو پورا فرمایا تھا۔ جب خوب روشنی ہوجائے [۱۰] تو امام اور لوگ طلوع شمس سے پہلے چلے جائیں۔ پس منی کی طرف آکر یہاں پر اتر جائیں۔

تشریح:

(۱): اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے ''آج وہ دن ہے جو شخص کان، آنکھ اور زبان کو قابو میں رکھے گا اس کی مغفرت ہے۔'' (رفیق الحرمین، بحوالہ طبرانی، ص ۱۳۱)

(۲): کیونکہ یہ سنت ہے لہذا جتنی دیر ممکن ہو کھڑے ہوکر اپنے رب کریم کی طرف رجوع ہوجائیں۔
(رفیق الحرمین، ص ۱۳۰)

(۳): سورج غروب ہونے کے بعد روانگی واجب ہے۔ اگر سورج غروب ہونے سے پہلے چلا گیا اور عرفہ کی حدود سے نکل گیا تو اس پر دم لازم آئے گا۔ مگر یہ کہ سورج غروب ہونے سے پہلے واپس آگیا تو اب دم ساقط ہوجائے گا۔ اگر امام کے جانے کے بعد کافی دیر تک ٹھہرا رہا۔ اور کوئی عذر بھی نہ تھا تو اس نے برا کیا اگر امام نے سستی کی اور مزدلفہ کی طرف روانہ نہ ہوا یہاں تک کہ رات ہوگئی تو لوگ چلے جائیں گے کیونکہ امام نے خلاف سنت کام کیا ہے۔ (فتاوی شامی، جلد ۳، ص ۵۹۹)

(۴): میدان عرفات میں حکم یہ تھا کہ ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ ظہر و عصر پڑھے۔ مگر یہاں پر حکم یہ ہے کہ صرف ایک اذان اور اقامت کے ساتھ پڑھے۔ وجہ فرق یہ ہے کہ میدان عرفات میں عصر اپنے وقت میں نہیں پڑھی جاتی لہذا وہاں دوبارہ اقامت کی حاجت ہے۔ جبکہ مزدلفہ میں عشاء اس کے وقت میں پڑھی جاتی ہے لہذا دوبارہ اقامت کہنے کی حاجت نہیں ہے۔
(ملخص فتاوی شامی، جلد ۳، ص ۶۰۰)

(۵): حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدان عرفات سے روانگی کے بعد گھاٹی کی طرف قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پانی بہایا۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ کیا آپ نماز ادا فرمائیں گے۔ فرمایا تمہاری نماز کا مقام آگے ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب: الافاضۃ من عرفات الی المزدلفہ، ص۴۱۶)

(۶): یہ حکم اس صورت میں ہے جب یہ مزدلفہ کی طرف اسی راستے سے جائے۔ اگر وہ مکہ کی طرف مزدلفہ کے علاوہ کسی اور راستے سے گیا تو راستے میں نماز ادا کرنا جائز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان نمازوں کو جمع کرنے کے لئے مکان شرط ہے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۱۰۲)

(۷): سنت موکدہ ہے واجب نہیں ہے۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۱۹۲)

(۸): یعنی نماز اس کے اول وقت میں ادا کرے۔ اس جگہ کے علاوہ اور عرفات کے علاوہ ہمارے نزدیک خوب اندھیرے میں نماز پڑھنا سنت نہیں ہے۔ (فتاوی شامی، جلد۳، ص۶۰۴)

(۹): یہ منی مزدلفہ کے بیچ میں ایک نالہ ہے۔ دونوں کی حدود سے خارج مزدلفہ سے منی کو جاتے بائیں ہاتھ کو جو پہاڑ پڑتا ہے۔ اس کی چوٹی سے شروع ہو کر ۵۴۵ ہاتھ تک ہے۔ یہاں اصحاب الفیل آ کر ٹھہرے تھے۔ اور ان پر عذاب ابابیل اترا تھا۔ اس سے جلد گزرنا اور عذاب الٰہی سے پناہ مانگنا چاہیے۔ (فتاوی رضویہ ج۴ ص۷۵۱)

(۱۰): خوب روشنی سے مراد یہ ہے کہ طلوع شمس میں اتنا وقت بچ جائے کہ اگر نماز فاسد ہو جائے تو نماز دوبارہ پڑھنا ممکن ہو۔ (فتاوی شامی، جلد۳، ص۶۰۵ تا ۶۰۶)

ثُمَّ يَأْتِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَيَرْمِيهَا مِنْ بَطْنِ الْوَادِي بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ مِثْلَ حَصَى الْخَزْفِ وَيَسْتَحِبُّ أَخْذَ الْجِمَارِ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ أَوْ مِنَ الطَّرِيقِ وَيُكْرَهُ مِنَ الَّذِي عِنْدَ الْجَمْرَةِ وَيُكْرَهُ الرَّمْيُ مِنْ أَعْلَى الْعَقَبَةِ لِإِيْذَائِهِ النَّاسَ وَيَلْتَقِطُهَا الْتِقَاطاً وَلَا يَكْسِرُ حَجَرًا جِمَاراً وَيَغْسِلُهَا لِيَتَيَقَّنَ طَهَارَتَهَا فَإِنَّهَا يُقَامُ بِهَا قُرْبَةٌ وَلَوْ رَمَى بِنَجِسَةٍ أَجْزَاهُ وَكُرِهَ وَيَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ مَعَ أَوَّلِ حَصَاةٍ يَرْمِيهَا. وَكَيْفِيَّةُ الرَّمْيِ أَنْ يَأْخُذَ الْحَصَاةَ بِطَرَفِ إِبْهَامِهِ وَسَبَابَتِهِ فِي الْأَصَحِّ لِأَنَّهُ أَيْسَرُ وَأَكْثَرُ إِهَانَةً لِلشَّيْطَانِ وَالْمَسْنُونُ الرَّمْيُ بِالْيَدِ الْيُمْنَى وَيَضَعُ الْحَصَاةَ عَلَى ظَهْرِ إِبْهَامِهِ وَيَسْتَعِينُ بِالْمُسَبِّحَةِ وَيَكُونُ بَيْنَ الرَّامِي وَمَوْضِعِ السُّقُوطِ خَمْسَةُ أَذْرُعٍ وَلَوْ وَقَعَتْ عَلَى ظَهْرِ رَجُلٍ أَوْ مَحْمِلٍ وَثَبَتَتْ أَعَادَهَا وَإِنْ سَقَطَتْ عَلَى سُنَنِهَا ذٰلِكَ أَجْزَاهُ وَكَبَّرَ بِكُلِّ حَصَاةٍ. ثُمَّ يَذْبَحُ الْمُفْرِدُ بِالْحَجِّ إِنْ أَحَبَّهُ ثُمَّ يَحْلِقُ أَوْ يُقَصِّرُ وَالْحَلْقُ أَفْضَلُ وَيَكْفِي فِيهِ رُبُعُ الرَّأْسِ وَالتَّقْصِيرُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ رُؤُوسِ شَعْرِهِ مِقْدَارَ الْأَنْمِلَةِ وَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ ثُمَّ يَأْتِي مَكَّةَ مِنْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ أَوْ مِنَ الْغَدِ أَوْ بَعْدَهُ فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ طَوَافَ الزِّيَارَةِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ وَحَلَّتْ لَهُ النِّسَاءُ وَأَفْضَلُ هٰذِهِ الْأَيَّامِ أَوَّلُهَا وَإِنْ أَخَّرَهُ عَنْهَا لَزِمَهُ شَاةٌ لِتَأْخِيرِ الْوَاجِبِ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
حصیات:	کنکریاں	ثبت:	ٹھہر گئی
انملة:	انگلیوں کے پورے کی مقدار	حلت:	حلال ہونا

ترجمہ:

پھر جمرہ عقبہ [1] کے پاس آئے پھر ٹھیکری کی کنکری [2] کی طرح سات کنکریاں [3] وادی [4] میں سے جمرہ عقبہ پر مارے۔ مزدلفہ یا اس کے راستے سے کنکریاں لینا مستحب ہے [5]۔ جمرہ کے پاس سے کنکریاں لینا مکروہ ہے [6]۔ عقبہ کے اوپر والے حصے سے کنکریاں مارنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں لوگوں کو تکلیف دینا ہے۔ کنکریاں اٹھائے۔ پتھر توڑ کر کنکریاں نہ بنائے۔ کنکریوں کو دھوئے تا کہ طہارت یقینی ہو جائے کیونکہ ان کنکریوں کے ساتھ نیک کام کیا جاتا ہے۔ اگر ناپاک کنکریاں پھینکی تو یہ کافی ہے۔ مگر مکروہ ہے۔ پہلی کنکری کے پھینکتے ساتھ ہی تلبیہ پڑھنا بند کر دے۔ اصح قول کے مطابق کنکری پکڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ کنکری کو انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے کنارے سے پکڑے۔ کیونکہ یہ آسان اور اس میں شیطان کی زیادہ توہین ہے۔ دائیں ہاتھ سے کنکری مارنا سنت ہے۔ کنکری کو انگوٹھے کی پشت پر رکھے اور شہادت کی انگلی سے مدد لے [7]۔ کنکری

مارنے والے اور کنکری گرنے کی جگہ کے درمیان پانچ ہاتھ کا فاصلہ ہو[8]۔ اگر کنکری کسی مرد یا کجاوے پر گر کر ٹھہر گئی تو دوبارہ کنکری مارے اگر راستے میں گر گئی تو یہ کنکری کافی ہوگی۔ ہر کنکری پھینکتے وقت تکبیر کہے۔ پھر حج افراد کرنے والا پسند کرے تو قربانی کر دے[9]۔ پھر سر منڈائے یا بال کٹوائے اور سر منڈانا افضل ہے۔ تقصیر میں چوتھائی ہی کافی ہے۔ تقصیر سے مراد یہ ہے کہ انگلیوں کے پورے کے برابر سر کے بال کٹوائے[10] اب اس کے لئے تمام چیزیں حلال ہوگئیں سوائے عورتوں کے۔ پھر اسی دن یا اگلے دن یا اس کے بعد مکہ آئے پھر خانہ کعبہ کے طواف زیارت کے طور پر سات چکر لگائے[11] اب عورتیں بھی اس کے لئے حلال ہوگئیں ان ایام میں سے افضل پہلا دن ہے۔ اگر ان ایام سے موخر کر دیا تو واجب میں تاخیر کی وجہ سے ایک بکری لازم ہوگی۔(۱۲)

تشریح:

(۱): منی اور مکہ کے بیچ میں تین جگہ ستون بنے ہیں ان کو جمرہ کہتے ہیں پہلا جو منی سے قریب ہے جمرہ اولی کہلاتا ہے۔ اور بیچ کا جمرہ وسطی اور اخیر کا کہ مکہ معظمہ سے قریب ہے جمرۃ العقبہ۔ (بہار شریعت، حصہ ششم، ص۱۱۰)

(۲): کنکریاں زمین کی جنس سے ہوں مثلاً کنکر، پتھر، مٹی اگر مینگنی ماری تو رمی نہ ہوگی۔

(الدر المختار مع رد المحتار، جلد۳، ص۶۰۸)

(۳): سات کنکریوں سے کم مارنا جائز نہیں اگر صرف تین ماریں یا بالکل رمی نہ کی تو دم واجب ہوگا اور اگر چار ماریں تو باقی ہر کنکری کے بدلے صدقہ ہے۔ (رفیق الحرمین، ص۱۵۶)

(۴): بطن وادی سے مراد یہ ہے کہ کعبہ اس کے بائیں طرف اور منی دائیں طرف ہو۔

(تقریرات الرافعی علی فتاوی شامی، جلد۳، ص۹۶۰۶)

(۵): لہذا دنیا کے کسی بھی جگہ کی کنکریاں ماریں گے رمی درست ہے۔ (رفیق الحرمین، ص۱۵۷)

(۶): کیونکہ جو کنکریاں جمرہ کے پاس موجود ہیں وہ مردود ہیں چنانچہ ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم ہر سال جو کنکریاں پھینکتے ہیں ہم گمان کرتے ہیں کہ یہ کم ہو جائیں گی ارشاد فرمایا "کنکریوں میں سے جو اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوتی ہے اٹھالی جاتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو یہاں پہاڑ کی طرح کنکریوں کو دیکھتا۔" (الدار قطنی فی السنن، جلد۱، ص۲۸۹)

(۷): یہ رمی کرنے کا دوسرا طریقہ ہے مگر اصح پہلا والا طریقہ ہی ہے۔ کیونکہ عادۃ وہ آسان ہے۔ نہایہ اور رد الواجبہ میں اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۹۳)

(۸): پانچ ہاتھ تقریباً ڈھائی گز اور یہ کم از کم ہے اور زیادہ سے زیادہ کی کوئی قید نہیں ہے۔ (رفیق الحرمین، ص ۱۵۴)

(۹): اونٹ کی قربانی افضل ہے۔ کہ ہمارے پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے دست مبارک سے تریسٹھ اونٹ نحر فرمائے۔ (رفیق الحرمین، ص ۱۶۱)

(۱۰): جس کے سر پر بال نہ ہوا سے استرہ پھروانا واجب ہے۔ اسلامی بہنیں صرف تقصیر کروائیں شوہر موجود ہو تو وہ کاٹ دے یا خود ہی قینچی سے کاٹ لیں۔ (رفیق الحرمین، ص ۱۶۱)

(۱۱): اس طواف کے چار پھیرے فرض ہیں کہ بغیر ان کے طواف ہوگا ہی نہیں اور نہ حج ہوگا اور پورے سات کرنا واجب ہے اگر یہ طواف نہ کیا تو عورتوں سے صحبت حلال نہ ہوگی اگر چہ برسوں گزر جائیں۔ (بہار شریعت، حصہ ششم، ص ۱۱۵ تا ۱۱۶)

(۱۲): حلق یا تقصیر کا وقت دس، گیارہ اور بارہ ذی الحج ہے اگر ان تواریخ میں حلق یا تقصیر نہ کیا تو دم لازم آئے گا۔

ثُمَّ يَعُوْدُ إِلٰى مِنٰى فَيُقِيْمُ بِهَا فَإِذَازَالَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِي مِنْ أَيَّامِ النَّحْرِ رَمَى الْجِمَارَ الثَّلاثَ يَبْدَأُ بِالْجَمْرَةِ الَّتِي تَلِيَ مَسْجِدَ الْخَيْفِ فَيَرْمِيْهَا سَبْعَ حَصَيَاتٍ مَاشِياً يُكَبِّرُ بِكُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَقِفُ عِنْدَهَا دَاعِياً بِمَا أَحَبَّ حَامِداً لِلّٰهِ تَعَالٰى مُصَلِّياً عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ وَيَسْتَغْفِرُ لِوَالِدَيْهِ وَإِخْوَانِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ثُمَّ يَرْمِي الثَّانِيَةَ الَّتِي تَلِيْهَا مِثْل ذٰلِكَ وَيَقِفُ عِنْدَهَادَاعِياً ثُمَّ يَرْمِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةَ رَاكِباً وَلاَ يَقِفُ عِنْدَهَا إِذَا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ مِنْ أَيَّامِ النَّحْرِ رَمَى الْجِمَارَ الثَّلاثَ بَعْدَ الزَّوَالِ كَذٰلِكَ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّتَعَجَّلَ نَفَرَ إِلٰى مَكَّةَ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ وَإِنْ أَقَامَ إِلَى الْغُرُوْبِ كُرِهَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَإِنْ طَلَعَ الْفَجْرُ وَهُوَ بِمِنَى فِي الرَّابِعِ لَزِمَهُ الرَّمْيُ وَجَازَ قَبْلَ الزَّوَالِ وَالْاَفْضَلُ بَعْدَهُ وكُرِهَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَكُل رَمْيٍ بَعْدَهُ رَمْيٌ تَرْمِيْهِ مَاشِياً لِتَدْعُوَ بَعْدَهُ وَإِلَّا رَاكِباً لِتَذْهَبَ عقبَهُ بِلاَ دُعَاءٍ وكره الْمَبِيْتُ بِغَيْرِ مِنٰى لَيَالِي الرَّمْيِ. ثُمَّ إِذَا رَحَلَ إِلٰى مَكَّةَ نَزَلَ بِالْمُحَصَّبِ سَاعةً ثم يَدخلُ مَكَّةَ وَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ بِلاَ رَمَلٍ وَسَعْيٍ إِنْ قَدَّمَهُمَا وَهٰذَا طَوافُ الْوِدَاعِ وَيُسَمّٰى أَيضاً طَوَافُ الصَّدْرِ وَهٰذَا وَاجِب إلا عَلٰى أَهْلِ مَكَّةَ وَمَنْ أَقَامَ بِهَا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
زالت:	ڈھلنا	نفر:	رخصت ہوجانا، چلے جانا

ترجمہ:

پھر منی کی طرف واپس لوٹے اور وہاں ٹھہرا رہے۔ایام نحر میں سے دوسرے دن جب سورج ڈھل جائے تو تینوں جمروں کو کنکریاں مارے اس جمرے سے ابتداء کرے جو مسجد خیف سے ملا ہوا ہے۔ پیدل چلتے ہوئے اس جمرہ کو سات کنکریاں [1] مارے ہر کنکری مارتے وقت تکبیر کہے۔ پھر اس کے قریب کھڑا ہو کر جو دعا اسے پسند ہو مانگے [2] اور اللہ تعالیٰ کی حمد اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھتے ہوئے دعا کرے۔ دعا میں ہاتھوں کو بلند کرتے ہوئے اپنے والدین اور مومن بھائیوں کے لئے بخشش کی دعا مانگے۔ پھر اسی طرح دوسرے جمرہ کو جو اس کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اس کو کنکریاں مارے۔ جمرہ کے پاس کھڑا ہو کر دعا مانگے۔ پھر جمرہ عقبہ کو سوار ہو کر کنکریاں مارے [3] مگر جمرہ عقبہ کے پاس کھڑا نہ ہو جب قربانی کے ایام میں سے تیسرا دن ہو تو اسی طرح زوال کے بعد تینوں جمروں کو کنکریاں مارے۔ اگر جلدی کا ارادہ ہو تو سورج غروب ہونے سے پہلے مکہ چلا جائے۔ اگر غروب آفتاب تک ٹھہرا رہا تو یہ مکروہ ہے۔ اس پر کوئی شے لازم نہیں ہوگی۔ اگر چوتھے دن منی میں فجر کے

طلوع ہونے تک ٹھہرا رہا تو اس پر کنکریاں مارنا لازم ہوگا[۴]۔ زوال سے پہلے بھی کنکریاں مارنا جائز ہے۔ مگر افضل زوال کے بعد ہے۔ سورج طلوع ہونے سے پہلے کنکریاں مارنا مکروہ ہے۔ ہر وہ رمی جس کے بعد بھی رمی ہو، وہ پیدل ہو کر رمی کرے تا کہ اس کے بعد دعا مانگے۔ ورنہ سوار ہو کر کرے۔ اور اس کے بعد بغیر دعا کے چلا جائے۔ رمی کی راتیں منی کے علاوہ کہیں اور گزارنا مکروہ ہے۔ جب مکہ کی طرف چلا جائے تو ایک گھڑی محصب[۵] میں ٹھہرے۔ پھر مکہ میں داخل ہو بغیر رمل و سعی کے اگر پہلے کر چکا ہو تو[۶] خانہ کعبہ کے طواف کے ساتھ چکر لگائے۔ یہ طواف وداع ہے۔ اسے طواف صدر بھی کہتے ہیں۔ اور یہ واجب ہے۔ مگر یہ کہ اہل مکہ اور جس نے وہاں اقامت اختیار کر لی۔ ان پر واجب نہیں ہے[۷]۔

تشریح:

(۱): اگر سات سے زائد کنکریاں ماریں تو یہ جائز ہے کیونکہ سات کی قید اس لئے ہے کہ سات سے کم نہ ہوں اگر زیادہ ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کنکریاں لگاتار مارنا شرط نہیں بلکہ سنت ہے اور اس کا ترک مکروہ ہے۔

(۲): کم سے کم بیس آیتیں پڑھنے کی مقدار دعا میں مشغول ہو ورنہ پون پارہ یا سورۃ بقرہ کی مقدار تک۔

(بہار شریعت حصہ ششم، ص۱۱۷)

(۳): مگر ہمارے زمانہ میں افضل یہ ہے کہ پیدل ہی رمی کرے کیونکہ کثیر تعداد میں لوگوں کی موجودگی کی وجہ سے سواری کی حالت میں رمی ممکن نہیں ہے۔ (ذریعۃ النجاح حاشیہ نور الایضاح، ص۱۸۵)

(۴): کیونکہ زوال سے پہلے کنکری مارنا مکروہ ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ششم، ص۱۱۹)

(۵): وادی محصب منی اور مکہ کے درمیان ہے ہمارے ائمہ کے نزدیک یہاں پر ٹھہرنا سنت ہے۔ کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں پر قصداً قیام فرمایا تھا۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۱۹۵)

(۶): کیونکہ رمل و سعی کا تکرار مشروع نہیں ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار، جلد۳، ص۱۹۵)

(۷): کیونکہ یہ طواف خانہ کعبہ سے جانے والوں پر ہوتا ہے۔ جبکہ اہل مکہ خانہ کعبہ سے جدا نہیں ہوتے۔ اسی طرح اہل مواقیت بھی مکہ والوں کے حکم میں ہیں۔ کیونکہ ان کے لئے بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونا جائز ہے۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۱۹۵)

وَيُصَلِّي بَعْدَهُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَأْتِي زَمْزَمَ فَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا وَيَسْتَخْرِجُ الْمَاءَ مِنْهَا بِنَفْسِهِ إِنْ قَدَرَ وَيَسْتَقْبِلُ الْبَيْتَ وَيَتَضَلَّعُ مِنْهُ وَيَتَنَفَّسُ فِيهِ مِرَارًا وَيَرْفَعُ بَصَرَهُ كُلَّ مَرَّةٍ يَنْظُرُ إِلَى الْبَيْتِ وَيَصُبُّ عَلَى جَسَدِهِ إِنْ تَيَسَّرَ وَإِلَّا يَمْسَحُ بِهِ وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ وَيَنْوِي بِشُرْبِهِ مَاشَاءَ. وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما إِذَا شَرِبَهُ قَالَ "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْماً نَافِعاً وَرِزْقاً وَاسِعاً وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ" وَقَالَ صلى الله عليه وسلم "مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ "وَيُسْتَحَبُّ بَعْدَ شُرْبِهِ أَنْ يَأْتِيَ بَابَ الْكَعْبَةِ وَيُقَبِّلَ الْعَتَبَةَ .ثُمَّ يَأْتِي إِلَى الْمُلْتَزَمِ وَهُوَ:"مَا بَيْنَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ وَالْبَابِ"فَيَضَعُ صَدْرَهُ وَوَجْهَهُ عَلَيْهِ وَيَتَشَبَّثُ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ سَاعَةً يَتَضَرَّعُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى بِالدُّعَاءِ بِمَا أَحَبَّ مِنْ أُمُورِ الدَّارَيْنِ وَيَقُولُ:"اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا بَيْتُكَ الَّذِي جَعَلْتَهُ مُبَارَكاً وَهُدًى لِلْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ كَمَا هَدَيْتَنِي لَهُ فَتَقَبَّلْ مِنِّي وَلَا تَجْعَلْ هٰذَا آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ وَارْزُقْنِي الْعَوْدَ إِلَيْهِ حَتّٰى تَرْضٰى عَنِّي بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ".

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
یصب:	بہانا	تیسر:	آسان ہونا
ھدی:	ہدایت		

ترجمہ:

طواف وداع کے بعد دو رکعتیں پڑھے[1] پھر آب زم زم کے پاس آئے اس کا پانی پیے۔اگر قادر ہو تو بذات خود وہاں سے پانی نکالے۔قبلہ رخ ہو کر پیٹ بھر کر پے پانی پینے کے دوران کئی مرتبہ سانس لے۔ہر مرتبہ نگاہ اٹھا کر خانہ کعبہ کی طرف دیکھے۔اگر آسانی ہو تو جسم پر بہائے۔ورنہ آب زم زم سے چہرہ اور سر کا مسح کرے آب زم زم پیتے وقت جو چاہے نیت کرے[2]۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما جب یہ پانی پیتے تو کہتے''اے اللہ میں تجھ سے علم نافع،وسیع رزق اور ہر بیماری سے شفاء کا سوال کرتا ہوں۔''آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔آب زم زم اسی کام کے لئے ہے جس کے لئے اس کو پیا جائے۔اسے پینے کے بعد مستحب یہ ہے کہ کعبہ کے دروازے کے پاس آئے چوکھٹ کو چومے پھر ملتزم کی طرف آئے۔ملتزم حجر اسود اور خانہ کعبہ کے دروازے کے درمیان ہے۔سینے اور چہرے کو اس پر رکھ کر کعبہ کے پردوں کو مضبوطی سے پکڑ لے۔اللہ تعالی کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرتے ہوئے دنیا وآخرت کے کاموں میں سے جس کے لئے چاہے دعا کرے اور عرض کرے۔''اے اللہ! یہ تیرا وہ گھر ہے جسے تو نے برکت والا اور تمام جہاں والوں کے لئے ہدایت بنایا[3]۔اے اللہ جس طرح

تو نے مجھے اس گھر کی طرف ہدایت دی ہے پس تو مجھ سے اس کو قبول فرمالے۔ اور اسے میرے لئے اپنے گھر کی آخری حاضری نہ بنا اور مجھے دوبارہ اس کی طرف آنے کی توفیق عطا فرما۔ یہاں تک کہ تو اپنی رحمت کی وجہ سے مجھ سے راضی ہو جائے۔ اے تمام رحم فرمانے والوں میں سے بڑھ کر رحم فرمانے والے [۴]۔''

تشریح:

(۱): کیونکہ ہر طواف کے ختم کرنے پر دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ یہ طواف فرض ہو یا نفل۔

(ضوء المصباح حاشیہ نورالایضاح، ص ۱۹۵)

(۲): علماء کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ انہوں نے جس مقاصد کے لئے آب زم زم پیا وہ پورا ہوا ہے مثلاً امام حاکم نے آب زم زم اس لئے پیا کہ ان کی تصنیف اچھی ہو۔ تو وہ اپنے زمانہ کے سب سے بہترین مصنف ہو گئے۔

(ضوء المصباح بتصرف حاشیہ نورالایضاح، ص ۱۹۵)

(۳): اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے ''ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبرکا وھدی للعلمین'' بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کا مقرر ہوا وہ مکہ میں ہے برکت والا اور سارا جہان کا رہنما۔

(پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۹۵)

(۴): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے اسم پاک ''ارحم الرحمین'' پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے کہ جو شخص اسے تین بار کہتا ہے فرشتہ ندا کرتا ہے مانگ کہ ارحم الرحمین تیری طرف متوجہ ہوا۔''

(فضائل دعا بحوالہ المستدرک، ص ۷۰)

وَالْمُلْتَزَمُ مِنَ الْاَمَاكِنِ الَّتِي يُسْتَجَابُ فِيْهَا الدُّعَاءُ بِمَكَّةَ الْمُشَرَّفَةِ وهِيَ خَمْسَةَ عَشَرَ مَوْضِعاً نَقَلَهَا الْكَمَالُ بْنُ الْهَمَّامِ عَنْ رِسَالَةِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِقَوْلِهِ :"فِي الطَّوَافِ وَعِنْدَ الْمُلْتَزَمِ وَتَحْتَ الْمِيْزَابِ وَفِي الْبَيْتِ وَعِنْدَ زَمْزَمَ وَخَلْفَ الْمَقَامِ وَعَلَى الصَّفَا وَعَلَى الْمَرْوَةِ وَفِي السَّعْيِ وَفِي عَرَفَاتٍ وَفِي مِنٰى وَعِنْدَ الْجَمَرَاتِ اِنْتَهٰى. وَالْجَمَرَاتُ تُرْمٰى فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ يَوْمُ النَّحْرِ وَثَلَاثَةٌ بَعْدَهُ كَمَا تَقَدَّمَ وَذَكَرْنَا اِسْتِجَابَتَهُ اَيْضاً عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ الْمُكَرَّمِ وَيَسْتَحِبُّ دُخُوْلُ الْبَيْتِ الشَّرِيْفِ الْمُبَارَكِ إِنْ لَمْ يُؤْذِ أَحَداً وَيَنْبَغِي أَنْ يَقْصِدَ مُصَلَّى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيْهِ وَهُوَ قِبَلَ وَجْهِهِ وَقَدْ جَعَلَ الْبَابَ قِبَلَ ظَهْرِهِ حَتّٰى يَكُوْنَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِي قِبَلَ وَجْهِهِ قُرْبُ ثَلَاثَةِ أَذْرُعٍ ثُمَّ يُصَلِّي فَإِذَا صَلّٰى إِلَى الْجِدَارِ يَضَعُ خَدَّهُ عَلَيْهِ وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهُ ثُمَّ يَأْتِي الْاَرْكَانَ فَيَحْمَدُهُ وَيُهَلِّلُ وَيُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ وَيَسْأَلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَاشَاءَ وَيَلْزَمُ الْاَدَبَ مَااسْتَطَاعَ بِظَاهِرِهِ وَبَاطِنِهِ وَلَيْسَتِ الْبَلَاطَةُ الْخَضْرَاءُ الَّتِي بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ مُصَلَّى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
یستجاب:	قبول ہونا	مقام:	مقام ابراہیم۔
قبل:	طرف	ظھرہ:	پیٹھ
خدہ:	رخسار		

ترجمہ:

ملتزم[1] مکہ مکرمہ کے ان مقامات میں سے ہے جہاں دعا قبول کی جاتی ہے۔ یہ پندرہ مقامات ہیں۔ جنہیں کمال بن ہمام نے امام حسن بصری کے رسالے سے نقل کیا ہے۔(۱) طواف میں(۲) ملتزم کے پاس(۳) میزان کے نیچے[۲]۔(۴) خانہ کعبہ میں(۵) زم زم کے پاس(۶) مقام ابراہیم کے پیچھے(۷) صفا اور(۸) مروہ پر(۹) سعی کے دوران[۳]۔(۱۰) مقام عرفات میں(۱۱) منی میں (۱۲ تا ۱۵) جمروں[۴] کو کنکریاں مارتے وقت۔ کنکریاں چار دن ماری جاتی ہیں۔ قربانی اور اس کے بعد تین دن، جیسا کہ پہلے گزرا۔ اسی طرح ہم نے بیت اللہ شریف کے دیکھتے وقت بھی دعا کی قبولیت کا ذکر کیا ہے[۵]۔ اگر کسی کو تکلیف نہ دے تو وہ برکت والے معزز خانہ کعبہ میں داخل ہونا مستحب ہے۔ خانہ کعبہ میں اس جگہ کا قصد کرے جہاں پر مصلی نبی علیہ الصلوۃ والسلام ہے[۶]۔ اور وہ اس کے چہرے کے سامنے والی دیوار کے درمیان تقریباً تین

ہاتھ کا فاصلہ ہو پھر نماز پڑھے۔ جب دیوار کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ لے تو اپنا رخسار اس دیوار پر رکھے اللہ سے بخشش مانگے اللہ کی تعریف کرے پھر ارکان (۷) کی طرف آئے۔ اللہ کی حمد کرے، تسبیح پڑھے تکبیر کہے اور جو چاہے اللہ سے اس کا سوال کرے۔ ظاہر و باطن کے لحاظ سے جس قدر ممکن ہو ادب لازمی کرے۔ دو ستونوں کے درمیان سبز فرش (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جائے نماز نہیں ہے۔

تشریح:

(۱): حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''میں جب چاہوں جبرائیل علیہ السلام کو دیکھ لوں کہ ملتزم سے لپٹا ہوئے کہہ رہے ہیں اے ہر شے کو اپنی قدرت سے موجود کرنے والے! اے بزرگی والے! مجھ سے اپنی نعمت کو جدا نہ کر، جو تو نے مجھ پر فرمائی ہے۔ (فضائل دعا، ص ۱۲۹)

(۲): سونے کا پرنالہ یہ رکن عراقی و شامی کی شمالی دیوار پر چھت پر نصب ہے۔ اس سے بارش کا پانی ''حطیم میں نچھاور ہوتا ہے۔ امیر اہلسنت فرماتے ہیں میری معلومات کے مطابق مکے مدینے کے تاجدار کا اپنے مزار فائز الانوار میں چہرہ نور بار میزاب رحمت کی طرف ہے۔ (رفیق الحرمین، ص ۳۷)

(۳): خاص طور پر میلین اخضرین کے درمیان۔

(۴): خیال رہے کہ کنکریوں کے بعد دعا صرف جمرہ اولیٰ اور وسطی کے بعد کرنی ہے جمرہ عقبہ کے بعد نہیں۔
(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۹۶)

(۵): بعض حضرات کے نزدیک ان امکنہ میں دعا کا قبول ہونا بعض اوقات کے ساتھ خاص ہے۔ مگر اعلی حضرت فرماتے ہیں کہ ان جگہوں میں اگر دعا کی قبولیت کو کسی وقت کے ساتھ خاص نہ کیا جائے تو بھی بعید نہیں کیونکہ یہی اللہ عزوجل کے فضل وکرم کے زیادہ موافق ہے۔ (فضائل دعا، ص ۱۳۳)

(۶): یعنی ان جگہوں سے تبرک حاصل کرے جن کو آقا علیہ الصلوۃ والسلام سے نسبت ہے۔ حج تمام کا تمام، انبیاء اور صحابہ کی یادیں ہیں۔ کیونکہ رمل نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کی یاد دلاتے ہیں۔ سعی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی یاد دلاتی ہے۔ زم زم حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام رمی اور قربانی حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام، عرفات و مزدلفہ حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی یاد دلاتا ہے۔ مگر نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ بعض لوگ جو کہ توحید کی مدعی بنتے ہیں ان مقدس مقامات سے تبرک حاصل کرنے سے روکتے ہیں، مثلاً کوئی شخص حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ انور کی طرف منہ کر کے

دعا مانگے تو منع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں قبلہ رخ ہو کر دعا مانگو یعنی ان جاہلوں کے نزدیک معاذ اللہ، اللہ صرف قبلہ کی طرف ہے۔ کسی اور طرف نہیں ہے۔ اس لئے کہ انہیں باری تعالی کا یہ فرمان یاد نہیں ہے۔ "اینما تولوا فثم وجه الله" اسی طرح محراب نبی میں قرآن پاک رکھ دیتے ہیں تا کہ لوگوں کو یہاں نماز پڑھنے سے روکا جائے۔

(ملخص ذریعۃ النجاح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۸۶)

(۷): ارکان سے مراد کعبہ مشرفہ کے چار کونے ہیں (۱) رکن اسود، اس میں حجر اسود نصب ہے (۲) رکن عراقی یہ عراق کی سمت شمالی مشرقی کونہ ہے (۳) رکن شامی یہ ملک شام کی سمت شمال مغربی کونہ ہے۔ (۴) رکن یمانی یہ یمن کی جانب مغربی کونہ ہے۔

(رفیق الحرمین، ص ۳۶)

وَمَا تَقُوْلُهُ الْعَامَّةُ مِنْ انه العُرْوَةُ الْوُثْقٰى وَهُوَ مَوْضِعٌ عَالٍ فِي جِدار الْبَيْتِ بِدْعَةٌ بَاطِلَةٌ لَا أَصْلَ لَهَا وَالْمِسْمَارُ الَّذِى فِي وَسْطِ الْبَيْتِ يُسَمُّوْنَهُ "سُرَّةُ الدُّنْيَا" يَكْشِفُ أَحَدُهُمْ عَوْرَتَه وَسُرَّتَه وَيَضَعُهَا عَلَيْهِ فِعْلُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهُ فَضْلاً عَنْ عِلْمٍ كَمَا قَالَهُ الْكَمَالُ وَإِذَا أَرَادَ الْعَوْدَ إِلٰى أَهْلِهِ يَنْبَغِى أَنْ يَّنْصَرِفَ بَعْدَ طَوَافِهِ لِلْوَدَاعِ وَهُوَ يَمْشِى إِلٰى وَرَائِهِ وَوَجْهُهُ إِلَى الْبَيْتِ بَاكِياً أَوْ مُتَبَاكِياً مُتَحَسِّراً عَلٰى فِرَاقِ الْبَيْتِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَيَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ مِنْ بَابِ بَنِى شَيْبَةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى وَالْمَرْأَةُ فِي جَمِيْعِ أَفْعَالِ الْحَجِّ كَالرَّجُلِ غَيْرَ أَنَّهَا لَا تَكْشِفُ رَأْسَهَا وَتَسْدُلُ عَلٰى وَجْهِهَا شَيْئاً تَحْتَه عِيْدَانٌ كَالْقُبَّةِ تَمْنَعُ مَسَّهُ بِالْغِطَاءِ وَلَا تَرْفَعُ صَوْتَهَا بِالتَّلْبِيَةِ وَلَا تَرْمَلُ وَلَا تُهَرْوِلُ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الْمِيْلَيْنِ الْاَخْضَرَين بَلْ تَمْشِي عَلٰى هِيْنَتِهَا فِي جَمِيْعِ السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَا تَحْلِقُ وَتُقَصِّر وَتَلْبَس الْمَخِيْطَ وَلَا تُزَاحِمُ الرِّجَالَ فِي إِسْتِلَامِ الْحَجَرِ وَهٰذَا تَمَامُ حَجِّ الْمُفْرَدِ وَهُوَ دُوْنَ التَّمَتُّعِ فِي الْفَضْلِ وَالْقِرَانُ أَفْضَلُ مِنَ التَّمَتُّعِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سرة:	ناف	فضلا:	چہ جائیکہ
باكيا:	روتے ہوئے	متحسرا:	پشیمانی، حسرت
فراق:	جدائی	تسدل:	کپڑا لٹکانا
تهرول:	تیز دوڑنا	هينتها:	اطمینان
تحلق:	سر منڈوانا		

ترجمہ:

جسے عام لوگ عروہ وثقہ کہتے ہیں وہ خانہ کعبہ کی دیوار کی بلند جگہ ہے۔ یہ بدعت باطلہ ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے[1]۔ وہ کیل جو خانہ کعبہ کے درمیان میں ہے لوگ اسے دنیا کی ناف کہتے ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک اپنی شرم گاہ (۲) اور ناف کو ظاہر کر کے اس پر رکھتا ہے۔ یہ ان کا کام ہے جنہیں عقل نہیں۔ چہ جائیکہ ان کو کسی بات کا علم ہو۔ جیسا کہ کمال ابن ہمام نے فرمایا ہے۔ جب اپنے گھر والوں کی طرف لوٹنا چاہے تو طواف وداع کے بعد جائے[۳]۔ اس طرح جائے کہ پیچھے کی طرف چلے[۴] اور بیت اللہ سے جدائی پر افسوس کرتے ہوئے روئے یا رونے جیسی شکل بنا کر چہرہ خانہ کعبہ کی طرف ہو یہاں تک کہ ثنیۃ السفلی کی جانب سے باب بنی شیبہ سے ہوتا ہوا مکہ سے چلا جائے۔ عورت تمام افعال حج میں مرد کی طرح ہے۔ مگر یہ کہ عورت ایسا سر ننگا نہیں کرے گی۔ اپنے چہرے پر سے کوئی چیز لٹکائے اور قبہ کی طرح اس کے نیچے دو لکڑیاں رکھے تا کہ وہ کپڑے کو چہرے کے ساتھ چھونے نہ دیں۔ عورت تلبیہ میں آواز بلند نہ کرے[۵]۔ اور نہ رمل کرے۔ اور میلین اخضرین کے درمیان جلدی جلدی سعی نہ کرے[۶] بلکہ صفا و مروہ کے درمیان مکمل سعی سکون و وقار کے ساتھ کرے۔ نہ سر منڈائے[۷] بلکہ بال کٹوائے سلا ہوا کپڑا پہنے۔ حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے مردوں سے مزاحمت نہ کرے[۸]۔ یہ حج مفرد کا مکمل بیان ہوا۔ حج افراد فضیلت میں تمتع سے کم ہے قران تمتع سے افضل ہے۔

تشریح:

(۱): بدعت کا لغوی معنی ہے نئی چیز۔ بدعت شرعی کے معنی ہیں وہ اعتقاد یا اعمال جو کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ حیات ظاہری میں نہ ہوا، بعد میں ایجاد ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدعت شرعی کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) بدعت اعتقادی (۲) بدعت عملی۔ بدعت عملی کی دو قسمیں ہیں (۱) بدعت حسنہ (۲) بدعت سئیہ۔ بدعت حسنہ وہ نیا کام جو کہ کسی سنت کے خلاف نہ ہو جیسے محفل میلاد اور دینی مدارس، بدعت سیئہ وہ جو سنت کے خلاف ہو یا سنت کو مٹانے والی ہو۔ بدعت واجبہ وہ نیا کام جو شرعاً منع نہ ہو۔ اور اس کے چھوڑنے سے دین میں حرج واقع ہو۔ جیسا کہ قرآن کے اعراب۔ بدعت حرام وہ نیا کام جس سے کوئی واجب چھوٹ جائے۔ یا واجب کو مٹانے والی ہو۔ (جاء الحق وزہق الباطل، ص ۱۷۷ تا ۱۸۳)

(۲): زمانہ جاہلیت میں مشرکین اس پر اپنی شرم گاہ اور ناف رکھتے تھے۔

(۳): سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص حج کرے تو اس کا آخری کام بیت اللہ کا طواف ہو سوائے

حائضہ کے انہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف وداع نہ کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہے۔

(ذریعۃ النجاح حاشیہ نور الایضاح، ص۱۸۷)

تنبیہ: مکہ معظمہ میں رہائش رکھنا امام اعظم کے نزدیک مکروہ ہے۔ جبکہ صاحبین کے نزدیک نہیں۔ "کیونکہ مکہ معظمہ میں نیکی پر بھی ایک لاکھ نیکیوں کا ثواب ہے۔ اور گناہ پر ایک لاکھ گناہ کا عذاب ہے۔"

(۴): کیونکہ اکابر کی تعظیم اب اسی طرح کی جاتی ہے۔ اس کا انکار کرنے والا نرا جھگڑالو ہے۔

(فتاوی شامی، جلد۳، ص۶۲۳)

(۵): کیونکہ جب مرد اس کی آواز سنیں گی تو فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔ (الدر المختار مع رد المحتار، جلد۳، ص۶۲۹)

(۶): کیونکہ بے پردگی ہوگی رمل مردوں کے لئے سنت ہے۔ (فتاوی شامی، جلد۳، ص۶۲۹)

(۷): کیونکہ یہ مثلہ ہے جیسا کہ مرد اگر اپنی داڑھی کو کاٹ دے۔ (فتاوی شامی، جلد۳، ص۶۳۰)

(۸): یعنی ہجوم کی صورت میں حجر اسود کو بوسہ نہ دے کہ اس طرح مردوں سے اختلاط ہوگا۔

فصل :القِرَان

(فصل)القران: هُوَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ إِحْرَامِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَيَقُوْلُ بَعْدَ صَلَاةِ رَكْعَتَي الْإِحْرَامِ :اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيْدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَيَسِّرْهُمَا لِي وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّي ثُمَّ يُلَبِّي فَإِذَا دَخَلَ مَكَّةَ بَدَأَ بِطَوَافِ الْعُمْرَةِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ يَرْمَلُ فِي الثَّلَاثَةِ الْأُوَلِ فَقَطْ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَي الطَّوَافِ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّفَا وَيَقُوْمُ عَلَيْهِ دَاعِياً مُكَبِّراً مُهَلِّلاً مُلَبِّياً مُصَلِّياً عَلَى النَّبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلم ثُمَّ يَهْبِطُ نَحْوَ الْمَرْوَةِ وَيَسْعٰى بَيْنَ الْمِيْلَيْنِ ،فَيُتِمُّ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ،وَهٰذِهِ أَفْعَالُ الْعُمْرَةِ،وَالْعُمْرَةُ سُنَّةٌ ثُمَّ يَطُوْفُ طَوَافَ الْقُدُوْمِ لِلْحَجِّ ثُمَّ يُتِمُّ أَفْعَالَ الْحَجِّ كَمَا تَقَدَّمَ فَإِذَا رَمٰى النَّحْرَ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَجَبَ عَلَيْهِ ذَبْحُ شَاةٍ أَوْ سَبْعُ بُدْنَةٍ فَإِذَا لَمْ يَجِد فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ قَبْلَ مَجِيءِ يَوْمِ النَّحْرِ مِنْ أَشْهُرِ الْحَجِّ وَسَبْعَةِ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْحَجِّ وَلَوْ بِمَكَّةَ بَعْدَ مُضَيِّ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَلَوْ فَرَّقَهَا جَازَ.

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
بدا:	ابتداء کرنا	یھبط:	اترنا
بدنۃ:	اونٹ یا گائے	مجیء:	آنا
مُضیّ:	گزرنا		

ترجمہ:

قران[1] یہ ہے کہ وہ حج اور عمرہ کے احرام کو جمع کردے[2]۔ پس احرام کی دو رکعت ادا کرنے کے بعد یہ کہے۔اے اللہ میں نے حج اور عمرہ کا ارادہ کیا۔ان دونوں کو میرے لئے آسان بنادے۔ان دونوں کو میری طرف سے قبول فرمالے۔ پھر تلبیہ کہے۔جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوتو عمرہ کے طواف کے سات چکروں سے ابتداء کرے۔صرف پہلے تین چکروں میں رمل کرے۔ پھر طواف کی دو رکعتیں ادا کرے۔ پھر صفاء کی طرف نکل جائے۔ پھر اس پر دعا،تکبیر،تہلیل،تلبیہ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پڑھتے ہوئے کھڑا ہو جائے۔ پھر مروہ کی طرف اتر جائے۔میلین کے درمیان سعی کرے[3]۔اور سعی کے سات چکر مکمل کرلئے۔یہ عمرہ کے افعال ہیں۔اور عمرہ سنت ہے۔ پھر حج کے لئے طواف قدوم کرے۔ پھر حج کے افعال مکمل کرے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا۔جب قربانی کے دن جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارے تو اس پر بکری یا بدنہ کے ساتویں حصہ کا ذبح کرنا واجب ہے[4]۔اگر اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو قربانی کے دن آنے سے پہلے،حج کے مہینوں میں تین روزے رکھے اور

سات روزے حج سے فراغت کے بعد رکھے[۵]۔ایام تشریق گزرنے کے بعد رکھے اگرچہ مکہ میں ہو۔اگر علیحدہ علیحدہ بھی روزے رکھے تو بھی جائز ہے[۶]۔

تشریح:

(۱): اللہ عزوجل کا فرمان عالی شان ہے"واتموا الحج والعمرۃ للہ" اللہ عزوجل کے لئے حج وعمرہ کو پورا کرو۔ (پارہ۲،البقرہ۱۹۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا،حج وعمرہ دونوں کو لبیک میں ذکر فرماتے ہیں۔ (صحیح مسلم،کتاب الحج باب فی الافراد والقران،الحدیث۲۹۹۵)

(۲): پہلے حج کا احرام باندھا۔اس کے ساتھ عمرہ بھی شامل کرلیا۔خواہ طواف قدوم سے پہلے عمرہ شامل کیا یا بعد میں۔طواف قدوم سے پہلے عمرہ شامل کرنا اساءت ہیکہ خلاف سنت ہے مگر دم واجب نہیں۔اگر طواف قدوم کے بعد شامل کیا ہے تو واجب ہے کہ عمرکو توڑ دے اور دم دے اور عمرہ کی قضاء کرے۔اور عمرہ نہ توڑا جب بھی دم دینا واجب ہے۔

(بہار شریعت،حصہ ششم،ص۱۲۶)

(۳): سعی بغیر سر منڈائے کرے۔اگر سر منڈا کر سعی کی تو احرام سے باہر نہ ہوگا۔اور اس پر دو دم لازم ہوں گے۔کیونکہ اس نے دو احرام کی نیت کی ہے۔

(۴): اس قربانی کے لئے یہ ضروری ہے کہ حرم میں ہو بیرون حرم نہیں ہوسکتی اور سنت یہ ہے۔کہ منی میں ہو۔اس کا وقت دسویں ذی الحجہ کی فجر طلوع ہونے سے لے کر بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے۔اگر یہ قربانی رمی سے پہلے کرے گا تو دم لازم آئے گا۔اور اگر بارہویں تک نہ کی تو ساقط نہ ہوگی بلکہ جب تک زندہ ہے قربانی اس کے ذمے ہے۔

(بہار شریعت،حصہ ششم،ص۱۲۷)

(۵): اللہ تعالی کا فرمان عالی شان ہے"فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام فی الحج وسبعۃ اذا رجعتم،تلک عشرۃ کاملۃ" پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ۔یہ پورے دس ہوئے۔ (پارہ۲،البقرہ۱۹۶)

(۶): ان سات روزوں میں بہتر یہ ہے کہ مکان پر واپس آکر رکھے اور ان دس روزوں میں رات سے نیت ضروری ہے۔اگر پہلے کے تین روزے نو ذی الحجہ تک نہ رکھے تو اب روزے کافی نہیں بلکہ اب دم واجب ہوگا۔اگر دم دینے پر قادر نہیں تو بال مونڈوا کر یا کترواکر احرام سے باہر ہوجائے۔اور اب دو دم واجب ہیں۔ (بہار شریعت،حصہ ششم،ص۱۲۷)

فصل: التمتع

(فصل) التَمَتُّعُ: هُوَ أَنْ يُحْرِمُ بِالْعُمْرَةِ فَقَطْ مِنَ الْمِيقَاتِ فَيَقُوْلُ بَعْدَ صَلاةِ رَكْعَتِي الإِحْرَامِ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْها لِي وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي ثُمَّ يُلَبِّي حَتّٰى يَدْخُلَ مَكَّةَ فَيَطُوْفُ لَهَا وَيَقْطَعُ التَّلْبِيَّةَ بِأَوَّلِ طَوَافِهِ وَيَرْمَلُ فِيهِ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتِي الطَّوَافِ ثُمَّ يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ بَعْدَ الْوُقُوْفِ عَلَى الصَّفَا كَمَا تَقَدَّمَ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ ثُمَّ يَحْلِقُ رَأْسَهُ أَو يُقَصِّرُ إِذَا لَمْ يَسُقِ الْهَدْىَ وَحَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْجِمَاعِ وَغَيْرِهِ وَإِنْ سَاقَ الْهَدْىَ لا يَتَحَلَّلُ مِنْ عُمْرَتِهِ فَإِذَا جَاءَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ يُحْرِمُ بِالْحَجِّ مِنَ الْحَرَامِ وَيَخْرُجُ إِلٰى مِنٰى فَإِذَا رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ لَزِمَهُ ذِبْحُ شَاةٍ أَو سَبْعُ بَدَنَةٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ صَامَ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ قَبْلَ مَجِيْءِ يَوْمِ النَّحْرِ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ كَالْقَارِنِ، فَإِنْ لَمْ يَصُمِ الثَّلاثَةَ حَتّٰى جَاءَ يَوْمُ النَّحْرِ تَعَيَّنَ عَلَيْهِ ذِبْحُ شَاةٍ وَلا يُجْزِئُهُ صَوْمٌ ولا صَدَقَةٌ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
یسق:	لیکر جانا، چلانا	یستمر:	مسلسل
یجزئه:	کفایت کرنا		

ترجمہ:

حج تمتع [۱] یہ ہے کہ میقات سے [۲] فقط عمرہ کا احرام باندھے [۳]۔ احرام کی دو رکعتیں پڑھنے کے بعد کہے۔ اے اللہ! بے شک میں عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں۔ تو اسے میرے لیے آسان بنادے میری طرف سے قبول فرما۔ پھر تلبیہ کہے یہاں تک کہ مکہ میں داخل ہوجائے۔ عمرہ کا طواف کرے۔ طواف شروع کرتے ساتھ ہی تلبیہ کہنا چھوڑ دے۔ اس طواف میں رمل کرے پھر طواف کی دو رکعتیں ادا کرے۔ صفاء پر ٹھہرنے کے بعد، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے۔ سات چکر لگائے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔ پھر سر منڈائے یا بال کتروائے ( )۔ جبکہ قربانی کا جانور لے کر نہ گیا ہو اب جماع وغیرہ تمام چیزیں اس کے لئے حلال ہوگئیں۔ احرام کے بغیر ہی رہے اگر قربانی کا جانور لے کر گیا ہے [۵]۔ تو عمرہ کے احرام سے نہ نکلے [۶] جب آٹھ ذی الحجہ آجائے تو حرم سے حج کا ارادہ باندھ لے۔ اور منی کی طرف چلا جائے۔ قربانی کے دن جب جمرہ عقبہ کو کنکریاں مار دے تو اس پر بکری یا بدنہ کا ساتواں حصہ ذبح کرنا واجب ہے۔ اگر اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو قارن کی طرح تین روزے قربانی کے دن آنے سے پہلے اور سات روزے رکھے۔ جب واپس لوٹے۔ اگر قربانی کا دن آگیا اور تین روزے نہ رکھے تو اب اس پر بکری کا ذبح کرنا متعین ہوگیا۔ اور اس کی جگہ روزہ اور صدقہ کافی نہ ہوگا۔

تشریح:

(۱): اللہ عزوجل فرماتا ہے''فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الہدی'' جس نے عمرہ سے حج کی طرف تمتع کیا اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے۔ (پارہ۲، البقرہ۱۹۶)

(۲): میقات سے پہلے احرام باندھنا شرط نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی ہوسکتا ہے بلکہ اگر میقات کے بعد احرام باندھا جب بھی تمتع ہے۔ اگرچہ بلا احرام میقات سے گزرنا گناہ اور دم لازم یا پھر میقات کو واپس آجائے۔

(بہارشریعت، حصہ ششم، ص۱۲۸)

(۳): تمتع کی دس شرطیں ہیں (۱) حج کے مہینے میں پورا طواف کرنا یا اکثر حصہ یعنی چار پھیرے (۲) عمرہ کے احرام کا حج کے احرام سے مقدم ہونا (۳) حج کے احرام سے پہلے عمرہ کا پورا طواف یا اکثر حصہ کرلیا ہو (۴) عمرہ فاسد نہ کیا ہو (۵) حج فاسد نہ کیا ہو (۶) عمرہ کرنے کے بعد اپنے وطن نہ گیا ہو۔ (۷) حج یا عمرہ دونوں ایک ہی سال ہوں (۸) مکہ معظمہ میں ہمیشہ ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو (۹) مکہ معظمہ میں حج کا مہینہ آجائے تو بے احرام نہ ہو نہ ایسا ہو کہ احرام ہے مگر چار پھیرے طواف کے اس مہینے سے پہلے کرچکا ہو (۱۰) میقات سے باہر کا رہنے والا ہو مکہ کا رہنے والا تمتع نہیں کرسکتا۔

(بہارشریعت، حصہ ششم، ص۱۳۰)

(۴): حلق اور تقصیر کروانا متمتع پر لازم نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اس نے حلق نہ کروایا اور حج کا احرام باندھ لیا اور منی میں حلق کروایا تو یہ متمتع ہی کہلائے گا۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۱۹۹)

(۵): یہ متمتع کی دوسری قسم ہے۔ اور یہ اس سے افضل ہے۔ جو قربانی کا جانور لیکر نہیں گیا۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۱۹۹)

(۶): جو جانور لایا اور جو نہ لایا دونوں میں فرق یہ ہے کہ اگر جانور نہ لایا اور عمرہ کے بعد احرام کھول ڈالا اب جب حج کا احرام باندھا اور کوئی جنایت واقع ہوئی تو جرمانہ مثل مفرد ہوگا۔ اور وہ احرام باقی تھا۔ تو جرمانہ قارن کی مثل ہے۔

(بہارشریعت، حصہ ششم، ص۱۳۱)

فصل: العمرة

(فَصْلٌ) اَلْعُمْرَةُ سُنَّةٌ وَتَصِحُّ فِي جَمِيعِ السَّنَةِ وَتُكْرَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَأَيَّامِ التَّشْرِيقِ وَكَيْفِيَّتُهَا أَنْ يُحْرِمَ لَهَا مِنْ مَكَّةَ مِنَ الْحِلِّ بِخِلَافِ إِحْرَامِهِ لِلْحَجِّ فَإِنَّهُ مِنَ الْحَرَمِ، وَأَمَّا الْآفَاقِيُّ الَّذِي لَمْ يَدْخُلْ مَكَّةَ فَيُحْرِمُ إِذَا قَصَدَهَا مِنَ الْمِيقَاتِ ثُمَّ يَطُوفُ وَيَسْعَى لَهَا ثُمَّ يَحْلِقُ وَقَدْ حَلَّ مِنْهَا كَمَا بَيَّنَّاهُ بِحَمْدِ اللّٰهِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
جميع السنة:	سارا سال	كيفيتها:	طریقہ

ترجمہ:

عمرہ سنت ہے [1] اور تمام سال اس کی ادائیگی صحیح ہے۔ مگر عرفہ، قربانی کے دن اور ایام تشریق میں مکروہ ہے [2]۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ مکہ کے باہر سے عمرہ کا احرام باندھے [3] مگر حج کا احرام، حرم سے باندھا جاتا ہے۔ بہر حال آفاقی جو مکہ مکرمہ میں داخل نہیں جب مکہ مکرمہ جانے کا قصد تو میقات سے احرام باندھے۔ پھر عمرہ کے لئے طواف اور سعی کرے۔ پھر سر منڈائے۔ اب اس کے لئے تمام چیزیں حلال ہوگئیں۔ جیسا کہ بحمد اللہ ہم نے اس کو بیان کیا۔

تشریح:

(۱): سنت سے مراد سنت موکدہ ہے۔ اس کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔ اور رمضان میں عمرہ کرنا افضل ہے۔ جوہرہ نیرہ میں اس کے وجوب کے قول کو صحیح قرار دیا ہے۔ مگر ظاہر الروایہ میں اس کے سنت ہونے کو ہی اصح کہا ہے۔ کیونکہ امام محمد نے واضح طور پر کہا ہے کہ عمرہ نفل ہے۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۹۹)

(۲): اگر ان ایام میں عمرہ کیا تو دم لازم آئے گا۔ مگر سابقہ احرام کے ساتھ ان مہینوں میں احرام کی ادائیگی مکروہ نہیں ہے۔ جیسا کہ وہ شخص جس کا حج رہ گیا پھر ان ایام میں عمرہ کیا۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۹۹)

(۳): اس لئے حج حل میں ادا کیا جاتا ہے۔ اور عمرہ حرم میں ادا کیا جاتا ہے۔ کیونکہ حج کا رکن اعظم حل یعنی میدان عرفات میں ادا کیا جاتا ہے۔ اسی لئے عمرہ کرنے والے حل سے احرام باندھے تاکہ میقات حاصل ہو۔

(ذریعۃ النجاح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۸۹)

فائدہ: حدود حرم سے باہر میقات تک کی زمین کو حل کہتے ہیں۔ اس جگہ وہ چیزیں حلال ہیں جو حرم میں حرام ہیں جو شخص زمین

حل کا رہنے والا ہوا سے "حلی" کہتے ہیں۔ (رفیق الحرمین، ص ۴۲، ۱۰۹)

تنبیہ

وَأَفْضَلُ الْأَيَّامِ يَوْمُ عَرَفَةَ إِذَا وَافَقَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ حَجَّةً فِي غَيْرِ جُمُعَةٍ رَوَاهُ صَاحِبُ مِعْرَاجِ الدِّرَايَةِ بِقَوْلِهِ وَقَدْ صَحَّ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ قَالَ: "أَفْضَلُ الْأَيَّامِ يَوْمُ عَرَفَةَ إِذَا وَافَقَ جُمُعَةً وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ حَجَّةً" ذَكَرَهُ فِي تَجْرِيْدِ الصِّحَاحِ بِعَلَامَةِ الْمُوَطَّا وَكَذَا قَالَ الزَّيْلَعِيُّ شَارِحُ الْكَنْزِ. وَالْمُجَاوَرَةُ بِمَكَّةَ مَكْرُوْهَةٌ عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى لِعَدَمِ الْقِيَامِ بِحُقُوْقِ الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ وَنَفَى الْكَرَاهَةَ صَاحِبَاهُ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سبعين حجة:	ستر حج	مجاورة:	رہائش اختیار کرنا

ترجمہ:

یوم عرفہ جب جُمُعَہ کے دن آجائے تو یہ دونوں میں سے افضل ترین دن ہے جُمُعَہ کے علاوہ ستر حج سے اس دن کا حج افضل ہے۔صاحب "معراج الدرایہ" نے اسے روایت کیا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے[۱] کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمام دنوں سے افضل یوم عرفہ ہے جب اس کے موافق جُمُعَہ آجائے۔اور یہ ستر بار حج سے افضل ہے۔اس کو موطا کی شرائط پر تجرید الصحاح میں ذکر کیا ہے۔جیسا کہ کنز الدقائق کے شارح امام زیلعی نے اس کو بیان کیا ہے۔امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک بیت اللہ اور حرم کے حقوق کا لحاظ نہ رکھنے کی وجہ سے مکہ مکرمہ میں سکونت اختیار کرنا مکروہ ہے۔امام اعظم کے صاحبین نے کراہت کی نفی کی ہے[۲]۔

تشریح:

(۱): لیکن امام مناوی نے بعض حفاظ سے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ہاں امام غزالی نے احیاء العلوم میں ذکر کیا ہے۔کہ بعد سلف نے کہا کہ جب یوم عرفہ جُمُعَہ کے دن آئے تو تمام عرفہ والوں کی بخشش کردی جاتی ہے۔یہ دنیا میں افضل ترین دن ہے۔اور اسی دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کیا تھا۔اور عرفہ کا دن جُمُعَہ کے دن کے

موافق تھا۔ جب اللہ تعالی نے یہ آیت مبارکہ اتاری ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی'' اس پر اہل کتاب نے کہا کہ یہ آیت اگر ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن عید مناتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آج مومنین کے لئے دو عیدیں ہیں یوم عرفہ اور یوم جمعہ۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۲۲۰)

(۲): بعض شوافع کے نزدیک مختار قول کے مطابق مستحب ہے۔ لیکن غالب گمان ممنوعات کے ارتکاب کا ہو تو پھر مکروہ ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالی کے نزدیک مجاورت مکروہ ہے۔ یہاں کراہت سے مراد تحریمی ہے کیونکہ لفظ کراہت مطلقا ہو تو اس سے یہی مراد ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس صحابی رسول ہیں۔ ہجرت کر کے طائف چلے گئے اور فرمایا رکبہ کے مقام پر پچاس گناہ کرنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں ایک گناہ کروں۔ لیکن گناہوں میں گرنے سے محفوظ و سلامتی کے ساتھ کامیاب ہونے والے بہت ہی کم ہیں اور قلیل لوگوں کے اعتبار سے فقہی حکم بناء پر نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی مجاورت کے لئے ان کے حال کو بطور قید ذکر کیا جائے۔ بالجملہ ہمارے زمانہ میں سکونت کی قطعا اجازت نہیں۔

(فتاوی رضویہ، جلد۱۰، ص۶۹۱ تا ۶۹۸)

بَابُ الْجِنَايَات

هِيَ عَلى قِسْمَيْنِ :جِنَايَةٌ عَلَى الْإِحْرَامِ وَجِنَايَةٌ عَلَى الْحَرَمِ وَالثَّانِيَةُ لا تَخْتَصُّ بِالْمُحْرِمِ وَجِنَايَةُ الْمُحْرِمِ عَلَى أَقْسَامٍ :مِنْهَامَا يُوجِبُ دَمًا وَمِنْهَامَا يُوجِبُ صَدَقَةً وَهِيَ نِصْفُ صَاعٍ مِن بُرٍّ وَمِنْهَامَا يُوجِبُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَمِنْهَامَا يُوجِبُ الْقِيْمَةَ وَهِيَ جَزَاءُ الصَّيْدِ وَيَتَعَدَّدُ الْجَزَاءُ بِتَعَدُّدِ الْقَاتِلِيْنَ الْمُحْرِمِيْنَ .فَالَّتِي تُوجِبُ دَمًا هِيَ مَالَوطَيَّبَ مُحرِمٌ بَالِغٌ عُضوًا أَوْ خَضَبَ رَأْسَه بِحِنَاءٍ أو ادَّهَنَ بِزَيْتٍ وَنَحْوِهٖ أَوْ لَبِسَ مَخِيْطًا أو سَتَرَ رَأْسَهُ يَوْمًا كَامِلاً أو حَلَقَ رُبُعَ رَأْسِهٖ أَوْ مَحْجَمَه أو أَحَدَ إِبْطَيْهِ أو عَانَتَهُ أورَقَبَتَهُ أوقَصَّ أَظْفَارَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ بِمَجْلِسٍ أو يَدًا أو رِجلاً أو تَرَكَ وَاجِبًا مِمَّا تَقَدَّمَ بَيَانُهُ وفِي أَخْذِ شَارِبِهٖ حُكُوْمَةٌ .وَالتِي تُوجِبُ الصَّدَقَةَ بِنِصْفِ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أو قِيْمَتِهٖ هِيَ مَالَو طَيَّبَ أَقَلَّ مِنْ عُضوٍ أو لَبِسَ مَخِيْطًا أو غَطّٰى رَأْسَهُ أَقَلَّ مِنْ يَومٍ أو حَلَقَ أَقَلَّ مِنْ رُبُعِ رَأْسِهٖ او قَصَّ ظُفُرًا وكَذَا لِكُلِّ ظُفرٍ نِصْفُ صَاعٍ إِلَّا أَنْ يَبْلُغَ المَجْمُوْعُ دَمًا فَيَنْقُصُ مَاشَاءَ مِنْهُ كَخَمْسَةٍ مُتَفَرِّقَةٍ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تختص:	خاص ہونا	جزاء:	بدلہ،عوض
خضب:	مہندی لگانا	عانته:	ناف سے لے کر آلہ تناسل تک بالوں کے اگنے کی جگہ کو عانہ کہتے ہیں۔
غطى:	چھپانا		

ترجمہ:

یہ باب جنایت کے (۱) بیان میں ہے

جنایت کی دو قسمیں ہیں (۲)۔یعنی احرام پر جنایت یا حرم میں جنایت۔دوسری قسم محرم کے ساتھ خاص نہیں ہے۔محرم کی جنایت کی کئی قسمیں ہیں۔ان جنایات میں سے ایک تو وہ ہے جس سے دم (۳) واجب ہوتا ہے۔اور جنایت میں سے ایک وہ ہے جو صدقہ واجب کرتا ہے۔صدقہ نصف صاع گندم ہے (۴)۔اسی جنایت سے وہ ہے جو کہ صدقہ کے علاوہ ہو اسی جنایت سے وہ ہے جس سے قیمت لازم ہوتی ہے (۵)۔اور یہ شکار کا بدل ہے۔متعدد قتل کرنے والے مجرموں پر جزاء بھی متعدد ہوگی (۶)۔جس جنایت سے دم لازم آتا ہے وہ یہ ہیں۔محرم بالغ نے کسی عضو پر خوشبو لگائی (۷)۔سر پر مہندی لگائی (۸)۔زیتون

وغیرہ کا تیل لگایا[9]۔ سلا ہوا کپڑا پہنا[10]۔ پورا دن سر کو ڈھانپے رکھنا، سر کے چوتھائی حصہ یا پچھنے لگانے کی جگہ سے یا دونوں بغلوں میں سے ایک بغل[11] یا موئے زیر ناف کاٹنا[12] ان واجبات میں سے کسی واجب کو چھوڑ دینا جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ۔مونچھیں کاٹنے کی صورت میں عدل کے ساتھ فیصلہ ہوگا[13]۔ اور وہ چیزیں جن کی وجہ سے نصف صاع گندم یا اس کی قیمت دینا واجب ہوتی ہے وہ یہ ہیں۔ اگر عضو سے کم خوشبو لگائی، ایک دن سے کم سلا ہوا کپڑا پہنا یا سر کو چھپایا۔ یا چوتھائی سر سے کم سر منڈوایا۔ ایک ناخن کاٹا، اسی طرح ہر ناخن کے بدلے نصف صاع ہے[14] مگر یہ کہ ان کا مجموعہ دم کو پہنچ جائے تو اس (دم) سے جو چاہے کم کرے۔ جیسا کہ پانچ مختلف ناخن کاٹنا۔

تشریح:

(۱): جنایات جمع ہے جنایۃ کی۔ یہاں جنایت سے مراد وہ کام ہے جو احرام یا حرم کی وجہ سے حرام ہوں۔ کبھی اس کی وجہ سے دو دم، ایک دم یا صدقہ لازم ہوتا ہے۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۲۰۱)

(۲): محرم اگر بالقصد بلا عذر جرم کرے تو کفارہ بھی واجب ہوگا۔ اور گناہ گار بھی ہوگا۔ لہذا اس صورت میں توبہ واجب ۔جرم میں کفارہ بہر حال لازم ہے۔ یاد سے ہو یا بھول چوک سے، اس کا جرم ہونا جانتا ہو۔ یا معلوم نہ ہو۔ خوشی سے ہو یا مجبوراً، سوتے میں ہو یا بیداری میں، نشہ یا بے ہوشی میں ہو اس نے اپنے آپ کیا ہو یا دوسرے نے اس کے حکم سے کیا۔
(بہار شریعت، حصہ ششم، ص ۱۳۳)

(۳): دم سے مراد ایک بھیڑ یا بکری ہوگی اور بدنہ اونٹ یا گائے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۷۵۷)

(۴): جن صورتوں میں صدقہ کا حکم ہے اگر با مر مجبوری کیا تو اختیار ہوگا کہ صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھ لے۔
(فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۷۵۷)

(۵): اگر شکار کیا تو کفارہ واجب ہوگا۔ اور کفارہ اس کی قیمت ہے۔ یعنی دو عادل وہاں کے حساب سے جو قیمت بتا دیں دینی ہوگی اور اگر وہاں اس کی قیمت نہ ہو تو وہاں سے قریب جگہ میں جو قیمت ہو وہ ہے۔ اور اگر ایک ہی عادل نے بتا دیا جب بھی کافی ہے۔ (بہار شریعت، حصہ ششم، ص ۱۵۰)

(۶): اگر دو محرموں نے کوئی ایک شکار کیا تو جنایت کے متعدد ہونے کی وجہ سے جزاء بھی متعدد ہوگی اگر دو غیر محرم نے حرم کا شکار کیا تو جزاء متعدد نہ ہوگی کیونکہ محل ایک ہے۔ اگر ایک جماعت نے شکار کیا تو ان کی تعداد کے مطابق اس کی قیمت کی تقسیم ہوگی۔ اگر غیر محرم اور محرم نے قتل کیا تو محرم پر شکار کی تمام قیمت اور غیر محرم پر اس کی نصف قیمت ہوگی۔ اگر شکار غیر محرم، مفرد اور

قارن نے کیا تو غیر محرم پر جزاء کا تیسرا حصہ، مفرد پر اس کی قیمت اور قارن پر اس کی ڈبل قیمت ہوگی۔

(ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۲۰۱)

(۷): اگر نابالغ نے خوشبو لگائی تو اس پر کچھ نہیں ہوگا۔ اگر خوشبو دار چیز کھائی اور بہت ساری خوشبو منہ کے ساتھ لگ گئی یا مختلف جگہ پر خوشبو لگائی اور اس کو جمع کیا تو ایک عضو کے برابر پہنچ گئی تو دم لازم آئے گا کیونکہ، تمام بدن عضو واحد ہے اگر ایک مجلس میں ہو۔

(الدر المختار مع رد المحتار، جلد ۳، ص ۶۵۴)

(۸): یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ مہندی باریک ہو اور اگر مہندی گاڑھی ہو اور سر کو ڈھانپ لیا۔ یا سر کے چوتھائی حصہ کو ڈھانپ لیا۔ تو دو دم لازم ہوں گے ایک خوشبو کا اور دوسرا دم سر کا ڈھانپنے کا۔ اگر سر ایک دن سے کم ڈھانپا رہا تو صدقہ ہوگا۔ اور یہ حکم مردوں کے لئے ہے۔ مگر عورت کو سر چھپانے سے منع نہیں کیا جائے گا۔ (الدر المختار مع رد المحتار، جلد ۳، ص ۶۵۵)

(۹): کیونکہ تل اور زیتون کا تیل خوشبو کے حکم میں ہے اگر چہ ان میں خوشبو نہ ہو۔ البتہ ان کے کھانے اور ناک میں چڑھانے اور زخم پر لگانے اور کان میں ٹپکانے سے صدقہ واجب نہیں، اس طرح روغن چمیلی وغیرہ خوشبو دار تیل لگانے کا حکم ہے۔

(بہار شریعت، حصہ ششم، ص ۱۳۷)

(۱۰): اگر ایک دن یا ایک رات کی مقدار سے کم پہنا تو صدقہ ہے اگر چہ ایک لحہ کے لئے ہو۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۷۵۷)

(۱۱): دونوں بغلیں پوری منڈائے جب بھی ایک دم ہے۔ سر اور داڑھی اور زیر ناف اور بغل کے سوا باقی اعضاء کے مونڈنے میں صدقہ ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۷۵۹)

(۱۲): اگر ایک جلسہ میں ایک ہاتھ یا پاؤں کے کترے، دوسرے میں دوسرے، تو دو دم دے یونہی چار جلسوں میں چاروں کے تو چار دم۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۷۶۰)

(۱۳): مونچھ اگر چہ پوری منڈوائے یا کتروائے صدقہ ہے۔ اس میں صدقہ کا وجوب کا حکم ہی مذہب صحیح ہے۔ بعض نے کہا کہ اس کے بارے میں ایک عادل شخص حکم لگائے اور بعض نے کہا کہ دم ہوگا۔ لہذا متن کا مسئلہ مفتی بہ نہیں ہے۔

(فتاوی شامی، جلد ۳، ص ۶۶۹)

(۱۴): اگر کسی ہاتھ پاؤں کے پانچ ناخن نہ کترے تو صدقہ ہے۔ یہاں تک کہ چاروں ہاتھ پاؤں کے چار چار کترے تو سولہ صدقے دے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۰، ص ۷۶۰)

فائدہ: مگر یہ کہ صدقوں کی قیمت ایک دم کو پہنچ جائے کچھ کم کرے۔ (الدرالمختار مع ردالمحتار، جلد ۳، ص ۶۷۰)

اَوْطَافَ لِلْقُدُوْمِ اَوِلِلصَّدْرِ مُحْدِثًاوَتَجِبُ شَاةٌ وَلَوْ طَافَ جُنُبًا اَوتَرَكَ شَوطًامِنْ طَوَافِ الصَّدْرِ وَ كَذَا لِكُل شَوطٍ مِنْ اَقَلِّه حَصَاةٌ مِنْ إِحْدَى الْجِمَارِ وَ كَذَالِكُل حَصَاةٍ فِيْمَالَمْ يَبْلُغْ رَمْيَ يَوْمٍ إِلَّا إِنْ لَمْ يَبْلُغْ دَمًا فَيَنْقُصُ مَاشَاءَ أو حَلَقَ رَأْسَ غيرِهٖ أوقَصَّ أُظْفَارَهُ وإن تَطَيَّبَ او لَبِسَ اوحَلَقَ بِعُذْرٍ يُخَيَّرُ بَيْنَ الذَّبْحِ او التَّصَدُّقِ بِثَلَاثَةِ أَصْوُعٍ عَلٰى سِتَّةِ مَسَاكِيْنِ أَوْ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ .وَالَّتِى تُوْجِبُ أَقَلَّ مِنْ نِّصْفِ صَاعٍ فَهِيَ مَالو قَتَلَ قُمْلَةً أو جُرَادَةً فَيَتَصَدَّقُ بِمَا شَاءَ .وَالَّتِى تُوْجِبُ الْقِيْمَةَ فَهِيَ مَالوقَتَلَ صَيْدًا فَيُقَوِّمُهُ عَدْلَانِ فِي مَقْتَلِهٖ أَوْ قَرِيْبٍ مِنْهُ،فَإِنْ بَلَغَتْ هَدْيًا فَلَهُ الْخِيَارُ إِنْ شَاءَ اِشْتَرَاهُ و ذَبَحَهُ أَوْ اِشْتَرٰى طَعَامًا.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
قملة:	جوئیں	جرادة:	ٹڈی
فیقومه:	قیمت لگانا		

ترجمہ:

طواف قدوم یا طواف صدر بے وضو کیا تو نصف صاع گندم ہوگی۔ اگر ناپاکی کی حالت میں کیا تو بکری واجب ہوگی [۱]۔ طواف صدر کا کوئی پھیرا چھوڑ دیا۔ اسی طرح طواف صدر کے کم ترین پھیروں میں سے کوئی پھیرا چھوڑ دیا [۲]۔ جمروں میں سے کسی ایک کی کنکری چھوڑ دی۔ اسی طرح ہر کنکری چھوڑنے کے بدلے میں بھی نصف صاع ہوگا جب تک کہ وہ ایک دن کی رمی کو نہ پہنچ جائے [۳]۔ مگر یہ کہ صدقہ دم کی مقدار ہوجائے تو جو چاہے اس میں سے کم کردے۔ یا دوسرے کا حلق کیا، اس کے ناخن کاٹے (تو صدقہ ہے) کسی عذر کی وجہ سے خوشبو لگائی۔ سر منڈایا [۴] یا کپڑے پہنے تو اس اختیار ہے۔ کہ وہ ذبح کرکے یا وہ چھ مسکینوں پر تین صاع صدقہ کرے یا تین دن کے روزے رکھے [۵]۔ اور وہ کام جن سے نصف صاع سے کم واجب ہوتا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ جیسا کہ اس نے جوں یا ٹڈی کو مار دیا [۶] تو جو چاہے صدقہ کرے اور وہ کام جن کی وجہ سے قیمت واجب ہوتی ہے۔ یہ ہیں اگر اس نے شکار کرنے کی جگہ یا اس کے قریب علاقہ کے دو عادل اس کی قیمت مقرر کریں۔ اگر اس کی قیمت قربانی کے جانور کے برابر ہو تو اسے اختیار ہے۔ چاہے تو جانور خرید کر قربانی کردے [۷] یا اس کا گلہ خرید لے۔

تشریح:

(۱): اگر طواف فرض (طواف زیارۃ) کی ناپاکی کی حالت میں کیا تو بدنہ ہوگا۔ اور بے وضو کیا تو دم اور پہلی صورت میں طہارت کے ساتھ اعادہ واجب۔ (بہار شریعت، حصہ ششم، ص۱۴۶)

(۲): طواف صدر کے تین پھیرے چھوڑے تو ہر پھیرے کے بدلے صدقہ ہے۔ اگر دم کی قیمت کو پہنچ جائے تو کچھ کم کر دے۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص۲۰۴)

(۳): صدقہ اس صورت میں ہوگا جب آدھی سے زیادہ کنکریاں ماریں، اگر پورے دن یا کسی دن کی اکثر رمی ترک کر دی تو دم واجب ہوگا۔ (رفیق الحرمین، ص۲۶۴ تا ۲۶۵)

(۴): اس کی چند صورتیں ہیں (۱) سر منڈانے والا (۲) سر مونڈنے والا دونوں یا تو محرم ہوں گے یا دونوں غیر محرم (۳) سر مونڈنے والا محرم ہوگا اور سر مونڈوانے والا غیر محرم یا (۴) سر مونڈنے والا غیر محرم اور سر مونڈوانے والا محرم، اب حکم سنئے۔ سر مونڈنے والا پر صدقہ ہے مگر جب کہ دونوں غیر محرم ہوں تو کسی پر صدقہ نہیں ہے۔ سر مونڈوانے والے پر دم ہوگا۔ جبکہ وہ غیر محرم نہ ہو۔ (فتاوی شامی، جلد۳، ص۶۷۱)

(۵): یہ حکم جرم غیر اختیاری کا ہے۔ جرم غیر اختیاری سے مراد وہ جرم ہے جو بیماری یا سخت گرمی یا شدید سردی یا جوؤں کے ایذاء کے باعث ہوا اور اگر اس میں صدقہ کا حکم ہے تو صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھ لے۔

(فتاوی رضویہ، ج۱۰، ۷۵۷)

(۶): اپنی جوں اپنے بدن یا کپڑوں میں ماری یا پھینک دی تو ایک میں روئی کا ٹکڑا اور دو یا تین ہوں تو ایک مٹھی غلہ اور تین سے زائد ہوں تو صدقہ دے۔ (الدر المختار مع رد المحتار، جلد۳، ص۶۸۹)

نوٹ: ٹڈی بھی خشکی کا جانور ہے۔ اسے مارے تو کفارہ دینے اور ایک کھجور کافی ہے۔

(بہار شریعت، حصہ ششم، ص۱۵۵)

(۷): جتنی قیمت اس شکار کی تجویز ہوئی اس کا جانور خرید کر ذبح کیا اور قیمت میں سے بچ رہا تو بقیہ غلہ خرید کر تصدق کرے۔

(بہار شریعت، حصہ ششم، ص۱۵۱)

وَتَصَدَّقَ بِهٖ لِكُلِّ فَقِيْرٍ نِصْفَ صَاعٍ أَوْ صَامَ عَنْ طَعَامِ كُلِّ مِسْكِيْنٍ يَوْمًا وَإِنْ فَضَلَ أَقَلُّ مِنْ نِصْفِ صَاعٍ تَصَدَّقَ بِهٖ أَوْ صَامَ يَوْمًا .وَتَجِبُ قِيْمَةُ مَا نَقَصَ بِنَتْفِ رِيْشِهِ الَّذِى لَا يَطِيْرُ بِهٖ وَشَعْرِهٖ وَقَطْعِ عُضْوٍ لَا يَمْنَعُهُ الْإِمْتِنَاعُ بِهٖ وَتَجِبُ الْقِيْمَةُ بِقَطْعِ بَعْضِ قَوَائِمِهٖ وَنَتْفِ رِيْشِهٖ وَكَسْرِ بَيْضِهٖ وَلَا يُجَاوِزُ عَنْ شَاةٍ بِقَتْلِ السَّبُعِ وَإِنْ صَالَ لَا شَيْءَ بِقَتْلِهٖ .وَلَا يجزء الصَّوْمُ بِقَتْلِ الْحَلَالِ صَيْدَ الْحَرَمِ وَلَا بِقَطْعِ حَشِيْشِ الْحَرَمِ وَشَجَرِهِ النَّابِتِ بِنَفْسِهٖ وَلَيْسَ مِمَّا يُنْبِتُهُ النَّاسُ بَلِ الْقِيْمَةُ وَحَرُمَ رَعْيُ حَشِيْشِ الْحَرَمِ وَقَطْعُهٗ إِلَّا الْإِذْخِرَ وَالْكَمْأَةَ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
صال:	حملہ کرنا	حشیش:	گھاس
رعی:	چرانا		

ترجمہ:

ہر فقیر کو نصف صاع دے[1] یا ہر مسکین کے کھانے کے بدلے میں ایک دن کا روزہ رکھے اگر نصف صاع سے کم بچ گیا تو اسے صدقہ کر دے یا ایک دن کا روزہ رکھے۔ پرندے کے ایسے پر اکھیڑنے کی وجہ سے جس سے پرندہ اڑ نہ سکے۔ اس کے بال کاٹنے اور ایسے عضو کاٹنے سے جس کی وجہ وہ کسی چیز کے لئے رکاوٹ نہ بن سکے اس صورت میں جو کچھ نقصان ہوگا اس کی قیمت واجب ہوگی[2]۔ جانور کی ٹانگیں کاٹنے، پرندے کے پر اکھیڑنے اور پرندے کے انڈے توڑنے[3] کی صورت میں قیمت واجب ہوگی۔ درندے کو قتل کرنے کی صورت میں قیمت بکری سے زائد نہ ہو۔ اگر درندے نے حملہ کر دیا تو درندے کے مارنے کی صورت میں کوئی شے لازم نہیں ہوگی[4]۔ نیز محرم کا حرم کا شکار کرنے کی صورت میں روزہ کافی نہ ہوگا۔ حرم کی گھاس کاٹنے خود بخود اگنے والے درخت وہ گھاس لوگوں نے اسے اگایا ہو تو اس صورت میں قیمت واجب ہوگی[5]۔ اذخر اور کماۃ کے علاوہ حرم کی گھاس چرانا یا کاٹنا حرام ہے[6]۔

تشریح:

(۱): قیمت کا غلہ تصدق کرنے کی صورت میں ہر مسکین کو صدقہ کی مقدار دینا ضروری ہے۔ کم وبیش دے گا تو ادا نہ ہوگا۔
(بہار شریعت، حصہ ششم، ص ۱۵۱)

(۲): اگر وہ جانور مر گیا تو پوری قیمت واجب ہوگی۔ (بہار شریعت، حصہ ششم، ص ۱۵۳)

(۳): اگر انڈا گندہ ہوتو کچھ لازم نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس پر لازم تب ہوتا جب وہ شکار کرتا اور خراب انڈے پر شکار کا اطلاق نہیں ہوتا۔ (فتاوی شامی، جلد۳، ص۶۸۴)

(۴): اسی طرح وہ درندے جن کی عادت اکثر ابتداء حملہ کرنے کی ہوتی ہے۔ جیسے شیر، چیتا، تینندوا، ان سب کے مارنے میں کچھ نہیں۔ یوہیں پانی کے تمام جانور کے قتل میں کفارہ نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ششم، ص۱۵۴)

(۵): حرم کے درخت چار قسم ہیں (۱) کسی نے اسے بویا ہے اور وہ ایسا درخت ہے کہ لوگ اسے بویا کرتے ہیں (۲) بویا ہے مگر اس قسم کا نہیں جسے لوگ بویا کرتے ہیں (۳) کسی نے نہیں بویا مگر ایسا ہے کہ لوگ اسے بوتے ہیں۔ (۴) بویا نہیں اور نہ ہی اس قسم سے ہے جسے لوگ بوتے ہیں۔ پہلی تین قسموں کے کاٹنے وغیرہ میں کچھ نہیں۔ ہاں اگر کسی کی ملک ہے تو وہ تاوان لے گا۔ چوتھی قسم میں جرمانہ دینا پڑیگا۔

(بہار شریعت، حصہ ششم، ص۱۶۰)

(۶): امام ابو یوسف کے نزدیک جانوروں کو گھاس چرانا جائز ہے۔ کیونکہ اس سے بچنا متعذر ہے اور اسی پر فتوی ہے۔ اسی پر لوگوں کا عمل ہے۔ (فتاوی شامی، جلد۳، ص۶۸۸)

فصل: وَلَا شَیْءَ بِقَتْلِ غُرَابٍ وَحِدَاۃٍ وَعَقْرَبٍ وفارۃٍ وحیّۃٍ وکَلْبٍ عقورٍ وبَعُوضٍ ونملٍ وبرغوثٍ وقُرادٍ وسلحفاۃٍ ومَا لَیْسَ بِصَیْدٍ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
غراب:	کوا	وحداۃ:	چیل
عقرب:	بچھو	فارۃ:	چوہا
حیۃ:	سانپ	کلب عقور:	پاگل کتا
بعوض:	مچھر	نمل:	چیونٹی
برغوث:	پسو	قراد:	بندر
سلحفاۃ:	مینڈک		

ترجمہ:

کوے، چیل، بچھو، چوہے، سانپ[1]، پاگل کتے، مچھر، چیونٹی[2]، پسو[3]، چچڑی، کچھوے اور جو شکار نہیں ہے اس کے مارنے میں کوئی شے لازم نہ ہوگی۔

تشریح:

(۱): حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما روایت کرتے ہیں آقا دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا! محرم چوہا، سانپ، کتا، چیل اور بچھو کو مار سکتا ہے۔ (مسند امام اعظم، کتاب الحج، ص۱۱۴)

(۲): چیونٹی اگر تکلیف نہ دے تو اسے نہیں مارنا چاہیے۔ (ذریعۃ النجاح شرح نور الایضاح، ص۱۹۲)

(۳): اس حکم میں تمام حشرات الارض داخل ہیں۔ اس لئے کہ یہ شکار نہیں ہیں۔

(الدر المختار ورد المحتار، جلد۳، ص۶۹۱)

فصل فی الهدی

فـصـل الْهَدْی: أَدْنَاهُ شَاةٌ وَهُوَ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَمَا جَازَ فِي الضَّحَايَا جَازَ فِي الْهَدَايَا وَالشَّاةُ تَجُوزُ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِلا فِي طَوَافِ الرُّكْنِ جُنُبًا وَوَطْءٍ بَعْدَ الْوُقُوفِ قَبْلَ الْحَلْقِ فَفِي كُلٍّ مِنْهَا بَدَنَة وَخُصَّ هَدْيُ الْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ بِيَوْمِ النَّحْرِ فَقَطْ وخُصَّ ذَبْحُ كُلِّ هَدْيٍ بِالْحَرَمِ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ تَطَوُّعًا وَتَعَيَّبَ فِي الطَّرِيقِ فَيُنْحَرُ فِي مَحَلِّهِ وَلَا يَأْكُلُهُ بِمِنًى وَفَقِيرُ الْحَرَمِ وَغَيْرِهِ سَوَاءٌ وَتَقَلَّدُ بَدَنَةَ التَّطَوُّعِ وَالْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ فَقَطْ وَيَتَصَدَّقُ بِجِلالِهِ وَخِطَامِهِ وَلاَ يُعْطَى أَجْرُ الْجَزَّارِ مِنْهُ وَلاَ يَرْكَبُهُ بِلاَ ضَرُوْرَةٍ ولاَ يُحْلَبُ لَبَنُهُ إلا ان بَعُدَ الْمَحَلُّ فَيَتَصَدَّقُ بِهِ وَيَنْضِحُ ضَرْعَهُ إِنْ قَرُبَ الْمَحَلُّ بِالنُّقَاخِ .لَوْ نَذَرَ حَجًّا مَاشِيًا لَزِمَهُ وَلاَ يَرْكَبُ حَتّٰى يَطُوْفَ لِلرُّكْنِ فَإِنْ رَكِبَ أَرَاقَ دَمًا وَفَضْلُ الْمَشْيِ عَلَى الرُّكُوْبِ لِلْقَادِرِ عَلَيْهِ وَفَّقَنَااللّٰهُ تعالى بِفَضْلِهِ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِالْعَوْدِ عَلٰى أَحْسَنِ حَالٍ إِلَيْهِ بِجَاهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ادناہ:	کم از کم	ضحایا:	قربانی
تعیب:	عیب دار ہونا	جلالہ:	جھول
خطامہ:	نکیل	جزار:	قصاب
یحلب:	دودھ دوہنا	ینضح:	پانی چھڑکنا
ضرعہ:	تھن	نقاخ:	ٹھنڈا پانی
اراق:	بہانا	منّ:	احسان کرنا

ترجمہ:

یہ فصل ھدی[1] کے بیان میں ھے

ھدی کا کم از کم درجہ بکری ہے۔قربانی اونٹ، گائے اور بکری سے ہوگی۔ جو جانور عید الاضحیٰ میں (ذبح کرنا) جائز ہے وہ جانور حج کی قربانی میں بھی جائز ہے[2]۔ بکری ہر جنایت کی طرف سے دینا جائز ہے۔ مگر طواف رکن، جنابت کی حالت میں کرنے اور وقوف کے بعد حلق کرنے سے پہلے وطی کرنے کی صورت میں بکری دینا جائز نہیں ہوگا بلکہ ان دونوں صورتوں میں بدنہ لازم آئے گا۔ حج تمتع اور قران کی قربانی کو صرف یوم نحر (دس ذی الحجہ) کے ساتھ خاص کیا گیا ہے[3] ہر ھدی کو حرم میں ذبح

کرنے کے ساتھ خاص کیا گیا مگر یہ کہ نفلی قربانی ہو۔قربانی راستے میں عیب دار ہو جائے تو اسی جگہ ذبح کر دیا جائے (۴) اس قربانی میں سے غنی نہ کھائے۔حرم اور غیر حرم کا فقیر اس صورت میں برابر ہیں۔صرف نفل تمتع اور قران کے بدنہ (۵) کو پٹہ ڈالا جائے۔اور اس جانور کی جھول اور لگام صدقہ کر دے مگر قصاب کی اجرت اس قربانی سے نہ دے (۶)۔بلاضرورت اس پر سوار نہ ہو (۷)۔قربانی کے جانور کا دودھ نہ دوہے۔مگر یہ کہ جگہ دور ہو تو اس کا دودھ صدقہ کر دے۔مگر جگہ قریب ہو تو اس کے تھنوں پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارے۔اگر کسی شخص نے پیدل حج کرنے کی نذر مانی تو اس پر پیدل حج کرنا لازم ہوگا (۸)۔وہ سوار نہ ہو۔یہاں تک کہ وہ طواف رکن کر لے۔اگر وہ سوار ہو گیا تو خون بہائے (۹)۔جو شخص پیدل چلنے پر قادر ہے اس کے لئے سواری کے بجائے پیدل حج کرنے میں فضیلت دی گئی ہے۔اللہ تعالی اپنے فضل سے ہمیں توفیق عطا فرما۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے اچھی حالت میں دوبارہ اس کی حاضری کی سعادت عطا کر کے ہم پر احسان فرما۔

تشریح:

(۱): ھدی قربانی کے جانور کو کہتے ہیں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے"والبدن جعلنها لکم من شعائر اللہ لکم فیھا خیر"اور قربانی کے اونٹ،گائے ہم نے تمہارے لئے اللہ عزوجل کی نشانیوں سے کئے تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے۔

(پارہ ۱۷،الحج،آیت ۳۶،۳۷)

(۲): مثلاً اونٹ،پانچ سال کا ہو گائے دو سال کی بکری ایک سال کی مگر بھیڑ دنبہ چھ مہینے کا اگر سال بھر والے کی مثل ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔ (بہار شریعت،حصہ ششم،ص ۱۸۴)

(۳): اگر دس ذی الحجہ کے بعد کی ہو جائے گی مگر دم لازم ہے کہ تاخیر جائز نہیں۔ (الدرالمختار مع ردالمحتار،جلد ۴،ص ۴۷)

(۴): حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سولہ اونٹ ایک شخص کے ساتھ حرم کو بھیجے انہوں نے عرض کی ان میں سے اگر کوئی تھک جائے کیا کروں،ارشاد فرمایا"اسے نحر کر دینا اور خون سے اس کے پاؤں رنگ دینا اور پہلو پر اس کے نشان لگا دینا اور اس میں سے تم اور تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی نہ کھائے۔"

(صحیح مسلم،کتاب الحج،باب ما یفعل بالھدی اذا اعطب فی الطریق،الحدیث ۳۲۴۶)

(۵): بکری کے گلے میں ہار ڈالنا سنت نہیں۔اسی طرح احصار اور جرمانہ کے دم میں نہ ڈالیں۔

(بہار شریعت، حصہ ششم، ص ۱۸۴)

(۶): حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ آقا و عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنی قربانی کے جانوروں پر مامور فرمایا۔ اور مجھے حکم فرمایا کہ "گوشت اور کھالیں اور جھول تصدق کر دوں اور قصاب کو اس میں سے کچھ نہ دوں۔ فرمایا کہ ہم اسے اپنے پاس سے دیں گے۔ (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب الصدقۃ بلحوم الھدایا، الخ، الحدیث ۳۱۸۰)

(۷): حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ "جب تم مجبور ہو جاؤ تو ھدی پر بھلائی کے ساتھ سوار ہو۔ جب تک دوسری سواری نہ ملے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب جواز رکوب البدنۃ، الحدیث ۳۲۱۴)

(۸): وہ کہاں سے پیدل چلے اس میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ جہاں سے احرام باندھا ہے وہیں سے پیدل چلے اور ایک قول یہ ہے کہ اپنے گھر سے پیدل چلے اور دوسرا قول ہی صحیح ہے۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۲۰۵)

(۹): یہ حکم اس صورت میں ہے جب اس نے اکثر یا کل فاصلہ سوار ہو کر کیا۔ اگر اکثر سے کم فاصلہ، سوار رہا تو دم کے حساب اتنی قیمت صدقہ کر دے۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح، ص ۲۰۵)

فَصْلٌ فِی زِیَارَةُ النَّبِی صلی الله علیه وسلم عَلٰی سَبِیْلِ الْاِخْتِصَار تَبْعًا لِمَا قَالَ فِی الْاِخْتِیَار

لَمَّا کَانَت زِیَارَةُ النَّبِی صلی الله علیه وسلم مِنْ أَفْضَلِ الْقُرَبِ وَأَحْسَنِ الْمُسْتَحَبَّاتِ بَلْ تَقْرُبُ مِنْ دَرَجَةِ مَا لَزِمَ مِنَ الْوَاجِبَاتِ فَإِنَّهٗ صلی الله علیه وسلم حَرَّضَ عَلَیْهَا وَبَالَغَ فِی النُّدبِ إِلَیْهَا فَقَالَ" :مَنْ وَجَدَ سَعةً وَلَمْ یَزُرْنِی فَقَدْ جَفَانِی "وَقَالَ صلی الله علیه وسلم " :مَنْ زَ رَ قَبْرِی وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ "وَقَالَ صلی الله علیه وسلم " :مَنْ زَارَنِی بَعْدَ مَمَاتِی فَکَأَنَّمَا زَارَنِی فِی حَیَاتِیْ"، إِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الْاَحَادِیْثِ .وَمِمَّا هُوَ مُقَرَّرٌ عِنْدَ الْمُحَقِّقِیْنَ أَنَّهٗ صلی الله علیه وسلم حَیٌّ یُرْزَقُ مُمَتَّعٌ بِجَمِیْعِ الْمَلَاذِّ وَالْعِبَادَاتِ غَیْرَ أَنَّهٗ حُجِبَ عَنْ أَبْصَارِ الْقَاصِرِیْنَ عَنْ شَرِیْفِ الْمَقَامَاتِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
حرض:	ابھارنا	ملاذ:	لذت
حجب:	پردہ فرمانا	قاصرین:	گناہ گار
مقاما:	معزز مقامات		

ترجمہ:

یہ فصل اختصار کے ساتھ جو کچھ اختیار میں ذکر کیا گیا اس کی اتباع کرتے ہوئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضے کی زیارت [1] کے بارے میں ہے

جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کے روضے کی) زیارت افضل ترین نیکی اور بہترین مستحبات میں سے ہے بلکہ ان واجبات میں سے جو ہم پر لازم ہے اس درجہ کے قریب ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ترغیب دلائی ہے۔ اور روضہ رسول اللہ کی زیارت کی زیارت کے حوالے سے تاکید فرمائی ہے۔ آقا دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس شخص کو وسعت ہو پھر بھی وہ میرے (روضے) کی زیارت نہ کرے۔ اس نے مجھ پر جفا کی۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس نے میرے روضے کی زیارت کی میری شفاعت [2] اس کے لئے واجب ہوگئی" سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس شخص نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی گویا کہ اس نے

زندگی میں میری زیارت کی [۳]، اس کے علاوہ بھی بہت ساری احادیث ہیں۔ اور وہ باتیں جو محققین کے نزدیک ثابت ہیں یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں۔ انہیں رزق دیا جاتا ہے [۴]۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لذیز چیزوں اور عبادات سے فائدہ اٹھاتے ہیں (۵)۔ مگر جو لوگ ان بلند مقامات کے دیکھنے سے قاصر ہیں ان کے لیے آقا علیہ الصلوۃ والسلام پردہ میں ہیں۔

تشریح:

(۱): سفر کا حکم اس کے مقصد کی طرح ہے۔ یعنی حرام کام کے لئے سفر کرنا حرام، جائز کے لئے جائز اور سنت کے لئے سنت، فرض کے لئے فرض، حج فرض کے لئے سفر بھی فرض، اور روضہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے سفر واجب، غرض کہ سفر کا حکم معلوم کرنا ہو تو اس کے مقصد کا حکم دیکھ لو۔ بعض لوگ اس حدیث پاک "لا تشد الرحال الا الی الثلث مسجد الخ" تین مسجدوں کے سوا اور کسی طرف سفر نہ کیا جائے سوائے مسجد حرام، مسجد بیت المقدس، اور میری مسجد" سے یہ استدلال کرتے ہیں سوائے ان تین مسجدوں کے اور کسی طرف سفر کرنا جائز نہیں اور زیارت قبور اس کے سوا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے مراد یہ ہے کہ ان تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف ثواب کی زیادتی کی وجہ سے سفر کرنے کی ممانعت ہے۔ نہ کہ مطلقا سفر کی ممانعت ہے۔ کیونکہ قرآن پاک میں کئی سفروں کا ذکر ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے "اذ قال موسی لفتاه لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا" (الکہف، ۶۰) اور یاد کرو جبکہ موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے خادم سے کہا کہ میں باز نہ رہوں گا۔ جب تک کہ وہاں نہ پہنچوں۔ جہاں دو سمندر ملتے ہیں۔ اس آیت سے مشائخ کی ملاقات کے لئے سفر کرنا ثابت ہوا۔ آیت نمبر۲: ارشاد باری تعالی ہے "اذهب الی فرعون انه طغی" (طہ: ۲۴) اس آیت سے تبلیغ کے لئے سفر ثابت ہوا۔

(۲): شفاعت کی تین قسمیں ہیں (۱) شفاعت بالوجاہت، یعنی جس سے سفارش کی جارہی ہے اس کے ہاں اس سفارش کرنے والے کا کوئی عزت و مرتبہ ہو (۲) شفاعت بالمحبت، یعنی سفارش کرنے والے سے محبت کی بناء پر شفاعت قبول کرنا (۳) شفاعت بالاذن یعنی سفارش کرنے والے کو سفارش کرنے کی اجازت ہو۔

(بہار شریعت، حصہ اول، ص ۴۴)

(۳): یہ حدیث روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت پر شوق پیدا کرتی ہے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جس نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں زیارت کی وہ صحابی ہے۔ لیکن جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے

بعد زیارت کی تو وہ صحابی نہیں ہے۔ تو پھر یہ کیوں فرمایا کہ جس نے میرے وصال کے بعد زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی تو اس کا جواب یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعتبار کرتے ہوئے کوئی فرق نہیں ہے۔ اگرچہ زائرین کے درمیان فرق ہے۔ کیونکہ زائرین سے آقا دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوشیدہ ہیں مگر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے۔ (ذریعۃ النجاح حاشیہ نور الایضاح، ص۱۹۵)

(۴): نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی ویرزق" بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر حرام کیا ہے۔ کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ کتاب الجنائز حدیث ۱۶۳۷)

(۵): حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں معراج کی رات موسی (علیہ الصلوۃ والسلام) کی قبر پر سے گزرا اور موسی علیہ السلام اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔
(صحیح مسلم، باب فضائل سیدنا موسی علیہ السلام، ص۲۶۸)

وَلَمَّا رَأَيْنَا أَكْثَرَ النَّاسِ غَافِلِيْنَ عَنْ أَدَاءِ حَقِّ زِيَارَتِهِ وَمَا يَسُنُّ لِلزَّائِرِيْنَ مِنَ الْكُلِّيَّاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ أَحْبَبْنَا أَنْ نَذْكُرَ بَعْدَ الْمناسك وَأَدَائِهَا مَا فِيْهِ نُبْذَةٌ مِنْ آدَابِ تَتْمِيْمًا لِفَائِدَةِ الْكِتَابِ فَنَقُوْلُ :يَنْبَغِي لِمَن قَصَدَ زِيَارَةَ النَّبِي صلى الله عليه وسلم أن يُكْثِرَ مِنَ الصَّلاةِ عَلَيْهِ فإنه يَسْمَعُهَا أَوْتُبْلَغُ إِلَيْهِ وفضلهااشهرُ من أن يَذْكُرَ فإذا عَايَنَ حِيْطَانَ الْمَدِيْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم ثم يقول " :اللهم هذا حَرمُ نَبِيِّكَ ومُهبِطُ وَحيكَ فَامْنُنْ عَلَى بِالدُّخُولِ فِيْهِ وَاجْعَلْهُ وِقَايَةً لِي مِن النَّارِ وأَمَانًا مِنَ الْعَذَابِ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْفَائِزِيْنَ بِشَفَاعَةِ الْمُصْطَفٰى يَوْمَ الْمَآبِ"، وَيَغْتَسِلُ قَبْلَ الدُّخُولِ أَوْ بَعْدَهُ قَبْلَ التَّوَجُّهِ لِلزِّيَارَةِ إِن أمكَنَه ويَتَطَيَّبُ وَيَلْبَسُ أَحْسَنَ ثِيَابِهُ تَعْظِيمًا لِلْقُدُوْمِ عَلَى النبى صلى الله عليه وسلم، ثُمَّ يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ الْمُنَوَّرَةَ مَاشِيًا إِنْ أمكنَهُ بِلَا ضُرورَةٍ بَعد وَضْعِ رَكبِهِ واطمِئنَانه عَلَى حَشَمِهِ وأَمتِعَتِهِ مُتَواضِعًا بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ مُلَاحِظًا جَلَالَةَ الْمَكَانِ قَائِلاً :بِسمِ اللهِ وعَلَى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰه صلى الله عليه وسلم، (رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّي مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا) (الإسراء 80 :) اللّٰهُم صَل على سيِّدنا محمدٍ وعلى آلِ محمدٍ إلى آخرِهِ واغفِر لِي ذُنُوْبِي وَافْتَح لِي أَبوابَ رَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
نبذة:	گوشہ،ایک حصہ	حيطان:	دیواریں
فامنن:	احسان کرنا	ركبه:	گھٹنے
ذنوبی:	گناہ		

ترجمہ:

جب ہم اکثر لوگوں کو زیارت کے حق کی ادائیگی اور کلیات و جزئیات سے جو کہ زائرین کے لئے سنت ہیں ان سے غافل دیکھا تو ہم نے یہ پسند کیا کہ حج کے طریقے اوراس کی ادائیگی کے بعد کتاب کے فائدہ کی تکمیل کے لئے آداب وغیرہ ذکر کریں۔پس ہم کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضے کی زیارت کا قصد کرنے والا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجے۔کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درود سنتے بھی ہیں اوران تک پہنچایا بھی جاتا ہے[1]۔درود پاک کے فضائل مشہور ہیں جنھیں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں جب مدینہ منورہ کی دیواروں کی زیارت کرے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھ کر یہ کہے۔"اے اللہ! یہ تیرے نبی کا حرم[2] اور تیری وحی اترنے کی جگہ ہے۔اس میں داخل ہونے

بقیہ

کے ذریعے ہم پر احسان فرما۔اور اسے میرے لئے آگ سے حفاظت اور عذاب سے امان بنادے۔قیامت کے دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے سبب مجھے کامیاب لوگوں میں سے بنادے۔اگر ممکن ہوتو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے پہلے مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے یا بعد میں غسل کرے۔خوشبو لگائے۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی نیت سے ان کی بارگاہ میں اچھے کپڑے پہن کر حاضر ہو۔سواروں کے ٹھہرنے اور اپنے اہل قرابت اور سامان سے مطمئن ہونے کے بعد،اگر ممکن ہوتو مدینہ منورہ میں پیدل،سکینہ اور وقار کے ساتھ عاجزی کرتے ہوئے۔اس مقام کی عظمت (۳) کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہتا ہوا حاضر ہوا''اللہ کے نام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملت پر،اے ہمارے رب ہمیں سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا (۴) اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے۔اے اللہ تو درود بھیج ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کی آل پر،آخر تک اے اللہ میرے گناہ معاف فرمادے اور مجھ پر اپنی رحمت اور فضل کے دروازے کھول دے۔

تشریح:

(۱): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی بھی مجھ پر درود پاک پڑھتا ہے۔تو اللہ عزوجل میری روح کو واپس لوٹا دیتا ہے۔یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔شرح دلائل الخیرات میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا''اہل محبت کا درود میں خود سنتا ہوں اور اسے پہنچانتا ہوں باقی لوگوں کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے''

(۲): اس سے مراد یا تو مسجد نبوی ہے یا وہ مقامات ہیں جن کی وجہ سے ان کا احترام کیا جاتا ہے۔
(طحطاوی علی مراقی الفلاح،ص۷۴۶)

(۳): اس مکان کی عظمت ہی کی وجہ سے ستر ہزار فرشتے صبح وشام حاضر ہوتے ہیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ایک بار عہد فاروقی میں قحط پڑا تو حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ نے مزار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوکر عرض کی یارسول اللہ!اپنی امت کے لئے اللہ تعالی سے پانی مانگئے کہ وہ ہلاک ہوئے جاتے ہیں۔رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان صحابی کے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر اسے سلام بھیجو اور لوگوں کو خبر دو کہ پانی آیا چاہتا ہے۔''
(مصنف ابن ابی شیبہ،فضائل عمر رضی اللہ تعالی عنہ،جلد۲،ص۳۲)

(۴): یعنی مجھے اپنی رضا اور طہارت کے ساتھ قبر میں داخل کر اور وقت بعثت عزت وتکریم کے ساتھ باہر لا۔

(تفسیر خزائن العرفان، پارہ پندرہ، آیت ۵۰)

ثُمَّ یَدْخُلُ الْمَسْجِدَ الشَّرِیْفَ فَیُصَلِّی تَحِیَّتَه عِنْدَ مِنْبَرِہٖ رَکْعَتَیْنِ وَیَقِفُ بِحَیْثُ یَکون عَمُوْدُ الْمِنْبَرِ الشریف بِحَذاءِ مَنْکِبِہِ الْاَیْمَنِ فَھُوَمَوقِفُ النَّبِی صلی اللہ علیه وسلم وَمَا بَیْنَ قَبْرِہٖ وَمِنْبَرِہٖ رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ کَمَا أَخْبَرَ بِہٖ صلی اللہ علیه وسلم وَقَالَ" :مِنْبَرِیْ عَلٰی حَوضِیْ "فَتَسْجُدُ شُکْرًا لِلّٰهِ تَعَالٰی بِأَدَاءِ رَکْعَتَیْنِ غَیْرَ تَحِیَّةِ الْمَسْجِدِ شُکْرًا لَمَّاوَفَّقَکَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَنَّ عَلَیْکَ بِالْوُصُوْلِ إِلَیْهِ ثُمَّ تَدْعُو بِمَا شِئْتَ، ثُمَّ تَنْھَضُ مُتَوَجِّھًا إِلٰی الْقَبْرِ الشَّرِیْفِ فَتَقِفُ بِمِقْدَارِ أَرْبَعَةِ أَذْرُعٍ بعیدًا عَنِ الْمَقْصُوْرَةِ الشَّرِیْفَةِ بِغَایَةِ الْأَدَبِ مُسْتَدبِرا القِبلة مُحَاذِیا لِرَأْسِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم، وَوَجْھِهِ الْاَکْرَمِ مُلاحِظًا نَظْرَۃُ السَّعِیْدُ إِلَیْکَ وَسَمَاعُهُ کَلامَکَ وَرَدُّہُ عَلَیْکَ سَلامَکَ وَتَأمِیْنُهُ عَلٰی دُعَائِکَ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
روضة:	کیاری	تنھض:	کھڑا ہونا

ترجمہ:

پھر مسجد شریف میں داخل ہو(۱) اور منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے(۲)۔اور اس طرح کھڑا ہو کہ منبر شریف کا ستون اس کے دائیں کاندھے کی طرف ہو۔اور یہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ تھی(۳)۔آپ کے روضہ مبارک اور منبر کے درمیان جنت کی کیاری ہے(۴) جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے میں خبر دی ہے" ارشاد فرمایا میرا منبر میرے حوض کوثر پر ہے۔تحیۃ المسجد کے علاوہ دو رکعت نماز شکرانے کی پڑھو اس شکر کے بدلے میں جو اللہ تعالی نے تمہیں توفیق بخشی۔اور اس بارگاہ میں حاضری کے ساتھ تم پر احسان فرمایا۔پھر تم جو چاہو دعا کرو۔پھر جھک کر روضہ شریف کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔نہایت ہی ادب کے ساتھ قبلہ کو پیٹھ کر کے (۵)۔روضہ مبارک سے چار ہاتھ دور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک اور چہرہ انور کے برابر کھڑا ہو(۶)۔اس بات کا لحاظ کرتے ہوئے کہ آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس نگاہ اس کی طرف ہے۔تیرا کلام سماعت فرماتے ہیں تیرے سلام کو جواب دیتے ہیں(۷)۔اور تیری دعا پر آمین کہتے ہیں۔

تشریح:

(۱): باب البقیع کی طرف سے حاضر ہو۔ افسوس آجکل دربان، باب البقیع سے نہیں جانے دیتے۔ لہذا لوگ باب اسلام سے ہی حاضر ہوتے ہیں اور اسی طرح حاضری سر اقدس کی جانب سے ہوگی کیونکہ یہ خلاف ادب ہے۔ کیونکہ جب بھی بزرگوں کی بارگاہ میں آئیں تو قدموں ہی کی طرف سے آنا ادب ہے۔ (رفیق الحرمین، ص ۱۸۵)

(۲): اوران دو رکعت میں صرف قل یا یھا الکفرون اور قل ھو اللہ احد پڑھو۔ (بہار شریعت، حصہ ششم، ص ۱۹۵)

(۳): یعنی اس جگہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبادت کیا کرتے تھے۔ اور اس سے توسل اور برکت حاصل کرے کیونکہ جس جگہ انبیاء کرام علیہم السلام کے قدمین لگتے ہیں اس جگہ کو خاص فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ مقام ابراہیم علیہ السلام کو فضیلت حاصل ہے۔ (ذریعۃ النجاح حاشیہ نور الایضاح، ص ۱۹۸)

(۴): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے گھر اور منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے اور میرا منبر حوض کوثر پر ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب ''فضل ما بین قبرہ ومنبرہ وفضل موضع منبرہ'' ص ۴۴۶)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان ''جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے'' کے فرمان سے مراد یا تو یہ ہے کہ بعینہ یہ جگہ جنت سے منتقل کی گئی ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ جو اس جگہ عبادت کرے گا تو وہ جنت میں جائے گا۔ گھر سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضہ انور ہے۔ (صحیح مسلم، ص ۴۴۶)

(۵): مگر افسوس ہے اہل نجد پر جو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضے کی طرف منہ کرنے والوں کا رخ قبلہ کی طرف پھیر دیتے ہیں۔ حالانکہ دعا کا قبلہ آسمان ہے۔ اور وہ جاہل یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل کی ذات صرف قبلہ کی طرف ہے۔ جبکہ اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے ''اینما تولوا فثم وجہ اللہ''۔

(۶): فتاوی عالمگیری میں ہے ''یقف کما یقف فی الصلوۃ'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایسے کھڑے ہو جیسا کہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ (فتاوی عالمگیری، کتاب المناسک، جلد ۱، ص ۲۶۵)

(۷): علی قاری مکی اس کی شرح ''مسلک متقسط'' میں فرماتے ہیں۔ ''بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال واحوال وکوچ ومقام سے آگاہ ہیں۔

(بہار شریعت، حصہ ششم، ص ۱۹۵ بحوالہ ''الباب المناسک'' والمسلک المتقسط'' ص ۵۰۸)

وَتَقُوْلُ :السلامُ علیکَ یَاسیّدی یا رسولَ الله السلامُ علیکَ یا نَبی اللهِ السلامُ علیک یا حبیبَ الله السلام علیک یا نبیَ الرَّحْمَةِ السلام علیک یا شَفِیْعَ الْاُمَّةِ السلام علیک یا سَیِّدِ الْمُرسلین السلام علیک یا خَاتَمَ النَّبِیِینَ السلام علیک یا مُزَمِّلُ السلام علیک یامُدَّثِرُالسلام علیک وعَلیٰ اُصُولِکَ الطَّیِّبِیْنَ وأهلِ بیتکَ الطَاهرین الذین أذْهَبَ اللّٰهُ عَنْهُم الرِجْسَ وطَهّرهم تطهیرًا جَزَاکَ اللّٰه عَنَّا افضَل مَاجَزَی نَبیاً عَنْ قَوْمِهٖ ورَسُولاً عَنْ اُمَّتِهٖ أشْهَدُ انکَ رَسُولُ اللّٰه قَدْ بَلغتَ الرِسَالَةَ وأدَّیتَ الاَمَانَةَ ونَصحتَ الاُمَّةَ وَاَوْضَحْتَ الحُجَّةَ وجَاهَدتَ فِی سَبِیْلِ اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَاَقَمْتُ الدِّیْنَ حَتّٰی اَتَاکَ الْیَقِیْنُ صَلّٰی اللّٰه علیکَ وسلم

یقین: موت

ترجمہ:

اورعرض کرے اے میرے آقا،اے اللہ کے رسول،آپ پرسلامتی ہو۔اے اللہ کے نبی! آپ پرسلام ہو،اے اللہ کے حبیب آپ پرسلام،اے رحم فرمانے والے نبی(۱) آپ پرسلامتی ہو،اے امت کی شفاعت فرمانے والے(۲) آپ پرسلامتی ہو،اے مرسلین کے سردار آپ پرسلام،اے نبیوں میں آخری نبی آپ پرسلام ہو(۳)،اے کمبل اوڑھنے والے آپ پرسلام ہو،اے چادراوڑھنے والے آپ پرسلام ہو،آپ کی پاکیزہ آباواجداداورآپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان پاک اہل بیت پرجن سے اللہ تعالی نے ناپاکی کودورکردیااوراللہ نے انہیں خوب پاک کیاان پربھی سلام ہو۔اورجواللہ تعالی نے کسی قوم سے کسی نبی کو اوراس کی امت سے رسول کوجوجزاءعطافرمائی ہے اس سے بہترجزاءہماری طرف سے اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطافرمائے۔میں گواہی دیتاہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے رسول ہیں۔تحقیق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رسالت کاپیغام پہنچادیا(۴)۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امانت اداکردی(۵)۔امت کونصیحت کی،حجت واضح کردی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی راہ میں جہادکاحق اداکردیا،آپ نے دین کوقائم کیا۔یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاوصال ہوگیا۔

تشریح:

(۱): فرمان باری تعالی ہے''لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤوف الرحیم'' (پارہ۱۱،التوبہ۱۲۸)

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں گزرتا ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔

(۲): طویل حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن جب نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ تو تمام لوگ شفاعت کے لئے مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ مگر سب کہیں گے "اذھبوا الی غیری" جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائیں گے "انا صاحبکم" میں تمہارے لئے ہوں پھر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں حاضر ہوں گے۔ ارشاد ہوگا "اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی مانگو جو کچھ مانگو گے ملے گا۔ شفاعت کرو، تمہاری شفاعت مقبول ہے۔

(۳): خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے سلسلہ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کر دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یا بعد کو کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے یا جائز جانے کافر ہے۔ (بہار شریعت، حصہ اول، جلد اول، ص ۶۳، عقیدہ، ص ۳۶)

(۴): جو یہ کہے کہ کسی حکم کو کسی نبی نے چھپا رکھا، تقیہ یعنی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے نہ پہنچایا کافر ہے۔
(بہار شریعت، حصہ اول، جلد اول، ص ۴۰)

(۵): امانت سے مراد نماز ہے یا اس کے علاوہ دوسرے کام جن کے کرنے کا ثواب اور اس کے چھوڑنے پر وعید ہے اس کے بارے میں بھی معلومات عطا کر دی ہیں۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۷۴۸)

وعَلٰى أشْرَفِ مَكَانٍ تَشَرَّفَ بِحُلُولِ جِسْمِكَ الْكَرِيمِ فِيْهِ صَلاةٌ وَسَلامًا دَائِمَيْنِ مِن رَبِّ الْعَالَمِيْنَ عَدَدُ مَا كَانَ وَعَدَدُ مَا يَكُوْنُ بِعِلْمِ اللّٰهِ صَلاةً لا انْقِضَاءَ لامَدَهَا يَارسولَ الله نَحْنُ وَفْدُكَ وَزُوَّارُ حَرَمِكَ تَشَرَّفْنَا بِالْحُلُوْلِ بَيْنَ يَدَيكَ وَقَدْ جِئْنَاكَ مِنْ بَلادٍ شَاسِعَةٍ وأمْكِنَةٍ بَعِيْدَةٍ نَقْطَعُ السَهْلَ وَالْوَعْرَ بِقَصْدِ زِيَارَتِكَ لِنَفُوْزَ بِشَفَاعَتِكَ وَالنَّظْرُ إلٰى مَآثِرِكَ وَمُعَاهِدِكَ وَالْقِيَامُ بِقَضَاءِ بَعْضِ حَقِّكَ وَالْاِسْتِشْفَاعُ بِكَ إلٰى رَبِّنَا فَإنَّ الْخَطَايَا قَدْ قَصَمَتْ ظُهُوْرَنَا وَالْاَوْزَارُ قَدْ أثْقَلَتْ كَوَاهِلَنَا وَأنْتَ الشافِعُ الْمُشَفَّعُ الْمَوْعُوْدُ بِالشَّفَاعَةِ الْعُظْمٰى وَالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَالْوَسِيْلَةِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :(وَلَوْ أنَّهُمْ إذْ ظَّلَمُوْا أنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا)(النساء :64)

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
زوار:	زیارت کرنے والے	نفوز:	کامیاب ہوجانا
قصمت:	توڑ دینا		

ترجمہ:

اس بلند ترین مکان پر بھی سلام ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم کریم کے ساتھ ملنے سے معزز ہوگیا(۱) تمام جہانوں کے رب کی طرف سے علم الٰہی کے مطابق جو کچھ ہوگیا اور جو کچھ ہونے والا ہے۔اس کی تعداد کے مطابق ہمیشہ ہمیشہ درود وسلام ہو جس کی کوئی حد نہ ہو۔اے اللہ کے رسول ہم آپ کے پاس وفد لے کر حاضر ہوئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم کی زیارت کرنے والے ہیں۔ہمیں اپنے سامنے حاضر ہونے کا شرف بخش دے۔ہم دور دراز کے شہروں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آئے ہیں۔ہم آسان اور سخت راستے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت(۲) کے قصد سے طے کر کے آئے ہیں۔تا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے کامیاب ہوسکیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کے نشانات اور مقامات کی زیارت کریں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض حقوق کو پورا کریں۔اور اپنے رب کے حضور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا شفیع بنائیں۔۔بے شک گناہوں نے ہماری کمر توڑ دی۔اور ہمارے کندھوں پر (گناہوں کا) بھاری بوجھ ہے۔آپ ایسی شفاعت فرماتے ہیں جو قبول کی جاتی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت عظمی مقام محمود اور وسیلہ کا وعدہ کیا گیا ہے۔تحقیق اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا" جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں

میں حاضر ہو جائیں۔ پھر اللہ سے بخشش چاہیں اور رسول بھی ان کی سفارش کریں تو وہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے (۳)۔

تشریح:

(۱): محققین کے نزدیک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضہ مبارک اور جس زمین کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاء ملے ہوئے ہیں۔ وہ جگہ کعبہ اور عرش سے بھی افضل ہے۔ (ذریعۃ النجاح شرح نور الایضاح، ص۲۰۰)

(۲): حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔''

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، ص۳۱۴، جلد اول)

فائدہ: اس حکم میں عورتیں بھی شامل ہیں کہ نہیں؟ تو اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اکابر متقدمین کے نزدیک عورتوں کو سوائے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر مزارات پر حاضری منع ہے۔ اور عورتوں کو تو جماعت، وعظ کے لئے بھی حاضر ہونے سے منع فرما دیا۔ پھر تابعین کے زمانہ ہی سے عورتوں کو مسجد کی حاضری سے مطلقاً منع فرما دیا۔ یہ قسمیں نہ بنائیں کہ صالحات جائیں فاسقات نہ جائیں۔ بلکہ ایک حکم عام ہے۔ اب جبکہ مفاسد پہلے سے کہیں زیادہ ہیں اب کیوں نہ منع کیا جائے گا۔

(فتاوی رضویہ، جلد۹، ص۵۵۱)

(۳): آیت کا حکم عام ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے ساتھ خاص نہیں۔ اگر کوئی شخص وہاں نہ جا سکے تو وہ کیا کرے؟ علماء کرام نے فرمایا وہ تصور میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے۔ اپنے گناہوں کی معافی مانگے امید ہے کہ رب تعالیٰ اسے معاف کر دے گا۔

وَقَدْ جِئْنَاکَ ظَالِمِیْنَ لِاَنْفُسِنَا مُسْتَغْفِرِیْنَ لِذُنُوْبِنَا فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّکَ وَاَسْأَلُہٗ أَنْ یُمِیْتَنَا عَلٰی سُنَّتِکَ وَاَنْ یَحْشُرَنَا فِیْ زُمْرَتِکَ وَاَنْ یُوْرِدُنَا حَوضَکَ وَاَنْ یُسْقِیَنَا بِکَأْسِکَ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا نَدَامٰی اَلشَّفَاعَۃُ الشَّفَاعَۃُ الشَّفَاعَۃُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُھَا ثَلَاثًا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ. وَتُبَلِّغُہٗ سَلَامَ مَنْ أَوْصَاکَ بِہٖ فَتَقُوْلُ :السلام علیک یا رسول اللہ من فلانِ بنِ فلانٍ یَتَشَفَّعُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ فَاشْفَعْ لَہٗ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ، ثُمَّ تُصَلِّیْ عَلَیْہِ وَتَدْعُوْ بِمَا شِئْتَ عِنْدَ وَجْھِہِ الْکَرِیْمِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَۃِ ثُمَّ تَتَحَوَّلُ قَدْرَ ذِرَاعٍ حَتّٰی تُحَاذِیَ رَأْسَ الصِّدِّیْقِ أَبِیْ بکر رضی اللہ عنہ وتقولُ :السلامِ علیکَ یاخَلِیْفَۃَ رسولِ اللہ وَأَنِیْسَہٗ فِی الْغَارِ وَرَفِیْقَہٗ فِی الْاَسْفَارِ وَأَمِیْنَہٗ عَلَی الْاَسْرَارِ جَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا أَفْضَلَ ما جَزٰی اِمَامًا عَنْ أُمَّۃِ نَبِیِّہٖ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
کأس:	پیالہ	خزایا:	رسوا
اسرار:	خفیہ باتیں		

ترجمہ:

ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں اس حال میں کہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ہم اپنے گناہوں سے معافی طلب کرتے ہیں۔اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے۔ہم آپ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرتے ہوئے موت دے[۱]۔اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گروہ میں ہمارا حشر فرمائے۔اور ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض کوثر[۲] پر لے کر جائے۔اور اللہ تعالی ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیالہ مبارک سے سیراب فرمائے۔اس طرح کہ نہ کوئی رسوائی ہو۔اور نہ ہی شرمندگی[۳]۔یا رسول اللہ شفاعت ،شفاعت،شفاعت[۴] یہ تین بار کہے۔"اے ہماری اور ہم سے پہلے جو مومن بھائی گزر گئے ان کی بخشش فرما[۵]۔اور تو جو ایمان والے ہیں ان کے بارے میں ہمارے دلوں میں کوئی کجی نہ رکھ۔اے ہمارے رب تو مہربان رحم فرمانے والا ہے" جس کسی نے بھی تجھے سلام کے بارے میں کہا ہے اس کا سلام پہنچادو۔پس تم کہو"اے اللہ کے رسول فلاں بن فلاں کی طرف سے آپ کی بارگاہ میں سلام ہو[۶]۔وہ رب کے حضور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے طالب ہیں پاس آپ شفاعت فرمائیں اور مسلمانوں کے لئے بھی شفاعت فرمائیں۔"پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے۔اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے مبارک چہرہ کی طرف رخ کر کے قبلہ کو پیٹھ کرتے ہوئے جو چاہے دعا کرے۔ پھر وہاں سے ایک ہاتھ کی مقدار ہٹ کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (۷) کے سر مبارک کے برابر ہو جائے۔ اور کہے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ (۸)، رسول اللہ کے ساتھ، غار میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مونس (۹)، سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رازوں پر جو امین ہیں ان پر سلام ہو۔ جو اللہ تعالیٰ کسی نبی کی امت میں سے امام کو جزاء عطا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہتر جزاء عطا فرمائے گا۔

تشریح:

(۱): برابر ہے کہ سنت موکدہ ہو یا غیر موکدہ۔ کیونکہ ان پر عمل کرنے کی صورت میں ثواب ملے گا۔ مگر سنت موکدہ کا تارک ملامت کا مستحق ہے جبکہ سنت غیر موکدہ کے تارک پر کچھ نہیں ہے۔ (ذریعۃ النجاح، حاشیہ نور الایضاح، ص۲۰۱)

(۲): حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میرے حوض کی مسافت ایک ماہ کے برابر ہے۔ چاروں گوشے برابر۔ اس کا پانی چاندی سے زیادہ سفید ہے۔ اور اس کی خوشبو مشک سے بڑھ کر ہے۔ اس کے برتن آسمان کے تاروں کی طرح ہیں جو حوض کوثر سے پی لے گا اس کے بعد کبھی بھی پیاسا نہ ہوگا۔ (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا وصفاتہ۔ ص۲۴۹)

(۳): یعنی ہم حوض کوثر کے پیالے سے محروم نہ ہو جائیں۔ اور ایسے اعمال سے ہماری حفاظت فرمائیں جس کی وجہ سے ہم حوض کوثر پر نادم ہیں۔

فائدہ: شیخ عبد الحق محدث دہلوی اپنی کتاب تکمیل الایمان میں ارشاد فرماتے ہیں "حدیث میں آیا ہے کہ کوثر کے ساقی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ہیں۔ جس شخص کے دل میں محبت علی نہ ہوگی مشکل ہے کہ وہ اس حوض کوثر سے پانی پی سکے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جس کے دل میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت نہیں ہے اسے کوثر سے ایک قطرہ تک نہ دوں گا۔ (نعیم العرفان ترجمہ تکمیل الایمان، ص۴۲)

(۴): شفاعت کے متعدد مقامات ہیں (۱) حساب وکتاب کے وقت (۲) سوال کی آسانی اور حساب وکتاب سے آزادی کے لئے ہوگی (۳) حکم کے جاری ہوتے وقت (۴) جہنم سے نکلنے کے لئے ہوگی۔ (۵) درجات کی بلندی اور ثواب کے حصول کے لئے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت ایک تو عام ہوگی۔ اور دوسری خاص ہوگی۔ جو اہل مدینہ، روضہ مبارک

کی زیارت کرنے والوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکثرت درود پڑھنے والوں کی ہوگی۔

(نعیم العرفان ترجمہ تکمیل الایمان، ص ۴۷)

(۵): اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جو مسلمان فوت ہوگئے ہیں ان کے لئے بخشش کی دعا مانگنی چاہیے اور ہماری دعا ان کے لئے نفع مند بھی ہے۔اور یہی ایصال ثواب کی اصل ہے۔جو کہ جائز ہے۔

(۶): فقہاء نے کہا کہ اس شخص کے لئے سلام پہنچانا واجب ہے کیونکہ یہ سلام اس کے پاس امانت ہے۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۷۴۹)

(۷): حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا نام حضرت عبداللہ بن عثمان ابی قحافہ ہے۔ساتویں پشت میں آپ رضی اللہ عنہ کا نصب آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملتا ہے۔آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو عتیق اس لئے کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ حاضر ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے جہنم کی آگ سے آزاد شخص کو دیکھنا ہو تو وہ حضرت ابو بکر صدیق کی زیارت کرے۔آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے۔اور مردوں میں سے سب سے پہلے آپ رضی اللہ تعالی عنہ ایمان لائے۔

(ذریعۃ النجاح حاشیہ نور الایضاح، ص ۲۰۲)

(۸): حضرت ابو بکر صدیق پہلے خلیفہ ہیں۔اور انبیاء کے بعد افضل ترین ہیں۔چنانچہ امام اسحاق بن راہویہ و دار قطنی و ابن عساکر وغیرہم بطریق اسانید راوی کہ دو شخصوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے عرض کی حالانکہ آپ کا دور خلافت بھی تھا۔کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو خلیفہ بنایا تھا۔تو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے میرے پاس کوئی عہد ہوتا تو میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو منبر رسول پر جست نہ کرنے دیتا اور ان سے قتال کرتا اگر چہ میرے ساتھ میری چادر کے سوا کوئی نہ ہوتا۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۸، ص ۴۷۲)

(۹): روایت میں ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔جب غار ثور کے قریب آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داخل ہونے سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ داخل ہوئے۔اور غار کے مختلف سوراخ کپڑوں سے بھر دیئے۔مگر دو سوراخ پھر بھی رہ گئے۔وہاں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے پاؤں رکھ دیے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھ کر سو گئے۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کسی چیز نے کاٹ دیا۔اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آنسو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور پر گرے۔اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوگئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دریافت کرنے پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

نے سارا ماجرا بیان کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے زخم پر اپنا لعاب رکھا۔ جس وجہ سے اس زہر کا اثر چلا گیا۔ (ذریعۃ النجاح حاشیہ نور الایضاح، ص۲۰۲)

فلقد خلفته بأحسن خلف وسلكت طريقه ومنهاجه خير مسلك وقاتلت أهل الرّدّة والبدع ومهدت الإسلام وشيدت أركانه فكنت خير إمام ووصلت الأرحام ولم تزل قائما بالحق ناصرا للدين ولأهله حتى أتاك اليقين سل الله سبحانه لنا دوام حبك والحشر مع حزبك وقبول زيارتنا السلام عليك ورحمة الله وبركاته. ثم تتحول مثل ذلك حتى تحاذي رأس أمير المؤمنين عمر بن الخطاب رضي الله عنه فتقول: السلام عليك يا أمير المؤمنين السلام عليك يا مظهر الإسلام السلام عليك يا مكسر الأصنام جزاك الله عنا أفضل الجزاء نصرت الإسلام والمسلمين وفتحت معظم البلاد بعد سيد المرسلين وكفلت الإيتام ووصلت الارحام وقوى بك الإسلام وكنت للمسلمين إماما مرضيا وهاديا مهديا جمعت شملهم وأغنيت فقيرهم وجبرت كسيرهم السلام عليك ورحمة الله وبركاته.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ردة:	مرتد ہو جانا	شیدت:	مضبوط کرنا
حزبک:	گروہ، لشکر	مکسر:	توڑنے والی
اصنام:	بت	ایتام:	یتیم

ترجمہ:

تحقیق آپ نے انتہائی اچھے طریقے سے خلافت کے فرائض سرانجام دیئے۔ آپ اس کے بہترین طریقے پر چلے۔ اور اس کا راستہ بہترین راستہ ہے۔ مرتدوں[1] اور بدعتیوں کے خلاف جہاد کیا۔ اسلام کی سربلندی کے لئے کام کیا اور اس کے ارکان کو مضبوط کیا آپ بہترین امام ہیں۔ آپ نے صلہ رحمی کی[2]، دین اور مسلمانوں کی مدد کی خاطر آپ ہمیشہ حق پر قائم رہے۔ یہاں تک کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔ ہمارے لئے اللہ سے دعا کریں کہ آپ سے ہماری محبت ہمیشہ رہے اور یہ کہ ہمارا حشر آپ رضی اللہ عنہ کے گروہ کے ساتھ ہو۔ اللہ ہماری زیارت کو قبول فرمائے۔ آپ پر سلام، اللہ کی رحمت اور اس

کی برکتیں ہوں۔ پھر اسی طرح وہاں سے ہٹ کر امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے سر کے برابر کھڑا ہو جائے۔ اور کہے! اے امیر المومنین! آپ پر سلام ہو، اے اسلام کو ظاہر کرنے والے (۳) آپ پر سلام ہو۔ اے بتوں کو توڑنے والے آپ پر سلام ہو، اللہ عزوجل ہماری طرف سے آپ کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ تحقیق آپ نے اسلام اور مسلمانوں کی مدد کی، سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد، آپ نے بہت بڑے بڑے شہر فتح کیئے (۴)۔ آپ نے یتیموں کی کفالت اور صلہ رحمی کی۔ آپ کی وجہ سے اسلام مضبوط ہوا۔ آپ مسلمانوں کے پسندیدہ، ہدایت دینے والے اور ہدایت یافتہ امام تھے (۵)، آپ نے مسلمانوں کو جمع کیا۔ مسلمان فقیروں کی مدد کی اور متکبر لوگوں کو شکست دی۔ آپ پر سلام، اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

تشریح:

(۱): جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو عرب مرتد ہو گئے اور انہوں نے زکوۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اگر تمام اہل زمین زکوۃ سے انکار کریں تو میں ان سے بھی جہاد کروں گا۔

(مشکوۃ المصابیح، جلد۲، ص۵۵۶)

(۲): یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کی۔ یہ کہہ کر ان لوگوں کا رد کر دیا جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کے درمیان عداوت تھی۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص۷۴۹)

(۳): شروع میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خفیہ نماز پڑھتے تھے۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی۔ کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم حق پر نہیں ہیں کہ ہم اعلانیہ نماز پڑھیں اور بلند آواز سے اللہ کا ذکر کریں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں تم زندگی اور موت کے بعد بھی حق پر ہو۔ عرض کی پھر ہم خفیہ نماز کیوں پڑھتے ہیں۔ اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ہم اعلانیہ نماز ادا کریں گے۔ پس مسلمان دو صفوں میں نکلے ایک صف میں حضرت حمزہ اور دوسری صف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما تھے۔ پس اسی دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا لقب فاروق رکھ دیا۔ کیونکہ آپ حق و باطل کے درمیان فرق کیا۔

(ذریعۃ النجاح حاشیہ نور الایضاح، ص۲۰۳)

(۴): مثلاً دمشق، بصرہ، ایلہ، حمص، بعلبک، اردن، طبریہ، مدائن، قسطنطنیہ، قادسیہ، نیشاپور، مصر۔

(ذریعۃ النجاح حاشیہ نور الایضاح، ص۲۰۳)

(۵): جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شدید بیمار ہوئے تو انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر

رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنانے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے عرض کی آپ مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا میں تو جانتا ہوں۔ لیکن آپ بیان فرمادیں تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔ تو عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ میرے نزدیک عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں سے سب سے بہترین ہیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان اور مہاجرین وانصار کے ساتھ مشاورت کی۔ اور مشاورت کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ چن لیا گیا۔

(ذریعۃ النجاح حاشیہ نور الایضاح، ص۲۰۴)

ثم ترْجِعُ قَدرَ نِصفِ ذِرَاعٍ فتقُولُ :السَّلامُ عليكما ياضَجِيعِي رسول الله صلى الله عليه وسلم وَرَفِيقَيه ووَزِيرَيه ومُشِيرَيه وَالْمُعَاوِنَين لَه عَلى الْقِيَام بِالدِّين وَالْقَائِمِين بَعْدَهُ بِمُصَالِحِ الْمُسْلِمِيْنَ جَزَاكُمَاالله أحسنَ الْجَزَاءِ جِئنا كَما نَتَوَسَّلُ بِكما إِلى رسول الله صلى الله عليه وسلم لِيَشْفَعُ لَنَا وَيَسْأَلَ اللهَ رَبَّنَاأن يَّتَقَبَّلَ سَعْيَنَاوَيُحيِيَنَاعَلى مِلَّتِه وَيُمِيتَنَاعليها ويحشُرنا في زُمْرَتِهِ .ثُمَّ يَدْعُو لِنفسه ولوالديه ولمن أوصَاه بالدعاء ولجميع المسلمين، ثم يقِف عند رأس النبي صلى الله عليه وسلم كالأول ويقول :اللهم إنك قلت وقولك الحق :(وَلَوْاَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُ وْكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا)

ضجیعی: پہلو میں لیٹنا

ترجمہ:

پھر تم نصف گز کی مقدار لوٹ آؤ۔ پس کہو، اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار کے ساتھیوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیقو، وزیرو[1] مشیرو! دین کے قیام کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تعاون کرنے والو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد مسلمانوں کے فلاح و بہبود کے کام کرنے والو تم پر سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ تم دونوں کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ ہم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں۔ کہ ہم رسول اللہ کی جناب میں آپ سے توسل کریں[2]۔ تاکہ آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری شفاعت فرمائیں۔ اور وہ ہمارے رب سے سوال کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوشش کو قبول فرمائے[3] ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین پر زندہ رکھے[4] اور اسی پر موت دے۔ ہمارا حشر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گروہ میں کرے پھر اپنے لیے، اپنے والدین، جس نے دعا کے لئے کہا ہے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کرے۔ پھر پہلے کی طرح[5] منہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کے پاس کھڑا ہو جائے اور کہے یا اللہ جو تو نے کہا وہ سچ ہے

''اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں پھر اللہ سے معافی مانگیں اور رسول بھی تمہاری شفاعت کریں تو وہ اللہ تعالی کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

تشریح:

(۱): حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں گزرا مگر زمین وآسمان میں اس کے دو دو وزیر ہوتے تھے۔ پس اہل آسمان میں سے میرے دو وزیر جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام ہیں اور اہل زمین میں سے میرے دو وزیر ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما ہیں۔

(مشکوۃ، باب: مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما، الفصل الثانی، ص ۵۶۰)

(۲): اس سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔ اگر چہ ان کا وصال ہو چکا ہو قرآن مجید میں اللہ تعالی کا فرمان موجود ہے ''وابتغوا الیہ الوسیلہ'' مفسرین فرماتے ہیں وسیلہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جو اللہ کے قریب پہنچائے۔

(۳): اس میں ان منکرین کا رد ہے جو کہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر ہیں کیونکہ جو مر کر مٹی ہو گیا جیسا کہ بعض لوگوں کا عقیدہ ہے ان سے شفاعت کا سوال کیا؟ اور وہ کس طرح شفاعت کریں گے۔؟

کہ اعمال کا دارو مدار خاتمے پر ہے لھذا ایمان کی سلامتی کی دعا کرتا رہے۔

(۵): ایک ہاتھ کے فاصلے پر کھڑا ہو جیسا کہ پہلے گزرا۔

وَقَدْ جِئْنَاكَ سَامِعِينَ قَوْلَكَ طَائِعِينَ أَمْرَكَ مُسْتَشْفِعِينَ بِنَبِيِّكَ إِلَيْكَ اللّٰهُم رَبَّنَا اغْفِر لَنَا وَلِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا وَإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ .(رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ) (البقرة 201:) . (سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)(الصافات 180 :) ويزيد ما شاء ويدعو بما حَضَرَه ويُوَفِّقُ له بفضلِ اللّٰه.ثم يأتي أُسْطُوَانَةَ أبي لُبَابَةَ التي رَبَطَ بها نفسَه حتى تابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وهي بينَ قَبْرِهِ وَالْمِنْبَرِ وَيُصَلِّي مَاشَاء نَفْلا ويَتُوبُ إِلى اللّٰه ويدعو بما شاء ، ويَأْتِي الرَّوْضَةَ وَيُصَلِّي ما شاء ويَدعو بما أَحَبَّ وَيُكْثِر من التسبيحِ والتهليلِ والثَّنَاءِ والْاِسْتِغْفَارِ.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
غِلًّا:	کجی، بغض	ربط:	باندھنا

ترجمہ:

تحقیق ہم تیری بارگاہ میں تیرے فرمان کو سنتے ،تیرے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے اور تیرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔اے ہمارے رب! ہماری، ہمارے آباواجداد، ہماری ماؤں اور ان مسلمان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے گزرے ان کی مغفرت فرمادے۔اے اللہ ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لئے کجی پیدا نہ کر بے شک تو مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی [۱] اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے [۲]۔تمہارا رب العزت جو مشرکین باتیں کرتے ہیں ان سے پاک ہے۔مرسلین پر سلام ہو [۳] اور تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔جو چاہے اس سے زائد کرے، جو کچھ اس کے دل میں اور اللہ تبارک وتعالی کی دی ہوئی توفیق سے حاصل ہو دعا کرے۔پھر حضرت ابولبابہ [۴] رضی اللہ تعالی عنہ کے اس ستون کے پاس آئے جس کے ساتھ انہوں نے اپنے آپ کو باندھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔یہ ستون قبر انور اور منبر کے درمیان ہے جتنے چاہے یہاں نفل پڑھے۔اللہ تعالی سے معافی مانگے۔جو پسند ہو وہ دعا کرے۔تسبیح تہلیل، ثناء اور استغفار کثرت سے کہے۔

تشریح:

(۱): دنیا میں بھلائی سے مراد نعمت، عافیت، علم اور عبادت مراد ہے۔اور آخرت میں بھلائی سے مراد جنت، مغفرت اور اللہ

تعالیٰ کی رضا ہے۔ (ذریعۃ النجاح حاشیہ نور الایضاح، ص۲۰۵)

(۲): یہ جو دنیا کی آگ ہے جہنم کی آگ کے ستر جزؤں میں سے ایک جزء ہے۔ جہنم کی آگ کو ہزار برس تک دھونی لگائی گئی، یہاں تک کہ سرخ ہوگئی۔ پھر ہزار برس اور یہاں تک کہ سفید ہوگئی پھر ہزار برس اور یہاں تک کہ سیاہ ہوگئی تو اب وہ نری سیاہ ہے۔ (بہار شریعت حصہ اول، جلد اول، ص۱۶۴)

(۳): نبی اس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے وحی بھیجی ہو اور رسول بشر کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ میں بھی رسول ہیں۔ (بہار شریعت حصہ اول، جلد اول، ص۲۸)

فائدہ: نبیوں کے مختلف درجے ہیں۔ بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے۔ سب سے افضل ہمارے آقا و مولیٰ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد رتبہ میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا ہے۔ پھر حضرت موسیٰ، پھر حضرت عیسیٰ اور حضرت نوح علیہم السلام کا ہے۔ ان حضرات کو مرسلین اولوالعزم کہتے ہیں۔

(بہار شریعت، حصہ اول، جلد اول، ص۵۴)

(۴): اس ستون کو اسطوانہ بھی کہتے ہیں۔ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر یہاں نفل ادا فرماتے تھے۔ مسافر یا مہمان بھی یہاں ٹھہرتے تھے۔ اسی جگہ پر بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیم قرآن مجید اور اسلامی احکام تبلیغ فرماتے تھے۔ کسی غلطی کے سرزد ہونے کی بناء پر بغرض توبہ حضرت سیدنا ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو اسی ستون کے ساتھ بندھوایا تھا۔ اور ضروریات انسان کے لئے اسے کھول دیا جاتا۔ رات دن روتے رہتے اور فرماتے جب تک اللہ میری توبہ قبول نہ فرمائے گا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنے ہاتھوں سے نہ کھولیں گے۔ اس وقت تک میں اپنے آپ کو بندھوائے رکھوں گا۔ آخرکار اللہ تعالیٰ کی طرف سے پندرھویں دن وحی نازل ہوئی۔ اور آقا علیہ السلام نے اپنے دست پر انوار سے کھولا۔

(رفیق الحرمین، ص۲۱۶ تا ۲۱۷)

ثم یأتی المنبر فیضع یده علی الرمانة التی کانت به تبرکا باثر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ومکان یده الشریفة إذا خطب لینال برکته صلی اللہ علیہ وسلم ویصلی علیہ ویسأل اللہ ما شاء، ثم یأتی الأسطوانة الحنانة وهی التی فیها بقیة الجذع الذی حن إلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین ترکه وخطب علی المنبر حتی نزل فاحتضنه فسکن. ویتبرک بما بقی من الآثار النبویة والأماکن الشریفة ویجتهد فی إحیاء اللیالی مدة إقامته واغتنام مشاهدة الحضرة النبویة وزیارته فی عموم الأوقات. ویستحب أن یخرج إلی البقیع فیأتی المشاهد والمزارات خصوصا قبر سید الشهداء حمزة رضی اللہ عنه ثم إلی البقیع الآخر فیزور العباس والحسن بن علی وبقیة آل الرسول رضی اللہ عنهم

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
جذع:	تنا	فاحتضنه:	گلے سے لگانا، تسلی دینا

ترجمہ:

پھر منبر کے پاس آئے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نشانات سے برکت[۱] حاصل کرتے ہوئے رمانہ جو کہ منبر کے ساتھ اس پر ہاتھ رکھے[۲] اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھ کی جگہ سے بھی تبرک حاصل کرے۔ یہاں نماز پڑھے اور جو چاہے اللہ سے دعا مانگے۔ پھر حنانہ کے ستون کے پاس آئے۔ اور یہ اس کھجور کے تنے کا بقیہ حصہ ہے۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو چھوڑ کر منبر پر خطبہ دینا شروع کیا تو اس نے آہ وزاری کی۔ یہاں تک کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے اور اس تنے کو سینے سے لگالیا تو وہ خاموش ہوگیا[۳]۔ بقیہ آثار نبوی اور معزز مقامات سے بھی تبرک حاصل کرے۔ جب تک وہاں ہے شب بیداری کی کوشش کرے۔ اکثر اوقات نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو غنیمت جانے۔ مستحب یہ ہے کہ بقیع کی طرف جائے۔ اور مزارات خصوصا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرے[۴]۔ پھر بقیع کے دوسرے حصے میں حضرت عباس، حضرت حسن بن علی[۵] اور باقی اہل بیت کے مزارات کی زیارت کرے۔

تشریح:

(۱): اس سے معلوم ہوا کہ بزرگان دین کے تبرکات سے برکت حاصل کرنا جائز و مستحسن ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے "وادخلوا الباب سجدا وقولوا حطة" (البقرہ ۵۸) اے بنی اسرائیل تم بیت المقدس میں سجدہ کرتے ہوئے داخل

ہو۔اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں۔اس آیت سے پتہ لگا کہ بیت المقدس جو انبیاء کرام علیہم السلام کی آرام گاہ ہے اس کی تعظیم اس طرح کرائی گئی کہ وہاں بنی اسرائیل کو سجدہ کرتے ہوئے جانے کا حکم دیا۔ (جاء الحق،ص ۲۹۵)

(۲): شفاء شریف میں ہے جس منبر پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ فرمایا کرتے تھے اس پر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اس پر ہاتھ لگا کر منہ رکھتے تھے۔ (جاء الحق،ص ۲۹۶)

(۳): حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کھجور کے تنے کے سہارے خطبہ دیا کرتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جب منبر بنایا گیا تو آپ نے کھجور کے تنے سے ہٹ کر منبر پر خطبہ دینا شروع کر دیا تو تنا فراق رسول میں زار و قطار رونے لگا۔جیسا کہ اونٹنی چلاتی ہے پس نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آئے اور اس تنے پر ہاتھ رکھا اور ارشاد فرمایا اگر تو چاہے تو تجھے یہیں گاڑھ دیا جائے یا تجھے جنت میں گاڑھ دوں اور تجھے جنت کے پانی سے سیراب کیا جائے اور اولیاء اللہ تیرے پھل کھائیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا کہ وہ تنا کہہ رہا ہے کہ مجھے جنت میں گاڑھ دیا جائے۔ (ذریعۃ النجاح حاشیہ نورالایضاح،ص ۲۰۶)

(۴): حضرت حمزہ آقا دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عمارہ ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اللہ اور اس کے رسول کے شیر ہیں آپ کی بعثت کے دوسرے سال اسلام لائے۔اور آپ رضی اللہ عنہ سے تین دن پہلے اسلام قبول کیا۔آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت وحشی نے شہید کیا۔حضرت وحشی اس وقت اسلام نہ لائے تھے۔انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا مثلہ کیا جس سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شدید دکھ پہنچا۔لیکن جب حضرت ہندہ اور وحشی رضی اللہ عنہما اسلام لے آئے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو معاف فرما دیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت اللعالمین ہیں۔ (ذریعۃ النجاح حاشیہ نورالایضاح،ص ۲۰۶)

(۵): آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد ہے۔اور آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے ہیں جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ ہجرت کے تیسرے سال پندرہ رمضان المبارک کو پیدا ہوئے۔یہی اصح ترین قول ہے۔آپ کے وصال کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔۵۰، ۵۸ اور ۴۴ھ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو چالیس ہزار مسلمانوں نے آپ کی بیعت کی۔ (ذریعۃ النجاح حاشیہ نورالایضاح،ص ۲۰۶)

وَيَزُوْرُ شهداءَ أُحُد وإن تَيَسَّر يَوْمَ الْخَمِيْس فَهُوَ أَحْسَنُ وَيَقُوْل :(سَلامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ) (الرعد24 :) ، وَيَقْرَأُ آيَةَ الْكُرْسِي وَالْإِخْلاَصَ إِحْدَى عَشَرَ مَرَّةً وسورة يٰس إن تَيَسَّرَ وَيُهْدِي ثَوَابَ ذٰلِكَ لِجميع الشُّهَداءِ وَمَنْ بِجَوَارِهِمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ. وَيَسْتَحِبُّ أن يَأْتِيَ مَسْجِدَقُبَاء يَوْمَ السَّبْتِ أَوْ غيره وَيُصَلِّي فِيْه ويقول بعدَ دُعَائِه بماأَحَبَّ يا صَرِيْخَ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ يا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ يَامُفَرِّجَ كُرَبَ الْمَكْرُوْبِيْنَ يَا مُجِيبَ دعوةِ الْمُضْطَرِّيْنَ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا محمد وآله وَاكشف كربي وحُزْنِي كَمَا كَشَفْتَ عَنْ رَسُوْلِكَ حُزْنَه وكُرْبَه في هٰذا المَقَامِ يَاحَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَاكَثِيْرَ الْمَعْرُوْفِ وَالْإِحْسَانِ يَا دائم النِّعَمِ يَاأَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم تَسْلِيْمًا دَائِمًا أَبَدًا يا رَبَّ العالمين آمين.

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
عمته:	پھوپھی	خمیس:	جمعرات
عقبی الدار:	آخرت کا گھر	جوارهم:	پڑوسی
یوم السبت:	ہفتہ کا دن	مفرج:	کشادگی دینے والا
کثیر المعروف:	بہت زیادہ بھلائی کرنے والا		

ترجمہ:

امیر المومنین عثمان بن عفان (۱)، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم (۲)، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج (۳)، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ، صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت کرے۔ شہدائے احد کی زیارت کرے (۴)۔ اگر جمعرات کے دن آسانی ہو تو اچھا ہے۔ اور کہے تم پر سلام ہو جو تم نے صبر کیا۔ آخرت کا گھر کتنا ہی اچھا ہے گیارہ مرتبہ آیت الکرسی اور سورۃ اخلاص پڑھے۔ اگر آسانی ہو تو سورۃ یسین کی تلاوت کرے (۵)۔ اس کا ثواب تمام شہداء اور جواب کے جوار میں مومنین ہیں ان کو ہدیہ کردے اور مستحب ہے کہ ہفتے کو یا اس کے علاوہ کسی دن مسجد قباء آئے (۶)۔ اس میں نماز پڑھے جو دعا اسے پسند ہو وہ مانگ کرا کے بعد کہے "اے پکارنے والوں کی پکار کو سننے والے مدد طلب کرنے والوں کی مدد کرنے والے، تکلیف زدہ لوگوں کی تکلیف کو دور کرنے والے، اے مجبوروں کی دعا کو قبول کرنے والے، ہمارے آقا و مولی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر رحمت نازل ہو۔ میرے غم اور تکلیف کو دور

کردے۔جیسا کہ تو نے اس مقام پر اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے غم وحزن کو دور کر دیا۔اے بہت زیادہ مہربان ،اے بہت احسان جتانے والے، بہت زیادہ بھلائی اور احسان کرنے والے،اے دائمی نعمتوں والے،اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے اے رب العالمین ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،آپ کی آل ،اصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ درود وسلام بھیج (۷)۔آمین۔

تشریح:

(۱): تیسرے خلیفۃ المسلمین ہیں۔آپ کا لقب ذوالنورین ہے۔کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوصاحبزادیاں آپ کے نکاح میں تھیں۔اسی وجہ سے آپ کو دونور والے کہا جاتا ہے۔یعنی حضرت رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ تعالی عنہما، آپ نہایت ہی حیا فرمانے والے والے تھے۔سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا''عثمان سے تو فرشتے بھی حیا فرماتے ہیں''۔

(۲): حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد،سوائے ابراہیم رضی اللہ عنہ کے جو حضرت ماریہ قبطیہ کے بدن مبارک سے تھے۔حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا سے تھیں۔صاحبزادیاں بالاتفاق چار تھیں،چاروں نے زمانہ اسلام پایا،صاحبزادوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔حضرت قاسم،وابراہیم رضی اللہ عنہما پر اتفاق ہے۔تیسرے صاحبزادے کا نام عبدالرحمٰن تھا۔صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں۔(۱) حضرت زینب،(۲) حضرت رقیہ،(۳) حضرت ام کلثوم،(۴) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن۔ (سیرت رسول عربی،ص ۴۲۱)

(۳): سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات گیارہ ہیں(۱) حضرت خدیجۃ الکبری(۲) حضرت سودہ(۳) حضرت عائشہ صدیقہ(۴) حضرت حفصہ (۵) حضرت ام سلمہ (۶) حضرت ام حبیبہ (۷) حضرت زینب (۸) حضرت زینب بنت خزیمہ ھلالیہ(۹) حضرت میمونہ(۱۰) حضرت جویریہ(۱۱) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہن۔

(سیرت رسول عربی،ص ۴۰۵)

(۴): سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی نقل کرتے ہیں جو شخص ان شہدائے احد سے گزرے اور ان کو سلام کرے یہ قیامت تک اس پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ (رفیق الحرمین بحوالہ جذب القلوب،ص ۲۲۴)

(۵): حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر شے کا قلب ہوتا ہے قرآن کا قلب سورۃ یاسین ہے۔جو سورۃ یٰسین پڑھتا ہے اس کے لئے اللہ تعالی دس قرآن کے برابر ثواب لکھتا ہے۔

(ذریعۃ النجاح حاشیہ نور الایضاح ،ص۲۰۷)

(۶): مدینہ طیبہ سے تین کلومیٹر جنوب مغرب کی طرف ''قبا'' ایک قدیم گاؤں ہے۔ جہاں یہ مسجد بنی ہوئی ہے۔ ہر ہفتہ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی پیدل تو کبھی سواری پر تشریف لا کر دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔ یہاں پر دو رکعت نفل ادا کرنے کا ثواب ''عمرہ'' کے برابر ہے۔

(بہار شریعت ،حصہ ششم ،ص۲۰۱، جامع الترمذی ،ابواب الصلوۃ: باب ماجاء فی الصلوۃ فی مسجد قباء ،الحدیث ۳۲۴)

(۷): مصنف نے اپنی کتاب کو بھی دعا پر ختم کیا ہے جس طرح کتاب کو شروع کیا تھا۔ اکابرین نے فرمایا جس کے اول وآخر درود ہو وہ چیز مقبول ہوتی ہے۔ (ضوء المصباح حاشیہ نور الایضاح ،ص۲۱۴)

مصادر ومراجع

نمبرشمار	نام کتاب	مصنف کا نام
1	قرآن پاک	کتاب الہی
2	صحیح بخاری شریف	محمد بن اسماعیل بخاری
3	صحیح مسلم شریف	ابوالحسین مسلم بن الحجاج
4	جامع ترمذی شریف	ابوعیسی محمد بن عیسی
5	ابوداؤد شریف	ابوداؤد سلیمان بن اشعث
6	نسائی شریف	احمد بن شعیب النسائی
7	ابن ماجہ شریف	محمد بن یزید ابن ماجہ
8	بحرالرائق	علامہ شیخ زین الدین بن ابراہیم بن محمد
9	طحطاوی علی مراقی الفلاح	احمد بن محمد بن اسماعیل الطحطاوی
10	فتاوی رضویہ شریف	اعلی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی
11	بہار شریعت	مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ
12	مراقی الفلاح علی نورالایضاح	حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی الحنفی
13	ہدایہ	شیخ الاسلام برہان الدین علی بن ابوبکر مرغینانی
14	اللباب فی شرح الکتاب	عبدالغنی الغنیمی الدمشقی المیدانی الحنفی
15	گلدستہ عقائد واعمال	المدینۃ العلمیہ دعوت اسلامی
16	التعریفات	علی بن محمد بن علی الزین الشریف الجرجانی
17	کنز التعریفات	علامہ محمد ظفر قادری عطاری
18	فتاوی عالمگیری	حضرت مولانا سید امیر علی صاحب
19	الاشباہ والنظائر	تاج الدین عبدالوہاب بن تقی الدین سبکی

20	امداد الفتاح شرح نور الایضاح	ابو الاخلاص حسن بن عمار بن علی الفقیہ المصری
21	فتاوی مصطفویہ	علامہ مصطفی رضا قادری نوری
22	فتاوی امجدیہ	حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی
23	حبیب الفتاوی	علامہ مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی
24	فتاوی افریقہ	اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی
25	العطایا الاحمدیہ فی فتاوی نعیمیہ	صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد نعیمی
26	فیضان سنت (قدیم)	حضرت علامہ مولانا ابو البلال محمد الیاس عطاری قادری رضوی
27	فتح القدیر	علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد
28	الطبرانی فی الاوسط	سلیمان بن احمد بن ایوب
29	درمختار	محمد علاء الدین الحصکفی
30	مشکوۃ شریف	شیخ ولی الدین الخطیب التبریزی
31	مسند امام اعظم	علامہ صدر الدین موسیٰ بن زکریا الحصکفی
32	پانی کے بارے میں اہم معلومات	حضرت علامہ مولانا ابو البلال محمد الیاس قادری رضوی ضائی
33	رسالہ نجاستوں کا بیان	حضرت علامہ مولانا ابو البلال محمد الیاس قادری رضوی ضائی
34	حلبی کبیر	ابراہیم الحلبی
35	فتاوی یورپ	مفتی عبد الواحد قادری صاحب
36	الجامع الصغیر	امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی
37	جد الممتار	اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی
38	الدر المختار	محمد بن علی بن محمد بن عبد الرحمٰن
39	موطا امام محمد	الامام محمد الشیبانی
40	فتاوی شامی	علامہ محمد امین ابن عابدین شامی

41	دار قطنی	دار قطنی
42	بحر الرائق	زین الدین بن ابراہیم بن محمد
43	بدائع الصنائع	علاء الدین ابوبکر بن مسعود بن احمد الکاسانی
44	جاء الحق	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی
45	طبرانی صغیر	امام طبرانی
46	المستدرک	ابو عبداللہ الحاکم محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ
47	موطا امام مالک	مالک بن انس بن مالک بن عمر
48	مسند امام احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ
49	تفہیم المسائل	پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن
50	فیضان زکوۃ	حضرت علامہ مولانا ابو البلال محمد الیاس عطاری قادری رضوی
51	رفیق الحرمین	حضرت علامہ مولانا ابو البلال محمد الیاس عطاری قادری رضوی
52	المعجم الاوسط	سلیمان بن احمد بن ایوب بن المطیر اللخمی الشامی
53	تفسیر نعیمی	مفتی احمد یار خان نعیمی